

طبعی نشانی کشف واقع گشتن حسن و خوبی چھپی

اطلاع۔ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور اسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جو جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم کر سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے لیکن خاص اس کتاب کے ٹیبل پچ کے تین صفحہ جو سادہ ہیں انہیں بعض کتب تصوف اردو و فارسی و ذخیرہ کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر و انون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
	ترجمہ سخوارف المعارف۔ کامل دو جلد میں		کتب اخلاق و تصوف اردو
۳۰ روپے	ترجمہ مولانا ابوالحسن فرید آبادی مرحوم۔		اردو ترجمہ غنیۃ الطالبین عربی قدیم مستند
۳۰ روپے	خرنیشہ دانش ہوشمند کی تعلیم از مولوی کریم بخش		تصنیف غوث الاعظم حضرت شیخ سید عبدالقادر
۳۰ روپے	معدن تہذیب۔ مصنفہ مرزا حبیب حسین صاحب		جیلانی رضا کا حامل المتن اردو ترجمہ ہر خوبی یہ
۳۰ روپے	بی۔ اے۔ مجلد خوش نما جلد پارچہ۔		جو کہ ہر صفحہ میں دو کالم ہیں ایک میں عربی عبارت
۲۰ روپے	خرنن الفصاحت۔ معروف بہ سدس آخر۔		اسی قدر ہے جس قدر دوسرے کالم میں اردو ترجمہ ہے
۲۰ روپے	بحر الحقیقت۔ اصلاح نفس میں۔		جدید ترجمہ اور اس قدر مقبول ہوا کہ اگر ترجمہ کو
۳۰ روپے	آب حیات۔ اخلاق و عظمت میں از منشی کامتا پرنس۔		تھوڑا زمانہ ہوا مگر دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے
۲۰ روپے	کیمیائے حکمت حصہ اول بیان شرائط علم و ادب		جس کا کاغذ وغیرہ کل امور ایڈیشن اول سے
۱۰ روپے	تہذیب الاخلاق۔ سولفہ مولوی نجم الحق۔	۳۰ روپے	بمقامہ ہائے عمدہ ہیں۔
	پیراہن یوسفی۔ اردو ترجمہ ثنوی مولانا روم کا	۳۰ روپے	ایضاً۔ کاغذ زرد۔
	منظوم شعر مشعر اور حاشیہ پر اردو میں حاصل مطلب	۳۰ روپے	ایضاً۔ کاغذ درجہ دوم۔
۳۰ روپے	ہر حرف کاغذ فوائد تصوف کامل دو جلد میں تفصیل ذیل	۳۰ روپے	سیرت محمدیہ۔ مطبوعہ غیر۔
۳۰ روپے	جلد اول۔ ترجمہ دفتر ۲ و ۳۔	۹ روپے ۵	جامع الاخلاق۔ ترجمہ اخلاق جلالی۔
۳۰ روپے	جلد دوم۔ ترجمہ دفتر ۴ و ۵۔	۲۰ روپے	باب دانش۔ سولفہ مولوی محمد کریم بخش۔
۳۰ روپے	اخلاق رضی۔ مصنفہ قاضی محمد رضی۔		ذخیرہ سعادت۔ ترجمہ بھامنی بلاس کی پسند
	شجرہ معرفت عشی نتیجات ثنوی مولانا روم		دو فصل اول و آخر کا تہذیب اخلاق میں
۳۰ روپے	ترجمہ سید غلام حیدر صاحب۔	۹ روپے ۱	سولفہ لالہ لال جی صاحب۔
۲۰ روپے	شان رحمت منظوم عبرت انگیز و دلچسپ مضمون	۲۰ روپے	اوقات عزیز۔ از سید غلام حیدر خان

فہرست مضامین بوستان معرفت و فترت چہم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴	در معنی آیہ کریمہ فخذوا بقرۃ من الطیر الخ۔	۲۶	قبلہ ڈھونڈنے والوں کے۔
۶	حدیث الکافرا بکل فی سبتہ امعاء الخ۔	۲۷	بیان آیہ یا حسرة علی العباد۔
۸	کھولنا پیغمبر کا درجہ اور چھپ جانا۔	۲۸	فرجی نام رکھنے کا سبب ابتدائین۔
۱۰	لوٹنا اُس کا فرکا اور دیکھنا آنحضرت کو وہ گمندی دھوٹے۔	۳۰	مناجات۔
۱۳	نوازش کرنا مصطفیٰ کا اور مسلمان ہونا مہمان کا۔	۳۱	صفت طاؤس کی اور سبب مارنے ابراہیم خلیل کا اُسکو۔
۱۲	بیان اسکا کہ اعمال ظاہر بھی آدمی کے گواہین آ	۳۲	اس بیان میں کہ لطف میں قمر اور قمر میں لطف پوشیدہ ہیں۔
۱۵	پاک کرنا حق تعالیٰ کا آپکو نجاست ظاہر سے۔	۳۳	بیان تفاوت عقول اصل فطرت سے خلافت مقررہ۔
۱۶	پھر استعانتِ آب کی حسبِ جائہ و تعالیٰ سے۔	۳۶	حکایت ایک عرب کی کہ کتا اُسکا بھوک سے مرتا تھا اور اُس نے اُسکو روٹی نہ دی۔
۱۸	اس بیان میں کہ گواہی ہی فعل و قول بیرونی کی نور ضمیر پر ہو۔	۳۸	بیان اُسکا کہ کوئی چشم بد آدمی کو ایسا ضرر نہیں کرتی جیسے کہ چشم پسندی کی۔
۱۹	بیان اس نور میں کہ نئے اختیارِ مارت حقانی سے ظاہر ہوتا ہو۔	۴۱	طاؤس پر اعتراض اور اُسکا جواب۔
۲۰	ایمان عرض کرنا حضرت مصطفیٰ کا مہمان پر	۴۲	صفا و سادگی نفس مطمئنہ کی فکر و ن مشور سے ہو جاتی ہو۔
۲۱	اس بیان میں کہ جو نور غذا جان کی ہے غذا جسم اولیا کی ہو۔	۴۴	حدیث لارحبانیۃ فی الاسلام۔
۲۳	انکار کرنا اہل تن کا غدلے روح سے۔	۴۶	بیان اسکا کہ ثواب عمل عاشق کا بھی حق سے ہو۔
۲۴	مناجات۔	۴۷	حدیث مامات من مات الا و تمی ان قبل مامات۔
۲۵	تشبیہ عقل بجزیرہ اور نظر اسکی غیب میں جیسے جزیرہ کی لوح میں۔		
	تمثیل روشن و مختلف کی موافق اختلاف		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۶	پشیمان ہونا حکیم کا جو سوال طاؤس سے کیا تھا۔	۸۳	معنی حدیث لا بد من قرین بدفن منک و
۸۷	اس بیان میں کہ عقل و روح عالم علوی سے	۸۵	ہو جی و تدفن منہ و انت میت۔
۸۸	بیان مقید ہوئے ہیں۔	۸۶	معنی حدیث من جعل الموم ہما و احدا کفاحہ اللہ
۸۹	جواب دینا طاؤس کا مرد حکیم کو۔	۸۷	سائر ہومہ۔
۹۰	اس بیان میں کہ ہنر و زیر کے بھی پر طاؤس	۸۸	در معنی رباعی گر را ہر شے را بہر ت کبشاید۔ آخر
۹۱	کی طرح آفت ہیں۔	۸۹	قصہ اس شخص کا جس نے دعویٰ پیغمبری کیا۔
۹۲	اس بخود کی صفت میں کہ بقائے حق میں	۹۰	جو شخص جس لائق نہیں ہو اس سے وہ بات کہنا
۹۳	خانی ہوا ہو۔	۹۱	یہود کی ہو۔
۹۴	اس بیان میں کہ سوا خدے قہار کے	۹۲	بیان سبب عداوت عام اور بیگانہ جینا اسکا
۹۵	سب آکل و ماکول ہیں۔	۹۳	ساتھ اولیاء کے کہ خدا کی طرف ہلاتے ہیں۔
۹۶	بیان اس سبب کا کہ ابراہیم نے زراغ کیون مارا۔	۹۴	اس بیان میں کہ جب بدکار بدکاری پر
۹۷	مناجات۔	۹۵	جمع جاتا ہو اور نشان دولت نیکو نکادیکھتا ہو
۹۸	بیان حدیث ارجو اثلا ثا عزیز قوم ذل الخ	۹۶	شیطان کی طرح حسد اختیار کرتا ہو۔
۹۹	بیان صفت حقانیوں کا جو دنیا میں اہل دنیا	۹۷	مناجات۔
۱۰۰	کے ساتھ ہیں۔	۹۸	سوال کرنا پادشاہ کا مدعی پیغمبر سے کہ کیا وحی
۱۰۱	حکایت محمد خوارزم شاہ کی جس نے شہر سبزوار کو	۹۹	آنکھ آئی ہو۔
۱۰۲	گھیرا۔	۱۰۰	حکایت اس عاشق کی کہ اپنے معشوق کو
۱۰۳	بقیہ قصہ آہود و آخر خزان۔	۱۰۱	وفا داریاں اپنی جاتا تھا۔
۱۰۴	معنی آیدانی اری سبع بقرات سمان الخ۔	۱۰۲	ایک شخص نے ایک عالم سے پوچھا کہ اگر نازین
۱۰۵	بیان سبب مارنے ابراہیم کا خردوس کو۔	۱۰۳	کوئی روئے تو نادر اسکی باطل ہو جاتی ہے یا نہیں۔
۱۰۶	معنی آید لعل طغنا الا انسان فی احسن تقویم۔	۱۰۴	حکایت مرید کی جس نے اپنے پیر کو روئے دیکھا۔
۱۰۷	تفسیر آید الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات۔	۱۰۵	بقیہ قصہ مقلد در گریہ کا۔
۱۰۸	مثال عالم نیست ہست نما اور عالم ہست	۱۰۶	حکایت اس کنیزک کی جو اپنی خاتون کے
۱۰۹	نرخا۔	۱۰۷	نرخا۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	یہ صورت حصہ کی ہر لائق اہل صورت کے۔		گدھے سے شہوت رانی کرتی تھی۔
۱۵۵	حکمت نظر کرنا چارق و پوشتین پر۔	۱۱۵	تمثیل تلمیق شیخ کی مریدوں کو۔
۱۵۶	بیان آیہ خلق الجان من مارج من نار۔	۱۱۶	ایک صاحب دل نے چلنے میں کیتا حاطہ فیحی
۱۶۰	اس بیان میں کہ ارنا الاشیاء لکما ہی۔		کہ اُسکے پیٹ میں بچے چلاتے تھے۔
۱۶۲	حکایت بیان اتحاد حقیقی عاشق و معشوق میں۔	۱۱۸	قصہ اہل غمزدان۔
۱۶۴	پوچھنا ایک معشوق کا عاشق سے کہ تو آپ کو دوست رکھتا ہو یا بجلو۔	۱۲۳	عطا حق کی اور قدرت اُس کی موقوف
۱۶۶	آنا امیروں کا جو تمام غماز تھے مع سرہنگوں کے اور کھولنا حجرہ ایاز کا۔		قابلیت پر نہیں ہو۔
۱۶۷	لوٹنا نامو کا آیا زکے حجر سے شرمسار۔	۱۲۵	بیان ابتداء خلقت آدم۔
۱۶۸	حوالہ کرنا شاہ کا قبول توبہ نامو کا ایاز کے۔	۱۲۷	آنا میکائیل کا دین پر واسطے لیجانے خاک کے۔
۱۶۹	فرمانا شاہ کا ایاز کو کہ تو چاہتے عفو اختیار کر چاہے بدلہ لے تجھ کو اختیار ہو۔	۱۲۹	قصہ قوم یونس علیہ السلام۔
۱۷۰	تعمیل فرمانا شاہ کا ایاز کو کہ جلدی اس حکم کو فیصل کر۔	۱۳۰	بھینا اسرافیل کا واسطے کف خاک کے۔
۱۷۱	خاموشی کی فضیلت۔	۱۳۲	حکم ہونا عزرائیل کو واسطے لانے مشیت خاک کے۔
۱۷۲	اس بیان میں کہ کوئی ایسی بات کہے کہ مناسب اُسکے دعویٰ نہ ہو۔	۱۳۵	اس بیان میں کہ مخلوق ایک آکہ اس کا ہو اصل وہ ہو۔
۱۷۳	پوچھنا عورت کا گھر پر اور جدا ہونا زہد کا کنیزک سے۔	۱۳۸	جواب حضرت عزت کا عزرائیل کو کہ جو نظر زخم تیر پر نہ رکھیگا وہ تجھ کو بھی نہ دیکھیگا۔
۱۷۴	توبہ نصوح کے بیان میں۔	۱۴۰	بیان مذمت چرب و شیرین دنیا کی چیزوں کا۔
۱۷۵	دعا عارف و اصل کی حق سے ایسی ہو جیسے درخوست حق کی آپ سے۔	۱۴۲	اس منفل کے بیان میں جو کہتا تھا کہ موت دنیا میں نہ ہوتی۔
۱۷۶	توبہ ڈھونڈنا نصوح کا اور آواز آنا کہ سب کو	۱۴۳	فیما یرجی من رحمۃ اللہ۔
		۱۵۰	قصہ ایاز اور اُسکے حجرے کا اور لوگوں کا گمان کہ اس میں دھیندہ رکھا ہو۔
		۱۵۲	اس بیان میں کہ جو کچھ بیان کیا جاتا ہے

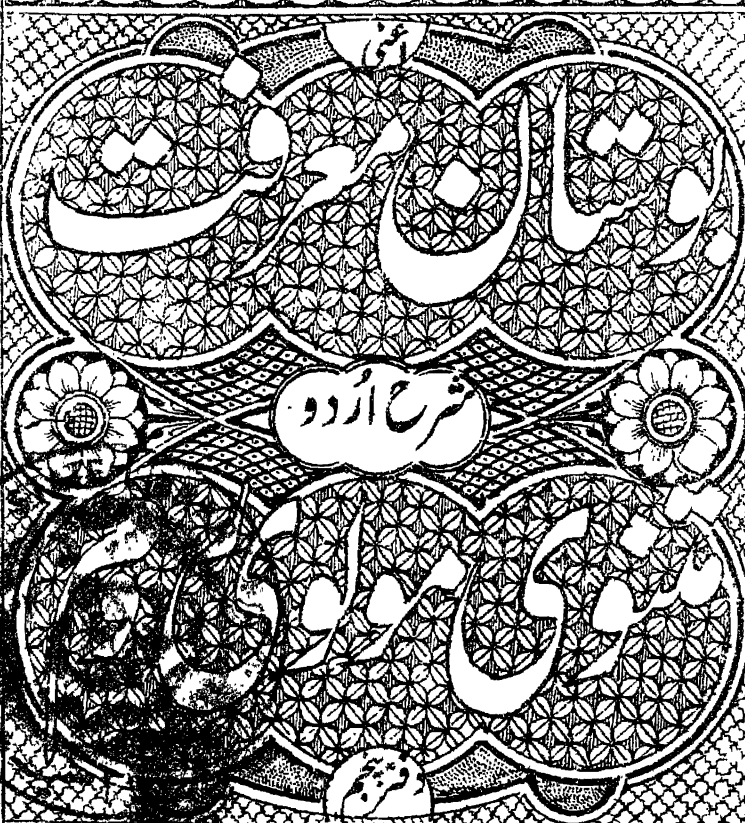
صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸۸	ڈھونڈ لیا اب نضوح کو لاؤ۔	۲۱۳	یجانارو باہ کا خر کو سامنے شیر کے۔
۱۹۱	لجائو ہر کا اور معافی حاجیوں کی نضوح سے۔	۲۱۵	اس بیان میں کہ عہد و توبہ کا کوڑا بلا ہے۔
۱۹۲	اُس شخص کے بیان میں کہ توبہ کرے اور پشیمان ہوئے اور پھر اُس پشیمانی کو بھلائے۔	۲۱۶	عقاب خر کا رو باہ سے۔
۱۹۳	تشبیہ کرنا قطب جو عارف واصل ہو رہا ہے۔	۲۱۷	جواب رو باہ کا خر کو۔
۱۹۵	مخلوق میں قوتِ حمت اور مغفرت سے۔	۲۱۸	جواب دینا خر کا رو باہ کو۔
۱۹۷	اطاعتِ شیر کی حکم کرنا رو باہ کا۔	۲۱۹	جواب رو باہ با خر۔
۱۹۸	دیکھنا گدھے سفاک گھوڑوں تازی بانوں کا آخر پر اور تمنا کرنا اس نواب پر۔	۲۲۱	حکایت شیخ محمد شیرازی کی اور اُس کے پیشت کی
۱۹۹	جواب رو باہ کا خر کو۔	۲۲۳	آنا شیخ کا بعد چند سال کے غزنین میں اور زمیں لیکر گدائی کرنا۔
۲۰۰	جواب خر کا رو باہ کو۔	۲۲۴	حکایت درمینی لولاک لما خلقت الافلاک۔
۲۰۱	حکایت ایک زاہد کی جس نے توکل کا امتحان کیا تھا۔	۲۲۵	جانا شیخ کا ایک امیر کے مکان پر گدائی کو۔
۲۰۲	پھر جواب رو باہ کا خر کو اور تحریریں کتب۔	۲۲۹	گریبان ہونا امیر کا نصیحت شیخ سے۔
۲۰۳	جواب خر کا رو باہ کو۔	۲۳۰	اشارہ ہونا شیخ کو کہ دو برس تو نے ہا ہے۔
۲۰۴	اس بیان میں کہ خبر جو بیان کرے اور اُس کا اثر اُس میں نہ دیکھے تو قابلِ مہم رکھنے کے ہو۔	۲۳۱	حکم سے لیا اور دیا بعد اسکے نہ کسی سے لے نہ کسی کو دے۔
۲۰۵	فرق درمیان سخنِ کامل و اصل سخنِ ناصح مقلد۔	۲۳۲	جاننا شیخ کا ضمیر سائل کو کہ وہ دن کہے۔
۲۰۶	حکایت غنٹ کی اور پوچھنا لوطی کا اس سے کہ تیری کمر میں خنجر کیوں ہو۔	۲۳۳	بیان اس سبب میں جس سے ضمیر دل خلق جانا جالے۔
۲۰۷	غالب ہونا مکر رو باہ کا گدھے پر۔	۲۳۴	غالب ہونا مکر رو باہ کا اور عاجز ہونا گدھے کا حرص سے۔
۲۰۸	حکایت اُس شخص کی کہ خوف سے ایک گھر میں گھس پڑا۔	۲۳۵	تمثیل صبر و جماعت میں۔
۲۰۹		۲۳۶	حکایت ایک مرید حریص اور شیخ کی۔
۲۱۰		۲۳۷	حکایت اُس گاؤ حریص کی کہ ہر روز صحرے حلف دیکھتی تھی۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۳۷	لیجانار و باہ کا خرکوار مار لینا شیر کا۔	۲۳۷	دو پستین کی کر
۲۳۸	حکایت راہب کی جودن کو شمع لیے آدمی کی جستجو میں پھرتا تھا۔	۲۳۸	دعوت کرنا ایک مسلمان کا ایک گہر کو طرف اسلام کے زمانہ بائزید میں۔
۲۴۰	دعوت کرنا ایک مسلمان کا ایک مرغ کو اور جواب اسکا۔	۲۳۹	حکایت موزن بیدا داری کی۔
۲۴۲	در بیان مشیطان بر در گاہ رعن۔	۲۴۰	رجوع بجاکت گہر یا مسلمان دریا جان بائزید۔
۲۴۳	جواب مومن سنی کا کافر جبری کو ثابت کرنے اختیار میں۔	۲۴۱	مثل لانا گہر کا بیان معنی و صورت بائزید میں۔
۲۴۸	اس بیان میں کہ درک و جدائی جیسے اختیار واضطرار اور خشم و اضطبار بجائے جس کے ہر حکایت تقدیر و امتحان بندہ میں۔	۲۴۲	حکایت اس امیر کی جس نے غلام سے کہا شراب لا وہ گھر شراب کا لایا راہ میں نہا ہر نے گھڑا توڑ ڈالا۔
۲۵۱	حکایت تقدیر و امتحان بندہ میں۔	۲۴۳	حکایت ضیاء الخ و تاج الاسلام۔
۲۵۲	حکایت جواب جبری اور شیوت اختیار میں۔	۲۴۴	خبر یا امیر کا اور خشم آلودہ زاہد کے پاس جانا۔
۲۵۴	بیان معنی اشارۃ اللہ کان میں۔	۲۴۵	حکایت بات کرنا دلفک کا سید شاہ تر مذ کو پھر رجوع بہ حکایت امیر و زاہد۔
۲۵۶	بیان معنی جت اقلع۔	۲۴۶	بیان بیطاقتی سالکونین۔
۲۵۹	حکایت اس درویش کی کہ ہرات میں عمید خراسانی کے علاموں کو آراستہ و کھکر کھایا کون ہیں۔	۲۴۷	جواب امیر کا سفارشیون کو۔
۲۶۲	پھر جواب دینا کافر جبری کا مومن سنی کو۔	۲۴۸	ہاتھ پاؤں چڑھنا امیر کے سفارشیون زاہد کا۔
۲۶۵	رجوع بجاکت آریاز و سوال سلطان۔	۲۴۹	پھر جواب امیر کا وسط دفع سوال سفارشیون کے۔
۲۶۸	حکایت تسلی کرنا خولیتون مجنون کا مجنون کو عشق لیلی سے۔	۲۵۰	در بیان معنی آیہ ان دارا آخرہ لہی الحيوان الہی۔
۲۷۰	حکایت جو چی کی کہ چادر اوڑھ کر عورتوں میں بیٹھتا تھا۔	۲۵۱	پھر خطاب شاہ کا ایاز کو۔
۲۷۲	فرمانا شاہ کا دوسری بار ایاز کو شرح چارق۔	۲۵۲	حکایت مہمان و کد غلا وزن کی۔
		۲۵۳	تمشیل فکر و درینہ کی۔
		۲۵۴	حکایت ایک خواجہ اور دھڑکی جس نے دختر کو حاملہ ہونے سے منع کیا تھا۔
		۲۵۵	حکایت صوفی جو غرا کو گیا تھا۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰۶	اصححت مبارزوئی صوفی کو کہ اب لڑائی مت کر	۳۰۶	کے کہ کو غور کروں اور چھو کر میسی کو دین -
۳۰۷	حکایت عیاضی کی کہ نوسہ دھم لڑائی میں گئے	۳۰۷	ہمنا ظیفہ کا پہلوان کینزک کو اور عقد کر دینا
	بامید شہادت اور شہید نہ ہوئے -		وہ لڑکا -
۳۰۹	حکایت دوسرے مجاہد کی اور جانبازی اسکی -	۳۲۷	در بیان آجین قہرناہ -
۳۱۰	حکایت آتش فی کی کہ اسنے نفس کشی کے	۳۲۸	دینا پادشاہ کا ایک گوہر وزیر کے ہاتھ اور
	ایک درم روز دریا میں ڈالتا تھا -		پھر کتنے میر و نلو کہ اسکو توڑو -
۳۱۰	حکایت ایک مجاہد و قتال کی -	۳۳۰	پہونچنا اسس گوہر کا بعد دور ہاتھ میں آیا کر
۳۱۱	حکایت ظیفہ مصر اور شاہ موصل کی -		اور بیان کیا ست ایاز -
۳۱۲	دیدن شاہ موصل کا کینزک کو -	۳۳۱	جواب تشنیع امیر دن کا کہ کون توں لیا گوہر
۳۱۵	دو شاہ پہلوان کا موصل سے اور صحبت کرنا		توڑ ڈالا -
	کینزک سے -	۳۳۲	قصد کرنا شاہ کا واسطے قتل امیر ونگے -
۳۱۷	وصیت پہلوان کی کینزک کو واسطے اخلا راز کے		در معنی لاضیر اور خطاب فرعون کے سامع ونگا
۳۱۸	پہونچنا ایک شخص کا کسی سے فرق حق و باطل کا		فرعون کیساتھ -
۳۱۹	در بیان صنعت عقل منکران بعث -	۳۳۸	مجرم چائنا یا ز کا آپ کو اس سفارش میں
۳۲۰	آنا ظیفہ کا پاس اس زن کے واسطے جمل کے		اور نہ رارس جرم کا چاہنا -
۳۲۱	چھٹا کینزک کے نصف شہادت ظیفہ پر مقابل قوت	۳۳۷	خاتمہ الشرح -
	پہلوان کے -	۳۳۸	خاتمہ الطبع -
۳۲۵	عزم کرنا بادشاہ کا بعد و قوت اس خیانت		

بسم الله الرحمن الرحيم
بسم الله الرحمن الرحيم
بسم الله الرحمن الرحيم

مفتاح كنوز اسرار الہی منشور لامع النور معرفت آگاہی گل گلستان طریقت نثر شاخ حقیقت اسماء



تصنیف تالیف شریف عالم ربانی امیر اسرار سبحانی حضرت مولوی عبدالحی عارف قادری صاحب

کتابخانه ملی پاکستان
مطبع میثقی فوکل شوق واقع لکھنؤ
پیشانی چھپی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

قوله شہ حسام الدین کہ نور انجم است و طالب آغاز سفر انجم است و ایضاً والحق حسام الدین را وہ اوستادان صفارا
 اوستاد و گزودی خلق محبوب کشف و در نبودی حاکماتنگ ضعیف و در بدیعت داد منی دادی و غیر این منطق بے
 نکشادی و لیک القہار بازان صعوہ نیست و چاہہ اکنون آب روغن گرد نیست و شرح تو غیب است بر اہل جہان و ہجولہ
 عشق دارم و رہنما و مدح توصیف است باز ندانیان و گویم اندر معجز و حایان و مدح تعریف است و تخریق حجاب غایت
 از مدح و تعریف آفتاب و مدح خورشید مدح خود است و کہ دو چشم روشن نام درست و دم خورشید جہان دم خود است
 کہ دو چشم کو روتا ریک و بدست و اللغات سفر کتاب نامہ کشف ضد لطیف سبط و تیرہ آب روغن نکلف کرنا تخریق
 پارہ کرنا مہم رہا رہا کردہ شدہ و رہا رفتن ہر خیم المعنی فرماتے ہیں بادشاہ حسام الدین کہ نور انجم کا ہر قسمی آفتاب
 اسواسطے کہ نور ستاروں کا اسی سے ہوا اب وہ طالب اس بات کا ہو کہ سفر انجم اور قدر انجم شروع کیا جائے لہذا مخاطب
 ہو کے کہتے ہیں کہ ایضاً والحق حسام الدین تو ایک شخص ہاے سخی و جوان و ہوا و جواد ستاد صفا کے ہیں کہ ان سے لوگ
 صفا کی تعلیم پاتے ہیں ان کا استاد کیا کروں اس مخلوق پر پردہ پڑا ہو اور کشف و تار یک موٹی سمجھ وائے بے بصیرت ہیں
 اور خلق انکے تنگ ضعیف جنہن بات کی گنجائش نہیں در این ہجر اٹھیں گے بات انہیں نہ ہوتی تو تیری مدح میں حق
 معنی کا ادا کرتا اور سوا اس گفتگو کے کسی بات میں لب نہ کھولتا اب مجبور ہوں القہار کا مولا نہیں کھا سکتا بجز اسکے اور
 کیا بن آتا ہو کہ آب روغن گردن یعنی نکلف شرح تیری صفت کی اہل جہان پر پوشیدہ ہو اور میں اسکو مثل بار عشق کے
 اپنے باطن میں چھپائے ہوے ہوں کہوں تو کس سے کہوں یہ اہل دنیا ہو جو بجا دنیا سخن کے زندانی ہیں انہے کہتے صفت
 آگاہان معجز روحانیون میں کہوں کہ وہ فرشتے اور اہل اللہ ہیں مدح تعریف ہی تو ہو یعنی کسی کو کسی کی ذات و صفات سے

شنا سا کرنا اور تخریق حجاب کہ وہ پردے پھاڑنا ہی جو مروج اور سامع کے درمیان میں ہوتے ہیں سو تو آفتاب ہنر
 تعریف و تخریق سے فارغ ادنیٰ اسے اسب آفتاب کو جانتے ہیں اور وہ بذات خود ظاہر باہر گیس در حقیقت جو کوئی
 ملح آفتاب کا ہی بنا ہی ملاح ہی یعنی جتنا تا ہی کہ میری دونوں آنکھیں روشن ہیں رمد رسیدہ نہیں ہیں کچھ آفتاب پر
 احسان نہیں ہوا ایسے ہی جو کوئی مذمت آفتاب کی کرتا ہو اپنی مذمت کرتا ہو بتاتا ہو کہ میری آنکھیں اندھی و مری و
 تاریک ہیں ہر کوئی کیگا کہ اسکو آفتاب سی شے نہیں سو جھٹی قولہ تو بخشا ہر کسے کا نذر جہان بذات حسود آفتاب
 کامران بہ تانندش پوشیدہ بیچ از دید ہا بہ و ز طراوت دادن بوسید ہا بہ یا ز نور یورش تانند کاست بہ یا بدفع جاہ او تانند
 خاست بہ ہر کسے کو حاسد کیہاں بود بہ آنحد خود مرگ جاویدان بود بہ قدر تو بگذشت از درک عقول بہ عقل مر شرح شما
 بوالفضول بہ گرجہ عاجز آمد این عقل از بیان بہ عاجز از جنبشہ باید دران بہ ان شینا کلہ لایدرک بہ علما ان کلہ لایترک
 گرچہ نتوان خورد طوفان سحاب بہ کے توان کردن تبرک خورد آب بہ آب دریا را اگر نتوان کشید بہ ہم بقدر تشنگی یا پیشینہ
 زار اگر بی نیاری در میان بہ درکارا تازہ کن در قشر آن بہ نقطہا نسبت بتو مشرب لیک بہ پیش دیگر مغربا نیاست
 نیک بہ اللغات عقول جمع عقل و نیز مراد از عقول عشرہ کہ وہ دس فرشتے ہیں عقل اول و عقل ثانی ایسے ہی
 ہا عقل عاشکر حکما کے نزدیک خالق جملہ اشیا کے ہیں المعنی ادب کے کلام سے جو کہ نسبت ذم کی طرف مروج کے
 مخرج ہوتی ہو کہ جب ایسا شخص ہو تو اسکی ذم کون کر لگا اسکی رفع میں فرماتے ہیں کہ اگر چاہ و مرآت الون کے کسی قسم کا جاہ ہو
 حاسد ضرور ہوتے ہیں بس ای مروج تو سپر رعم کر خوش جہاں میں حاسد آفتاب کامران کا ہی کا اشارہ مروج ہی سے پہچلا
 کوئی آفتاب کی کامرانی میں خلل ڈال سکتا ہو یا اسکو کوئی لوگوں کی آنکھوں سے چھپا سکتا ہو اور وہ جو ہر کہنہ بوسیدہ کو
 طراوت بخشتا ہو کیا اسکو پوشیدہ کر سکتا ہو یا اسکے نزدیک سے کچھ گھٹا سکتا ہو یا اسکا کوئی جاہ کھونے پر آمدہ ہو سکتا ہو
 او مروج تیری قدر تو ایسی ہو کہ عقول عشرہ کے درک سے باہر ہو پھر کسی کی عقل تمہارے بیان میں سوائے بوالفضیل
 ہونے کے اور کیا ہو آب فرماتے ہیں اس بیان سے اگرچہ عقل عاجز ہو لیکن مثل عاجزون ہی کے کچھ جنبش تو اس میں
 ضرور چاہیے جیسا کہ کہا ہو ان شینا لایدرک کلہ ہا علما ان لایترک کلہ تحقیق جس چیز کو کہ پورا پورا نہ پاسکے تو جانے
 کہ بالکل اسکو چھوڑ دینا بھی نہیں چاہیئے مثلاً اگر امیر کے طوفان کو بالکل نہیں پی سکتا تو بقدر خوراک کے ترک کرنا بھی نہیں
 بہتر ہو یا اگر آپ دریا کو کلی نہیں سوک سکتا تو تشنگی کے موافق ہی پینا چاہیئے ایسے ہی اگر ادا گو تو درمیان میں نہیں
 لا سکتا ہو تو اسکے پوست ہی سے لوگوں کے درک کو تازہ کر اگرچہ ہمارے نطق و گوئی ان نسبت تیرے تو پوست
 ہیں لیکن اور لوگوں کے سامنے نہایت ہی اچھے مقرر ہیں قولہ آسمان نسبت بعرض آمد فروغہ قدر بس علیست
 پیش خاک تو دین بلکیم وصف تو نامہ بر مد پیش ازان کوفت آن حسرت بر مد نہ نور حق و بجی جذب جان خلق
 و عظمت و ہند و گمان و شرط و تعظیم ست و تا این نور خوش بہ گو و این بید یگانہ بر سر کش بہ نور یا بستعد تیز گوش

گو نہا شد عاشق ظلمت جو موش بنور میکش ای حریف تیر کوش بگرید چون موش و ظلمت کاوش پشیمت چشمانیکہ شب جولان
کنند مے طواعت کعبہ ایمان کنند بنامتہائے مشکل باریک شد بند طبع کورین تاریک شد تا بکرا اید نہر رانا رو پودینہ
چشم درخور شد نتواند کشود چو نخل بر نیار دشا خنابہ کرموشانہ زمین سوراخا بنہ اللغات جاذب بسیار کشند المعنی
یہ معنی شعر کلام صدر کی نظیر ہو کہ آسمان نسبت عرش کے بہت ہی پست و فرو و ہر درخت خاک تودہ کی نسبت نہایت ہی
عالی و بلند ہو آب میں بھی بنظر ان خیالات کے تیرا وصف کردن تو لوگ سراغ معنی کا لگائیں قبل اس سے کہ یہ اعظم
اُن سے فوت ہو یعنی معنی سے بہرہ ور ہوں اور حسرت ایجا بین جی کی جی میں رہ جائے چنانچہ فرمایا کہ تو نور حق کا ہوا جان
تیری جاذب حق کی خلوق و ہم و گمان کی ظلمت میں ٹہری ہو اس سبب اسکو نہیں سوچتا آب شرط تعظیم کی یہ کہ تیرا نور خوش
ان بیدیدون کی آنکھ میں سرمہ لگا دے تا آنکو تیری عظمت و بزرگی سوجھے پھر کہتے ہیں یہ تو سب کچھ ہو کر تو بھی تو وہی بات
جو استعدا و والا اور تیر کوش ہو اور موش کی طرح عاشق اندھیرے کا نہو اگر ای حریف تیر کوش تو موش کی طرح نہیں ہو تو
نور کھینچے جا جہا تک ہو سکے جذب کر ظلمت میں مت کوشش کر ایسے کہ جو سست چشم ہیں رات کے دوڑنے
پھر نہ دے وہ شعلہ ایمان کا طواف کرتے ہیں نہ گتے تو مشکل باریک ہیں اور جو کورین ہیں اُنکے بند طبع تاریک پھر
اُنکو کیسے سوچیں بس جب تک وہ اپنے علم و ہنر کا مانا بانا نہ درست کرینگے آفتاب کی طرف آنکھ نہیں کھول سکتے اور جھوٹ
موش کی طرح زمین میں سوراخ بنائے ہیں وہ مثل نخل کے شاخ و برگ سے کب سرسبز ہو سکتے ہیں اور مقامات
عالیہ شاخ و در شاخ کو کمان ہو بیخ سکتے ہیں

در معنی آئیہ کریمہ فیخذا ربعة من الطیر فصرہن الیک پس ے تو چار پرند پھر ملا تو آنکو طرف اپنے

قولہ چار وصف است این بشر ادا دل فشارت چار بیخ عقل کشے این چار بیخ تو خلیل واقعی اور خوشیہ پیش نہ ایچھا را طیار رہن را
بکش نازک ہر مرغی از نمازا غوش بہت عقل عاقلانہ ایدہ کش چار وصف تن جو مرغان خلیل بسمل ایشان بھلازا بسیل
اخیلیل اندر خلاص نیک بد نہ سر بر شان تار ہد ہا باز سدیک کل توئی جھلکان اجزای توبہ بر کشا کہ بہت پاشان یابی توبہ از تو عالم روح
زاری میشود بہشت حدشکر سواری میشود نہ نازک کہ بن شد مقام چاروہ نام شان شد چار مرغ فتنہ جو بد خلق را گر زندگی خواہی
ابد نہ سر بر این چار مرغ شوم بد نہ باز شان زندہ کن از نوع دیگر کہ نباشد بعد از ان نال ایشان ضرر نہ چار مرغ معنوی
راہزن ہر کردہ انداند رسول خلقان وطن بنچون امیر مظلوم و لہما شوی بہ اندرین دوران خلیفہ حق توئی بہ سر بر این چار
مرغ زندہ را بہ سرمدی کن عمر ناپایندہ را بہ اللغات چار بیخ توے از تعذیب اور چار بیخ سے ہاتھ پاؤں بانہنا
فشار فشار و ن سے مٹھی یا پاؤں سے کسی چیز کو دبانا پھوڑنا بسیل وقت مراد وقت سے المعنی یعنی چار وصف
جو قریب نہ ہو گئے آدمی کا دل و بائے پھوڑنے دے ہیں اور اسکی عقل کے لیے چار بیخ کہ ہاتھ پاؤں اُس کے
اس چار بیخ سے بندھے ہوئے ہیں یا اسنے عذاب میں پھوڑا اور خورشید و ش جو کنا یہ حسام الدین سے ہی اپنے وقت کا چچ

خلیل ہو چھکوا جائے کہ ان چاروں پرندوں کو جو سب رہن ہین خلیل کی طرح ہاڑاس سبب سے کہ ہر مرغ ان سے
 مثل مرغ کے عقلمندوں کی عقل کی آنکھیں نکالنے والا ہو اور وہ چاروصفت تین کے جو مثل چار مرغ خلیل کے ہین وہ
 ہین جنکا سبب مفت و راہگان جان دیتا ہو تسلی خلیل اگر تو چاہے کہ نیک و بد سبب اسے خلاص ہو جائیں تو پہلے
 ان چاروں کے سر کاٹ تا انکی دیوار سے جو مانع اور حائل ہوا ہی ہو سبکے پاؤں جھوٹ جائیں اور آگے کو چلتا و
 ہو جائیں کسواسے کہ توکل ہو اور جملہ مردم تیرے اجزاس تو اپنا پاؤں بڑھا کہ سب آگے بڑھ چلیں تیرا ہی پاؤں اُنکے
 پاؤں ہین کل مراد و مرع سے ہو تو وہ ہو کہ مجھ سے عالم روح ہوتا ہو انکے شست روح چنانچہ سو لشکر کی پشت ایک سوا ہوتا ہو
 جس سے سب تقویت پاتے ہین یہ تین انسان کا مقام چار جو کا ہو کہ چاروں نہرین ایمین جاری ہین اور انھیں نہروں کا نام چار
 مرغ فتنہ جو ہو تو اگر خلقت کی زندگی ابدی چاہتا ہو تو ان چاروں مرغ غش بد کا سر کاٹ ڈال اور پھر انکو دوسرے طور پر
 زندہ کر کہ بعد اسکے پھر اسے کچھ ضرر کیسکو نہیں ہو چھکا انھیں چار مرغ راہن نے سارے مخلوق کے دلین میں کیا ہو چھ چرب
 میر جملہ دلون کا تو ہی ہو اور اس دور میں خلیفہ حق کا بھی ہو تو ان چاروں مرغ زندہ کا سر کاٹ ڈال و یہ عمر جو ناپائیدہ
 لوگوں کی ہو اسکو سرمدی کر دے قولہ بط و طائوسست و ذنا غشت و خروش این مثال چار مرغ اندر نفوس ببط
 حصست و خروش ان شہوتست بجاہ چون طائوس ذنا غشتست بفتیش ان کہ بود عمر و ذنا طامع تا بیدان امید ساز ببط حص
 اندکہ نوکس در زمین بذر در در خشک میجوید و دین بیک مان بود و مصل ان گویہ لغت و از امر جز حکم گویہ بچھو غماجی کہ خانہ سے کندہ
 نود و زود انبان خود بر میکنہ اندر انبان می فشار و نیک و بد و دانہ و دزد و حیات نخودہ تا سباد باغی آید و گرو می فشارد
 و جو ال خشک تر بہ وقت تنگ فرصت اندک و خوف بہ در بغل نہر چہ دید ان بیوقوف بہ تمام دشمنیت بر سلطان خویش
 کہ نیا بد طامعی آید بد پیش بد لیک مومن زاعما و اخیات بیکند غارت بہل مالکات نیست از قوت و از باغی کہ از دینا ستر
 شد بر عدو نیست از خواجہ تا نشان دگر کہ بیایندش مراحم عرفہ بڑ عدل شد بدیدر جیبہ تمام کہ نہانہ کروکس جس ستم لاجرم تشابہ
 ساکن بودہ از قوت خط خود این بودہ بس تانی دارد و صبر و شکلیت چشم بر موقوفست پاک حیث کین تانی بر تو حمان بودہ و ان تشاب
 از ہر شیطان بودہ تا کہ شیطانش بر سامد ز فقرہ بارگیر صبر را بکشد و فقرہ از بنی لشکر کہ شیطان در وعیدہ میکند تدبیرت از فقر
 شد بہ تاخوری زشت و بری زشت از تشاب بہ نہروت تانی تانی تو اب بہ لاجرم کا فر خود در ہفت بطین دین دل تار یک
 لا غرقت بطن ذلقات ایت از نو تا بیکیشکی غماج غارتگر مثل تختین استکی آت درنگ حرفہ فائدہ نانی تا مل نہر بشاید
 را جنبانیدن جنبش عقرب الفتح کوخین مارنا المعنی اب فرماتے ہین کہ وہ چار مرغ بط و طائوس ذنا غشت و خروش ہین در مثل انھیں
 چار مرغ کے نفوس مردم میں ہین جنکو حضرت خلیل نے مارا تھا چنانچہ بط حصست و خروش شہوت جہا طائوس ذنا غشت ایت
 اندو بس ذنا غشت کی تو ہی آرزو کہ عمر و از ہوا و ہمیشہ امید ساز و طامع اسی بات کا کہ چھکوا تا بید ہو چھکوا بیکیشکی مارا تھا و ط
 حص کل یہ حال کہ در خشک میں قیسمہ ہی ہو تھی رہتی ہو وقت میں ہین اسکی کو لے کر بیچ جاتی ہو جیسے کہ اسکی عادت ہی ہو کہ ہم خلق اسکا

بیکار نہیں گویا اُسے احکام الہی سے سوائے حکم کلو کے اور کچھ سنا ہی نہیں یا جیسے لٹیر کہ کسی کاکھویران کرتا ہو اور جلدی جلدی جو کچھ بٹا کر اپنی خمرجی میں بھرتا ہو کچھ اچھا برا ہاتھ آتا ہو اپنی انبان میں ٹھونسنا چاہے موتی کے وانے ہوں چاہے جے کے دانے اس خوف سے کہ ایسا نہ دوسرا باغی آجائے اور وہ اپنی گون میں خشک تر چوبائے بھرے یا اس خیال سے کہ وقت تنگ ہو اور فرصت تھوڑی اور دل پر اس کے خوت باغی کا چھایا ہوا بس جو کچھ اسنے پایا اپنی نفل میں پایا اور اس بیوقوف کو اپنے بادشاہ پر بھروسہ نہیں ہے یہ اسی خیال میں ہے کہ ایسا نہ کوئی طمع آجائے لیکن ہوش اُسی کے بھرے سے پران داکون کو لٹسا ہو اس لیے آہستگی و درنگ سے لٹسا ہو وہ بخت ہے اس بات سے کہ یہ مجھ سے جاتا نہ رہے اور نیز باغی سے اس واسطے کہ وہ غالب ہونا اپنے بادشاہ کا دشمن پر خوب بیچا نہتا ہو اور اس بات سے بھی بخوف ہے کہ میرے کوئی خواجہ تاش نہ آجائیں اور میرے مزارم ہوں اور میرا نفع مجھے لچائیں اُسے اپنے بادشاہ کے عدل کو دیکھا ہو جیسا کچھ کہ عدل سکا ضبط لشکرین ہے کہ کوئی کسی پر ظلم نہیں کر سکتا اس سبب سے مؤمن بہت سی دودھ دھوب نہیں کرتا ساکن ہوتا ہو اور اپنے حصے کے فوت ہونے سے جو اسکا بادشاہ نے مقرر کر دیا ہے بغیر جو لاجرم وہ قاتل و صبر و شکیب کھتا ہے چشم اسکی سیر ہو اور یقین اللہ ہو اور پاک حبیب اس واسطے کہ یہ قاتل پر تو حرجن سے ہے جیسا کہ فرمایا التانی من الرحمن والتعجیل من الشیطان تامل خدا تعالیٰ سے اور شتابی شیطان سے موافق اسی کے مولانا نے فرمایا کہ شتاب جنبش شیطان سے ہے اس سبب کہ شیطان اُسکو محتاجی سے ڈلاتا ہو اور اُس کے حجب و باریکداری اسکی کو خبیث بنا رہتا ہو اس قول کو ہمارے تو قرآن شریف سے سُن لے الشیطان اعدیکم الشیطان فی عینہ فکرمے کرتا ہو اور فقر شدید سے ٹکودھکا تا ہو تا تو نہرا دیکھے نہ بھلا دیکھے چوبائے کھاجائے اور چوبائے جلدی سے لچائے اسوقت میں مجھ کو نہ ہرگز ہرگز تامل نہ خیال ثواب لاجرم کا فرمایا کہ انا کھانا ہو جتنا کہ سات پیٹ والا کھائے لہذا دل بھی ریک لاغز اور دین بھی تاریک لاغز البتہ پیٹ خوب مٹا اور سطر اس حکایت میں جو ذکر جا مرغ اور حضرت خلیل کا ایراد فرمایا ہے مختصر وضع کی ہے کہ حضرت خلیل نے سب جلیل سے عرض کی تھی کہ اے رب میرے مجھ کو دکھا دے کہ تو حشر کے دن کیسے مردے زندہ کرے گا کیا تو ہر پیران میں لایا کیا کہین نہیں لیکن میرے دلو اطمینان ہو جائے کہ اچا پر نہرے لیے اور ان کو اپنے اوپر خوب ہا بس اُنھوں نے ایسا ہی کیا پھر عرض کی حکم ہوا اُن کے پر پر زب گوشت ہڈی سب کو کھائے اُن کی چار گولیاں ایک ایک پہاڑ پر رکھ دے اور پھر کسی کو چار دن تک بلا کھانے چار دن گولیاں سے ریشہ ریشہ اُس پر نہ کا کھلے اور درست ہو کے یہ بلائے نہیں پاتے تھے کہ وہ مرتب ہو کے اُنکے پاس آنا فانا میں پہنچ جانا تھا چنانچہ آیر کر یہ اذ قال راہیم رب انی کیف تمی لموتی قال ولم تو من قال ربی کن لطمین قلبی قل فخر اربعۃ من اطیر فصورن الیک ثم جعل علی کل جبل من من جزا ثم اوحین الیک سعیا اسی پر تھمن ہو اور ترجمہ بھی اسکا اوپر کے بیان میں مذکور ہوا اب اس قول پر اپنے کہ کافر سات بطن میں کھاتا ہو موافق حدیث شریف کے نقل ابعدی مذکور فرمائی

الحديث الکافر یا کل فی سبعۃ اصحاء والمومن فی واحد

قولہ کافران مہمان پیغیر شدند و وقت شام ایشان مسجد آمدند و کامیم اے شاہ ما اینجا مقبض ہلے تو

مہماندار ارکان افق پناہینوایم و رسیدہ ماز دور بہین میفشان بر سرنا فضل نور بہ رویاران کرد آن سلطان باہودہ سنگیہ جملہ
شاہان عبادہ گفت ای یاران من قسمت کنید کہ شما پراز من بخومی منیدہ پروہوداجسام ہر لشکر شاہ پزان زرتندان تیغ بر اعدا
جاہ پناہینوایم شہ زنی آن تیغ ماہ ورنہ بر او خان چہ شتم آید ترا بہ برادر یگناہی میرنی بہ عکس شتم شاہ گزودہ فی بہ شہ کی جان ست
لشکر وادوہ روح چون آبست این اجسام چو آب و ج شاہ چون شیرین بودہ جملگی جو باہر آب شش بودہ کہ خشت دین شدہ اند و بس پناہین
فرمود سلطان عیس شہر کی یاری کی مہمان گزودہ در میان بدیک شکر زفت و عسیدہ جہم صحنہ دشت کسل و انہر و نہ ماند و مسجد چو اندر
جام دروہ مصطفیٰ بروش چو واداناز ہمہ بہ ہفت بز بہ شیردہ اندر رہ بہ کہ مقیم خانہ بودندی بزبان بہ بہر دوشیدن ہلای دشت خوان
نان و آش شیران ہر ہفت بز بہ خوردان بوقط عوج این غز بہ جملہ اہلیت شتم آکوشند کہ ہمہ در شیرین طامع بدندہ معرکہ طلی خوا
ہم چون طبل کردہ قسم ہفدہ آدمی را بخوردہ اللغات ضعیف بزرگ جہ غز باضم ایک موم ہر کون سہ غارتگر لغوی چند کافرا یک ہفت
مہمان حضرت پیغمبر کے ہوے اور شام کے وقت مسجد میں آئے اور کہا ای شاہ تم مہماندار تمام اہل عالم کے ہو تم بھی آپکے مہمان
آئے ہیں ہم محتاج مفلس ہیں دور سے چلکے آئے ہیں آپ ہمارے سر پر نور فضل کا بٹو میں فضل اور مقلوب ہو بس وہ سلطان کہ ہم جو سنگیہ
تمام پادشاہوں اور مخلوق کے تھے یا رنگی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ ایار وانکو یا تم ہم کیم کرلو ہوا سطل کہ تم مصلے و میری خوش سے بھرے
ہو کہو گویا میں تم میں سمایا ہوا ہوں جیسے ہر لشکر کا جسم پادشاہ سے بھرا ہوتا ہے اسی سبب سے تو جو دشمن کی جاہ کا ہوتا ہے اس پر تیغ زنی
کرتے ہیں تو جو تلوارین لوگوں کے مارتا ہے وہ سب تیرے بھائی تو ہیں کیسے آہر تھک گھسلا کر گروہ غصہ پادشاہ کی کاہر تھکین سما گیا ہے
خیال تو کر اپنے بھائی یگناہ پر کیسا گز بھاری وہ منی چلا تاہر یہ عکس پادشاہ ہی کے غصے کا تو تجھ پر پادشاہ تنہا ایک کیسا جان ہے
اور لشکر اس سے بھرا ہوا ایسی ہی روح مثل پانی کے ہوا و جسم مثل نہر کے اگر پادشاہ کی روح کا پانی شیرین ہے تو تمام نہر میں
اب خوش سے بھری ہوئی ہیں اس واسطے کہ رعیت پادشاہ کے دین پر ہوتی ہے اسی سے ہی آنحضرت نے جو سلطان سورہ عیس و قول
کے ہیں فرمایا ہے کہ الناس علی دین ہلکوا آدمی اپنے پادشاہوں کی وضع اور روش پر ہیں پس موافق حکم آنحضرت کے ہر ایک پادشاہ
ایک مہمان چھانٹ لیا ان میں ایک شخص ٹیٹا اور ملا در کسر تھا اور بڑا بزرگ جہ ضعیف اسکو کوئی انین یگناہی مسجد میں یسا گیا
جیسے پیالے میں گاد کہ صاف پی لیتے ہیں گاد چھوڑ دیتے ہیں جب سب اسکو بیٹھا دیکھکے چھوڑ دیا تو آنحضرت اسکو لیکے
اور اسوقت میں آپکی بکریوں میں سات بکریاں دودھ دیتی تھیں اور گھری پرستی تھیں تا وقت خوان دوہی جائیں ہر مہمان
جتنی روٹی اور سالن تھا اور ساتوں بکریوں کا دودھ سب کھا گیا آدمی کا ہیکو تھا قوط کا باب تھا کہ قوط بھی دوسرے کو کچھ نہیں
چھوڑتا یا عوج تھا جسکی جسامت اور درازی قامت کی مشورہ یہاں غر تھا ای لہ کہ سارے گھر کا کھانا لوٹ کھایا یہ حال
دیکھکے سب لوگ گھر کے ختم آوہوے کہ ان بکریوں کے دودھ کی سب سید رکھتے تھے معہہ طبل خوار نے معہہ کو طبل بنایا
اور سترہ آدمیوں کا کھانا خاص وہ اکیلا کھا گیا قولہ وقت خفتن رفت درجہ نشست بس کینک ارغضب را بہست
از بہن ہجودا و گندہ کہ زوہ شکست در دشت نگہرا از ہم شبتا صبح ہمہ بس تقاضا آمد و در شکستہ از فراش خویش سوی در شافت

دست برد در چون نہاد و بستہ یافت نہ در کشادن حیلہ کرد و انجیلہ ساز نہ نوع و می نہ شد و بیچ باز نہ شد تقاضا بر تقاضا خانہ
 تنگ نہ ماند و حیران و بیدرمان و دنگ نہ حیلہ کرد و خواب اندر خرید نہ خویش را در خواب در ویرانہ دید نہ زانکہ ویرانہ بدر
 اندر خاطرش نہ شد خواب اندر ہما نماند نظرش نہ خویش در ویرانہ خالی نہ دید نہ او چنان محتاج در ورم بریدہ گشت بیدار
 بدیدہ آنجامہ خواب نہ ہر حدت دیوانہ شد از اضطراب نہ زاندر دل او بر آمد صد خروش نہ از چنین سوئی چاک پوش نہ گفت خود
 بدتر از بیداریم نہ کہ خوم ز انسان زنیسان می ریم نہ بانگ میزد و ابھور و ابھور نہ عجب جان کاfran در تعرک و نہ منتظر کہ کی شود این
 شب پس نہ تا در آید از کشادن بانگ در نہ تا گر نہ از او چو تیری از کمان نہ تا نہ بیند و نہ بچکسل در چنان نہ قصد بسیار ست کوتہ
 میگویم نہ باز شد آن در رہیدار و دروغم نہ اللغات فراش بستر و خسران و ہلاکت و کاہلی لمعنی یعنی بجائیکہ جو سونے کا
 وقت ہو و چون جا کے بیٹھا چھو کری کے غصے کے مارے کہ سب کھانا کھا گیا تھا دروازہ بند کر دیا یعنی باہر سے نہ بخور و لدی اسلئے
 کہ اس سے غصے میں بھری ہوئی اور در و منہ تھی اب اس گبر کا یہ حال کہ آدھی رات سے صبح تک نہایت ہی تقاضا یعنی
 دست کی حاجت اور پیٹ میں درد شروع ہوا تا چار بستر سے اپنے دروازے کی طرف دوڑا جب دروازے پر ہاتھ رکھا دروازہ کو
 بند پایا لاجرم اس حیلہ ساز نے اس کے کھولنے میں قسم قسم کے حیلے کیے مگر دروازہ مطلق نہ کھلا اب اس پر ایسا تقاضا بر تقاضا ہوا کہ
 گھر کا رہنما دشوار ہو گیا اور حیران و دنگ تھا کوئی علاج نہیں بن پڑا تھا مجبور اپنے دل کو اور خیال میں بہلا کے پھر سو رہا خواب
 میں دیکھا کہ میں پرانے میں ہوں اس سبب کہ ویرانے کا خیال دل میں جما ہوا تھا وہی ویرانہ خواب میں بھی نظر آیا جب اس نے
 ویرانہ خالی خواب میں دیکھا پس ویرانے کا تو متحج ہو ہی رہا تھا ویرانہ خالی پاتے ہی فوراً گت یا اب جاگا تو دیکھا اور حنا
 بچھو نہا سب گت میں بھرا یہ دیکھنے شدت اضطراب سے دیوانہ ہو گیا اور دل سے سیکڑن شور مچے کہ کیسی سوئی ہوئی
 جسکو چھپا نہیں سکتا تھا خواب میرا میری بیداری سے بدتر نہ کہ بیداری میں اُس قدر کھایا اور خواب میں ایسا ہنگام اور چلا تھا
 و ابھور و ابھور یعنی ہاسے نہ گیا بجائے بیداری کے جیسے کافر گور کے گڑھے میں پڑے و ابھور کہیں گے اس شور کو ایک تن میں
 صاف شور لکھا اور جو جمع شہر کی ہی معنی آبلہ و ابھور کے معنی ہلاکی و خسران اب شور کے معنی سچکھ خنبون نے لکھا ہی چسپان
 کر لین تو ہم بھی مان لین اور جو شور کے معنی وائے لکھے ہیں خلاف لغت ہیں اور معنی الفاظ وائے موجود انوشل سہلے کا
 منتظر تھا کہ کب رات تمام ہوئے جو دروازہ کھلنے کی آواز آئے تو ایسا ہچاک جائے جیسے تیر کمان سے بھاگتا ہو اور ایسے
 حال میں اُس کو کوئی نہ دیکھنے پائے اب مولانا فرماتے ہیں کہ یہ قصہ تو بہت ہی میں سے مختصر کرتا ہوں کہ دروازہ کھلا اور

یہ درد و غم سے چھوٹا

کھولنا پیغمبر صلح کا در حجرہ اور چھب جانا ناشر منہ نہو
--

قولہ مصطفیٰ صبح آمد و در کشادہ صبح آن گراہ را اوراہ داد و در کشادہ گشت نہمان مصطفیٰ تا نگو در شمسار آن بتلہا نہتا
 بدون آید و در گستاخ او نہ تا نہ بیند در کشادہ پشت و رو نہا نہمان شد و پس دیوار یا نہ انوشل پوشید و اماں خدایہ

صنعت افند گاہ پوشیدہ کند پیرہہ بچپان بران ناظر تندہ تمانہ بینہ خصم را پہلوی خویش بہ قدرت قادرین بیشست پیش مصطفیٰ
میدید احوال شوش بہ لیک کس لاف بود فرمان ریش بہ تاکہ پیش از خط بکشاید ہی بہ مانعہ زمان فضیلت در جہی بہ لیک حکمت بود
آسمان بہ تانہ بیند خوشن را او چنان بہ بس عداوتہا کہ ان یاری بود بہ بس خرابیہا کہ معاری بود چہ کند کار با بکشادہ دیدہ
مہر ملک انہیں برین جہی بہ جامہ خواب پر حشر را از فضول قاصدا آورد پیش رسول کین چنین کردہ است مہانت بدین ہنرمند زوہر
للعالمین اللغات صنعتا شد ملت وین محمدی خط بانقہ رشتہ خط اسود سیاہی شب خط ابرص شوشی صبح المعنی یعنی مدہ گہ تو
اپنے اہل میں تھا صبح کو حضرت مصطفیٰ نے اگر دروازہ کھول دیا اور اس گاہ کو راہ دیدی اور دروازہ کھول کے آنحضرت جہی گئے
تا وہ مبتلا شدہ نہ ہو باہر نکل گئے اور پیدھڑک چلا جا سے اور درکشانی نہ پشت دیکھے نہ رو دیکھے یا خود بدولت دیوار کی آئین
ہو گئے یا اس سے انگودا مان خدا نے چھبایا کبھی ملت محمدی جو رنگ خدا کا ہوا پوشیدہ کرتی ہزار او بچپان ایک پردہ اسکے دیکھنے سے پر
پورا تاہی تا شمع کی گرجہ پہلو میں موجود ہو لیکہ نہ کیر نہ سکے اور یہ کیا قدر مطلق کی قدرت اس قسم سے بہت ہی بہت ہر صنعت سارا احوال
اسکے جرات میں گذر اسبب کیفیت تھے لیکن فرمان رب کامل تھا بنابرین خاموش رہے اس واسطے کہ خط ابرص سے قبل انکی
راہ کھول دین کہ مبادا اس سوائے سے کسی چاہ میں نہ گر پڑے اور خاص حکمت امر آسمانی میں بھی کہ وہ آپکا احوال میں دیکھ لے
ہو تہی دیکھو بہت عداوتیں ایسی ہوتی ہیں کہ انہیں یاری ہوتی ہر اور بہت خرابیوں میں آبادان کاری کا حاصل جب تک فرسہ دروازہ
کھلا دیکھا آہستہ آہستہ اپنی گھات سے جو دروازہ کھولنے کی تھی لکھا اسکے کپڑے خواب کے جو گندگی کو دتھے ایک فضول آپ کے سامنے
لایا جسے حضرت واقف تھے اسنے یہ زیادتی اپنی طرف سے کی جو جانی ہوئی بات کو بتایا اور کہا کہ تمہارے ہمان نے یہ کیا ہوا آپ
کہ رحمہ العالمین ہن یہ سکرینے قولہ کہ بیاد طرہ انجا بہ پیش بہ تابشوم جملہ را بادست خویش بہ ہر کسی می جست کہ بہر خدا جا
ما جسم ما قران ترانہ تابشوم انجہ را تو جمل نہ کار دست میں کار جان دل ہوا تو کہ متراجع عمر خواند پیش خلیفہ کو دو بر کرسی نشاندہ
مارای خدمت تو نہ نیم بہ جو تو خدمت میکنی پس لایم کہ گفت سے دائم و لیک میں اعمیت بہ کا نہ رین ششتم بخوشیم حکیت بہ منتظر
بودن کین قول نیست بہ تا پدید آید کہ این ہر حسبیت بہ او بجائی شست آل احداث را بہ خاص امر حق نقیہ و ریاء کہ انش میگفت این را
کو بشو بہ کا نہ رینجا بہت حکمت تو بہ اللغات مگر ہا لکس کتابہ وغیرہ کہ طہارت المعنی یعنی جہنم کے فرمایا کہ آفتاب لاؤ کو اسکو
میں اپنے ہاتھ سے دھو دین ہر کوئی دوڑا آتا تھا کہ خدا کے واسطے ہمارا جسم و جان ہمہ قربان ہو تم اسکو چھوڑ دو ہم اسکو دھوینگے
یہ کام تو ہاتھوں کا ہی نہ جان دل کا اور تم جان و دل ہو مگر خدا تعالیٰ نے لو کہ کہا اور کیسے پیار سے تمہاری عمر کی قسم کھائی کہ
اپنا خلیفہ کر کے کرسی پر بٹھایا ہم تمہاری ہی خدمت کیوں سٹے زندہ ہیں ہمہ جب تم خدمت کو تو ہم کس کس مہن کہا یہ سب
میں جانتا ہوں ایسے ہی ہر لیکن یہ ایک وقت خاص ہی اور میرے اپنے اس مہو نے میں ایک بڑی حکمت پر پہنچے سب لوگ
منتظر ہوئے کہ یہ قول نبی کا ہی دیکھے کیا اسرا اس سے ظاہر ہو اور آپ بڑی کوشش و محنت سے اسل احداث کو دھو رہے
تھے اور خاص امر حق سے نہ تقلید و ریاء سے کس واسطے کہ دل انگاہی کتا تھا کہ اسکو تو ہی دھو کہ اس موقع میں

حکمت تہ درتہ ہر لوٹنا اُس کافر کا اور دیکھنا آنحضرتؐ کو وہ گندگی دھوئے

قولہ کافر کا ہیکلے برباد کا زیادہ دیدار و کشت ادب میراث گفت آن حجرہ کہ شب جاد شتم ہیکل آنجا بنیہ گنہ شتم پھر جب شمش
بود حرصش شرم بردہ حرص از در ہاست فی چیز نیست خوردنہ از بے ہیکل شتاب ندر ویدہ در وفاق مصطفیٰ و آن حال بدینہ کان
یہ انداختہ را ہم بخود خوش ہی شوید کہ دورش چشم بدہ ہیکلش از یاد رفت و شد بدیدہ اندر و شوری گریبان دریدہ منیر داد و دست
را برود سرکہ را میکشہ بر دوار و درتہ آنچنان کہ خون زینہ و سرش بندہ روان و رحم کو آن ہمتش نعر از خلق گداہ بردہ و نگہ گویان
ایہا الناس! حذر دہ منیر داور سرکہ ای میقل سر منیر داور سینہ کا و پیتور بر بنجہ سجدہ سیکو ادا کہ اکل زمین بہ شمسارست انقوائین
جز میری نہ کلی خاضع امر و بی نہ منکہ جزوم ظالم دلہ دغوی نہ تو کہ کلی خوار و زاری نہ حق نہ منکہ جزوم در خلاف و در سبق اللغات
ہیکل حامل تہوید و صورت یادہ گم شدہ تہمین بالفتح ناچیز لہ بالضم جمع الکرہ تر لمعنی اُس کافر ناچیز کے پاس ایک ہیکل کیسی
نشانی تھی دیکھا تو وہ نہیں ہر اسکو گم شدہ جان کے نہایت ہی عجیب ہوا خیال کیا کہ وہ چہرہ جہان تہین ہاتھ بھول کے دہن چھوڑا
اگرچہ رات کے معاملے سے شرمندہ تو تھا لیکن حرص نے شرم اُسکی گھودی اسلئے کہ حرص کچھ ایسی سی چیز نہیں ہر ایک تہہ بزرگ ہر
غرض اُس ہیکل کے واسطے جلدی سے دوڑا آنحضرتؐ کے مکان کی طرف اور یہاں آکے یہ حال دیکھا کہ وہ یہ انداختہ حرصت کو خود اپنے
ہاتھ سے خوش خوش دھو رہے ہیں کہ خدا انسے چشم بد دور رکھے یہ دیکھکے ہیکل تہجول گیا اور ایسا شور مچا کہ پیدہ ہوا کہ گویا بنا
پھاڑا لا دون ہاتھوں سے ٹھہرا اور سر ہٹاتا تھا اور دیوار دور سے ٹکرین مارتا تھا ایسا کہ ناک سر سے خون نکلنے لگا یہاں تک
کہ آنحضرتؐ کو بھی رحم گیا ایسے نورے مارتا تھا کہ لوگ اُسکے پاس جمع ہو گئے سب کہتا تھا ای لوگو میرا حال کیوں اور خوف کرو
کبھی سر پیٹ کے کستا تھا کیسا تو میقل سر ہو کبھی سینہ کوٹا کہ کیسا تو بے نور سینہ ہر سجدہ کر کے کستا تھا کہ اکل زمین کے کہ ساری
مخلوق تھا رہے ہی اجزا میں یہ جزو ناچیز کہ میں ہوں تہہ نہایت شرمندہ ہر اس سبب سے کہ تم کل ہو کے اسے حکم سے ڈرتے ہو وین
کہ خود ہوں ہوا ایسا ظالم اور گراہ اور ہکا ہوا کبھی کستا تھا کہ تم ہا و صف کل ہو نیکی ایسے خدا کے سامنے آپکو خوار بنائے ہوے
اور اُس سے لرزان و ترسان اور میں جزو ہو کے ایسا اُس سے خلاف اور بڑھا ہوا قولہ ہر زمان میگردہ بر آسمان نہ کہ نہ دام
روی این قبلہ جہان نہ چون نعدیردن بلزید و طہیدہ مصطفیٰ اش در کنار خود کشتہ ساکنش کرد و بے ہوشش و دیدہ اش داد
بدا و شتاختش نہ تا نگہ بدار کے خند و چہن نہ تا نگہ بدار طفل کے جو شادین طفل کیروزہ ہمیدانہ طریق نہ کہ بگریم تا رسدایہ شفیق نہ تو نیرانی کہ
دایہ و ایگان نہ کہ دہے کہ یہ شیرت رلیگان نہ گشت فلیسکو اکثر کوشدہ تا بریزد شیر فضل کردگار نہ گریہ اہرت و سوز آفتاب بہ ستون دنیا
ہمین دور شتہ یاب نہ کہ بنودی سوزہ و اشک بڑے کے شدی ہسام بازفت و سطح کے بدی ہورایں ہر چار فصل نہ کہ بنودی اس وقت
این گریہ اصل نہ سوزہ و گریہ ابر جہان نہ چون ہمیدار جہان را خوش نہان نہ آفتاب عقل در سوز و دہ چشم را چون ابراشک فروزا
اللغات استن جمع ستون چار فصل گری جابر بیع خریف المعنی ہر دم وہ گریختہ آسمان کی طرف کرتا تھا کہ میں اس قبلہ جہان کی

جانب متوجہ کیوں نہیں ہوں جب حد سے زیادہ لڑاڑا تو حضرت مصطفیٰ نے اُسکو آغوش میں لیا اور چٹایا اور بڑی نوازش کی اور دیدہ معرفت اُسکو بخشے آپ مقولات اُنکے ہیں دیکھو حضرت نے اُسکے رونے پٹینے سے کیسی نوازش کی بس ایسا ہی حال ہو خور کر لو جب تک ابر نہیں روٹا چین نہیں کھلتا اور جب تک بچہ نہیں روٹا دودھ نہیں چوسا مارتا اور ذرا اُسکو تو سوچ کر ایک دن کا بچہ کیسی راہ شیر ملنے کی جانتا ہو کہ روٹو لگا تو دایہ شفیق معلوم کر کے دودھ دے گی اور بھوکا بھیکگی تو یہ نہیں جانتا کہ وہ جو دایہ دایوں کی ہوا رحمت الہی وہ تجھ کو بے رونے مفت شیر کیسے دیدی دیکھ تو قرآن میں وارد نہیں ہر فیضی کو اقلیلاً ولیسکو اکثر چاہیے کہ ہنسو تھوڑا اور رو بہت تو اسکو خوب کان لگا کے سُن تو تجھے فضل کردگار کا شیر ٹوٹے آپ فرماتے ہیں کہ ابراہیمؑ اور اکتاب کا سوزیہ دو ڈوریاں ستون دنیا کی ہیں اگر یہ سوزہ رو گویہ ابراہیمؑ کا نہوتا تو ہمارے چشم ایسے موٹے مضبوط کیسے ہوتے کیونکہ ہر شے گریہ ابر سے پیدا ہوا اور بر حرات آفتاب کے بخارات سے متکون در کب یہ چاند صلیں گرمی جاڑا ربيع خریف سے آباد ہوتیں جو یہ گرمی آفتاب کی اور گریہ ابراہیمؑ کا نہوتا کہ یہی اگلی اصل ہے جسکے یہ سوز آفتاب اور گریہ ابراہیمؑ کا جہان کا جہان کو ایسا خوش دہان رکھتا ہے یعنی ہنسی خوشی تو تو بھی اپنے آفتاب عقل کو سوز میں کھادو لکھوں کو مثل ابراہیمؑ کے اشک فروز مطلب یہ کہ مثل ابراہیمؑ کے اشک کا برسایا کر قولہ چشم گریان باید ت چون طفل خرد نہ کم خور این نان را کہ نان آب تو بروہ تن چو بابر گست روز و شب ازان بد شاخ جان در برگ ریزست و خزان بد برگ تن بے برگ کی جالست زود بنین باید ترک تن کا زود فود اقرض اللہ قرض دین برگ تن بد نامر وید و عوض در دل چین بد قرض دہ کم کن ازین لقمہ تمت بد نامر وید و جلا عین رات بد تن نہ سرگین خوشی چون خالی کند پز گویہاے اجلالی کند زین پلیدی بر برد پایکی بردہ از لطمہ کم تن اور بخوردہ دیومی ترسانمت کہ ہیں دہین بد زین پشیمان گردی دزار و غمین بد گردانی زین ہو سہا تو بدن بد بس پشیمان و غین خواہی شدن بد این بخور گریست داروے مزاج بد دان بیاشام از بے نفع و علاج اللغات برگ ریزی پست جھاڑ غمین صاحب نقصان غبن نقصان راے المعنی یعنی تیری آنکھیں تو بچوں کی طرح رونی چاہیں کہ ذرا میں رو دیتی ہیں تو اس روٹی کو کم کھا کھاسے تیری آبرو کھوئی ہو جب تک تن تیرا کھانے پینے سے ہا برگ و نواہی یعنی رات دن خوب کھاتا پیتا ہو جانے کہ شاخ جان کا پت جھاڑ ہو رہا ہو اور وہ اس سے خزان میں ہو برگ تن سے فوراً بے برگ جان کی ہوتی ہو تجھ کو چاہیے کہ اسکے برگ و توشہ سے گھٹائے اور جان کا توشہ بڑھائے اور وہ یہ ہو جیسا کہ فرمایا و اقروضوا اللہ قرضا حسنا قرض دوا اللہ کو قرض نیک بس کے توشے سے کاٹ اور قرض حسنہ میں صرف کر کہ فرو تجھ کو نفع کے ساتھ وصول ہو گا یعنی اس کے عوض سیکڑوں چین تیرے دل میں جھینگے پھر کہتے ہیں دیکھ قرض دے اور اس لقمے سے اپنے تن کو کھٹا تو وہ صورت تجھ کو معلوم ہو جسکو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا ہو خوب ثابت ہو جو کوئی اپنے تن کو سرگین سے خالی کرتا ہو گویہا جلالی سے بھر لیتا ہو اس پلیدی سے چھوٹ جاتا ہو پایکی حاصل کرتا ہو اور ایسا فرمایا اللہ لید رب العالمین اللہ لید رب العالمین لید رب العالمین کی

شان میں ہو کر وہ بھی اس سے برخوردار ہوتا ہو مگر جبہ نہیں ارادہ کرتا ہوا اللہ بکرا و اہلیت پیغمبر کہ تم سے
 جس دنیا پاکی کو دور کر کے پاک کر دے جو حق پاک کرنے کا ہی لیکن تجھ کو شیطان ڈراتا رہتا ہو کہ خبردار خبردار ایسا
 مت کر پودرنہ پشیمان ہوگا اور لاغر ہو جائے گا خسارہ میں پڑے گا اگر ایسی ہوسون سے اپنے بدن کو گلے گا
 بہت پشیمان ہوگا اور نقصان میں پڑے گا تو تو یہ چیز تھا کہ گرم ہو اور تیرے مزاج کا علاج اور وہ چیز ہی اپنے
 نفعے اور دارو کے واسطے قولہ ہم بدین نیت کہ این تن مرکب است نہ اینچہ خورکوست آتش اصوب است نہ
 بہن گردان خاکہ پیش آید خلل نہ درد داغ و دل بڑا یہ صد علل نہ اینچنین تہمدید ہا اندر دوں نہ آرد و بر خلق خوانہ صد
 فسون نہ خوش جالینوس ساندو درد و داغ تا فریب نفس بیمار تر با کین ترا سودست باز دو غمے نہ گفت آدم را این
 در گندے نہ پیش آر دہی ہی دہیات را نہ در لوشہ پچید اولہیات را نہ پچہ لہای فرس در وقت فعل نہ تا ناید سنگ
 را کتر ز فعل نہ گو شہایت گرم او چون گوش اسب نہ کی کشادہ سوے حرص و سوے کسب نہ بر زہد بر پات فعل
 ترا شتباہ نہ تا بمانی تو ز درد آزارہ نہ فعل او باشد تر و درد و کار نہ این کم یا آن کم ہن ہوشدار نہ آن بکن کہ است
 مختار نہی نہ آن بکن کہ گردن خون و صبی نہ حفت الجندہ پچہ مقصود گشت نہ بالکارہ کہ از وافر و گشت نہ صد فسون
 دار و زحمت دزد ہا نہ کہ نہ در سہ کرت اثر دہا نہ گروہ کو ہے چو کہ بر بادش نہ دست و خوشین نہ بادش نہ در بود آپ
 روان بر بندش نہ در بود جہ زمان بر خندش نہ عقل با عقل دیگر یا رکن نہ امر ہم شوری بخوان و کار کن نہ این سخن
 پایان ندارد آن عرب نہ ماندا لاطاف آن شہ و رعب نہ اللغات و لیشہ ہندی ڈھٹاری دہا بفتح زیر کی سکہ
 سانہون کا پٹا را المعنی یعنی کھانے پینے کو جو کچھ بتاتا ہو اُسین یہ نیت بھی ہو کہ تن تیرا مرکب ہو جو عادت اسکی پڑی
 ہوئی ہو وہی اسکے حق میں بہتر ہو خبر دار اسکی عادت کو مت بدلے ایسا نہ کہ کوئی خلل پیش آئے دل و داغ میں
 مرض پیدا ہو جائیں اس قسم کی دھمکیاں وہ دیو کینہ ڈھونڈھ کے لاتا ہو اور مخلوق پر سیکڑوں افسون پھونکتا ہو
 کیسا جالینوس آپ کو دوا علاج میں بناتا ہو تو تیرے نفس بیمار کو فریب دے کہ یہ تیرے واسطے درد و غم میں
 سود مند ہو ایسے ہی آدم کو گھوٹ کھلانے کے وقت دھوکے دیے تھے ہے کہ ترا جاتا ہو افسوس ہہیات
 اور تیرے لبون میں ڈھٹاری لگائے جاتا ہو جیسے وقت غلبندی کے گھوٹے کے ڈھٹاری لگا کے بے بس
 کر لیتے ہن اور وہ ڈھٹاری سنگ کو حل سے کتر کر دیتی ہو یعنی کنکر تھیر گھوٹے کو جو مثل سنگ ہو مثل فعل
 امی مطیع و رام گھوٹے کو نرم کر دیتی ہو جیسے گھوٹے کا کان پکڑ کے چاہے جدھر لچھاتے ہن ایسے ہی تیرے
 کان پکڑے یہ حرص و کسب کی طرف لیے جاتا ہو سوا اسکے تیرے باؤن میں ایسا فعل شتباہ کا باندھ دیتا ہو
 تا تو اسکے درمیں آوہ ہو کے رہو ہی سے دھجائے اور وہ فعل شتباہ یہ ہو کہ دو کام کے تردد میں تجھ کو
 ڈال دیتا ہو کہ یہ کر دن یا دہ کر دن تو ہوش رکھ اور وہ کہ جس کو نبی نے اختیار کیا ہو نہ کہ جس کو دیوانوں اور ملکوں نے

اختیار کیا ہو جو اہل دنیا میں یہ جو حدیث شریف ہے حضرت الجنتہ بالکارہ یعنی چھپائی گئی ہو جنت مکروہات سے اس سے
یہی مقصود ہے کہ جس قدر مکروہات اور ناخوشیاں اٹھائیگا اُسی قدر وہ بڑھیک اور چھپاؤ اُسکا گھٹیکے سیکڑوں فسون
جیلوں سے اپنی زیر کی میں رکھتا ہے اس واسطے کہ تاثیرے پٹارے میں جو ایک کٹر انفس کا ہے کہ ایک اژدہا عظیم
ہو جائے اگر وہ ہو تو اُسکو یہ دیو کاہ کی طرح اٹھا لیجائے اور جھکو غلیہ اپنا دکھائے یہ وہ ہے کہ بتے دریا کی دھار باندھ
دے اور اگر دانشمند جہان کا ہو تو اُس پر سے تسخیر کے بس جھکو لازم ہے کہ دوسرے کی عقل اپنی عقل کی مددگار کرادے اس
آیت کو دامنِ ستورے بنیم حکم کر تو اُنکو مشورے کا درمیان اُنکے چڑھا دے اپنا کام کر انقض اس حکایت کی تو
کچھ خد نہیں وہ عرب آپ کے الطاف دیکھ کے تعجب میں ہو گیا واضح ہو کہ اس داستان میں میں نے دو جگہ غلطی
کاتب کی سمجھ کے بنایا ہے ایک تو مخوف گشت کو مقصود گشت کہ میری دانست میں قافیہ نہیں ہوتا تھا دوسرے
گہست اژدہا کو کرمست اژدہا کہ سابق لاحق سے یہی مربوط ہوتا ہے اور گہست اژدہا سمجھ میں نہیں آتا
دک التجار

نوازش کرنا حضرت مصطفیٰ صلعم کا اور مسلمان ہونا مہمان کا اور تسکین دینا اُسکو کہ مضطرب و ناام تھا

قولہ خواست دیوانہ شدن عقلش رمیدہ دست عقل مصطفیٰ بازش کشیدہ گفت این سو آیا مدانچنان کہ کسی سخچہ
از خواب گرانہ گفت این سو آنگن میں باخود آئے کاندین سوہست بالو کا رہا ہے آب بر روز و درآمد سخن بہ کا و شہید
حق شہادت عرصہ کن بہ تا گواہی بدہم و بیرون شوم بہ سیرم از ہستی دران ہامون شوم بہ مادرین دہلیز قاضی
تقاضا بہر دعویٰ السیم و بلا بہ چون بلے گفتیم آرازا امتحان بہ قول و فعل ہا شوم و دست و بیان بہ از چہ درد ہلیز قاضی
تن ز نیم نہ نے کہ ماہر گواہی آمدیم بہ چند در دیوان قاضی ای گواہ بہ جس ہاشی وہ شہادت از لکھا بہ زبان بخواندند
بدینجا تا کہ توبہ آن شہادت بدہی و ناری عتوبہ از چلج خوشنیش نہست سہ اندرین تنگی لب گفت بستہ بہ تانہ بدہی این
گواہی ای شہید نہ تو ازین دہلیز کے خواہی رہینہ یک زمان کارست بگذار دہتا نہ کار کوہ را لکن ہر خود دراز بہ خواہ دو صد
سال خواہی یک زمان بہ این امانت داگنار دوار ہا نہ اللغات عتوبہ بضمین ہر کشی کجای ستیزہ دنا سازگارے
المعنی یعنی حضرت کے آغوش میں لینے سے بسبب اثر سیدہ جذب گنجیہ کے قریب تھا کہ دیوانہ ہو جائے ایسی
عقل اُسکی بجاگ گئی بس آنحضرت کے دست عقل نے پھر اُسکو کھینچا کہ ادھر آج اب آیا تو ایسا آیا جیسے خواب گران
سے اٹھا ہونشہ متی میں سرشار تھک رہا ہوں دست ہو آپ میں آخردار ہو بخودی کی طرف نہ جا ادھر آجھ سے
بہت کام میں اور پانی اُسکے منہ پر مارا ہوش میں ہو کر کہا کہ ای شہید حق کے شہادت پیش کرو یعنی کلمہ شہادت
بجھکو یقین کرو تو میں گواہی دیکے یہاں سے نکل جاؤں اب میں اپنی ہستی سے سیر ہوں اور اُسی جنگل کو جانا چاہتا

ہوں جہاں تھا آب مقولے مولانا کے ہیں فرماتے ہیں کہ یہ دنیا آستانہ قاضی قضا کا ہی ہمارا آنا یہاں بسبب اس
دعوت کے ہو کہ روز ازل میں جو معاملہ الست برکلم قلوبی کا پیش ہوا تھا اس وقت میں ہم نے بلے ککے اقرار
اسکی ربویت کا کیا ہو اسکا امتحان کے لیے یہاں کے تاقول و فعل ہمارے اس اقرار کے گواہ و بیان ہوں ہم جو اس
دہلیز قاضی کے آنے پر راضی ہوئے ہیں کوئی بات نہیں ہو جزا سکے کہ گواہی دینے کو لے کہیں پھر کب تک اسے گواہ
اس دیوان قاضی میں مجبوس رہیگا صبح ہی گواہی دیکے فارغ ہو جا اسی سبب تو جھگڑا بلایا ہی کہ تو گواہی دے سرکشی
نہ کرے تو اپنے ہی لجاج و ستیزہ سے یہاں بیٹھا ہوا ہو اور اس تنگی میں دست و لب بند کیے ہوئے ہوں لب
ہلا تا یہ نہ ہاتھ سے کسی کو دیتا ہو پھر جب تک یہ گواہی قوی فعلی نہ دیگا اور گواہی دینے والے اس دہلیز سے کب چھوٹے گا یہ
گواہی دم بھر کا کام ہو اسکو ادا کر اور اپنے اصلی گھر کو جو مبداء ہو بھاگ جا تھوڑے سے کام کو اپنے اوپر بٹھاتا
کیونکہ تو ہی چاہے اس کام کو دم بھر میں کرے چاہے دو برس لگا دے یہ تیرے ذمے امانت ہے لا جرم
اس امانت کو ادا کر اور خلاص ہو جا

اس بیان میں کہ اعمال ظاہر بھید آدمی کے گواہ ہیں

قولہ میں نماز روزہ و حج و جہاد ہم گواہی داد نست از اعتقاد و این زکوٰۃ دہدیہ و ترک حسد ہم گواہی داد نست
از سر خود و بخوان و مہمانی پے اظہار راست و کا مہمان بابا شما ہستیم راست و ہدیہ دارمغان و پیشکش شہ گواہ انگہ
ہستم ما تو خوش و ہر کسے کو شہد بآلی یا فسوں و پچیت دارم گوہری در اندرون و گوہرے دارم تقویٰ با سخا و این
زکوٰۃ روزہ ہر دو گواہ روزہ گوید کہ تقویٰ از حلال و با حرامش دان کہ بنود اتصال و دان زکاتش گفت کو از
مال خلیش و مید پدیس چون بد روز اہل کیش و گر بطاری کنند این دو گواہ و جرح شد و حکمہ عدل آئہ ہست صیادار کند
دانہ نثار و نے زرم و جو بل بہر شکار و ہست گر یہ روزہ دار اندر صیام و خفتہ کردہ خویش بہر صید عام و کردہ بدطنین
کری صد قوم را کہ وہ بدنام اہل جود و صوم را بہ فضل حق با آنکہ او کرشمے تند و عاقبت ریختہ پاکش میکند و سبق بردہ محشر
آن عذر را کہ دادہ نورے کان نباشد بد را کہ کوشش راستہ حق از احتلاط و غسل دادہ رحمت اور ازین خیال و
تا کہ غفاری او ظاہر شود و سیئات جملہ را غافر شود و آب بہر آن بہار داز سماک و تا پلید از کند از خبت پاک و آب
چون بیکار گردد و شہنشاہ و تا چنان شد آب را زد کہ در حق حق بر دوش باز و در بحر صواب و نہایتش از کرم آن آب
آب و اللغات طرار زد و دگرہ برویت زبان جرح ریش و زخم و خطا بضم دیوانگی المعنی و پھر فرمایا ہو کہ عبادات قوی
و فعلی گواہ اقرارات کے ہیں اسی کے موافق فرماتے ہیں کہ یہ نماز روزہ اور حج و جہاد بھی بجا لانا گواہی دیتا ہو اپنے
اعتقاد سے کہ اعتقاد اسکا اپنے رب کی طرف خوب مستحکم ہو اور زکوٰۃ دینا اور قربانی کرنا اور حسد چھوڑ دینا یہ بھی گواہی
دینا اپنے بھید کی ہو کہ باطن میں اسکے خوف برد و کار کا ہی جیسے خوان و مہمانی بزرگون اور سرداروں کے سامنے

لگانے سے اپنی راستی کا اظہار مقصود ہوتا ہے یعنی جتنا تاہی کہ ازیر گوار ہم تھارے ساتھ راستی و درستی رکھتے ہیں اور ہدیے اور تحفے اور نذرانے عزیز و احباب کو دینا بھیجنا اس بات کے گواہ ہیں کہ ہم تم سے راضی و خوش ہیں پس جو کوئی مال یا فسون سے کہ مراد خوشامد سے ہی کوشش کرتا ہے یہ کیا ہے جتنا تاہی کہ میرے باطن میں ایک گوہر محبت و اعتقاد کا ہے میں اپنے بیچ میں گوہر تقویٰ و سخا کا رکھتا ہوں یہ زکوٰۃ و روزہ میرا دونوں باتون پر گواہ ہے روزہ تو کتنا ہے کہ اس نے حلال چیزوں سے آپ کو بچایا ہے پھر حرام سے اسکا اتصال کیسے ہوگا اور زکوٰۃ کتنی ہے کہ جب یہ اپنے مال سے اور دن کو دیتا ہے پھر اپنے دین و مال کا مال کیوں چرائیگا مگر یہ دونوں گواہ صدق و سداد کے ساتھ ہوں اور اگر طراری یعنی وزوی و تیز زبانی سے ہونگے تو محکمہ عدلِ خدای تعالیٰ میں جرح ہونگے اور نامقبول و نامسموع ایسا شخص شکاری ہوتا ہے وہ دانہ شکار کے واسطے تصدق و نثار کرتا ہے یعنی ہاں غرض نہ واسطے رحم و جود کے اُس نے کوئی مطلب دینا کا سمجھا ہے اور جو روزہ ریاکار رکھا تو وہ روزہ دار مثل اس گربہ کے ہے جو شکار عام کی واسطے اپنی جان تو بین ڈال دیتی ہے اس نے اپنی اس کجی سے سیکڑن قوموں کو بدگمان کرایا اور جو دو صوم والے واقعی ہیں انکو بدنام کیا کہ سب ایسے ہی ہونگے لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ایسا وسیع ہے کہ ہر چند وہ کجی بھیلائے ہوئے ہے انجام کار اسکو ان سب سے پاک کر دیتا ہے اور بموجب سبقت رحمتی علی غضبی کے اُسکی رحمت نے سبقت کر کے فریب و خاک اُسکے ایسا نورانی کر دیا کہ بدریں بھی یہ نور نہیں کوشش کو اُسکی ایسے خلط و خملاطون سے دھو دیا اور رحمت نے اُسکو اس دیوانگی سے غسل دیکر پاک کر دیا تاکہ غفاری اسکی ظاہر ہو اور سب کے گناہوں کو چھپائے دیکھو پانی آسمان سے اسواسطے برساتا ہے تو پلید و ن کو پلیدی سے پاک کرے پھر جب وہ بیکار ہو جاتا ہے زمین کے کرنے سے تو بخش ہو جاتا ہے اور ایسا جسکو تیری حس رد کرتی ہے اور پھینک دیتی ہے پھر اس بخش پھینکے ہوئے کو بحرِ صواب میں لیجاتا ہے تو اُسکے کرم سے بحرِ صواب نے اپنے آب سے اس آب کو دھو دیا اور یہ نیک پاک ہو گیا

ایک کرناحق تعالیٰ کا آب کو نجاست ظاہرہ سے

قولہ سال دیگر آمد و اس نشان پہی کجا بودی بدریائے خوشان بہ من بخش نجا شدم پاک آمد بہ بستم خلعت سوئے خاک آمد بہین بیایندای پلیدی سوئے من بہ کہ گرفت از خوئے یزدان خوئے من بہ و پذیرم جملہ رشتیت را نہ چون ملک پاکی درم عفریت را نہ چون شوم آلودہ باز آبخارم بہ سوئے اصل اصل پاکیا شوم بہ دلوت چرکین پر کیم آجاز سر بہ خلعت پاکم دہد آخجا و گردن کا را و نیست کارن ہمین بہ عالم آرا نیست رب العالمین بہ اگر بنودی این پلیدیہاے مانہ کے ہدی این باز نامہ آب را نہ کیسہاے زربد ز دیدہ است او نہ میرود جو یان بقلس سوسوئے تابیر زیدہ گاہ رستہ بہ تابشود روئے ہرنا شستہ بہ تا بگردید بر سراد جمال و انکشتی بہید رست و پاراد بخار

صمد ہزاران دار و اندر سے نہان بنانکہ دار و زور بر وید در جهان بن جان ہر در و دل ہر دانہ پیر و در و در جو دار
خانہ پز و زمین زین با پرورش بن کشکان خاک را از وی خورش بن چون مانند مایہ اش تیرہ شود پچو ماہ اندر تین
خیرہ شود و تالہ از باطن بر آند کا بنڈا بنچہ داوے داوم و مانند گدا بن رنجیم سرمایہ بر پاک و پلید بن ای شہ سرمایہ وہ
ہل من مزینہ اللغات باز نامہ تراے مجھ و تیرہ تراے مہملہ اسباب و تحمل و منت و تفاخر جمال ہندی
پلہ دار المعنی یعنی جب دوسرا سال ہوا تو وہی پانی بنجس مستعدا من چڑھائے پھر کیا جب پوچھا کہ تو کمان تھا
کہا ایک دریا سے خوش میں آف توں خوشان میں نامہ ہو میں یہاں سے بنجس ہو کے گیا تھا اب پاک ہو کے
اور خلعت عمارت کا پہن کے خاک کی طرف آیا ہوں خبر دار ہوا پلیدی اب میرے پاس آگہ میری خونے خیزدان
سے حاصل کی ہو جیسے وہ جس و بنجاست گناہ کی پاک کرتا ہو میں بھی ہر پلیدی کو پاک کرتا ہوں ای پلیدی
تیری جملہ رشتہ کو میں اٹھا لون گا اور مجھ کو عفوئی سے چٹر کے فرشتے کی طرح پاک کر دوں گا اور جب تھاری
رشتہ و بنجاست سے آگودہ ہو جاؤں گا پھر وہیں جاؤں گا جہاں میری اصل ہے اور اصل پاکوں کا ہو جاؤں گا وہاں جا کے
یہ میلی گدھی آٹا ڈالو لگا لگا لٹھ لٹھائے پھر مجھ کو خلعت پاک عطا کرے گا اُس کا کام یہی ہو کہ وہ مجھ کو پاک کرتا ہو اور یہ کام یہی
کہ میں بنجاست کو پاک کرتا ہوں کیسا عالم آرا ہو رب العالمین اب فرماتے ہیں اگر یہ پلیدی ان ہماری ہنوتین کو
یہ باز نامہ لے نچر و تفاخر اب کو کب ہوتا کہ تھیلیاں نہ کی سی ہوئی پاس ہیں اور سو بسو مفلس کو ڈھونڈھتا
پھر تہا ہو اور ہر جگہ جاتا ہو تو جہاں کہیں گیا وہ رستہ ملے اُس پر زراشتانی کرے اور ہر ناشستہ کے رو کو شستہ کر دے
دریاؤں میں پلہ دار کی طرح کشتی بیدست و پاکو سر پر لے پھر تہا ہو لاکھوں دوائیں اُس میں پوشیدہ ہیں اس واسطے
کہ دوائیں اُسی سے جہاں میں جتنی ہیں یہ اب جان ہر دوا و دل ہر دانے کا ہر نہروں میں دار و خانے کے مثل ہوتا
چلا جاتا ہو اسی سے تیمان خاک کی جو سبز و غیرہ ہو پودش ہو اور کشکان خاک کی خورش اور جب یہاں سے تیرہ
اور کدھر ہو جاتا ہو ماہ کے مثل زمین میں ڈوب جاتا ہو اور اپنے باطن سے نالہ اٹھاتا ہو کہ آئی خدا تو نے جو مجھ سے
مجھ کو دیا تھا میں نے اور دن کو دیدیا اب میں محتاج دگدا ہو گیا میں نے اپنا سرمایہ پاک و پلید سب پر بٹو دیا
پادشاہ میرے تو ہی سرمایہ بخش ہو اب پھر مجھ میں سرمایہ بڑھا

پھر استعانت آب کی حق سبحانہ و تعالیٰ سے

قولہ ابر را گوید بہر جاے خوشش بن ہم تو خورشید را بابر کشش بن راہماے مختلف میراندش بن تار ساند سوی
پوچیدش بن خود عرض نہین اب جان اولیاست بن کو غسل تیرہ کیسا می شماسست بن چون شود تیرہ غسل اہل فرش بن
باز گردو سوے پاکی بخش عرش بن با ناید ناظر و داس کشان بن از طہارت حیط آرد نشان بن از تمیم وار ہا نہ جملہ راہ
وز خمر طالبان قبلہ را بن زاحملہ خلق یا یہ عملال بن زان سفر جوید کہ رحنایا بلال بن ای بلال خوش دواے

خوش صیل بنادہ بر وزن طبل حیل بن جان مفرقت و بدن اندر قیام بن وقت رجعت زان سبب گوید سلام بن این
 مثل چون واسطہ است اندر کلام بن واسطہ شریعت بہر فہم عام بن اندر آتش کی رود ہیواسطہ بن جز سمند رکور ہیواسطہ بن
 واسطہ حمام باید مرتبہ تا در آتش خوش کنی تو طبع را بن چون نتانی شد در آتش چون خلیل بن گشت حمات رسول آیت
 دلیل بن سیری از حق ست لیک اہل طبع بن کی رسد بے واسطہ نان در شمع بن لطف از حق ست لیک اہل تن بن دنیا بے
 لطف بے پردہ چین بن چون غماند واسطہ تن عجیب بن بچو موسے نور مہ تابہ ز جیب بن این ہنر آب را ہم شاہد است بن
 کاندرو نش بر زواریز دست بن اللغات غسول بفتح شونیدہ تخری صواب جستن و قبلہ حسن یعنی جب
 آب خدای تعالیٰ سے ہدای سن مزید کی کرتا ہی تو وہ ابر کو حکم کرتا ہی کہ اسکو اچھی جگہ لیجا اور نیز آفتاب کو تو اسکو اوپر کھینچ چلتا ہی
 ابر لیے پھرتا ہی اور آفتاب اسکی تم کھینچتا ہی اور موافق حکم کے ابر مختلف راہوں میں جو عبارت ہر جگہ برتنے سے
 لیجا تا ہی اور بحر محمد کو جو سمند ہی وہاں پہونچتا ہی اور اسی آب سے جو ہر جان اولیا کا عرض ہی جو تھاری تیرگیوں کو
 دھوتا ہی جو ہر قائم بالذات جیسے کپڑا عرض قائم بالغیر جیسے کپڑے کی رنگت ایسے ہی یہ آب بھی پلیدیوں کو دھوتا ہی
 جب اہل فرش کی نجاست دھونے سے تیرہ ہو جاتا ہی پھر لوٹ کے اُسکی طرف جاتا ہی جو پاکی بخشنے والا عرض
 کا ہی پھر ادرتے دامن چڑھلے آتا ہی اور سمند کی طہارت سے فرمان لاتا ہی کہ مثل سمند کے پاک ہوں ساری
 مخلوق کو تیمم سے پھڑا دیتا ہی کہ یہ ہر جگہ موجود ہوتا ہی اور تخری سے طالبان قبلہ کو جو مردانہ زون سے ہو کہ آب
 طاہر وضو کے واسطے ڈھونڈتے ہیں اور آب باران سے طاہر تر کونسا آب ہی پھر جب آمیزش خلق سے
 اسمین علتین پیدا ہو جاتی ہیں اس سبب سے سفر ڈھونڈھتا ہی جیسے آنحضرت فرمایا کرتے تھے کہ رحنایا بلال یعنی رحمت
 پہونچا ہی بلال اور فرماتے تھے ای بلال خوش نوا خوش آواز منارہ اذان برجا اور نقارہ کو بج کجا جس سے بانگ
 نماز مزا دیں اور جب نماز میں کھڑے ہوے جان تو حضور حق میں سفر کر گئی بدن قیام میں رہ گیا اور جو سلام نماز
 میں مقرر ہی اسی سبب سے ہو کہ جان لوٹ کے آئے اور معمول ہی لوٹ کے آنے والا سلام کرتا ہی حاصل یہ کہ
 پانی جو اختلاط خلق سے متصل ہو کے سفر ڈھونڈھتا ہی کیا عجیب حضرت بھی جب اختلاط عوام سے بس کوٹتے تھے
 بلال سے فرماتے تھے رحنایا بلال اور نماز میں جان سفر کرتا ہی تھی قرب حق سے پھر تازہ ہو جاتی تھی
 دو ہشتون میں کار رحنایا بلال لکھا ہی میں نہیں جانتا کہ اس صورت میں کونسا صیغہ ہی اور صورت وزن شعر کی کیا آ
 میری سمجھ میں تو ریخ مثل ریخ کے ہوا ریخ سے کبار عیب فرماتے ہیں یہ مثل آنحضرت کی جو ہم اپنے کلام میں
 لائے ہیں ایک واسطہ ہی واسطہ فہم عام کے کہ فہم عام کا اپنی سمجھ کے لیے واسطہ چاہتا ہی اور بے واسطہ کے
 کوئی کام بھی نہیں ہو سکتا مثلاً کوئی آگ میں جانا چاہے تو سوا سمند کے کہ وہ اسواسطہ کے رابطہ سے
 چھوٹا ہوا ہی کون بے واسطہ جا سکتا ہی اور واسطہ آگ میں جانے کے لیے تیرے واسطہ حمام ہی تو لوگ میں اپنی

طبیعت کو خوش کرے اور جب تو خلیل کی طرح آگ میں نہیں جاسکتا یعنی فی نفس ذات الہی تک پہنچ نہیں سکتا تو تیرے واسطے رسول اُسکے واسطے ہن مثل حمام کے اور اُنکی آیات تیری دلیل دینا دیکھو میری خدا کی طرف سے ہے لیکن اہل طمع بے واسطہ روٹی کے میری کو نہیں پہنچ سکتے اور جن جو برگ و بار و گل و ریحان سے شگفتہ و پر بار ہوتا ہے یہ خدا کے لطف سے ہے مگر اس لطف کو اہل تن بے پردہ حجب کے کمان پائے ہیں یہ تن بھی پردہ اور واسطہ ہو رہا ہے جب واسطہ تن کا نہ رہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بی حجاب تیری جیسے چمکے جس سے نہز جو پانی سے ظاہر ہوتے ہیں گواہ ہیں اس بات کے کہ دل اُسکا نور بزدان سے روشن بھی یہی حال آدمی کے قول فعل کا ہے

اس بیان میں کہ گواہی فعل قول برونی کی نور ضمیر سے ہے

قولہ قول فعل آمد گواہان ضمیر بن زمین و بر باطن تو استدلال گیر بن چون ندارد سیر صورت در درون بن بنگار اند بول رہن جو از برون بن فعل و قول بول رہن جو ان بود کہ طبیب جسم را برہان بود بن وان طبیب روح در جانش روڈ درہ جان اند را یما نش روڈ بن حاجتش بنو فعل قول خوب بن اخذ و ہم ہم جو سس القلوب بن این گواہ فعل قول از وی بچو کہ بدر یا نیست واصل بن جو بن قول و فعل و گواہ او بود بن کو بدر یا متصل چون جو بود بن بنگار اند فعل او و قول او تا چہ دارد در ضمیر آن راز جو بن نورش اند مرتبت چند ست و حیست بن بہر صید او دانہ باشد یا سخیست بن گرو و صیاد از وی دور شوڈ آن فسوں فعل و قولش کم شنوڈ بن و برود صید بن دست از وی مدارش تا رساند مر تر اسوسے بجا بن لیک نور سالگی کو حد گذشت بن بہر شد از نورش بیا بانہاد دشت بن شاہدیش فارغ آمد از شہود و ترکلفہاے جان بازی وجود بن المعنی یعنی فعل قول ہی گواہ ہر شخص کے دل کے ہیں انھیں دونوں سے اسکے باطن پر دلیل ڈھونڈھو لے کسو اسطے کہ جب کسی کے درون میں سیر کی کوئی صورت نہیں ہے تو ظاہر اُسکے بول سے رہن جو کو دیکھو یہ فعل قول بھی ایسا ہے جیسے بیماروں کا بول جو طبیب جسم کے لیے دلیل ہے اور وہ جو طبیب روح کے ہیں وہ جان میں گھس جاتے ہیں اور جان کی راہ سے اُسکے ایمان میں اُنکو حاجت قول و فعل خوب دیکھنے کی نہیں ہوتی لہذا اُنسے ڈرتے بچتے رہو کہ وہ جاسوس دل کے ہیں یہ گواہ جو تیرے قول فعل کے ہیں اُنکا طالب اُسکے ارشاد و ہدایت سے ہو جو دریا سے مثل نہر کے حاصل اور ملا ہوا ہے اور اُسکے قول و فعل اُسکے گواہ ہونگے کہ یہ دریا سے مثل نہر کے متصل ہے تو اُسکے قول و فعل کو دیکھو تو معلوم ہو کہ اس راز جو کے دل میں کیا ہے تو اُسکا اپنے مرتبے میں کتنا اور کیسا ہے اُسکے کیف و مقام سے واقف ہو کہ یہ دانہ شکار کے واسطے کبھی تا ہی یا بمقتضاے سخاوت شکاری ہی یا سخی ہی اگر صیاد ہے اُسکے پاس مت بچشک اور اُسکے افسوں و فعل و قول ہرگز مت سن اور جو صید بن ہے اس سے الگ مت ہو کہ وہ تجھکو دریا و کن کی طرف بہو بخا دیگا لیکن وہ سالک جسکا نور حد سے گذر گیا ہے اور اُسکے نور سے جنگل و بیابان بھر گیا ہے اُسکی گواہی گواہوں سے فارغ ہے اُسکے گواہ قول و فعل نہیں ہو سکتے نہ اسکو تکلف و جانبازی کی

ضرورت ہی نہ جود کی

بیان اس نورین کہ بے اختیار عارف حقانی سے ظاہر ہوتا ہے

قولہ نرکان گوہر کہ ہر گواہ ہر گواہ تافہ است بہ زمین اسلسما فرغت یافتہ است بہ پس مجبوزی گواہ فعل و گفت کہ از
ہر دو جہان چون گل شگفت بہ این گواہی چیست اظہار نہان بہ خواہ فعل و خواہ قول و غیر آن کہ عرض اظہار
تر جوہر است بہ وصف باقی دین عرض بر جوہر است بہ این نشان زرنماند بر محک بہ زرنماند خوب فریب ہر شک
این صلوٰۃ و این جہاد و این صیام بہ چون ماند جان بماند نیک نام بہ جان چنین افعال احوالے نمود بہ بر محک تر جوہر
بسود بہ کا عتقاد راست است ایک گواہ بہ لیک است اندر گواہان اشتباہ بہ ترکیبہ باید گواہان زبان بہ ترکیبش خلاص
و موقوفی بران بہ حفظ لفظ اندر گواہ تو ہے است بہ حفظ عبد اندر گواہ فعلی است بہ گواہ قول کہ گوید دوست بہ دور گواہ
فعل کہ پوید بہ است بہ قول و فعل بے تناقض بایست بہ تا قبول اندر زمان پیش آید بہ سیکم شتی تناقض اندرید بہ
روز میدزدید و شب بر میدرد بہ پس گواہی بہ تناقض کہ شنوید و اگر حکمی کند اطف وجود بہ قول فعل اظہار سرست و ضمیر ہر دو پیدا
سیکند ستر ستر بہ چون گواہت ترکیب شد قبول بہ دور نہ محبوبیست اندر مول مول بہ گواہ بستی ستر ستر اندر چون بہ فاعل نظر ہم
انہم منظورن ہا این سخن پایان ندارد مصطفیٰ بہ عرضہ کرد ایمان و پذیرفت آن فحی بہ آن شہادت را کہ فرخ بودہ است
بندہای بستہ را بکشودہ است بہ اللغات تسلسل سالوسی کرنا موقوف ایستادہ کردہ شدہ میل در رنگ و امر است
بمعنی باش و تو بہ دناز المعنی یعنی جسکا نور کہ حد سے گذر گیا اور ظاہر چمکا ہوا ہے اسنے اس سالوسی و کمر سے فرغت
پالی ہو چھ اس سے گواہ فعل و قول کے مت ڈھونڈھ اس سے تو دونوں جہان مثل گل کے شگفتہ ہیں اس واسطے کہ یہ
گواہی کیا ہے اپنے پوشیدہ کا ظاہر کرنا چاہے قول ہو چاہے فعل چاہے سوائے کیونکہ قول و فعل عرض ہیں واسطے
اظہار صید جوہر کے جو جان ہے جیسے جان کو جسم ظاہر کرتا ہے جو عرض ہے پس نصف عرض کی یعنی قول و فعل تو باقی ہیں
اور عرض اپنے گھاٹ سے جان کا جسکے یہ قول و فعل کیے تھے جیسے زر کا محک پر لگانے کیوقت نشان ہو جاتا
بجورہ نشان نہیں رہتا مگر زخوب فر بہ جاتا ہو جس میں کسی شک کو دخل نہیں ہوتا ایسے ہی یہ صلوٰۃ و جہاد و زنا
جب جان نہیں رہتی تو ای نیک نام یہ رہ جاتے ہیں جسے معلوم ہوتا ہے کہ جان نے ایسے قول و فعل کیے ہیں اور امر خدا
کی محک پر ایسا اپنے جوہر کو گھسا ہوا و رہتا ہے کہ اعتقاد میرا راست و درست ہے یہ اقوال افعال گواہ موجود ہیں لیکن گواہ
میں سے چھوٹے کا اشتباہ بھی ہوتا ہے لہذا گواہوں میں خوب ترکیب و صفا اشتباہ سے کرنا چاہئے اور وہ ترکیبہ خلاص ہو اور
تاکم رہنا اب جو گواہ قولی ہے اس میں حفظ لفظ کی ضرور ہے اور جو فعلی ہے اس میں حفظ عمل کی کہ کوئی لفظ غلط ہووے نہ سکتے
ہے نہ جو محمد صلی تعالیٰ کے ہیں ان میں خلاص ہوگا گواہ قول کل کج بات کیگا تو رہے اور گواہ فعل کا ٹیڑھی جال چلا تو
بدیہ لاجرم قول و فعل دونوں یکساں ہوں بے تناقض نہ کہ قول و فعل در اگر یکساں ہیں تو توڑا برے سامنے قبول

ایکلی اور حق تعالیٰ فرماتا ہوں ان سب کو شش تھامی قسم قسم کی پڑوس معلوم ہوا کہ تم تناقض میں ہوں
میں ایک شے سیٹے ہوں رات میں بچاؤ ڈالتے ہو یعنی بنائے بگاڑتے رہتے ہو پھر بناؤ تو تناقض کی گواہی کون سنا ہو
مگر ان یہ بات ہو کہ وہ اپنے لطف وجود سے حکم کے استکا کو مانع نہیں مگر یہ قول دفعل تو چھپانے والے کی کھپی بات کو
ظاہر کر دینے والے ہیں اگر گواہ میرا تیرا ترکیہ ہو تو گواہی قبول ہو ورنہ مول درمول اور درنگ در درنگ
تیری محبوبی و مقیدی ہو خوب جان لے اور سرکش اگر تو لڑے گا تو کارگر از قضا قدر کے بھی تجھے لڑینگے
منتظر ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہو و انتظر ہم انہم منتظرون انتظار کرو بیشک وہ بھی انتظار کرنے والے ہیں آپ
فرماتے ہیں یہ سخن تو بے پایاں ہو وہ بات جس کا ذکر عقادہ کہ یعنی حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیر ایمان عرض کیا
اور اس جوان نے بدل قبول کر لیا اور وہ شہادت ادا کی جو فرخ تھی اور جسے قیدوں شکل کو حل مانسان کیا ہو
اور شکل گریہوں کو کھولا ہے

ایمان عرض کرنا حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان پر

قولہ گشت مومن گفت اور مصطفیٰ کا مشب ویکر تو شو مہمان مانہ گفت و انتہا تا ابدا صیفت تو ام ہر کجا با شتم ہر جا کہ روم
زندہ کوہ معنی و دربان توہ این جہان و انجمن ہر خوان توہ ہر کہ بگریند بزمین بگریدہ خوان بہ عاقبت درو گلویش استخوان بہ
ہر کہ سوے خوان غیر تو رو نہ دیو با وادان کہ ہر کاسہ شود بہ ہر کہ از ہمسایگی تو رو نہ دیو بیشک دان کہ مسالیش شود بہ
در رو بے تو سفر او دور دست بہ دیو بد ہماہ و ہمسفر و یست بہ ورتشند بے تو براسپ شریف بہ جاسد ہاست
دیو او را ردیف بہ در بچہ گیر دان و شننا زاوہ دیو در نسلش بود انبا زاوہ در بنی سار کہ مو گفت است حق بہ ہم در اموال و در اولاد
از سبب بہ گفت پیغمبر ز غیب این را جلی بہ و مقامات نو اور با علی بہ یا رسول اللہ رسالت را تمام بہ تو نمودے ہجھو
شمس بے غام بہ انجہ تو کردی دو صد ما در نکر بہ عیسے و انسونش با عاذر نکر بہ از تو جانش از اجل نک جان بہر بہ
عاذر ارشد زندہ ہم در دم بہر بہ گشت مہمان رسول انشب عرب بہ شیر یک بہ نیم خود دلب بہبت بہ کرد الحاحش
بخور شیر و رفاق بہ گفت گشم میر و انتہا بے نفاق بہ این تکلف نیست بے ناموس دفن بہ سیر تر گشم از انکہ دوش من بہ
و عجیب ناندند جملہ اہلبیت بہ پر شد این قندیل زان یک قطرہ زیت بہ انجہ قوت مرغ با بلی بود بہ سیری معہ چہین بلی
بود بہ فحجہ افتاد اندر مردوزن بہ قدر پشہ بخور دین بلیٹن بہ حرص دو ہم کافرے سرزیر شدہ از دہا از قوت مورے
سیر شدہ آن گدا چشے و کفر ازوے رفت بہ لوت ایمانش مگر کرد و رفت بہ آنکہ از جوع البقر بری طیبہ بہ ہجھو بہر بہ
جنت بچید بہ میوہ جنت سوے جشم شتافت سعدہ چون دوزخش آرام یافت بہ اللغات معنی آزاد کردہ شدہ
شہناز عروس عاذر نام ایک شخص کا کہ کافر تھا چالیس برس بعد حضرت عیسے نے زندہ کر کے مسلمان کیا
رتاق ہندی چپالی ٹھوٹھ و فنج مبدل فنجہ سخن آہستہ کرنا جوع البقر ایک مرض ہو کہ تمام اعضا جو کھے ہو جاتے ہیں

المعنی یعنی جب وہ مومن ہوا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ گرج کی رات تو اور ہمارا مہمان ہو کما واللہ ابد تک آپ کا
 مہمان ہو چکا کہ میں جاؤں کہ میں رہوں میں تو زندہ کیا ہوا کہ وہ حیات ابدی ہو اور آزاد کیا ہوا وہ جہان کی قید سے
 تھا راہی ہوں اور تھا راہی رہا ہوں تھا رہے ہی دروازے پر بیٹھنے والا اگر اس جہان میں ہوں جب اور اس
 جہان میں ہوں جب تھا رہے ہی خوانِ نعمت پر حاضر ہوں اور جو کوئی اس گزیدہ خوان کے سوا اور کسی خوان کو
 اختیار کرے اُسکے گلے میں ایسی ہڈی لٹکی کہ اُسکے گلے کو بھاڑ دے گی اور تھا راہی خوان چھوڑ کے اگر دوسرے کے
 خوان پر جا بیگا دیو ضرور اُسکا ہم پیالہ ہم نوالہ ہوگا اور جو تھا راہی ہمسایگی چھوڑے گا بیشک اُسکا دیو ہمسایہ ہوگا اور اگر
 سفر دور دست کو جا بیگا یہ اُسکا ساتھی اور ہم سفر بنے گا اور اگر بے تھا رہے ہر شریف پر سوار ہوگا تو دیو جو حاضر
 ہمارا ہو اُسکا ردیف ہوگا تا سدا بس سبب سے کہا کہ حضرت آدمؑ سے اس نے حسد کیا ہو دو شتون میں ہست کے
 بعد داو عطف غلط لکھا ہو فاقم اور اگر شہناز یعنی اسکی عروس اُس سے بچ لے گی اور حاطہ ہوگی اُسکی نسل میں یہ شریک ہوگا
 شہناز کو بھی حق میں شہناز لکھا ہو چنانچہ حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہو وشارکم فی الاسمال والاولاد شریک
 ہو تو ای شیطان اُنکے مال واولاد میں یہ سبق شراکت مال واولاد کا اسکو شہاد دیا ہو اور یہ بات غیب میں بھی
 آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے جہان اور باتیں کہی ہیں یہ بھی کہی ہو چھوڑی شخص کہتا ہو یا رسول اللہ تم نے رسالت کو
 ایسا تمام کیا جیسے بے ابر کا آفتاب کہ ہر کوئی دیکھتا جانتا ہو جیسی کچھ شفقت تھے بھجری سیکڑوں مادر نے ایسی کسی پر نہ کی نہ
 جیسی نے اور اُنکے افسوں نے عاذر کے ساتھ کی اسیلے کہ تم سے توجان میری بالکل اجل سے بچ گئی اور عاذر تو ذرا دیر کو
 زندہ ہوا پھر مر گیا انقص اُس رات کو وہ عرب آنحضرتؐ کا مہمان ہوا اور ایک بکری کا نصف دودھ پیکے ہوئے
 بند کر لیے جب اُس سے مالِ حاکم کا دودھ چپاتی موجود ہو اسکو کھا کما واللہ میں سیر ہو گیا کچھ ظاہر داری نہیں
 کرتا ہوں میں نہ گفت کرتا ہوں نہ شرم نہ کوئی فن وکونین اُس سے زیادہ سیر ہو گیا جیسا کہ رات ہوا تھا یہ دیکھ کے تمام بیت
 تعجب میں ہوئے کہ تبدیل ایک قطرے سے روغن کے کیسے بھر گیا عجب ہو کہ ایک ابابیل کی قوت سے ایسے
 پیل کا معدہ سیر ہو جائے تمام مردوزن باہم کانا پھوسی کرنے لگے کہ یہ بلیتن بقدر چھتر کے کھاتا ہو وہ جو حرص تھی اور
 کافری کا وہم کہ جائے بھر لے گی یا نہیں سب کا سر زیر ہوا اور اژدہا مور کی قوت سے سیر ہوا وہ گدا چشتی وکفر
 سب اُسکا جاتا رہا نعمت ایمان نے اُسکو فرہ اور موٹا کر دیا تو وہ جو ع البقر سے تربیتا تھا یا مریم کی طرح میوہ
 جنت کا چکھا آنحضرتؐ مریم دقت وضع حمل کے ایک سوکھے درخت خرما کے تلے تھیں اُنکو حکم ہوا تھا کہ اسکو
 ہلاؤ اُس درخت سے خرے جنت کے گرے تھے یہ میوہ جنت کا جو ملا ایمان سے ہوا اسکے جسم میں بھی جب پہونچا
 تو معدہ اُسکا جو دوزخ کی طرح بھڑکتا تھا چین پر ہو گیا

اس بیان میں جو نور کہ غذا جان کی ہر غذا جسم اولیائی ہو تا اُنکے جسم یا رہو جان کا

قولہ ذات ایمان نعمت و توقیت ہول ہے اور قناعت کردہ از ایمان بقول ہر گچہ آن معلوم جانست و نظر
 جسم را ہم زمان نصیب ست اور پس ہر تاکہ اور قناعت بنان و گندنا بہ با خود آو و نور ایمان کن غذا نہ گرنہ نشی و جو جسم
 از را کول ہے اسلام الشیطان لغیر خودی رسول ہے دیو زبان ہوئے کہ مردہ حی شود نہ تانیا شائد مسلمان کی شود نہ دیو در دنیا
 است عاشق کو رو کر نہ عشق را عشقی دیگر بزرگو نہ از نہا خانہ یقین چون نے چشیدہ اندک مذک عشق رخت انجا کشیدہ یا
 حریص البطن عرج ہذا نہ انما المتہاج تبدیل غذا نہ یا مریض القلب عرج للعلج ہجملہ التذہب تبدیل المزاج ہے ایہا حبیب
 فی بہن الطعام نہ سوت بخوان تحملت العظام نہ ان فی الجوع طعنا وافرنا استفدنا وارجح یا نافرنا اغتدی ہا لنور کن
 بمنزل البصر و افق الممالک یا خیر البشر نہ چون ملک تسبیح حق را کن غذا نہ تارہی ہجھون ملائک را ذی بنجر میل از سوی
 حیض کم تندہ اول بقوت کی زگر گس کم زندہ نہ بیل اگرچہ در زمین آہستہ است نہ اولیشہ باز گو کی رستہ است نہ اللغات
 ہول عظیم جیفہ بالکسر مردار آذی ایند دینا المعنی فرماتے ہیں ذات ایمان کی ایک نعمت اور قوت عظیم ہے اور مخاطب
 تو اس کو کیا جائے تو تو ایمان سے فقط قول بر قناعت کیے ہوے ہے یعنی صرف زبان سے کہ لیا آمنت باند اگرچہ
 وہ نعمت و قوت خوراک جان و نظر کی ہے لیکن جسم کو بھی اس سے حصہ ہے اب تک تو اس نان و گندنا پر قناعت
 کیے رہیگا ہوش میں ہو اور نور ایمان کو اپنی غذا بنا اور یہ نہیں ہے اس غذا کو جسم بھی کھاتا ہے اگر نہ کھاتا تو حضرت
 کیون فرماتے اسلام الشیطان علی یری سلمان ہو الشیطان میرے ہاتھ پر بس شیطان مراد جسم سے ہو بھلا یہ دیو جسم کا اس
 نعمت کو جس سے مردہ زندہ ہوتا ہے جب تک نہ پی لیا مسلمان کب ہوگا دیو دنیا پر عاشق ہے اور اسکے عشق میں نہ جاہل ہو رہا ہے
 یہ عشق اسکا منقطع نہیں ہوگا جب تک اسکو دوسرا عشق نہ ہو جب نہا خانہ یقین سے شراب نے چکھی تھا آہستہ آہستہ عشق
 اسباب راحت اسکا وہاں لیکیا معانی اشعار عربیہ اور حریص شکم کے عوج کر ایسے ہی جیسا کہ مذکور ہو اس واسطے کہ اسکا
 بدل دالنے غذا کے کوئی راہ نہیں ہے اور ای مریض قلب کے عوج کر اس واسطے علاج کے ساری تدبیر فزع کا تبدیل کرنا ہے
 اور قیدی رہن طعام کے جلدی نجات پالیکا تو اگر تحمل مو عظیم کا کر لیکا بیشک جھوک میں بڑے بڑے طعام میں پس لیں اور فقر
 کرنے والے اس طعام جو ع کو ڈھونڈھا اور اسکا آمیدوار ہو تو غذا اپنی نور سے کر اور ایسا ہو جاسیے نور اور رفعت کم
 ساتھ فرشتوں کے اور خیر البشر کہ فرشتوں کی غذا فکر الہی ہے اور خیر البشر کی غذا نور نامناہی دونوں تنوں میں اغتدے
 لکھا ہے اگر صیغہ امر کا ہے تو اغتدہ ہونا چاہیے کس واسطے کہ حرف علت علامت جزم سے گرجا تا ہو پس جیسے فرشتوں کی غذا تسبیح ہے
 تو بھلا اپنی غذا کس سے کر تاجیسے وہ ایذا و عذاب سے جھوٹے ہوئے ہیں تو بھی جھوٹ جائے جبرئیل جو مراد قلب سے ہے اگر مردار
 کی طرف رجوع نہ کر لیکا جب بھی تو گر گس سے کم تہین اگر لیکا جو سب پرندوں میں بلند پرواز ہے تو بیل عظیم البطن اگرچہ زمین پر
 آہستہ چلتا ہے اور زم فتل ہے لیکن بنا تو وہ پشے سے جو مردکی فرج پر آئے تھے انے کب بچا لیشہ اگر خوب کھا کھا کے
 بیل کی طرح عظیم الجثہ ہوگا اور مٹاپے کے سبب سے ہلکے ہلکے چلیگا تو کیا ادے مخلوق اسکی جھکو ملاک کرے گی

انکار کرنا اہل تن کا خدائے روح سے

قولہ حذر خوانی نہادہ در جہان بلیک از چشم خسیان بس نہان بگر جہان باغی پر از نعمت شود بے قسم مار و مور
ہم خاکی بود بے قسم شان خاکست گردی کر ہمار بے میر کو فی خاک چون نوشی جو مار در میان چوب گوید کرم چوب بے
کر رہا باشد جنین حلوائے خوب بے در میان خاک گوید کرم خرو بے جنین حلوائے کرم بخور و کرم سگرین میان آن حدیث
در جہان نقلی نازند جز بخت بے نجاست ہیچ نشاء کلاغ بے شد نجاست مرد از چشم و چراغ اللغات میر کون سردار عالم دی
بالفتح ماہ خزان بے بخت نجاست لمغنی کیسا اچھا خوان جہان میں خلایق تعالیٰ کا لگایا ہوا ہے لیکن ناچیزوں کی آنکھ سے
نہایت ہی چھپا ہوا ہے اور وجہ یہ ہے کہ اگر سارا جہان ایک بلغ پر از نعمت ہو جائے حصہ مار و مور کا وہی خاک ہوگی کیونکہ
انکی قسمت میں خاک ہی ہے چاہے خزان ہو چاہے بہار لیکن نفوس تو یہ ہے کہ تو میر کون سردار عالم کا اور اشراف مخلوق کا
ہو تو مثل مار کے خاک کیوں کھاتا ہے مگر ان کیوں نہیں لکھی کا کیر لکھی میں ہی کہتا ہے کہ ایسا حلوائے خوب کس کو ملا ہوگا اور
خاک کا کیر خاک میں ہی کہتا ہے کہ ایسا حلوائے جہان میں کسی نے نہ کھایا ہوگا کہ کیر اس نجاست میں سوا سے
نقل و بیان بخت کے اور کچھ نہیں جانتا ناع کہ نجاست کھاتا ہے سوا سے نجاست کے اور کیسے نہیں بچا جاتا
اسی کو اپنا چشم و چراغ یعنی آنکھ اور آنکھوں کا نور جانتا ہے

مناجات طلب مقام خاصون اور ادراک معالیٰ میں

قولہ ای خدای بے نظیر ایتار کن بگویش را چون حلقہ وادی زین سخن بگویش گیر دوران مجلس کشان بگویش میکشد این
سرخوشان بچون بباوی رسانیدی ازین بے سر بند آن مشک رلای رب دین بے از تو نوشند از کور و از اناث بے
بید رنی در عطایا استغاث بے ای دعا ناکرہ از تو مستجاب بے دادہ دل را ہر دم صد فحیاب بے چند حرفی نقش کردی از
رتوم بے سلما از عشق او شایع موم بے تون ابرو صا چشم و جیم گوش بے برنوشے فتنہ صد عقل و ہوش بے زین حروقت
شد خرو بار یک ریس بے نسخ میکس ای ادیب خوشنویس بے درخور ہر فکر بستہ بر عدم بے مدبم نقش خیالی بر رقم بے حرفم ای
طرفہ بر لوح خیال بے برنوشہ چشم دابر و خط و خال بے بر عدم باشم نہ بر موجود دست بے زانکہ معشوق عدم وافی ترست بے
عقل را خط خوان آن اشکال کرد بے تادہ تدبیر را زانان نور و اللغات نور و پسندیدہ و در خود لمغنی حضرت مولانا
دعا و مناجات کر کے کہتے ہیں کہ اے خدا بے نظیر اس بات سے جو ادب نہ کر رہوئی تو نے ہمارے کان کو تیرے زینت
بخشی یعنی ہلکوسنائی آب اپنی بخشش و عطا سے یہ بھی کہ کہ ہمارا کان بکڑ کے کشان کشان اس مجلس میں بچل جبین تیری
شراب شوق کے مست جمع ہیں جب تو نے اُس شراب کی دھمکو ہو بچائی ہے تو ای رب دین سر مشک کا بند مست کر
ہم کو بھی پلامے کے واسطے کہ جملہ درون تیری ہی نعمتیں نوش کرتے ہیں ایسا تو عطایات میں بید رنی ہے جس ہماری بھی
فریاد ہی کر آئی مالک معطی تو وہ ہے کہ بے مانگے بھی سیکڑوں چیزیں دیتا ہے اور ہر دم تو نے سیکڑوں دروازوں کی کشود

دل کو دی ہو دین و دنیا کی مشکلات میں تو نے چند حرف اپنے مقومات سے ایسے لکھے ہیں جنکے عشق سے تجھ سے سخت چیز مر ہو جاتی ہو مثالاً ان ابرو و صا و چشم و جیم گوش ایسے یہ حرف لکھے ہیں جو سیاق و سباق عقل و ہوش کو دیوانہ بناتے ہیں کہ ان حرفوں سے تیرے میری خرد بھی باریک ریس ہو گئی ہے باریک کاتنے والی یعنی خیالات نازک باریک پیدا کرنے لگی تو ای و ادیب خوشنویس ان سب پر خط نسخ کھینچ دے جیسے استاد خوشنویس بڑے حرف پر خط کھینچ دیتے ہیں اس ہی پر رقم تیری کہ بحقیقت عدم ہو گیا فعل موجود ہر کسی نے اپنی فکر کے لائق و مہم نقش خیال کے جمائے ہیں تو نے جو خیم و ابرو و خط و خال کے حرف بنا دیے ہیں انھوں نے ہمارے خیال کی لوح عجیب عجیب حرف بنا رکھے ہیں یعنی عجیب خیالات میں ڈال رکھا ہو میں یہ چاہتا ہوں کہ اس موجود پر کہ دراصل عدم ہے و فانی ہر مست نہوں عدم پر جو شاہ غیب ہو مست ہوں کہ وہ بے زوال و با دفاتر ہی تو نے بھی تو عقل کو ان شکلوں کا خط خوان کہ جنہیں وہ حرف لکھے ہیں اسی واسطے کیا ہوتا اُس پسندیدہ کو دیکھ کے اور تدبیریں سمجھائے لے چنانچہ آئندہ فرماتے ہیں

تشبیہ عقل بجریل و نظر اسکی غیب میں جیسے جبریل کی لوح میں

قولہ چون ملک از لوح محفوظ انکسود ہر صباحی درس ہر روزہ بردہ در عدم تحریر ہا ہیں با بیان ہر روز سوادش حیرت سودا بیان ہر کسی شد بر خیالی ریش گاؤں گشت بر سوداے گنجی گنج گاؤں از خیالی گشت شخصے پر شکوہ ہر دی آوردہ بمعنا و کوہ ہر ز خیالی آن دگر با حمد مر نہ و نہادہ سوی و ریا بگردہ و اند کو ہر تر سب در گشت ہر وان یکی بہر لایسی گشت ہر از خیال آن رہزن رستہ شدہ ہر از خیال بن مریم خستہ شدہ ہر پر پیروانی کی دل کردہ گم بہر بخم آن دیکری بنہادسم ہر آن یکی در کشتی از بہر ربح ہر وان کی در فسق دیگر با صلاح بن این روشنا مختلف بیند بدن ہر زان خیالات ملون ناندرون ہر این دران حیران شدہ کان جہیت ہر چہ زندہ را نکرانافست ہر این خیالات اربنا نامتلف ہر چون زہرون شد روشنا مختلف ہر قبلہ مجاز بچہ نہان کردہ اند ہر کسے روجا بنے آوردہ اند ہر اللغات ریش گاؤں حتی گنج گاؤں جہت کلام ہر تر سب را سب ہونا و را سب پارسا و عابد ترسایان کنشت بضم اول کس نون تجا و انکسود و معبود در رستہ بالفتح بازار و راہ و صفت دکان و متلف بالضم خورگشتہ شونہ و ساز و آرائندہ المعنی یعنی وہ خرد مثل فرشتے کے لوح محفوظ کو دیکھے جو کنا یہ تقدیر سے ہو اور ہر صبح روزمرہ اسی کا سبق پڑھے اور یوں تو عدم میں ٹہری ٹہری تحریریں ہیں اور با بیان جسکی تحریر سے سوداے حیرت میں ٹپے ہیں ہر کوئی ایک خیال کی حماقت میں گرفتار ہوا و گنج کے سودا میں گنج کا مہور ہا یعنی ایسا سودا اس میں بھرا ہو جیسا گنج گاؤں مال تھا اور یہ گنج بہرام بادشاہ کے وقت میں ظاہر ہوا تھا اور اس میں گائیں اور چھینسین اور وحوش و طیور سونے کے مرصع بہت ککے تھے چنانچہ کوئی تو اس خیال پر شکوہ سے معذرت کوہ کو متوجہ ہو کہ بہت ساز و جواہر حاصل کروں دوسرا محنت و مشقت کی تلخی میں پڑا اور دیکھ واسطے و ریا کی طرف گیا کوئی را سب بنکے تجا نے میں بیٹھا کسی نے حرص کے مارے کھیتی اختیار کی کوئی اُسی خیال سے راہا رہا

کوئی مہم کسی خستہ کا ہوا کسی نے عمل اور برائیوں میں اپنا دل کھویا کسی نے نجوم پر اپنی فکر کے گھوڑے کا سم کھانچوی
ہوا کوئی فائدے کے لالچ سے کشتی میں بیٹھا کوئی فسق و فجور میں بڑا کسی نے صلاح نیکی اختیار کی بس یہ روشیں
مختلف جو ظاہر ہو رہی ہیں انہیں خیالات رنگارنگ درونی سے ہیں اب یہ تو اس بات میں خود حیران ہو کر یہ خیال
کس بنا پر ہوا در کیا اسکا انجام اور ہر چندے کا جو اس منزلے کو چکر رہا یہی حال ہو یا انہم دوسرے کا کافی اسے دور
کرتے والا کہ اور کوئی نہیں دیکھ سکتا الغرض یہ سب خیالات درونی ناموافق اور ناسازگار ہیں اگر موافق ہوتے تو ظاہر میں
انکی چالیں مختلف کیوں ہوتیں اور وجہ یہ کہ وہ جو قبلہ جان کا ہوا اسکو سب نے چھپا دیا ہوا دھرجان کو متوجہ نہیں کرتے
اسکو چھوڑ کے ہر کسی نے ایک جانب ہٹھ کیا ہوا اسی کو قبلہ جانتے ہیں

تمثیل و شون مختلف کی موافق اختلاف قبلہ ڈھونڈنے والوں کے

قولہ ہجو تو ہے کہ تحری می کنند بر خیال قبلہ ہر سوی تندی چونکہ کعبہ رونماید صبح کا وہ کشف کرد کہ کلمہ است راہ بہ
یاجو خواصان درون قرآب ہر یکے چیز سے ہی چینیہ شتاب بہ برآمد گویا ہر دور نشین بہ تو بہرہ یسکنداراکن این جنون آریہ
ازنگ دریائے شرف بہ کشف کرد صاحب در شگرف بہ اندر گویا ہر وارید محرفہ داندر گویا سنگریزہ شب برد بہ بلکا
نبولم بالساہرہ بہ فتنہ ذات افضل قاہرہ بہ چنچن ہر قوم چون بہ انگان بہ گرد شمعہ یزنان اندر جہان بہ خوش رہی
بریزند بہ گرد شمع خود طواف می کنند بہر امید آتش مو سے بخت بہ کز لبیش سبز و تر کرد درخت بہ فضل آن آتش
شیدہ ہر رہ بہ ہر شرر را آن گمان بردہ ہمہ بہ چون بر آید محم نور خلود بہ و انماید ہر یکے چہ شمع بود ہر کرا بہ سوخت
زان شمع خطر بہ بدہش زان شمع خوش ہفتاد پر بہ جوت پردانہ و دیدہ دوختہ بہ ماند زیر شمع بہر سوختہ بہ می طہر اندر
پیشمانے و سوز بہ می کند آہ از ہواے چشم دوز بہ شمع او گویا کہ من چون سوختم بہ کے ترابر با ہم از سوز دستم بہ شمع او گریبان
کہ من سر سوختہ بہ چون کنم من غیر را فروختہ بہ او ہی گویا کہ زناشکال تو بہ غرہ کشم دیدیم حال تو بہ اللغات تحری قبلہ
ڈھونڈنے میں معلوم ہوتا قبلہ کو ڈھونڈتے ہیں اور ہر طرف اپنے خیال کو دوڑاتے پھرتے ہیں اور اسی طرف کو
متوجہ ہوتے ہیں جب صبح کو کعبہ ظاہر ہوتا ہی تو کھلچا تا ہی کہ کس سے راہ گم کی ہر مطلب یہ کہ صبح قیامت کو یہ
حال کھلے گا کہ قبلہ سے برگشتہ کون تھا اسیلے کہ اس دن ہر پوشیدہ ظاہر ہو گا یا جیسے خواص لوگ کہ قرآب
میں ہر ایک جلدی جلدی ہر چیز کو بٹوتے ہیں اس امید پر کہ کوئی گوہر مکتا اور در شین ہاتھ آئے اچھا برا جو کچھ
لتا ہو اس سے اپنا تو بڑا بھرتے ہیں اور جب نہ دریاے شرف سے نکلتے ہیں تب کھلچا تا ہی کہ در حجب
تا در کس کے پاس ہو اب انہیں کوئی ایسا بھی ہر جسکے پاس چھوٹے چھوٹے موتی ہیں در کوئی ایسا ہی کہ کنکریاں اور
بوٹھ لایا معنے شعر غریبہ کے ایسے ہی آزمائینگے ہم مگو حشر کے دن کہ وہ دن ایک فتنہ اور آفت کا ہوا اور در سوا کی کا

اور غالب تمپر ایسی ہی ہر قوم مثل پردانوں کے جہان میں ایک شمع کے گروہ وہ عقیدہ ہر اڑ رہی ہیں آوآپ کو
 اُس شمع پر ڈالتی ہیں اور اسی کے گروہ کھوتی قربان ہوتی ہیں اُنکو یہ اُمید ہے کہ یہ آتش ہماری موسیٰ بخت کی ہے یعنی
 جیسے حضرت موسیٰ آگ سے بجلی اُٹھی کہ پہنچے تھے کہ جس آگ کے شعلے سے درخت سبز و تر ہو جائے
 بس اس گلے نے جو فضل اُس آتش کا سنا ہے ہر شر کو وہی گمان کیا ہے کہ اُنکو بقتضائے اُنکی حماقت وجہ نیت
 کے کہا ہے اور یہ آتش پرست لوگ ہیں کہ صبح و شام تہی جلا کے اُسکی پوجا کرتے ہیں لیکن جب صبح کو جو صبح قیامت
 ہو تو رخصت و ہشنگی کا ظاہر ہوگا تو ہر ایک کو حناد لگا کر وہ شمع کیا تھی مگر جس شخص کا ایک پر بھی اُس شمع خضر سے چل گیا ہے
 اُسکو تودہ اُسی شمع سے ستر پر عطار کے گلا اور جو گروہ کے گروہ پر دانے دونوں آنکھیں بند کیے ہوئے اُس شمع کی
 طرف دوڑے ہیں اور اُسکے پہ چل گئے اور سوختے ہوئے اسی شمع بد کے نتیجے پر گئے اب اس پیشانی و سوز سے
 تڑپتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے دل کی چاہ نے کیسی ہماری آنکھیں بند کر دیں اور وہ شمع جسکو پوچھتے
 تھے اُسے کہتی ہے کہ جب میں خود جل گئی تو تجھ کو اس سوز و ستم سے کیسے بچاؤں اور روتی ہو کہ میرا سر جل گئے
 تو خود سیاہ ہو گیا میں کسی کو کیسے اور دختہ کون اور وہ کہتا ہے کہ میں تیری شکستیں روشن و تابان دیکھ کے دھوکا
 کھا گیا اور فریفتہ ہوا اب بڑی دیر میں تیرا حال دیکھا اور جانا

یا حشر علی العباد اس آیت کے معنی میں

قوله شمع مرده بادہ رفتہ دلربا بنو خط خور داز ننگ کر نبی مابہ ظلت الارباح خسر مغربا بے شکوی الی اللہ
 بالعین جہلا ارواح اخوان ثقات بسلامات مومنات قانات ہر کسے روی بسوی بردہ اندہ دین عزیزان
 رو باین سو کردہ اندہ ہر کچھ ترے پر دور مذہبہ دین کبوتر جانب بے جانے ہر عقابے سے پرداز جا بجا
 دین عقابان راست جیباے سرانہ مانہ مرغان ہوانے خانگی بدوانہ مادہ بیدارگی بدان فرخ آمد جنین روزی
 مابہ کہ دریدن شد قبا دوزے مابہ المعنی فرماتے ہیں شمع بجھ گئی اوی جان نہ رہی اور شراب دلربا جو عمری تمام ہوئی
 نہیں دونوں ہماری کر نبی کی غیرت و ننگ سے ڈوب گئیں اب سوائے حسرت کے اور کیا رہا متھے شعر
 عوہہ بختے فائدے تھے سب نقصان دیزان ہو گئے اب اندھے ہیں سے اللہ کی طرف شکوہ شکایت کرتا ہے
 کیسی خوش ہیں ارواحین اخوان ثقات کی کہ وہ مسلمان ہیں اور مومن و عجز و زاری کرنے والے سوائے
 اُنکے ہر کسی نے منہ ایک طرف کیا ہے مگر ان عزیزان نے سب سے منہ پھیر کے اس طرف منہ کیا ہے ہر کچھ تر
 اپنی راہ و مذہب میں اُترتا ہے اور یہ کبوتر جانب بے جانب کے اُٹھتے ہیں ہر عقاب ایک جگہ سے دوسری
 جگہ اُٹھتا ہے اور اُنکا گھر بچا ہے ہر جان جگہ کو دخل نہیں کہ وہ لامکان ہے اور بیدانہ ہونا ہمارا دانہ ہے ہم مرغ ہوا کے ہیں
 نہ خانگی یعنی نہ اُڑنے والے نہ مگر کے رہنے والے یہ روزی فرخ ہو گا سب سب سے ملی ہو کہ قبا کا بچا نہ آباد دینی

ہماری ہر جو مراد جسے کو بگاڑنے اور بگاڑین بنادھونے سے توجہ بجا رہی حصہ ہو

فرجی نام رکھنے کا سبب ابتدا و حال میں

قولہ صوفیہ بدرید جبہ در حرج بہ پیش مش آمد بعد بدریدین فرج بگشت نام آن دریدہ فرجی بہ آن لقب شد
 فاش انا مرد بخجہ دین لقب شد فاش و صافش شیخ بردہ مانا اندر طبع خلفان حرت در دہ بچین ہر نام صافی
 داشتہ است بہ اسم را چون دروے بگشتہ است بہر کہ نگراست دردی را گرفت بہ رفت صوفی سوے
 صافی ناشگفت بگفت لا بد دروہ صافی بود بہ زین ولالت دل بصفت میرود بہ دروہ صاف و صافش
 یسر آن بہ صاف چون خرا و دروے یسر آن بہ عسرا یسرست ہین آیس مہاش بہ راہ داوی زین ہمت
 اندر معاش بہ صاف خواہی جبہ بشکاف ای یسر تا ازان صفوت بر آری روز سر بہ است صوفی آنکہ شد
 صفوت طلب بہ نہ لباس صوف و خیاطی دروب بہ صوفی کشتہ بہ پیشین لیام بہ النحیاط واللواط و السلام بہ
 خیال آن صفا و نام نیک بہ رنگ پوشیدن نکو باشد و لیک بہ بر خیالش گر روے تا اصل و نہ بچنانکہ گرہ سوے
 نان ہو بہ و قلا و زست ای جو یای عشق بہ بین زبوی یعقوب شد میناے عشق بہ دور باش غیرت آمد خیال بہ گرد
 برگرد سر پرہہ جلال بہ بست ہر جویندہ را کہ راہ نیست بہ ہر خیالش پیش می آید کہ بہست بہ جز مکر آن تیز گوش و تیر ہوش
 کہ بود از حبش نصر تماش جوش بہ بجد از تخم لہما لے شدہ شود بہ تیر شدہ نمایا و بیرون رود بہ ہر کردار دست تیر شدہ بود بہ راہ
 یا بد تا منزل میرود بہ اللغات حرج بفتحتین نگاہی فرج بفتحتین کشایش بستم خرمای علم تا بختہ دب بافتح نقش و
 نگار خیاط جامہ سوزن کار لواط اغلام المعنی ایک صوفی لے جبہ اپنا تنگی میں یعنی حالت وجد میں بچاڑ ڈالا
 بعد اس بچاڑ لانے کے کشایش و آسایش اُسکے سامنے آئی لہذا اُس جبہ دریدہ کا نام فرجی ہوا اور یہ لقب
 اس جبے کا یعنی فرجی اُسی مرد نجات یافتہ سے مشہور ہوا اب فرماتے ہیں یہ لقب تو اس سے فاش ہوا اور اس
 جبہ پوشی میں جو صاف تھا وہ اسکو شیخ لیکیا لفظ جبے کا جو مثل درد کے ہر مخلوق کی طبیعت میں چھوڑ گیا نام لینے کو
 یہ رکھے ایسے ہی جو نام کسی صاف کار کھا ہو اُسے اپنے نام کو درد کی طرح چھوڑ دیا جو اور وہ صاف اُس صافی کے
 ساتھ گیا اب جو مٹی خورے ہین اُنھوں نے اس وردی کو اختیار کیا اور جو صوفی ہر صافی کی طرف بے تعجب کیا
 اُس کا قول ہو کہ درد میں صافی ضرور ہوتی ہو آخر درد صافی کا تو ہوتا ہی پس سی رہنمائی سے انکا دل صفا و
 برگزیدگی میں بڑ جاتا ہو وہ جانتے ہیں کہ اگر عسری یعنی سختی و تنگی کہ یہی درد ہوا اسکے ساتھ جو یسر نگاہ ہو ای آسانی و کشایش ہی
 صاف ہو کہ مثل خراما کے ہو اور وردی مثل بصر یعنی خرمای حام کے کہ بختہ ہو کے بصر ہی خرمای ہوتا ہو دیکھو تو اللہ تعالیٰ
 فرمایا ان مع العسر یسر فان مع العسر یسر ابیشک ساتھ سختی کے آسانی ہو اور بیشک ساتھ آسانی سختی کے دوسری
 آسانی ہو پھر جب ایک عسر کے ساتھ دو یسر ہین تو انا امید کیوں ہوتا ہو اور اپنی معاش میں اس ہمت کو کیوں ہادی ہو

ای غم معاش اگر تو طالب صاف کاہی تو ای پیر سچے کو بچاڑ تا جلدی صفوت سے سر نکالے صوفی وہی ہی جو صفوت
طلب ہی نہ طالب لباس صفوت و سوزن کاری و نقش کا آب جو یہ لیم ہین فی زمانہ انکے نزدیک وہ صوفی ہی جو خیاط
اور لواط یعنی جہ سوز نگار پہنے ہو اور غلامی ہو آگے سلام اسی پر خاتمہ ہو وہ لوگ جنھوں نے رنگ ہین کے
ای ازرق کہا اکثر نظر پہنتے ہین صفا و نام نیک حاصل کیا اور انکو رنگ پہننا نیک و خوب ہی لیکن اُس
صفا کے خیال سے اُسکی اصل تک جانا چاہیے جیسے بلی روٹی کی بوسے روٹی تک پہنچتی ہو پس ای طالب
عشق کے یہ بڑی تیری راہ پر دیکھ تو وہی سے یعقوب بینا عشق کے ہوئے یعنی عشق نے انکو مینا کر دیا اُسکے
سوا جو تیرے خیال فاسد ہین وہ غیرت آتی کے دور باش ہین کہ سرایہ وہ جلال کو گرد اگر دے گھیرے ہوئے
ہین وہ خیال ہر جویندہ کو رد کرتے ہین کہ ایمان تیری راہ نہیں ہو اور ہر خیال سامنے آجاتا ہی کہ بس میں نظر ہو جا
آگے مت بڑھو مگر ہاں وہ جو تیرے گوش اور تیرے ہوش ہی شکر نصرتوں سے پر جوش وہ خیالات سے الگ ہو کے
بے شہ ہو جاتا ہی شطرنج کی سی شہ نہیں کھاتا جو پریشانی میں پڑے بعض نسخ میں بجائے بے شہ کے باشہ ہین
اُسکے معنی صاف ہین اُسکے پاس تیرا بادشاہ کاہی وہ تیرا بادشاہ کا دکھ کے صاف نکل جاتا ہی معمول ہو اگر
کوئی شخص حریف کے لشکر کا آلتا ہی اُسکو بادشاہ اپنا تیر دیدیتا ہی اُس تیر کو دیکھ کے کوئی اُس سے فخر نہیں
ہوتا بس فرماتے ہین جسکے ہاتھ میں تیرا بادشاہ کا ہوتا ہو وہ مثل تکاہ پاتا ہی اُسکی کچھ روک ٹوک نہیں ہوتی بے تکلف طلب جاتا ہی

مناجات

قولہ او قدیم رازدان ذوالمنن : در رہ تو عاجزیم و متمن : ہر دل سرگشتہ را تیر بخش دین کمانمای دو تور تیر بخش : جرعه
بر ریختی زان غفیعہ جام : بر زمین خاک بن کا سارا کلام : چست بزیلف و رخ انجرو نشان : خاک شاہان ہمے لیستند از ان :
جرعه حنست کا این خالست خوش : کہ بہ صدر در درو شب مے یسیش : جرعه خاک آمیز چون مجنون کند :
مرثا را صاف اوتا چون کند : ہر کسے پیش کلوخے جامہ چاک : کان کلوخ از حسن آمد جرعه ناک :
جرعه بر راہ و خورشید و حمل : جرعه بر عرش و کرسی و زحل : جرعه کوئی ای عجب یا کیمیا : کہ را سبیش فنا کرد و بقا :
جد طلب آسیب او اے ذوقن : بے لایس خاک الا الطاہرون : جرعه بر لعل چہر زہر در : جرعه بر خر و نقل
و خر : جرعه بر روے خوابان لطاف : تا چگونہ باشد اور اذوق صاف : چون ہمے مالی زبان را بر زمین : چون شوی
چون بنیے آن را بے زطین : اللغات متمن : آزمودہ شدہ روا مید (معنی) مولا نا نانا جات کر کے فرماتے ہین
کہ او قدیم بعید جاننے والے صاحب من و احسان ہم تیری راہ میں عاجز ہین اور آناے ہوئے کہ ہمیشہ عاجز ہی رہے
ہر دل سرگشتہ کا تدبیر بخشے والا بھی تو ہی ہو اور ان کماون کا تیر بخشے والا بھی تو ہی ہو کماون مراد لون سے ہو جو بسبب مجزو
ضعف کے دہرے ہو رہے ہین انکا سیدھا کر دینے والا تو ہی ہی تو نے اپنے غفیعہ جام سے ایک جرعه اس خاک میں پڑا الا

قسم کاس الکرام سے جیسا کہ کہا ہوا الارض من کاس الکرام نصیر ہے واسطے زمین کے پیالہ کیوں سے حصہ ہے اور اکثر مغزوری کے وقت سلاطین و امرا ایک دوسرے زمین پر ڈال دیتے ہیں اسی جرعے سے بادشاہوں کے زلف و سرخ مجاہدوں میں پتایا یا ہر کاس خاک کو وہ چاہتے ہوئے ہیں اور تو جو اس خاک کو رات دن چوستا چاہتا ہو خوش ہو ہو کے اور سیکڑوں امیدیں اُسکی رکھتا ہو یہ بھی ایک جرعہ اُسی کے حسن کا ہو جو یہ خاک خوب و خوش ہو رہی ہو اب خیال تو کرو جب جرعہ خاک آمیز تمکو ایسا جنون و دیوانہ بناتا ہو توصاف سے بھٹا کر کیا حال ہوگا ہر کوئی اس کلوخ کے سامنے غلبہ عشق سے جو کپڑے پھوڑتا ہو وہ بھی ہو کہ اس کلوخ میں جرعہ حسن کا بھرا ہوا ہو اور یہی جرعہ ہو جو خورشید و ماہ و حمل اور عرش و کرسی و محل پر پڑا ہو جیسے روشن و تابان اور بلندی و علو دے ہیں حمل نام برج جو بیت الشرف آفتاب کا پڑا ہے فرماتے ہیں اور عجب تو اسکو جرعہ کہتا ہو یہ جرعہ ہو یا کیمیا ہو کہ جو فنا کو بقا سے منتقل کر دیتا ہو ایسا اسکا آسیب ہو تو کوشش کر اور اذ و فتنوں اس آسیب کو دھونڈ کر دیکھو یہ آسیب ہی جسکو سوائے ظاہر دن کے اور چہرہ نہیں دیکھ سکتے مصرعہ ثانی مقتبس ہو

آیہ لا یختمہ الا اللہ قل من سے جو قرآن شریف کی تنظیم میں نازل ہو یعنی چاہیے کہ نہ چھوٹیں اُسکو مگر طہارت واسلے اور یہ جو لعل زمرد و درو گوہر ہیں اور خمر اور نقل و ثمرانیر بھی وہی جرعہ پڑا ہو جیسے رنگین و پر آب و تاب اور ہوش بیا اور پر لذت ہو رہے ہیں اور وہی جرعہ ہو جو خوبان لطیف پر پڑا ہو جسکو دیکھ کے لوگ بے خود ہوتے ہیں پس جو صاف ہو اسکا مزہ کیسا ہو گا ذرا تو سوچو اور جب تو اُس جرعے کے سبب سے زبان خاک لٹا اور خاک کو چاہتا ہو اگر بے خاک کے صاف دیکھے تو نہ معلوم تیرا کیا حال ہو قولہ چونکہ وقت مرگ آن جرعہ صفا بہ زمین کلوخ تن برون شد جدا بنیچہ می ماند کنی دفنش تو زود بکین چنین رشتی بدان چون کشتہ بود بہ جان چوبے تن جیفہ بنیاد جمال بن کے تو ائم گفت لطف آن وصال بہ سر چوبے این ابر بنیاد ضیاء شرح

نتوان کرد ازان کار و کیا بہ جہذا آن مطیع پر نوش و قند کہ سلاطین کا سر لیسان دیند جہذا آن خرمن صحراے دین بکہ بود ہر خرمن اور انوشہ چین بہ جہذا دریاے عربے غمے بکہ بود و ہفت دریا شبنم بہ جرعہ چون ریخت سلقے است بہر سر این شوره خاک زیر دست بہ جوش کرد آن خاک مالان چو شبنم جرعہ دیکر کہ بسن کو شبنم گر واد بنا لہ کردم از عدم بہ ورنہ بدین گفتنی یک تن زدم بہ اللغات کار و کیا کیا خداوند کا گناہیں جلیص اسی اور جہاں وقت مرگ کے وہ جرعہ صفا کا بہ سبب مرنے کے اس کلوخ تن سے جدا ہو جو کچھ رہتا ہو اُسکو چھٹ پٹ تو دفن کرتا ہو کہ یہ ایسی ہرشتی اُسکے ساتھ میں کیسے ہو گئی تھی جس پر فریفتہ تھا اُس سے ایسا بیزار ہو بھلا جان کا حسن تو نے کہاں دیکھا ہو کچھ دیکھا ہو اُسی مردار تن کے ساتھ دیکھا ہو اگر بے اس مردار کے خاص وہ اپنا جمال دکھائے تو اُس وصال کا لطف میں کہاں بیان کر سکتا ہوں وہ ایک ماہ ہو

اس بار میں چھپا ہوا اگر ہے اس بار کے اپنی ضیاء دکھائے تو اس کام و کام دے کا کچھ بیان ہی نہیں ہو سکتا
کیا ہی وہ مہینے پر نوش و قند ہو کہ جملہ سلاطین و پادشاہان کے پیارے چاہنے والے ہیں کہ اس رستے کو پہنچنے میں
آدہ کیا ہی خوب وہ خرمن صحرا سے دین کا ہر جسکے سارے خرمن دنیا کے خوش چین ہیں اُسکی خوش چینی سے
یہ کچھ حاصل کیا ہو آدہ کیسا اچھا وہ دریا عمر بنیم کا ہو جس سے یہ ساتون دریا امی سمندر ایک اونی شبنم ہیں اور
جیسی ساقی است سے ایک جرحہ اس خاک شور زیر و ست پر ڈالاکہ یہ خاک جوش میں آئی اور ہم اس
جوشش میں ہیں کہ دوسرا جرحہ بھی ملے تاہم کوشش کریں ورنہ بے کوشش ہیں اب فرماتے ہیں کہ یہ جو
ہم نے کہا کہ دوسرا جرحہ بھی ملے اور عدم سے کہتے چلے آتے ہیں نہ معلوم روا ہو یا ناروا اگر وہی تو کہے جائینگے اور

اگر کہنے کی بات نہیں ہو تو ہم ابھی چپ ہوے جاتے ہیں

صفت طاؤس کی اور سبب مارنے ابراہیم خلیل کا اسکو

قولہ این بیان بطرحص منشنی ست ہذا خلیل اموزکان بطاشتی ست نہ ہست دربطغیرین اس خیر و شر
مرسم از فوٹ سخنہا سے دگر نہ آدمیم کنون بطاؤس دورنگ ہا کوک جلوہ براسے نام و رنگ نہ ہست او صید
خلق از خیر و شر نہ و نتیجہ فائدہ آن بچہ بچہ چون دام میگید و شکار نہ دام راجہ علم از مقصود کار نہ دام راجہ ضرر و
نفع از گرفت نہ زین گرفت بیہوش دارم شکفت ہا اسی برادر دوستان افراشتی ہا واد و صد دلدار سے
و بگذاشتی ہا کارت این بودہ است از وقت ولادہ صید مردم کردن از یوم الولاۃ زان شکار رہے ہا و بدہ دست
و کرن راجہ بابے مار و بودہ بیشتر قست و یکا ہست روز بد و بچہ و صید خلفا نے ہنوز آن کی میگید این میل
و دام نہ وان دگر ا صید میکن چون لیام نہ با ز این را میل و میجو دگر نہ اینت حب کوکان بچہ اللغات منشنی ہا ہم
و تا سے مثلثہ مفتوح سرنگون و دو تا و لا د پیدایش و دو دوستی آیت بمعنی عجب ا لطف فرماتے ہیں
یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا یہ کیفیت بطرحص سرنگون دو تا کی تھی اب تو کسی خلیل سے اس بط کے مارنے کو سیکھ
کہ یہ قابل مارنے کے ہو اور سوا اسکے اس بط میں اور بہت نیک بد ہیں انکو اس خیال سے بیان نہیں کرتا
کہ اور باتیں فوٹ ہو جائینگے اسوا سے اب ہم طاؤس دورنگ کی طرف رجوع ہوے کہ وہ اپنا جلوہ نام و رنگ
کے لیے کر رہا ہو اسکا قصد دلی ہی ہو کہ مخلوق کو خیر و شر سے شکار کردن اور اسکا نتیجہ فائدہ سے بچہ بچہ اور ایسا
بچہ بچہ جیسے دام شکار تو بیکرتا ہو اور اسکو اسکا علم نہیں کہ اس کام سے مقصود کیا ہو اور اسکو اس گرفت کا نفع و ضرر
بھی نہیں معلوم کہ کیا ہو پس میں اُسکی گرفت بیہودہ سے تعجب میں ہوں آہی برادر خیال تو کرتے کیسے کیسے دوست
اپنے افراشتہ کیے سیکڑن دلدار ہی کے ساتھ اور بچہ چھوڑ دیے تیرا تو وقت پیدایش سے ہی کام رہا ہو کہ تو اپنی دوستی
و محبت سے لوگوں کو شکار کرتا رہا ہو پس وہ شکار سب نبوی باد بود ہوگی کے تھے اب ہاتھ ڈال کے دیکھ تو کوئی

غریب سے بھری ہوئی ہو چون لوگوں نے کہ قبروں کو کچ سے بچتے کیا ہی انھوں نے پردہ گمان کا اپنے سلسلے
توال دیا ہو اُنکے گمان میں مردیکے آرام کی صورت ہو ایسی ہی تیری طبیعت مسکین فن و ہنر کی کج سے بچتے ہو رہی ہو
جو محض ان خود میکا ر جیسے موم کا درخت کہ جس میں نہ پتہ نہ پھل

اس بیان میں کہ لطف میں قہر اور قہر میں لطف پوشیدہ ہیں تو اہل معنی
و تمغیر ظاہر بینوں سے جدا و ممتاز ہو جائیں لیکن اہل احسن عمل تا آواز مائے وہ
تم کو کہ تم سے کون عمل میں نیک ہو

قولہ گفت درویشے بد رویشے کہ تو بہ چون بدیدی حضرت حق را بگو کہ گفت بیچون دیدم اما بہر حال
باز گویم مختصر اور امثال بد دیدم از سو کے چپ او آفری بد سو کے دست راست حوض کوثر کے بد
برایا رش بس جہاں سوز آتشے بد سو کے دست راست جوے بس خوشے بد سو کے آن آتش گرد ہے
برودہ دست بد بہر آن کوثر گرد ہے شاد و دست بد لیک فعل باز گو نہ بودخت بد پیش پایے ہر شقی و نیکخت بد
ہر کہ در آتش بھی رفت و شری از میان آب ہر کہ دسہ ہر کہ سوے آب میرفت از میان بد اور آتش رفت
سے شد در زمان بد ہر کہ سوے راست شاد آب زلال بد سر ز آتش برزد از سوے شمال بد و آنکہ شد
سوے شمال آتشین بد سر بردن میکرد از سوے عین بد کم کسے بر سر لہن مضر زدی بد لاجرم کم کس بران آذر زو
جز کسے کہ بر سرش اقبال ریخت بد کور ہا کور آب و در آذر گرخت بد (معنی) ایک درویش نے ایک
درویش سے پوچھا کہ تو نے حضرت حق کو کیسے دیکھا کہا کیا کہوں کیسے دیکھا وہ چون ہر اسمین کیسے اور ایسے
کی گنجائش نہیں ہو مگر کہنے کے لیے ایک مختصر سی مثال کہتا ہوں میں نے یہ دیکھا کہ اُنکے بائیں طرف ایک آتش
عظیم تھی اور دایہنی طرف ایک حوض کوثر تھا اسی کی تفسیر ہو کہ دست چپ کی طرف نہایت ہی جہاں سوز نیک
آتش اور دست راست کی طرف ایک نہر خوش بس ایک گروہ نے تو اُس آگ میں ہاتھ ڈالا دوسرا
گروہ کوثر کے واسطے شاد و دست لیکن نہایت ہی اُلٹا معاملہ تھا سامنے ہر بد بخت و نیک بخت کے
کہ جو کوئی آتش و شر میں جاتا تھا وہ تو پانی سے سر نکالتا تھا اور جو کوئی پانی کی طرف جاتا تھا وہ اُسی وقت
آگ میں پایا جاتا تھا یعنی جو کوئی دایہنی طرف آب زلال کی طرف گیا اُس نے بائیں طرف سر آگ سے نکالا
اور جو شمال آتشین کی طرف گیا وہ دایہنی طرف سے ظاہر ہوتا تھا بہت کم لوگ تھے جو راز پوشیدہ سے
واقع تھے لاجرم بہت اُس آگ پر گرتے تھے بس سوائے اُن لوگوں کے جنکے سر پر اقبال بنا انھوں نے
تو البتہ پانی چھوڑا اور آگ کی طرف بھاگے قولہ کردہ ذوق لقا را معبود خلق لاجرم زمین لعب مغبون بود خلق
جو حق جوق و صف صفت از حرص و شتاب بد مختصر آتش گریزان سوے آب بد لاجرم نال آتش بر آوردند

الجبال بن نوح فرعون کا ہم سوے نیل نہ سوی آتش میروم همچون خلیل نیست آتش بہت آن ماء معین
 دار و گداز کر آب آتشین پس نگو گفت آن رسول خوش جواز نہ فرود عقلت بہ از صوم و نماز نہ آنکہ عقلت
 جو بہرست این دو عرض ہا میں دو دو تکمیل آن شد منقرض نہ تا جلا باشد مرا میں آئینہ را نہ کہ صفائا پذیر طاعت
 سینہ را نہ یک گرا آئینہ از بن فاسدست نہ صیقل او را دیر یاز کر دہرست نہ و اگر بن آئینہ را کو اکیس ہست نہ
 اندر کے صیقل گری اور ابس ہست نہ اللغات حقن بالفتح طبع بزرگ و طشت فرارخ برنج بکسر ثن ہندی
 پیتل چو زن بالفتح ساحرین فارخ و عرض جواز پنج گذر و گذشتن یاز یازیدین طہرنا درنگ کرنا اکیس بالفتح دانہ
 ترو پاک دھانی ترا لھضی فرماتے ہن ایسے ہی کھیل رب جلیل کے ہن آسواسطے کہ تو دیکھے کون شخص آل
 خلیل سے ہو گ کا گرنے والا آسپے یہ منقلب معاملہ کرکھا ہو کہ آتش کو شکل آب کی دی ہو اور آتش میں
 ایک چشمہ کھول رکھا ہو ایک اد نے ساحر طشت برنج کو اپنے فن سے مخلوق کے سامنے چاندون کے
 کپڑے کر دیا تھا اور سارے گھر کو کرشم سے بھرا ہوا دکھا دیتا تھا اپنے جادو سے حالانکہ بحقیقت وہ کرشم
 نہ تھے جبکہ یہ اد نے جادو گر اس قسم کے سیکڑوں عجائب دکھاتے ہن تو جو جادو کا پیدا کرنے والا ہو اُسکے مکر
 جیلے کیسے ہونگے بس اسی سبب سے خدا کے جادو کے مارے قرن کے قرن یعنی ہر صدی میں جادو گر
 زیر زمین ہوے ہن اور اسی سحر پردازان سے مردوزن جاہ فامی میں بے رسن گرے ہن جنکے نکلنے کی
 آئینہ نہیں جتنے ساحر گذرے سب اُسکے بندے اور غلام تھے اسی سبب سے مولہ کی طرح اُسکے جال میں
 پھنسے خبردار ہو قرآن کو تویر پھرا اور اسکے سحر حلال کو دیکھو کیسے ٹکڑوں کو جو مثال پہاڑوں کے تھے سرنگوں
 کیا یہی چنانچہ آیت کریمہ و مکر و ماکر و عند اللہ کریم و انکان مکرہم لتزل منہ الجبال اور مکر کیا انھوں نے مکر کیا اور
 سامنے اللہ کے ہو کر مکر کیا اور اگرچہ تھا مکر کا ایسا جس سے پہاڑ گر جائیں آب فرواتے ہن کہ میں فرعون
 نہیں ہوں کہ نیل کی طرف آؤں میں تو خلیل کی طرح آتش کی طرف جاتا ہوں اور وہ آتش آتش نہیں ہو ماء
 معین ہو اور وہ دوسرا جو آب ہو وہ مکر سے آب ہو بحقیقت آب آتشین ہو کیا ہی اچھا رسول مقبول نے جو
 خوش گذر تھے فرمایا ہو کہ ایک روزہ عقل بچھو تیرے روزہ نماز سے بہتر ہو اس سبب سے کہ عقل جو ہر ہو اور یہ
 دونوں عرض بدین وجہ کہ جب عقل تیری کامل ہوتی ہو تب ہی روزہ نماز فرض ہوتے ہن بس اگرچہ عقل
 ہوگی تو تیرے آئینہ دل کو جلا ہوگی آسواسطے کہ طاعت سے سینہ کو صفا ہوتی ہو اور اگر آئینہ تیرا بنیا دھی سا
 تو بہ دیر صیقل کے قابو میں آئے گا لہذا تو اسکی صیقل کو کوئی آئینہ دانا و صاف تراختیا کر کہ تھوڑی ہی
 صیقل گری اس کی اُسکو کافی ہو

بیان تفاوت عقول کا اصل فطرت سے خلاف معتزلہ

قولہ میں تفاوت عقلیہ را نیک دان و در مراتب از زمین تا آسمان بہ ہست عقلی از ضیاء چون آفتاب بہ ہست عقلی کمتر از زہرہ شہاب بہ ہست عقلی چون ستارہ آتش بہ ہست عقلی چون چراغ سرخوشی بہ نالنگہ ابراز پیش آمد چون واجدہ نوریزدان این خرد را پرورد بہ عقلہای خلق عکس عقل او بہ عقل و شکست و نقل خلق را بہ عقل کل و نفس کل مرد خداست بہ عرش و کرسی را بدان کر وے جداست بہ منظر حقست ذات پاک و بہ زہرہ جو حق را و انوار مجیدہ عقل جزوی عقل را بدنام کر دہ کام دنیا و را ناکام کر دہ آن زصیدی حسن صیادی بدیدہ دین ز صیادی غم صیدی کشیدہ آن ز خدمت ناز مخدومی بیافت بہ دین ز مخدومی در راہ غربتافت بہ آن ز فرعون نے اسیر آب شدہ و ز اسیری سبطی از ارباب شدہ اللغات عقل کل جبریل عرش نفس کل کنانہ از عرش غفر و شفی نورین بہ نام بازی شطرنج کہ حریت کو وقت میں ڈالتی ہر معنی آد پر جو زہرہ بھر عقل کو بہتر کہا ہر اسی کا بیان پر کہ نوب جان عقلوں میں بڑے تفاوت ہیں اور مراتب تفاوت کے زمین سے آسمان تک ایک عقل تو اپنے شہادہ سے ایسی ہر جیسے آفتاب اور ایک عقل زہرہ اور شہاب سے بھی کمتر تو ایک عقل ایسی ہر جیسے ستارہ آگ سا دکھتا ہوا اور ایک عقل جیسے چراغ سرخوش یا پنی خوشی کا جلنے والا نہ تیر نہ مدھم آسوا سے کہ جب ابر حجاب تفاوت دنیا کا اسکے سامنے سے ہٹ جاتا ہی تو نور خدا کا جو مرد عقل کامل سے ہر عالی قدر مراتب اسکو یا تا ہی پس عقلین خلق کی عکس بر تو اسی کی عقل کی ہیں اسکی عقل ایسی ہر جیسے مشک و عقل خلق کی جیسے اسکی بولاجرم عقل کل اور نفس کل جو مجھے جبریل و عرش کے ہیں مرد خدا کا ہر جس سے عرش و کرسی جدا نہیں ہر اسکی ذات پاک منظر حق ہی پس اس سے حق کو ڈھونڈو دوسرے سے مت ڈھونڈو اس عقل جزوی نے جو اہل دنیا کی ہی عقل کو بدنام کیا ہو وہ عقل اور کچھ ہی یہ اور چیز اور دنیا کے مقصد نے آدمی کو اپنے اصل مقصد سے بی مقصد کر رکھا ہو وہ عاقل تو صید سے صیاد کو دیکھتا ہی اور یہ اپنے شکاری بن سے غم شکار کا اٹھتا ہی اسنے خدمت کر کے ناز مخدوموں کا سا پایا لکھ ہر کوئی اسکا ناز بردار ہی اور یہ خود بخود مخدوم بن کے ناہ روشن سے بھاگا نہ فرعون بن کے اسیر آب کا ہوا اور سبطی اسیر کے ارباب سے ہوئے جیسا کہ نبی اسرائیل کو فرعون نے اسیر کیا تھا قولہ لعب محکومت و فرین بند سخت بہ حیلہ کم کن کار اقبال ہست و بخت بہ بر خیال حیلہ کم کن تار را بکفرنی رہ کہ ہدکار را بکفرن در راہ نیکو خدستے بہ تا نبوت یا بی اندر آستے ہا کر کن تا واری از کفر خودہا کر کن تا دور گروی از حسد ہا کر کن تا لکتر بن بندہ شوی بہ و رکمی رافقی خداوندہ شوی بہ و بھی و خدمت اسی گرگ کن شہرچہ بقصد خداوندی مکن بہ لیک چون بر وادہ بر آتش تباہ کیسہ در برد و دیا کہا زہرہ زور را بگذار نار را بکیر بہ جسم سوے نار سے آید اسے فیرہ گرگنے ناری بیابی رحم او بہ رحم اور ناری خود باز جو بہ نار سے مضطر کہ تشہ معتدلیست بہ ناری سرور و غ آن غولیت بہ گریہ اخوان یوسف حیلست بہ کا ندر ول شان پر ز شکست

عنایت باللغات فرزین ہند نام بازی شطرنج مراد وقت و مشکل سے المعنی فرماتے ہیں بڑا اٹھاکھیل چار اور
 تیری وقت و مشکل تو حیلہ مت کی حیلوں کا کام نہیں ہے یہاں تو اقبال و بخت کا کام ہے تو حیلے کے خیال پرانے فکر کو مت تن
 کر اسکی ذات غنی و بے پردا ہے اور غنی سکار کو پاس نہیں چھکنے دیتا ہاں وہ جو نیک خدمت ہو اسکی راہ میں مکر کر کے
 اسکو حاصل کرنا امت کے بنکے نبوت پائے یعنی رتبہ فنا فی الرسول کو پہونچے ایسا مکر کر کہ اپنے مکر سے چھوٹ جائے
 اور ایسا مکر کہ جس سے حسد جاتا رہے اور تو حسد سے دور ہو جائے اور ایسا مکر کہ بزرگانِ خدائین مکر میں بندہ
 ہو جائے اسلیے کہ جب مکر بندہ بنے گا تو خداوند ہو جائے گا اگر گمراہ کن تو رو بہا ہو اور خدمت بھی خداوندی
 قصد سے مت کر کہ مکر کر کے خداوند ہو جاؤں پر دانے کے مثل لگ پر تو دور ٹھیکان کیسہ رچ کرے کو مت سی
 پاکباہین ای کیسہ دوست و دونوں پاک صاف زور مت جتنا ناری اختیار کر اسوا سٹے کا و فیہ رحم ناری
 کی طرف رجوع کرتا ہے اگر ناری کرے گا رحم اسکا پائیگا اپنی ناری ہی میں اسکے رحم کو ڈھونڈھ مگر ناری بھی وہ
 ہو جو مضطر کرتا ہے کہ باطن اسکا تشنہ ہو جسکی نسبت فرمایا ہو امن بحیب المضطر اذا دعاہ و یکشف اسو کون قبول
 کرتا ہو دعا مضطر کی جسوقت وہ اسکو پکارتا ہے اور صاف کر دیتا ہے رنج کو اور کشتہ و جھٹا ہے اور جو ناری سرد ہو
 سوز و گداز سے خالی وہ اس گمراہ کا دروغ ہے جیسے گریہا خان یوسف کا کہ حیلہ ہی حیلہ تھا چنانچہ فرمایا
 دجاؤا باہم عشا یہی کون اور آئے رات کو روتے ہوئے پاس باپ کے اس سبب سے کہ دل انکار شک
 و علت سے بھرا ہوا تھا ایسی ناری اور ایسا گریہ کس کام کا

حکایت ایک عرب کی کہ گنا اسکا بھوک کے مارے مرتا تھا اور اس نے
 روٹی اسکو نہ دی

قولہ آن سگے مرد گریان آن عرب بذا شک می بارید وے گفت از کرب بذاہین چہ سازم مرد اندر چہ چیت
 زین پس من چون توانم لے تو زیست بذا سائلے بگذشت و گفت این گریہ چیت بذا نوحہ و زاری
 تو از بہر کیست بذا گفت در لکم سگے بڈیکو بڈیک شے میرو میان راہ او بڈروز صیام بدو شب یا سببان بڈ شیر
 بناوہ سگ ای پہلوان بڈیو چشم خشم گرو دزدان بڈنیک خود با وفا و مہربان بڈصید میگردی و پاسم دشتی
 زور را نزدیک من نگذاشتی بذا گفت رنجش چیت زخمی خوردہ است بذا گفت جوع الکلب ناراض کردہ است
 گفت صبرے کن برین پنج و مرض بھار از الطف حق بخشد عوض بذا بعد از انش گفت اے سالار حسرت
 چیت اندر پشت این ابنان پر بذا گفت نان و زاد و لوت دوش من بڈے کشم از بہر قوت این بدن بذا گفت
 چون نہی بدین سگ نان زاوہ گفت تا انجد نام اتحاد اللغات جوع الکلب ایک مرض ہے کہ کتبا ہی کھا
 سیر نہیں ہوتا المعنی فرماتے ہیں تو نے اس عرب کی نقل نہیں سنی کہ اسکا کتا مرتا تھا اور وہ روٹا تھا اور

بیقرار ہو کے آنسو بہا مکتھا اور کتا تھا ہاے کیا کروں میرے لیے کیا تیر ہی تیرے مرنے کے بعد میں کیسے
 جیونگا اس میں ایک سائل نکلا پوچھا کیوں رو رہا ہے یہ نصہ و نزاری کس لیے کرتا ہے کیا میری ملک میں ایک کتا
 نیکو تھا سو یہ دیکھ وہ اس راہ میں مرا جاتا ہے دن کو میرا شکاری تھا رات کو جو کیدار کتا نہ تھا اسے پہلوان
 شیر نہ تھا تیر چشمِ خصم گیر جو کو یہ بچانے والا نیک خود با وفا و مہربان شکار کرتا تھا میرے لیے رکھ چھوڑتا تھا
 جو رو کر میرے پاس نہیں بچھکنے دیتا تھا کتا اسکو سونچ کیا ہے آیا کہ میں رنجی ہوا ہے کہا جو عکسِ اسکو ایسا ناز
 و ضعیف کر دیا ہے کہا خیر تو اس رنج و مرض پر اس کے صبر کرا اللہ تعالیٰ اپنے لطف سے صباروں کو عیوض دیتا ہے
 پھر اس سے پوچھا کہ اے سردار آنا دیہ تیری بیٹھ پر جو بان بھری ہوئی ہے اس میں کیا ہے کہا روٹی ہے اور توشہ
 سفر کا اور رات کی بچی نعمت کہ اس بدن کی قوت کو لا دے ہوے ہوں کہا پھر اس نے کہنے کو جو بھوک سے
 مرا جاتا ہے اس توشے سے کیوں نہیں دیتا کہا ایسا اتحاد میں نہیں رکھتا ہوں قولہ دستِ ناید بیدم در راہ
 نان بلیک ہست آب دو دیدہ را انگانہ گفت خاکت بر سرای پر باد شک بہ کہ لبان پیش تو بہتر شاہ
 اشک خوانست و بغم آہے شدہ بنے نیر زد خاک خون بیدہ ہر کل خود را خوار کرواد چون بلیس نہ پار د چون کل
 نباشد جو خیس بن غلام آنکہ فقر و شد وجود جز بدان سلطان با افضال وجود نہ چون بگرید آسمان گریان شود
 چون بنالہ چرخ یارب خوان شود بن غلام آن سہمت پرست نہ کہ بغیر کیا نار و شکست بدوست شکست
 برآورد و دعا سوے اشکستہ پر و فضل خدا گر ہائی بایست زین چاہ تنگ نہ ای برادر و برادر بید رنگ
 مگر حق را بین و مگر خود بہل نہ ای ز مکرش مکر کا ان غجل نہ چونکہ مکرش شد فٹاے مکر ب نہ بر کشای یک کمینی
 بوا لعجب نہ کہ کمینہ این کمین باشد بقا تا ابد اندر عروج دار تقاب از برای این کمین سیجہ کن نہ تا برے بوے
 ز علم من لدن نہ کہ تو احوال عروج خویش را نہ نیک دانے نیک باشد مراد المعنی دہی عرب کتا ہے کہ
 اگر میں اتحاد کر کے روٹی اسکو کھلا دوں تو مجھ کو بے درم راہ میں کیسے لمجائیگی مگر آنسو آنکھوں کے مفت ہن
 سودہ ہمارا ہوں کہا خاک تیرے سر پر پڑے ای پر باد بے آب شک کہ روٹی کا کنارہ تیرے نزدیک
 اشک سے زیادہ ہے یہ اشک تو خون دل ہیں جو غم سے پانی ہو گئے پھر خاک اس لائق کمان و جہر
 بیہودہ خون بہائے اس شخص نے کہ جسکا ایک ٹکڑا تھی مثل گل کے نہوائے اپنے گل کو خوار و ذلیل کیا جیسے بلیس
 اس نور کو بھی ڈکوبیا آخر خیس تھا کہ جزو اسکا مثل گل کے نہ تھا میں تو غلام اسکا ہوں جو اپنے وجود کو سوے
 اس سلطان کے جو بالکل فضل وجود ہے اور کے ہاتھ نہ نیچے اسی کا غلام ہو رہے کہ اس کے رونے پر آسمان
 روئیکا اور جب نہ نالہ کرے گا چرخ یارب یارب پکارے گا یعنی آہیں مار لگا اور میں غلام اسکا ہوں کو مس ہی ہو
 مگر کوئی نگی سے سوائے کیا کے اور کے سامنے عجز و ناری نہ کرے اور وہی ٹوٹا ہاتھ دعا میں اٹھائے

کہ شکست کی طرف خدا کا فضل اڑ کے آتا ہو شکست سے مراد تفرع اور ناری تو جو اس چاہ تنگ دنیا میں مقید ہو رہا ہو اگر اس سے رہائی کا خواہاں ہو تو ای برادر جا اور آپ کو آذر پر ڈال آذر مبدل اسی آذر مبدل کا ہر متن میں آذر مبدل ہر لطف تجھ سے وہ بچ رہے تو انھیں کھول کے لکھتی کو دیکھ اور اپنا لکھ چھوڑ کہ اس کے لکھنے کے لکھ مکاروں کا شرمندہ ہوا ہو آذر جب لکھتا کہ رب میں فنا ہو جائے گا تو تو ایک ایسی کمین عجیب و غریب کھول لیکھا کہ جسکی کمینہ شے بقاء ہو پس ابد تک عروج و ترقی میں رہے گا لاجرم اس کمین کے کھولنے میں خوب کوشش کرو تو علم من لدن کی پائے یعنی وہ علم جو خدا کے نزدیک ہو پس اگر تو اپنے احوال کے عروج کو نیک جائے گا تو وہ تیرے ہی واسطے ہو

اس بیان میں کہ کوئی چشم بد آدمی کو ایسا ضرر نہیں پہنچائی جیسی کہ چشم پسندی کی لکھ چشم اسکی بڑھتی سے بدل گئی ہو اور بے سمع و بے بصر ہو اور بخود اور بمعنی آئیہ وان یکا دین الخ

قولہ پڑا دست مبین بایش مبین بتا کہ سووالعین نکشاید کمین بکلفز کوہ از چشم بدان بیدقونک از بنی برخوان بلبلان احمد چون کوہ لغزید از نظر بدر میان راہ بے گل بے مطرب و در عجب در ماند کمین اغزش حبیبیت بدمن نہ پندارم کہ این حالت تیسست بتا بیا مدائیہ و آگاہ کردہ بکان از چشم بد رسیدت این نہ بد کہ بدی غیر تو در دم لا بشدی بصدید چشم و سحر افنا شدی بصدید چشم بد از زبان دان بان لیکاد چشم بد نیکو بخوان بلیک آمد عصمت و امن کسان بصدیکہ لغزیدی ہزار بہر کسان بصدید کیر اندران کہ کن نگاہ بصدید خود را عرضہ کن او کم ز کاہ بیا رسول مژدوران وادی کسان بصدید زند از چشم بد بر کسان بان از نظر شان کل شیر عین بواشکا فدا کند ان شیرانین بصدید چشم افگند بچون حمام بانگمان بفرستد اندر پے غلام بکہ برو از پیہ این شتر بخیزد بیندا و شتر سقط در راہ در بصدید سر بریدہ از مرض آن اشتری بکہ کو بتک با سپ میگردی مری بالغات سووالعین چشم بد آفانیست کرنا عین بفتح و شت آئین بفتح نالہ مری بفتح برابری حمام بکسر مرگ المعنی یعنی تیرے تو اپنے طاؤس وجود کے نقش نگار و پرست کچھ پانوں اس کے دیکھو ای عیب و نقص تا بد چشمی اپنی کمین سے نہ نکلے اس واسطے کہ اگر تو اس کے پروں پر فریفتہ ہو اور اسکی پرورش کی تو عیب و نقص سب اس میں رہ جائینگے ہی سووالعین ہو آذر یہ چشم بد ایسی چیز ہے جس سے پہاڑ بھی ڈمک ہو جاتے ہیں جیسا کہ قرآن میں لیز اقونک آیا ہو اسکو پڑھ کے جانے چنانچہ آئیہ کہ یہ ہو وان لیکاد الذین کفروا لیز اقونک بالبصار ہم اور نزدیک ہو وہ لوگ کہ کافر ہوئے پچھلا میں تجھ کو اپنی نظروں سے دیکھ تو احمد جیسے کوہ و قار اس نظر بد سے ڈمک گئے کہ نہ کچھ بڑھتی نہ پانی راہ راہ جاتے ہوئے پھسل گئے اس حال سے تعجب ہوئے کہ یہ نظرش کیوں ہوئی ہمارے گمان میں یہ حالت کسی سبب سے خالی نہیں

اسمین آیت آئی اور آپ کو آگاہ کیا کہ یہ صدمہ تکوینِ چشم کے محلے سے پہونچا اور یہ ایسا صدمہ تھا کہ اگر دوسرے کو پہونچتا تو نیست ہو جاتا اور شکارِ چشم بدکا اور بیکاری نہ کا جتا اب جانا تم نے چشم بد کے یہ معنی ہیں اور اس چشم بد کے دفع کو آئی ان یکا و جوا پر سطور ہوئی خوب پڑھو اس سے تو اپنا اثر چہرہ کیا ہی تھا لیکن عصمت واسِ چہرہ کے پہونچی اس نے بچایا اور یہ جو اتنی لغزش تکوین ہوئی یہ اور دن کے واسطے تھی کہ وہ دفع کئے اب فرماتے ہیں کہ تو ان کو وہ وقار کو خیال کر اور غیرت پر کھڑو تو کاہ سے بھی کمتر ہو تیری کیا حقیقت تو اپنے اس برگ کاہ کو ان کے سامنے عرض کر اور خبر دے کہ یا رسول اللہ اس وادی میں ایسے لوگ ہیں کہ اپنی چشم بد سے گدوں پر حملہ کرتے ہیں کہ ان سے بلند پرواز زیادہ کوئی پرند نہیں اور گرد دیتے ہیں ان کی ایسی نظر ہو کہ جس سے کل شیر جنگل کا پھٹ جاتا ہی کہ وہ آہ و نالے کرتا ہو اور جب اونٹ پر نظر ڈالتے ہیں وہ نظر کیا ایک مرگ ہو اس کے ساتھ ہی غلام کو بھیجتے ہیں کہ جا اس اونٹ کی چربی مول لے آجب وہ جاتا ہو تو اونٹ کو مردہ راہ میں پڑا دیکھتا ہو اور سر رکٹا ہو اس مرض سے وہ اونٹ تندرست چالاک جو تک دو دین برابر کی گھوڑے سے کرتا قول کہ کہ حسد و زچشم بد بے ہیج شک بد سیر و گردش را بگرداند فلک بد آب پیمان است و دو لایب آشکارا لیک از گردش بود آب اصل کار چشم نیکو شد و واسے چشم بد چشم بد را لا کند زیرا کہ بد سبق رحمت است دین باز رحمت چشم بد محصول قہر و لعنت است بد رحمتش بقوتش غالب شود بد چہرہ نان شد ہر من بر خصم خود کو نتیجہ رحمت و ضد او را نتیجہ قہر باشد رحمت روئے حرص بطیقا است و ان بچاہ تاست بد حرص و شہوت مار و منصب اثر و ہاست بد حرص بطن از شہوت خلق است و فرج بد و ریاست است چندانست و برج بد از آکوہیت نزد درجہ ذات بد طمع شرکت کجلا شد معان بد دلت آدم زاشکم بود و باہ بد و ان ابلیس از تکیہ بود و جاہ بد اللغات و برج با شفق بچیدن چیزے را ہمت بلا معنی اور جو بیان چشم بد کا کیا ہو فرماتے ہیں کہ اسمین کہ شک ہی نہیں ہو حسد و چشم بد سے آسمان اپنی سیر و گردش بدل دیتا ہو جیسے چرخ کنوین کا تو ظاہر ہو اور بانی چھپا ہوا ہو لیکن گردش چرخ سے اصل کار پانی ہو اور دوا اس چشم بد کی چشم نیک ہو کہ وہ چشم اہل شکی ہو چشم بد کو پاکوں تلے کچل کے نیست و لا کردتی ہو آسوا سے کہ چشم نیک رحمت ہو اور چشم بد رحمت اور رحمت کو نہ رحمت پر سبقت ہو کس واسطے کہ وہ چشم بد محصول قہر و لعنت کا ہو بس رحمت اُسکی نعمت پر غالب ہوتی ہو اسی سبب ہر نبی با وصف ضعف و تنہائی ظاہری کے اپنے دشمنوں پر غالب ہوئے ایسے کہ نبی نتیجہ رحمت کا ہو اور ضد اسکا نتیجہ قہر کا اور شہوت بس حرص بطی کی لکھری ہو اور حرص ریاست کی بچائش تھی یعنی نہ والی حرص و شہوت ایسے جیسے مار اور حرص منصب کی جیسے اثر و ہا بطی کی حرص فقط خلق و فرج کے واسطے ہو اور ریاست کی حرص میں پیش کوئی

تیرے جو زیب و زینت شاہانہ تیرے حق میں قتلہ اور آفت ہیں کہ اسی سے جھکو شرک و قدوسی سو جتنی ہو

حکایت اسکی کہ طاؤس پر اعتراض کیا اور جواب لکھا

قولہ پر خود میکند طاؤسی بدست بیک حکیمی رفتہ بود آنجا بگشت کہ گفت طاؤس! چہین پرستی بیدریغ انہیچہ چون بر
میکنی بے خود دلت چون میدہد باین جمل بیکنی اندریش اندر و حل شہر پرست را از غزنی دلبندہ حافظان در طبع مصحف
سے ہند بہر تحریک ہواے سودمندہ ارپرتو بادین می کنند این چہ ناشکری و چہ بیایکست بے تو نمی دانے
کہ نقاشت کیست بے یا ہمیدانی و نازی می کنی بے قاصدا قطع طرازے سے کنے بے اے بسا نازا کہ گرد آن
گناہ با قلند مر بندہ را از چشم شاہ بے ناز کردن خوشتر آید از شرکہ لیک کم فایش کہ گرد صد خطر این آبادست
آن راہ نیاز بے ترک نازش گیرد با آن رہ بساز بے اللغات حل جج حد نازش میں شین مصدر کا ہو المعنی
ایک طاؤس جگل میں اپنے پر نہ چٹا تھا اتفاقاً ایک حکیم بھی وہاں سیر کو گیا تھا کہا اے طاؤس! ایسے پر
روشن بے افسوس جڑے کیون اٹھ کرے ڈالتا ہو خود تیرا دل کیسے اسپر راضی ہوتا ہو کہ ایسے لباس کو
تو بچے اور کیچڑ میں ڈال دے تیرے توہر پر کو غرت و پسند کی راہ سے حافظ طے مصحف میں یعنی جہان
تک چھ لیتے ہیں بطور نشانی کے رکھ دیتے ہیں اسکے سوا لوگ واسطے تحریک ہوا مفید کے تیرے
پردن کا پنکھا بناتے ہیں تیری یہ کیسی ناشکری و بیباکی ہو تو نہیں جانتا کہ انکا نقاش کون ہی یا جانتا ہو
اور اترتا ہو اور قصداً اپنی آرایش قطع کرتا ہو لیکن اکثر نازا ایسا ہوتا ہو کہ گناہ ہو جاتا ہو اور بندے کو بادشاہ
کی نظر سے گرا دیتا ہو ناز شرکا کیسا خوش آتا ہو لیکن کھانے میں اسکے احتیاط رکھ کہ سیکڑن اندیشے
ہیں ناز شرکا سختی اسکی اور دیر میں ٹوٹنا مثل تیز و غیرہ کے اور ضرر بیٹھے کے مشہور میں بس ناز میں اندیشے
ہیں سب سے بہتر نیاز کہ یہ راہ بڑی امین آباد ہو کوئی کھٹکا ہی نہیں لندا ناز ترک کر اور نیاز کی راہ سے
مواقت کر اس راہ میں چل قولہ اے بسا نازا اورے زویر وبال بے آخر الامران بر آن کس شد وبال بے خوبی
ناز اورے بفرزوت بے ہم و ترس مضمشر بگذاروت بے دین نیازا چہ کہ لاغرے کندہ صدر را چون بدر
الذرے کندہ مردہ متواتر خرج الحی الصمد بے زندہ زین مردہ بیرون آورد بے چون زمرہ زندہ بیرون میکشد
ہر کہ مردہ گشت اودار و شد بے چون ز زندہ مردہ بیرون سے کندہ نفس زندہ سوے مرگے می کشد
وے شوی بینی تو اخر لاج ہمارہ لیل گروی بینی ایلان ہمارہ بر لکن این پر کہ نپذیر و رفوہ روے
مخراش از غزاسے خوب و بے آن چنان روے کہ چون شمس سخاست بے آنچنان رخ را خراشیدن خطاست بے
مخراش بر چنان رخ کا ترست بے کہ رخ مسا فراق او گریست بے یانے بیٹے تو روے خویش را بے ترک
من جوے بلج اندیش را بے روے نفس ملکہ از حیدہ زخم ناخناے فکر می کشد بے اللغات سے

نام ماہ خزان ایلاچ ایک چیز کو دوسری چیز میں داخل کرنا فعلی وقت چاشت لجلج ستیزہ و خوشامد المعنی
 پھر اسی حکیم کا قول ہوا و احمق بہت ایسا ہوا ہے کہ نازاوری میں بہت اڑنیں اڑنیں ہیں آخر کار وہی اڑنیں اُنکو
 وہاں ہوتی ہیں خوبی نازکی اگر دم بھر کو تجھے بلندی بھی بخشنے تو کیا وہ جو خوف ڈراس میں پوشیدہ ہے کہ مبادا
 کسی وقت ناگوار ہو جائے تو وہ گھانا ہی رہیگا بس نیاز ہی بہتر ہے گو وہ بھگوانا و غرضیافت کرے لیکن تیرے
 سینے کو مثل بدر کے روشن کر دے گا اَمّا تو مردہ ہو جا تو وہ جسکی صفت فخر الحی من المیت ہوا و صلاص
 مردے سے بھگوانا زندہ نکالے جبکہ وہ مردے سے زندہ نکالنا ہی لاجرم جو کوئی مردہ ہوا وہی راہ راست پائے ہو
 اور یہ صفت بھی اُسکی ہے کہ زندہ سے مردہ نکالنا ہی بس جو نفس زندہ ہیں وہ مرگ اختیار کرتے ہیں کہ مردے
 سے زندہ ہونا اچھا ہے نہ زندہ سے مردہ ہونا اگر تو دے ہو جائیگا جو ماہ خزان کا ہے جسمین درخت برگ بار سے
 مجرور عاری ہو جاتے ہیں تو اسی خزان سے اخراج ہمارا دیکھو گا کہ کیسا پھل پھول سے پھولتا پھلتا ہے اگر تو
 رات بجا یگا جو علامت ہم غم کی ہے تو ایلاچ ہمارا کا پائیگا کہ کیسا دن اس میں گھستا ہے جسکو خوشی و خوشی سے تعبیر کرتے
 ہیں پھر قول اسی حکیم کا ہے کہ ان پر دل کو مست نوح کہ رفو نہیں ہو سکتے اور ای خوب و تیری صورت جو خدا نے اچھی
 بنائی ہے تو نام دنیا سے اسکو مست زخمی کر اسیلئے کہ ایسی صورت کو جو مثل شمس الضحیٰ کے ہے نہ جانا زخمی کرنا خطا ہے اور
 ایسی صورت پر جسکے فراق میں رخ ماہ کا رویا ہے زخم ناخن کے لگانا بڑی ناشکری ہے یا تو فی صورت ہی کو نہیں
 دیکھتا جو اسکا خیال ہو جائے کہ اس عادت ستیزہ اندیش کو چھوڑ دے اب اُس خبر کی جسکو شمس الضحیٰ کہا ہے اور
 جسکے فراق میں ماہ رویا ہے تفسیر یہ کہ وہ یہ نفس مطمئنہ کا ہے کہ اس جسم کے سبب سے زخم تیرے ناخن فکر کے اٹھا رہا ہے
 بیان اسکا کہ صفا و سادگی نفس مطمئنہ کی فکر و مشغولیت سے ہو جاتی ہے جیسے آئینے
 لکھ کے دھوئے تو داغ نہیں رہتا

قولہ فکر بدناخن پیر زہر دان بے خراشد در تحقق روی جان بے تا کشاید عقدہ اشکال را بے در حدت کردہ
 ہست ندین بال را بے عقدہ دیکشاہ گیراے منتی بے عقدہ سخت ہست بر کیستہ ہی بے در کشاد عقدہ ہاگشتی توین
 عقدہ چندین دگر بکشاہ گیر بے عقدہ کان بر گلوے ہست سخت بے کن ندانی کہ خستہ یا نیک بخت بے گردانی
 کہ شقیے یا سعیدہ آن بود بہتر زہر فکرای عنیدہ حل این اشکال کن گزاردی بے خرج این دم کن اگر صاحب
 دی بے خدا عیان و عرض دانستہ گیر بے خود را دان کران بنود گیر بے چون بدانی حد خود زین حد گریز نہ تا بے عید
 درسی اے خاک بیزہ عمر در محمول و در موضوع رفت بے بصیرت عمر در سموع رفت بے ہر دلیلے بے نتیجہ
 بے اثر بے باطل آمد و نتیجہ خود نگر بے جز بے مصنوعے ندیدے صالتے بے برقیاس اتقانی قالتے بے فراہ برد سائل
 فلسفے بے اند لائل ہا بے برعکس صفی بے این گریز دار دلیل ما عجیب بے از پے مدلول سرورہ عجیب بے گرد خان

اور دلیل آتش ست بے دخان مارا درین آتش خوشست بے خاصہ این آتش کہ در قرب و ولایت از دخان
نزدیکتر آید بجا پس سید کارے بود رفتن ز خوان بے ہر تخیلات خوان سوے دخان بے برکن پر او دل
برکن ازو بے زائدہ شرط اجتماع و آمد عدو و اللغات موضوع اصطلاح علمی وہ مقصود کہ اس سے کسی
علم میں بحث کرین منطقیوں کی اصطلاح میں ابتدا اور محمول اسکی خبر جیسے الانسان حیوان پس انسان موضوع
ہی اور حیوان محمول قیاس اقرانی وہ جسمین نتیجہ بالفعل مذکور بنو بالقوہ ہوگا لعالم متغیر کل متغیر حادث پس نتیجہ یہ کہ
العالم حادث جو ترتیب سے مذکور نہیں ہی اور ہیئت اسکی ہو جو دہر و سالک جمع وسط جعہ وسیلہ عقلی برگزیدہ و
دوست صافی المعنی یعنی فکریں بد جو دنیا کی ہین کسی قسم کی ہون انکو ناخن پر زہر جائے رہ کہ تجھ کو غور تحقیق
میں ڈال کے تیری جان کی روغراشی کرتے ہین تو نہیں جانتا اسکے بازو درین ہین اسنے اس خیال سے کہ شکل
امور کی گریہ کھولون اپنے بازو درین کو اس نجاست میں ڈالا تیرا بے فرما تے ہین ای منتہی کما متما علوم کو پہونچا
ہوا ہی تو ان عقدوں کو کھلے ہوے ہین یا غیر کھلے کھلا ہوا ہی فرض کرے کہ میں سنے کھول ہی لے لیکن وہ عقدہ
سخت جو تیرے خالی کیسے پر ہی جب وہ کھلے گا تو کیسا ہوگا تو انھیں عقدہ کشائیوں میں پور بھا ہو گیا چند روز
اور ہین اور چند عقدے کھولے اسکی بھی کچھ فکر ہی جو تیرے گلے پر ایک عقدہ سخت ہو وہ یہ کہ تو نہیں جانتا کہ
میں خس ناجیز ہوں یا نیکبخت اگر یہ نہیں جانتا ہی کہ میں شقی ہوں یا سید ہوں تو تیرے حق میں ہر فکر کیرش
یہی جبر ہی کہ اگر آدمی ہو تو اس مشکل کو حل کر اور جو عقل میں دم دعوی رکھتا ہی تو اپنا دم اس میں خرچ کر تو جو
حد اعیان کی ہی کہ مراد جو ہر سے ہی اور عرض کی ڈھونڈھ رہا ہی اسکو بھی فرض کرے کہ میں نے سب
جان لین لیکن اپنی حد کو جان کہ اسکا جانا بہت ضرور ہی رہا ان سے بعض اصطلاحات منطقی مذکور فرمائے
ہین بس جب تو اپنی حد کو جان لے تو اپنی اس حد سے بھاگ تا ہی خاک کا چھانٹنے دے تو اس
کے جسکی ذات بچد ہی پہونچ جائے تیری عمر موضوع محمول میں کچی ہمیشہ مشن کے تشبیہ موضوع محمول سے
بنا تا رہا بصیرت ای بینائی دل کی کچھ تجھ کو نہی لوگوں ہی کی سنا کیا اسی میں مگر گذر گئی جو دلیل تھی محض بے نتیجہ
و بے اثر تھی اس کو غور کر کہ اپنے نتیجے میں باطل ہی نکلی تو ہمیشہ مصنوع ہی کو دیکھتا رہا کبھی صانع کی طرف
متوجہ نہوا قیاس اقرانی ہی پر تیرا انکار ہا یعنی جو قرین قیاس اپنے پایا اسی پر بس کیا فلسفی کا قاعدہ ہے
ای صنفی کہ جو امور واسطہ ہوتے ہین انپر دلیلین بڑھاتے ہین اور اسکا عکس کرتے ہین اور وہ جو اپنی حد سے
بھاگے ہوے ہین وہ دلیل اور حجاب سب سے بھاگتے ہین اور اپنے مدلول کے لیے سرگرمیاں میں
جھکائے ہین اگر فلسفی کے لیے دھوان دلیل آتش کی ہی ہلکودہ آتش جو بے دھوئیں کی ہی وہ خوش ہر
خصوص یہ آگ کہ جس وقت ہلکو قرب و نزدیک ہی ہوتی ہو دھوئیں سے زیادہ تر ہمارے پاس خود آجاتی ہی

تیغ لاد قتل غیر حق برانندہ در نگر آخر کہ بعد لایہ ماندہ ماندہ بالی جملہ رفت بہ شاد باش ای عشق شرکت سوز فترت
 خود ہم او بود اولین و آخرین بہ شرک جزا زدیدہ احوال ہمین بہ آن عجب حسنی بود جز عکس آن بہ نیست این را
 ہمیشگی از غیر آن آن سنے لاکہ بود در جان خلل بہ خوش نباشد گر گیرے در غسل بہ این کسے و اندکہ روزی زندہ
 بود از کف این جان جان جامی ربودہ بمعنی یعنی یہ جو کچھ او پر ہم نے بیان کیا یہ اور دن کا حال ہو گا غرض
 یہ حال کہ انکی غم و شادی دونوں وہی ہو نہ یہ کہ اُس سے ہو کہ اُسین مخالفت ہو اور مزدوری و اجرت خدمت کی
 بھی نہی ہو کس واسطے کہ سوائے معشوق کے اگر اور کا تماشائی اور دیکھنے والا ہو تو وہ عشق نہیں ہی ہو وہ
 سودا ہی ہو در نہ عشق تو وہ شعلہ ہو کہ جہاں یہ بچکر سوائے معشوق کے سب کو جلا ڈالتا ہی جیسا کہ کہا ہی عشق
 نایب قریب ماسوی المحبوب اُسے تیغ لاسے قتل غیر حق کا کیا ہو لاسے ارادہ لاکہ کے لاکہ ہو آب کتے ہین
 دیکھ تو بعد نفی اس لاکے آخرین کیا رہا بس الا اللہ رہا باقی سب چلتے ہوئے لندہ خوش ہو کے و سنا
 کرتے ہین کہ ای عشق خدا تجھ کو خوش رکھے تو بڑا مضبوط شرکت سوز ہو اور اصل یہ بھی ہی کہ اولین بھی وہی ہو اور
 جو آخرین ہین وہ بھی وہی ہو اس میں جو کوئی شرک کرے وہ احوال دوہین ہو یک بین ہمیں وہ عجب ایک حسن تر
 کہ سوائے عکس کے اُسکو در اجنبش کسی غیر سے ہمیں این کامشا لالیہ خلوق ہو آب فرماتے ہین یہ تو سب کچھ ہی
 لیکن جس تن کی جان خلل ہو اگر اُسکو شہد میں ڈبو دو تب بھی خوش ہمیں آتا ہے کسی ہی شیریں باتوں سے سمجھاؤ
 پسند نہیں کرتا اس بات کو تو وہی جانتا ہو کہ جس روز وہ زندہ ہو اُسی روز اُسے اس جانجان سے ایک نام حاصل
 اور اُسکے عشق میں مست ہوا قولہ و انکہ چشم او ندیدہ است آن سخاں بہ پیش او جانست این تفت و خان
 چون ندیدہ او عمر عبدالعزیز بہ پیش او عادل بود حجاج نیز چون ندیدہ از مار موسیٰ را ثبات بہ در حال السحر پاد حیات
 مرغ کو ناخوردہ است آب زلال بہ اندر آب شور و در پردہ بال بہ جز بضر ضد را ہی نتوان شناخت بہ چون
 بہ بیند زخم بشناسد لواخت بہ لاجرم دنیا مقدم آمدہ است بہ تابدانی نور قلم است بہ چون از نیجا دار ہے
 آنجا روے بہ در شکر خانہ ابد شاکر شوے بہ کوے آنجا خاک را می پیچیم ہدین جہاں پاکے بگرختیم بہ
 گشتہ بودم قلنغ از گنج ہمار بہ شادمان بودم رگزارے بخار بہ اسے در بغل ہمیشہ ہازین ہووی اجل بہ تا عذاب کم
 بدی اندر و حمل اللغات عمر ابن عبدالعزیز نام ایک خلیفہ باذل عادل کا ہو خلفاے عباسیہ سے ایسی ہی
 حجاج بن یوسف کہ اسد ظالم تھا حبال السحر وہ رسیاں کہ فرعون کے ساحروں کے سحر سے رینگتی معلوم
 ہوئی تھیں بمعنی فرماتے ہین جس نے اُس جانجان سے جام پایا اُسکا وہ حال ہو جو مذکور ہوا و جس نے
 وہ رخسار خوب جانفزا دیکھے ہی ہمیں اُسکے سلنے یہ جان تفت و خان ہو جیسا کہ حکما روح کو بخا دات
 غذا سے ٹھہراتے ہین اور یہ ایسا ہو جیسے کسی نے عمر بن عبدالعزیز کو نہیں دیکھا ہو وہ حجاج ہی کو عادل

سمجھتا ہے اور جس نے ثبات و قرار مار لیا کسی کا نہیں دیکھا وہ جادو کی رسیدوں میں حیات خیال کرتا ہے حالانکہ وہ جادو کے سبب سے رنگتے خیالی میں آتی تھیں نہ زندہ تھیں یا جیسے کسی مرغ نے آب شیرین نہیں کھیا تو آب شور ہی میں بدبو ڈالتا ہے پس غم کو غم نہ ہی پہچان سکتا ہے چنانچہ جب تک رخم نہیں کھاتا نوازش و مہربانی کو نہیں پہچانتا اسی سبب سے دنیا مقدم ہوتی ہے تا اس ظلمت کے میں نورالست کا دھندلے اور جب تو یہاں سے چھوٹ کے وہاں پہنچے گا تو ایسے شکر خانے میں پڑے گا کہ ابد تک شکر گزار رہے گا اور کیسا کہ میں دنیا میں خاک ہی چھاتا رہا اور اس جہان پاک سے بھاگتا ہی رہا میں گنج کو چھوٹے کے مار پر قلعہ ہوا اور گلزار ترک کر کے خار پر راضی تھا ہاے افسوس اس سے پہلے مرا ہوتا تو اس اندھن میں تھوڑے ہی عذاب بھگتتا

بیان اس حدیث میں مامات من مات الا و تمشی ان میوت قبل مامات و ان کان برا لیکون الی وصول البر ارجل وان کان فاجرا لیقل فجرہ نہیں مرا جو کوئی مرا اگر حال یکہ تمنا کی اس سے یہ کہ مرنا وہ قبل سوقت سے کہ مرا ہی پس کہ ہوتا وہ نیک تو بہت جلدی اپنی نیکی کو پہنچتا اور اگر ہوتا بدکار تو بدکاری اس کی تھوڑی ہوتی

قولہ مان بفرمودہ است ان نیکو رسول کہ ہر گز فرمودہ کو از تن نزول نہ بود اور احسرت نقصان و موت نہ یک باشد حسرت قصیر و فوت نہ ہر کہ میرد و تمنا آیدش نہ کہ بدی زین پیش نقل و مقصدش نہ کہ بدی بدتا بدی کے کثر بدی نہ ور تھے تا خانہ نور آمدے نہ کہ بدیاں بد بخیر من بودہ ام نہ دہم من پردہ سے افزودہ ام نہ گرا زین نور مرا سیریدے نہ این حجاب دپردہ ام کہ تہدے نہ از حریجے کم دران روے قنور نہ از نگہ کم دران چہر خوش نہ بچنین باز غل کم و زری موجودہ و نہ بیسی چہرہ در فوت سجود نہ برکن آن پر خلد آرا سے را بہ برکن آن پردہ پیاے را بہ اللغات قنور قناعت کرنا خشوع عجز کرنا اسے اسے سبب سے رسول پاک نے فرمایا ہی ہے کہ جو کوئی مرا اور اپنے تن سے الگ ہوا اسکو ایسی حسرت نقصان اور موت کی نہیں ہوتی جیسے کوتاہی و فوت کی حسرت ہوتی ہے کہ کیوں اتنے دنوں یہاں سے الگ رہا اور یہاں کے آنے میں کوتاہی کی اور اتنے دن کھوئے جو کوئی مرنا ہی اسوقت میں خود اسکو تمنا ہوتی ہے کہ کاش اس سے پہلے میرا نقل اس مکان سے ہوتا اور یہ مکان مقصد میرا ہوتا اور مطلب یہ ہے کہ اگر وہ بدی تو جلدی مرجانے میں بدی سے بچتا اور اگر بدی نہ گارتا اپنے گھر جلدی جہن سے آجاتا اور نیز کہتا کہ میں اس بدی سے بچتا تھا و مہم اپنے لیے پردے ہی بڑھاتا رہا اگر مجھ کو اس سے زیادہ تر

جلدی راہ ملتی تو یہ حجاب و پردے بھی میرے کم ہوتے کہ آن پردوں میں مارے حرص کے کوئی صورت قناعت کی نہیں تھی اور تکبر سے اُس میں نہ چہرہ مشع کا بیٹھ یہ نہو کہ مشع سے چہرہ خاک پر رکھتے ایسے ہی بخل سے جو نہیں اختیار کیا اور ابلیس اپنے سے سجدہ نہ کیا چہرہ فوت سجدہ ہی میں رہا پھر استیفات پر حکیم کتابی کہ یہ پرتیرے کیسے خوب صورت ہیں خلد آرا اور کیسے راہ بیما کہ جہان تو چاہتا ہی وہاں بیجا تے ہیں

ان کو مست لوح

پیشمان ہونا حکیم کا جو سوال طاؤس سے کیا تھا

قولہ چون شنید آن پند دروسے بگرست بعد ازاں در توح آمد میگریست : توح و گریہ دراز و در دستہ ہر کہ آنجا بود در گریہ اش فگندہ و انکہ می پرسید پرکندن ز چست : یہی جوابے شد پیشمان میگریست : بکر فضولی من چرا پرسید مش : ہاؤز غم پر بود شومایند مش : می چکید از چشم او بر خاک آب : ہاؤز دل ہر قطرہ مریح صد جواب : می چکید از چشم او گریہ بخاک : بخاک گل می شد ز اشک سمناک : بگرہ با صدق بر بہانہ زندہ تاکہ چرخ و عرش را گریان کند : بگرہ بے صدق بے شورش بود : دیوزان بر گریہ اش خندان شود : عقل و دہا بے گمانی عرشیند : بے حجاب از نور عرشی میزند : اللغات تدبیر بالضم و فتح و فتح رادرج کردہ شدہ اعلیٰ تیغے جب طاؤس نے یہ نصیحت سنی اُس حکیم کی طرف دیکھا بعد اسکے توح اور گریہ کرتے لگا اور ایسا توح و گریہ در دند لب کیا کہ جو کوئی وہاں تھا اُسکو بھی ملایا اور جسے پوچھا تھا کہ یہ کیوں نکھیرتا ہے وہ تو یہی جواب پیشمان ہو کے بہت ہی رونے لگا کہ میں نے کیسی فضولی کی اور کیوں پوچھا اس سے یہ بھاریہ خود غم سے بہرہ امتا میں نے کیوں اسکو بھڑکا دیا اور طاؤس کی آنکھوں سے پانی خاک پر ٹپکتا تھا اور اُسکے اشک سمناک سے خاک کچھڑ ہوئی جاتی تھی سمناک سے یہ اشارہ ہوا کہ ڈرکھانہ معلوم اُسکی گریہ پر دروسے کیا ہو جائے اس لیے کہ جو گریہ سچا ہو وہ جانوں پر اثر کرتا ہے اور جان کیا چرخ و عرش کو ہلاتا ہے اور جو گریہ جھوٹا ہے اُس میں شورش نہیں ہوتی دیکھو اسکے رونے سے اُس رونے پر ہنستا ہے خوب جان لو عقل و دل و دلوں میں ان عرشی ہیں اور یہ حجاب نور

عرش سے ہی اُنکی زندگی ہے

اس بیان میں کہ عقل و روح عالم علوی سے یہاں قید ہو گئیں

قولہ بھو باوت و جواروت آن دو پاک : بستہ اندا نیجا بجاہ سمناک : عالم سفلی و شہوانی درندہ اندرین چہ کشتہ اندا ز جرم بندہ سحر و ضد سحر را بے اختیار : زمین و آسمان و نیکان و شرار : نیک اول پند بد ہندش کہ ہیں : سحر از ماسیا موز و مجین : تا بیا موزیم این سحر ای فلان : از برای ابتلا و امتحان : کا امتحان را شرط باید اختیار : اختیارے نبود بے اقتدار : یہی ملہا ہجوں سگان غصہ اندا اندر ایشان خیر و شر نہفتہ اند : چونکہ قدرت نیست خفتہ

این رده پنجو ہیم ہار ہاوتن زودہ ہنماکہ مرداری درآید در میان ہن نفع صور حرص کو بدہر سگان ہن چون دران
کوچہ خرمی مردار شد ہن صد سگ خفتہ بدان بیدار شد ہن حرصہای رفتہ اندر کتم غیب ہن تا فتن آوہر دسر بر زور
جیب ہن موہوی ہر سگی دزدان شدہ ہن دزد ہای حیلہ دم جنبان شدہ ہن نیم زیرش حیلہ و بالا غضب ہن چون
ضعیف آتش کہ او یا بد حطب ہن شعلہ شعلہ میر سلا لکان ہن میر و دود و لوب تا آسمان ہن صد چنین سگ
اندرین تن خفتہ اند ہن چون شکارے نیست شان بہفتہ اند ہن یا چو باز اندیدہ دوختہ ہن در حجاب از عشق
صیدے سوختہ ہن تا کہ برداری و بند شکار ہن انگلمان ساز و طواف کو ہزار ہن شہوت رنج و ساکن می شود ہن
خاطر ادسوی صحت میر و ہن چون بہ بیند نان و سیب و خر پزہ ہن در مصاف آمد مزہ خوف بزہ ہن و بر و صبار
دیدن سودا و ست ہن و ان تیج طبع مستش را تا کوست ہن و رہا شد صبر پس نا دیدہ بہ ہن تیر دورا ولی زمر و بے
زہ ہن باز گرد کن حکایت را تا ہم ہن تا چہ گفت اندر جوابش والسلام ہن اللغات تحکب لفتحتین ہن ہم سختی آہب
ہندی لپٹ بزہ ہن فتن گناہ و بد آتش ہن بروزن نائل گرد و غبار و ہوا ہن آروت نام و دفرشتہ معرفت
کہ قصہ ان کا زہرہ پر فریفتہ ہونے اور چاہ باہل میں قید ہونے کا مشورہ المعنی فرماتے ہیں عقل مل
جو ہم نے کہا کہ عرشی ہن عرشی تو ہن مگر ایسے جیسے ہاروت ماروت یہ دونوں فرشتے پاک یہاں چاہ سمناک
میں قید ہن کہ اس عالم علوی پاک سے اس عالم سفلی شہوانی میں اپنے جرم سے قید ہوے ہن اب سحر و خد
سحر کو ان دونوں سے نیک و شریر دونوں بے اختیار سیکھتے ہن خد سحر وہ جس سے سحر دفع ہوا اول تو یہ اس
سکھنے دے کو نصیحت کرتے ہن کہ خبردار ہو سحر سے مت سیکھ اور مت ڈھونڈو تا کہ سحر ہم تجھ کو غلام لے
استحان و آزمائش کے سکھا سکیں کہ تو آزمائش و امتحان میں پڑے کہ سوا سٹے کہ شرط امتحان کی یہ ہو کہ اختیار
ہونا چاہیے اور اختیار تجھ کو بے اقتدار کے نہیں ہے چھ اختیار واقعات کیوں پیدا کرتا ہے رغبت و خواہش
ایسی ہن جیسے سوتے کتے اور ان میں خیر و شر بھی ہوئی ہن اس جب تک تجھ کو قدرت نہیں ہے میل و خواہش
خفتہ ہن جیسے لکڑی کی چھٹیاں اور خاموش ہن اس انتظار میں کہ کوئی مردار ہلو لہجائے جب مردار ملے تو
حرص ان کتوں پر نفع صور کا صدر پہنچائے کہ مردے سے زندہ کر دے پھر جب کوئی خراس کو چہ میں
مردار ہوا بیٹھ دنیا کی رغبتوں میں آلودہ پس سیکڑن کتے سوتے جاگ گئے اور وہ حرص میں جو پردہ غیب
میں تھیں سب دوڑ پڑیں اور سب نے اس کے گریبان سے سرنکا لا آب ہال ہال ان کتوں کے دندان ہو گئے
اس کے تجھوڑے کو مگر با فعل حیلہ کی وجہ سے دم ہار ہے ہن تا حصے خوب رغبت کرے شیخے شیخے تو ہمیں جیلہ تو
اور او براوہ غضب اور وہ جیلہ ایسے اسکو پیٹے ہوئے ہن جیسے دھی آگ کہ سوکھی لکڑی پاکے اسکو لپٹی ہو
اب شعلے کے شعلے لاسکان سے چلے آتے جکا و حوان او جب کی لپٹ آسمان تک جاتی ہے کس فرماتے ہن

کما یسے سیکڑوں کے تیرے اس حق میں سو ہے ہیں بالفعل شکار نہیں پاتے چھپے ہوئے ہیں یا بارہین کہ آٹھین
سی ہوئی اور اسی ججا بچشم میں عشق شکار سے جلے ہوئے کہ جہان ٹوٹی اٹھائی اور شکار دیکھا پھر دیکھو کیسے کوہ مبارک
ہیں اور کیسے ان کے طواف یا جیسے خواہش داشتہ ہمار کی رک جاتی ہو اور دل اسکا صحت کی طرف جاتا ہو کہ
صحت ہو جائے اور جب وہ نان و سبب و خربزہ دیکھتا ہو تو اس کے مزے اور اس کے گناہ میں جو انکا کھا لینا ہو
لڑائی بڑ جاتی ہو اس اگر بیمار صبا ہو لینے اشتہا اسکی جاتی رہے تو اسکو انکا دیکھنا مفید ہو اس لیے کہ اس کی طبع
صحت میں جنبش و اٹھان پیدا ہوئی ایسے شخص کے واسطے خوب ہو اور جو درین بصر ہو تو اسکا دیکھنا ہمارا
اچھا نہیں اس واسطے کہ جو شخص زرہ نہیں پہنے ہو اس سے تیر کا دور رہنا ہی اچھا ہے تو آب فراتے ہیں ان
باتوں سے لوٹ اور جو حکایت شریف کی تھی اسکو تمام کر کہ طاؤس نے جواب دین کیا کما و اسلام

جواب دینا طاؤس کا مرد حکیم کو

قولہ بشنوا کنون تو طاؤس ان جواب دے تا بدانی ہر نکوئی را خطاب دے چون بگریہ ناریع آمد گفت او نہ کہ تو سستی
رنگ و بوے را گرویدہ آن نغمے بینی کہ ہر سو صد بلا دے سوے من آید پے این بالما ذاکے بسا صیاد
بے رحمت دما دے بہر این پر ہا نہ ہر سوے دما دے چند تیر انداز بہر بالما دے تیر سوے من کشد اندر ہو دے چون
مدام زور ضبط خویشیست دے زین قضا و زین بلا و زین فتن دے آن باد کہ شوم زشت و کریم دے تا بدیم این درین کسار
تیمہ دے بر کمر ہر ہاے خود را یک بیک دے تا نیندازد و دما ہر گلک دے نزد من جان بہتر از بال و پرست دے جان
بماند باقی دین ابرست دے این سلال حجب من شدای فتا دے عجب آمد معجبان را صد بلا دے اللغات گلک
شوم و نامبارک عجب بالضم غور و عجب بالضم مغرور المعنی اب سن طاؤس کا وہ جواب تا تو بھی غیبی خطاب کی
جان جائے کہ جب وہ گریہ سے فارغ ہوا تو اسنے اس سے کہا کہ تو رنگ و بو کا گرفتار ہے یہ نہیں دیکھتا کہ
ہر طرف سے بلائیں میری جانب ان پروں ہی کی بدولت آتی ہیں اکثر شکاری بے رحمت ہمیشہ انھیں
پروں کے واسطے جال لگاتے ہیں اور تیر انداز انھیں بازوؤں کو تاک کے جب میں ہوا پر ہوتا ہوں تیر چبختے
ہیں پھر جب میں زور اپنی حفاظت کا نہیں رکھتا کہ اس قضا اور اس بلا اور ان فتنوں سے بچوں تو بہتر ہی ہو کہ
بد صورت و مکروہ ہو جاؤں تا اس کسار و جنگل میں محفوظ رہوں اسی واسطے میں اپنا ایک ایک پر نہ چتا ہوں یہ
پہچھو ہر شوم نامبارک کے جال میں نہ ڈالیں تیرے نزدیک بال و پر سے جان بہتر ہو اس لیے کہ جان
باقی چیز ہی اور بہتر ہیں یہ پر میرے غور کے اے جوان ہتھیار ہیں اور غور مغروروں کی جان

سیکڑوں طرح کی بلا

اس بیان میں کہ ہر وزیر کے بھی پر طاؤس کی طرح آفت ہیں

قولہ پس ہر اند باکت تمام رہا کر پیچہ دانہ نہ میند دام بابت اختیار از انکو باشد کہ او نہ مالک خود باشد اندر اتقوا بہ
چون نباشد حفظ و تقویٰ از ہمارہ دور کن آلت را کن اختیار و جلوہ گاہ اختیار ام این پرست با برکت ہم پر اگر قصد
سرست نیست انکا نہ پر خود را بصورت تاپیش بر نہ نگند و رشو رشورہ پس زیانش نیست ہرگز بکن با کر سیر
بر پیش اگر دمن بہ لیک بر کن بر دنیا دشمنیست بہ چونکہ از جلوہ گری صبر کم نیست بہ گری صبر و حفاظت را ہم
بر فروز اختیار کرد فرہم جو طفل یا جو مست اندر فتن بہ نیست لائق تیغ اندر دست من بہ اگر مرا غفلت بہستی نہ تر
تیغ اندر دست من بودی شمشیر غفل باید نور و چون آفتاب بہ نازند تیغ کہ نبود جز صواب بہ اللغات صبر
بفتح نہایت صبر کرنے والا محسن کہ سر پر تر جز بر کندہ المعنی قرمانے ہین اگر غفل رہے ہوتے ہین کہ خام
آدمی کو ہلاکت میں ڈالتے کہ وہ دانے کی حرص سے دام کو نہیں دیکھتا بے اختیار چھنس جاتا ہوا اختیار اس کے واسطے
اچھا ہے جو مالک اپنے نفس کا ہو رہا حکم اتقوا میں جیسا کہ فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاہ و ایمان والو بچو
تم اللہ تعالیٰ سے جیسا کہ حق اس سے بچنے کا ہو اور جب حفظ و تقویٰ نہیں ہو تو خوار سامے آئے اور اختیار
دور کر دے میری جلوہ گاہ اختیار کے یہی پرہیز اور میرے سر کھونے کا قصد کر رہے ہین اسی سبب میں انکو
اکھیرتا ہوں اور جو آدمی صابر و دہ اپنے بیرون کو اگر ہوں تو بھی نیست و معدوم جانتا ہوتا اسکو رشو رشورہ میں نہ
ڈالیں پس اس کے لیے نقصان نہیں وہ کبھی نہ اکھیرے اس واسطے کہ اس کے پاس سیر کر اگر اس کو تیرا تیر کا تو وہ سپر سنے
کر دینا لیکن مجھے تو یہ بردنیا کے نہایت ہی دشمن ہین جبکہ مجھ کو انکی جلوہ گری سے ذرا صبر نہیں ہو تا اگر مجھ کو صبر ہوتا اور
حفاظت میری راہبر ہوتی تو دیکھتے اختیار میرا کیسے کہ وہ فرار نہ کرے بڑھاتا ہین ایک طفل نادان یا ست ہوں کہ وہ بھی
لا عقل ہوتا ہوا فتنوں میں اور تیغ لائق میرے ہاتھ میں نہیں ہو جو مراد عقل سے ہو اگر میری عقل گھر کئے جھگڑنے والی
ہوتی تو میرے ہاتھ میں تیغ و ظفر کی تیغ ہوتی عقل ایسی چاہیے کہ مثل آفتاب کے کو غیش ہو تو جب تیغ لگا سنے
صواب ہی ہونہ خلاف قولہ چون ندام عقل تابان و صلاح پس چرا چراہ ندام صلاح نہ دیر اندام کنون تیغ و مجن
کین سلاح خصم من خواہ شدن بہ چون ندام زوری و شدہ تیغ اولسا نہ و بر من زندہ نہ غم این نفس وسیع
خوے را بہ گنہ غم و خواہد روست را نہ ناشود کم این جمال و این کمال بہ چون ندام رو کم اقم ورو بال بہ چون بدین
نیت خراشم بڑہ نیست بہ کہ بر غم این روی را پوشیدہ نیست بہ کہ در کم خوے ستیزی داشتی بہ روے خویم جز صفا
نہ فرشتی بہ چون ندیدم زور و فرہنگ و صلاح بہ خصم دیدم زور و شکستی سلاح بہ تا نگرد تیغ من اور اکمال بہ تا نگرد
نخبرم بر من و بال بہ دیگریم تا کم جنباں بودہ کے فرار از خویش آسان بودہ انکا از غیری بود اور فرار بہ چون ازو
برید او گیر و ترانہ منکہ خصم ہم نم اندر گرینہ تا ابد کار من آمد خیر خیر بہ ہندست ایمن دے در میں بہ انکہ خصم
اوست سایہ خویش بہ اللغات سندہ فتنیں تکیہ و تکیہ گاہ و تیغ بے شرم را با بفتح مسافر خانہ اسے

بتائید صدر فرمایا کہ جب عقل روشن و مصلح میری نہیں ہر تو میں اپنے ہتھیار چاہ میں کیوں نہ ڈالوں کس کام کے ہیں ضرور ہی کہ اس تیغ و سپر کو چاہ میں ڈال دوں کہ یہ ہتھیار میرے میرے دشمن کے ہتھیار نہ رہیں کہ یہ نگہ جب بھگوانہ زور ہو کسی یار کا نہ کوئی سند و بھر و سایہ شک و دوغ میری تجھ سے بھین ریکا اور بھجی پر ریکا بگا بس برخلاف اس نفس بے شرم خود کے میں اپنا تختہ نوح نوح کے اُس سے چھپانا ہوں کہ اگر میں نہ نوح کا تو یہ بوجگا بس جب میں خود نوح نوح کے اپنا یہ حال و کمال نہیں رکھو گا تو وہ کیا نوح کا لہجہ میں اُس کے وبال سے بچو گا اور ہر گاہ اس نیت سے نوح کا تو کچھ گناہ نہیں ہو اسلئے کہ اس زخم سے ننھا اپنا دشمن سے چھپانا ہوں نہ ناشکری سے اگر دل میرا اداوت کسی شیر کی نہ کھتا ہوتا تو میری یہ صورت خوب اپنے حق میں صفائی بڑھائی اب جو میں نے دیکھا کہ نہ زور ہر جہ عقل ہو نہ صلاح اور دشمن سر پر موجود تو میں نے اپنے ہتھیار ٹوڑ ڈالے تا میری تیغ اُس کے لیے کمال نہ ہو جائے اور میرا خنجر میرے لیے وبال نہ بنے اب میں اس لیے بھاگتا ہوں تا رگ سست میری حرکت کرے جوش و ولولہ عشق کا پیدا ہو اور بھاگتا میرا اپنے ہی آپ سے ہو جو آسان کام نہیں اس لیے کہ جو غیر سے بھاگتا ہے جب اس سے الگ ہو جاتا ہے قرار پاتا ہے اور میں کہ خود ہی اپنا دشمن ہوں اور خود ہی آپ سے بھاگتا ہوں میرا کام تو اب بدنام خیزی خیزی خیز تر یعنی ہر وقت بھاگ بھاگ مجھ سے انھیں تو نہ ہندوستان میں بخت ہر نہ میں میں کہیں بھاگ کے جائے اس واسطے کہ جس کا اپنا سایہ دشمن ہو وہ کیسے بخت ہو سکتا ہے

اس بخود کی صفت میں کہ بقاے حق میں فانی ہوا ہے

قولہ چون فنا شد از تقریر یہ شود و از محمد و اربے سایہ شود و فقر فخری در فنا پیرا شد چون زبان شمع او بے سایہ شد شمع شد جملہ زبانہ پا و سر و سایہ را نمود گرد او گدرد بموم از خولیش و ز سایہ در گنجیت و در شمع از ہر آنکہ شمع رخت بہ گفت از ہر فنایت ریخت بہ گفت من ہم دفنا بگریم ہمہ این شمع فانی آمد مقررش ہنر شمع شمع باقی فی عرض بہ شمع چون در زار کے شد فنا بہ اثر بینی شمع و فی ضیاء بہرست اندر وقع ظلمت آشکارا آتش صورت ہوئے پائدار برخلاف موم شمع جسم کان بہ تا شود کم گرد و افروز نورانان بہ این شمع باقی و ان فانی شمع جانا شعلہ را بنیست بہ آن زبانہ آتش چون نور بودہ سایہ فانی شدن زود و بودہ ابر را سایہ بفتہ بر زمین نہاہ را سایہ نباشد و تفتش بہ بخود سے بے ابریت اسی نیک خواہد باشی اندر بخودی چون قمر صغیر بہ بار چون ابر سے بیاید ماندہ نہ رفت نور از منہ خیالی ماندہ نہ از حجاب ابر نورش شد ضعیف بہ کم زناہ و شمع آن بدر شریف اللغات مقررش فرض کردہ شد شمع بفتش موم و بسکون موم ہی موم یا چو بیانی مجازا بہ صرف فارسیان المعنی جب فقیر کا فقر سے فنا لباس ہو جائے اور اس سے آتش پرکش پاتا ہو تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و آلہ صلا علیہم اجمعین ہر حال ہی صراحت نور سے نہ ہو فرمایا تو فقر فخری سے

مقام فنا کی پیرایہ ہو اور جیسے شمع کا شعلہ اسکا بھی سایہ نہیں ہو اس لیے کہ شمع سر سے پاؤں تک بالکل شعلہ ہو
پھر سایہ کا گردا سنے کیسے گذر ہو شمع اصل میں موم ہو اور موم آپ سے اور اپنے سائے دونوں سے شعلہ میں جھکا
چنانچہ اس سے شمع ڈھالی گئی کہ وہ شعلہ میں پڑا جب شمع سے کہا کہ تجھ کو فنا کے واسطے میں نے ڈھالا ہو اسنے
کہا میں بھی فنا میں بھاگی ہوں اگرچہ شمع میں یہ بھاگی ہو وہ فانی و فرضی ہو نہ شعلہ شمع باقی کی جو بیوض ہو
ای قائم بالغیر نہیں جیسے کہ شمع کی شعلہ کو سواستے کہ جب شمع آگ میں بالکل فنا ہو جاتی ہو تو پھر نہ اثر شمع کا رہتا ہے
نہ اس کی روشنی رہتی ہو ظاہر ہو کہ شمع دفع ظلمت کا کرتی ہو یہی اسکا اثر ہو کہ ایک آتش صورت ہو موم سے
قائم برخلاف موم شمع جسم کے کہ جس قدر کم ہوتی ہو اسی قدر نور اس سے بڑھتا ہو جس سے شعلہ باقی ہو اور
وہ فانی ہو یہ شمع جان کی ہو اسکا شعلہ ربانی ہو اور جو کہ وہ شعلہ آتش ربانی نور ہو لہذا سایہ فانی ہونے کا اس
سے دوسرا اسکو فنا نہیں دیکھو ابر کا سایہ زمین پر پڑتا ہو لیکن ماہ کا ہنشین نہیں ہوتا وہ بے سایہ ہو لہذا
لے نیکنوہ خودی تیری ایک ابر ہو اور بخود ہی بے ابری تو بخود ہی میں ایسا ہو جیسے قرص ماہ اور جب
یہ ابر ماندہ خودی کا آگیا نور جاتا رہا ماہ کا ایک خیال ہی خیال رہ گیا اس ابر خودی کے حجاب سے نور
اسکا ایسا ضعیف ہو گیا کہ وہ بدر شریف ماہ تو سے بھی کم ہو گیا تو کہ این خیالی می نماید زابر و گردن ابر تن مارا
خیال اندیش کردہ لطف مہ بنگر کہ انیم لطف اوست نہ کہ بکفت این ابر ہا مارا عدوست نہ مہ فراغت دارد
ازابر و غبار نہ بر فراز چرخ دارد نہ مدارہ ابر مارا شد عدو خصم جان نہ کہ کند مر از چشم نامان ہر طور این پردہ
زائے می کند بدر لکم از ہلائے می کند ماہ مارا اور کنار غر نشاند نہ دشمن مارا عدوے خویش خواند ابر را تا بے
اگر مست از مست نہ ہر کہ مہ خواند ابر را اگر مست نہ نور مہ برابر چون منزل شدہ است نہ روے تاریک
نہ مہ مہل شدہ است نہ گرچہ ہر نگ مست و دولست نہ اندرا بر آن نور مہ عاریتست نہ در قیامت مہ و
مہ معزول شدہ چشم دراصل ضیا مشغول شدہ تا باند ملک را دستعار وین رباط فانی از دارا قرار نہ دایہ
عاریت بود روزے سہ چارہ ماہ مارا را تو گیر اندر کنار نہ پرین ابر مست و پردہ است و کثیف نہ زانکاس
لطف حق شد و لطیف نہ بر کثیم پر او حسش را زارہ نہ تا بے نیم حسن مہ را ہم زماہ نہ من نخواہم دایہ ما در خوشتر مست نہ
موسیم من دایہ من مادر مست نہ اللغات عزناظم روشنی رباط مسافر خانہ انکاس عکس قبول کرنا اسلئے
سیچے جب وہ بدر ہلال سے بھی کم رہ گیا تو اب خیال سامعوم ہونے لگا جیسا کہ خیال ماہ کو کا چاند دیکھنے کے
وقت نظر کے سامنے آجاتا ہو اور یہ اس ابر گرد کی بدولت ہوا جو ہمارا تن ہولنے لگا چاند سے چتر کے خیال اندیش
کر دیا اور دیکھو ماہ کا لطف کیسا کہ اسے بمقتضائے لطف ہمو کہ خدا دیا کہ یا بر میرا دشمن ہو اگر اسکی طرف منتقت
ہو گا جھکو نہیں پاگیا ہم نے اس لطف کی بھی قدر نہیں جانی ہر چند ماہ کا اس ابر و غبار سے کچھ بگاڑ نہیں ہوا رہی گا

ماہ کو اپنا مدار وجائے قرار چرخ پر رکھتا ہے جہاں یہ ابرو غبار پہنچ گپ سکتے ہیں یہ ابرو ہمارا ہی دشمن اور ہم
جان کا ہے کہ ماہ کو ہماری آنکھ سے پھیلایا ہے یہ وہ پردہ ہے کہ عورت جیسی حسین و نورانی کو اپنی برصیا سے
بدتر اور بدتر کو ہلال سے کمتر کرتا ہے ماہ کے تو یہ احسان کہ اس نے ہمارے دشمنی دے کے بغل میں چھلایا
اور جو ہمارا دشمن ہو اسکو اپنا دشمن کہا آپ اس ابرو کو تو تن ہو جو کچھ چمک دیک بڑا ہی سے بڑا کہ وہ روح
ہی پھر جو کوئی اس ابرو کو ماہ کے وہ گمراہ ہو جیسے کہ حسینوں کو ظاہر میں مہر ماہ کئے ہیں نہیں اسی ماہ کا
نور اس ابرو پر آتا ہے کہ اس کی صورت تاریک بدل کے ماہ کی سی ہو گئی ہو آپ اگر چہ یہ ابرو ہر ماہ
ماہ کا ہے اور دولت حسن والا کیا خود دولت ہی ہو مگر نور اس کا عاریتی ہی جو ماہ سے پایا ہے اور اس
ماہ کا نور بھی عاریتی کہ اس نے اصل ضیاء سے جو قدیم ہو پایا ہے کس واسطے کہ جب اصل ضیاء
ظاہر ہوگی اور چشم مردم کی اس سے مشغول ہوں گی تو ماہ و مہر دونوں مغزول ہو جائیں گے
جیسے کہ قیامت کو تو ہر کوئی جان لے لے ملک کیا ہے اور استعار کیا ہے یہ نور مہر ماہ کا اس اصل
ضیاء سے استعار تھا اور معلوم ہو جائے کہ دنیا سا فرخانہ تھا اور دارالقرار یہی ہے جیسے دایہ دنیا کی
دو چار روز کے واسطے عاریتی ہو بس لے ماہ و مہر بان جو مراد آخرت سے ہے تو انہی آغوش میں
مجھکو لے دایہ دنیا کو اس نظر سے کہ اس میں پیدا ہوا ہے اور چند روز اس کی آغوش میں رہا بعد
مرے کے آخرت میں پیدا ہوگا اور وہاں ہمیشہ رہیگا جیسے ماں کے پاس بچہ ہمیشہ رہتا ہے پھر
طاؤس کی طرف سے فرماتے ہیں کہتا ہے میرے پر بھی ابرو ہیں اور پردہ کثیف انہی عکس لطف حق کا پڑا ہے
جو ایسے ہو رہے ہیں اس لیے ان پردن کو اور ان کے حسن کو اپنی راہ سے دور کرتا ہوں تا حسن ماہ کا
ماہ سے دیکھوں پردے سے کیوں دیکھوں میں دایہ کو نہیں چاہتا میں مادر سے خوش ہوں میں موسیٰ
ہوں میری دایہ بھی مادر ہی **نقل** ہے جب حضرت موسیٰ پیدا ہوئے انکی ماں نے فرعون کے خوف
سے ایک تابوت میں انکو نیل میں بہا دیا اتفاقاً فرعون نے اس تابوت کو نکلوایا اور حسب مرضی
اسیہ کی انکا پرورش کرنا قرار پایا دایہ کی تلاش ہوئی تو انھیں کی ماں ملیں اور یہی دایہ بن کے رہیں
قولہ من خواہم لطف حق از واسطہ ہک ہلاک خلق شد این رابطہ ہک یا مگر ابرے بکیر و خوے ماہ ہ
تا نگرد و ادواجاب روے ماہ ہ صورتش بناید و در وصف لایہ چھو جسم انبیا و اولیا ہ آن چنان ابرے
نباشد پردہ بند ہ پردہ و رہا شد بخنے سود من ہ آن چنان کا نہر صلیح روشنی ہ قطرہ می بارید و بالابری
معجزہ پیغمبری بود آن سقا ہ گشت ابر از لطف ہ رنگ سما ہ گشت ریزان قطرہ قطرہ از سما ہ گفتہ آمد
شرح آن در ماجرا ہ بعدا برورفتہ ازوے خوے ابر ہ انجمنین گردن عاشق بصیر ہ تن بود اما ستنے

کم گشت از دین گشت مبدل رفته اند و سے رنگ و بو پر پہلے غیر ست و سوز بہر من بن خانہ سمع و بصر استون
 تن بن جان فدا کردن برائے صید غیر ذکر مطلق و ان نو میدی از خیر وین شو چون قدم پیش طویان بن بلکہ نہی
 شو و ماہین از زبان بن تاجے احسن و شاہ اش خطا بہ بن خوشین مردار کن پیش کتاب بن پس خضر
 کشتے برائے آن شکست بنما کہ آن کشتے ز غاصب باز بست بن فقر فقرے بہر آن آمد سنی بن
 تاز طاعان کریم در غنہ بن گنجا مار در خرابی زان ہندہ تاز حرص اہل عمران دار ہندہ پر نتانی کند رود خلوت
 گوین بن تا گودی جملہ خرج آن دایم بن زانکہ تو ہم لقمہ ہم لقمہ خوار بن اکل و ما کول ایجان ہوشدار بن
 اللغات سقا یانی بلانے والا احسن کلمہ تحسین کتاب سگ غاصب چھینے والا اطلاع
 لالچی عمران بالکسر آبادی اکل خوردہ تا کول خوردنی المصنعی او پر جو کہا ہی جھکو دایہ سے مادر خوشتر ہی
 موافق اسی کے یہ قول بھی ہو کہ میں لطف حق کا کسی کے واسطے سے نہیں چاہتا اس واسطے کہ یہ
 رابطہ جو تن کا ہی ہی باعث ہلاک خلق کا ہوا ہی ہاں اُس صورت میں کہ یہ ابر خواہ کی پکڑے مثل ماہ
 کے روشن ہو جائے تا حجاب روے ماہ کا نہ صورت تو اُسکی معلوم ہو لیکن ہو وصف لایم یعنی ظاہر
 تو جسم معلوم ہو مگر بحقیقت نیست و نفی ہو جیسے جسم انبیا و اولیا کا کہ ایسا ابر پردہ ڈالنے والا نہیں ہوتا بلکہ
 پردہ در اور سود مند ہوتا ہی جیسے کہ ایک روز صبح کی روشنی میں قطرے تو برستے تھے اور آسمان پر
 ابر نہیں معلوم ہوتا تھا وہ قطرہ باری و سقا حضرت بغیر کے معجزے سے تھے کہ ابر لطف سے ہر رنگ
 آسمان کا ہو گیا یعنی ایسا لطیف جیسے آسمان کہ نہیں ہر آسمان کے ستارے معلوم ہوتے ہیں حتی کہ فلک
 ہشتم تھا مگر قطرے بلندی سے گر رہے تھے چنانچہ اسکا بیان پہلے جو گذر گیا اُس میں ہم نے کیا ہی
 یعنی دفتر اول میں کہ ایک صحابی کو آپ دفن کرنے گئے تھے جب واپس آئے حضرت عائشہ
 آپ کے کپڑے دیکھتی تھیں کہ غمیدہ کیوں نہیں ہوئے اور مشرح ذکر اُسکا اُس دفتر میں ہی یہاں ماجرا سے
 اُسی کا اشارہ ہی کہ ابر تو تھا لیکن خوے ابر جو غلظت و کثافت ہی نہ تھی پس عاشق کا تن بھی صبر سے ایسا ہی
 لطیف ہو جاتا ہی اگرچہ ہی تو وہ تن لیکن صفت تن کی اُس سے جاتی رہتی ہی اور وہ بدل جاتا ہی کوئی رنگ
 دلو تن کی اُس میں نہیں رہتی پر تو میرے غیر کے واسطے ہیں اور سر میرے لیے اور ستون تن کا خانہ
 سمع و بصر کے لیے پھر اپنی جان کو غیر کے شکار میں فدا کرنا محض کفر و مطلق تا اُسیدی خیر سے ہی کبھی خیر
 اُسکو نصیب نہوگی اور خبر دار طویون شکر خا کا قدم مت بنے یعنی کسی مدوح مدح پسند کا مدح مت ہو کہ
 اُنکے واسطے تو رہر ہو جاتا تو زبان دنیوی و اخروی سے نچست ہو جائے نہ واسطے تحسین و تعریف کے
 کہ کوئی احسن کہہ اور کوئی شاہ اش کا خطاب کرے کسی کہے کے سامنے آپ کو مردار مست بنائے

اور کو تو خضر نے کشتی بیرون کی اسی واسطے کہ توڑی تھی کہ اس پہ شاہ غامض سب کی رہت اور آخرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ سے جو فکر کا پھانٹر کما ہو وہی وجہ ہو کہ ان دنیا کے ناچین کو چھوڑ کے وہ
جو غنی ہو اُسکی طرف جھانکیں خیال کوڑا سے دریاؤں میں اسی عقیدہ سے گور رکھتے ہیں کہ آبادی سے کہ
لوگوں کی حرص سے بچے رہیں اُن پر مومن نوح سکائی تو جاگوش میں بیٹھ رہا بالکل خرچ آن دین کا نہ
بنجائے آن دین کے شمار یہ خاک و کرم گور میں اس سے بچتا انوکھے بھی ہو اور قلم خوار بھی اکمل بھی اور
ماکول بھی بس اور جان میں ابھی طرح اپنے ہوش ٹھکا سے کر

اس بیان میں کہ سوا خدائی تعالیٰ کے سب کچھ ماکول ہیں

قولہ مرنگے اندر شکار کرم بودہ گرہ فرصت یافت اور در بودہ اکل و ماکول بودہ بیخبرہ در شکار خود رخصا
و گرہ دزد گرچہ در شکار کالہ است بے شمنہ با خصمانش درد نہالہ ہست بے عقل و مشغول رخت و قفل
در غافلست از شمنہ و آہ سحرہ او چنان خرق ہست در سودا می خودہ غافل ہست از طالب وجہا سے
خودہ گر خدیش آب زلالے می خوردہ و معدہ حیوانش در پے می جردہ اکل و ماکول آمدن گیارہ ہاچنین
ہرستی غیر کہ بے دہو بیطعم و لایطعم چو دست بے نیست حی ماکول و اکل لحم و پوست بے اکل و ماکول کے ایمن
بودہ زاکلے کا در کین ساکن بودہ امن ماکولان جذوب ہست در وہان و گاہ کان لایطعم ہست ہر خیال
را خیالی می خوردہ فکر کن فکر دیگر را می جردہ تو ترائے کر خیالی وار ہے بے یا بچہ ہی تا ازان بیرون جی
فکر زبورست و آن خواب تو آب بے چون شوی بیدار باز آید ذباب بے چند زبور خیالی و پر پر دے میکشد
این سو آن سوی بودہ کترین اکنان است این خیال بے داند گر مارا شناسد و الجلال بے ہین گریزار
جوق اکال غلیظہ سوے او کہ گفت ما بیت حنیفہ اللغات اکال بعیدہ مہافتہ بسیار غرضہ جذوب
کشدہ ذباب مکس المصنی ایک مرغ ایک کیرے کے شکار میں مشغول تھا ناگمان بلی آئی اور فرصت
پاکے مرغ کو لیکٹی یہ مرغ اکل و ماکول تھا اور اپنے شکار میں ایسا مشغول کہ دوسرے صیاد سے
بیخبر تھا کہ میری بھی تاک میں کوئی ہو ایسے ہی جو را گرچہ اسباب کے شکار کرنے کی تاک میں ہو لیکن نہیں
جانتا کہ شمنہ اُسکے دشمنوں سمیت پیچھے لگا ہوا ہو ورنہ عقل تو اس میں مشغول ہو کہ دروازے کا قفل
کیسے توڑوں کھولوں جو اسباب گھر کا ہاتھ آئے اور کو تو ال سے اور آہ سحر سے غافل نہیں جانتا کہ
کو تو ال میری فکر میں ہو اور اگر کسی کی آہ پر لگی تو جان سے جاتا رہوں گا وہ ایسا اپنے خط میں ڈوبا ہوا کہ
کہ اپنے طالب وجہا کی کچھ خبر نہیں اگر گیارہ آب زلال کھاتی ہو تو وہ ادھر آب کھا رہی ہو ادھر مردہ
کسی حیوان کا اُسکو چر رہا ہو بس گیارہ بھی اکل و ماکول ہوں ایسے ہی سوا سے خدائی تعالیٰ کے ہر ایک کی

ہستی ہو کر اسکی ذات لطیفہ ہونے کھلتا تاہر نکلا اور نہیں کھاتا ہر وہ نہ ماکول ہر نہ اکل کسی گوشت
پوست کے اکل و ماکول کب ہر وقت ہو سکتے ہیں اس اکل سے جو انکی گھات میں لگا بیٹھا ہو پس جب
سب اکل و ماکول ہیں تو ماکولوں کی اس کشتش ماتم میں ہر لینے پہلے ہی سے آپ کو مار کے اپنا
ماتم کرے اور اس درگاہ کی طرف رجوع کرے جو لا طعم ہو ایسا ہی حال ہر خیال کا ہو کہ ایک خیال
دوسرے خیال کو کھالیتا ہو اور ایک فکر دوسری فکر کو چرچہ لیتی ہو مثلاً ایک خیال یا فکر پیدا ہوئی اسپر
دوسرا خیال غالب پڑا پہلا خیال مٹ گیا اور فکر محو ہو گئی ہو اسکا کھانا چرلینا ہو تو خیال سے نہیں
چھوٹ سکتا ہو نہ بیداری میں نہ یہ کہ سو جائے تو چھوٹ جائے اور الگ ہو جائے فکر تو تیری ایسی ہو
جیسے زہر اور خواب ایسا جیسے پانی یا دریا کہ اکثر لوگ جب زہر یا نگس غسل گھرتی ہیں تو پانی میں
گھس جاتے ہیں اور وہ اُنکے گرد ہوتی ہیں جہاں سر نکالادنگ مارنا شروع کیا ایسے ہی جہاں تو جاگا
وہی کھیاں پھر لوٹ کے آمو جو ہوئیں گئے ہذا چند زہور تیرے خیال کی اڑ رہی ہیں کہ تجھے کھینچے کھینچے
پھرتی ہیں کبھی ادھر پہنچاتی ہیں کبھی ادھر لوریہ خیال تیرا کترا کالوں سے ہی لینے خوردون سے اور جو
بڑے بڑے اکل ہیں انکو سوائے ذوالجلال کے کوئی جانتا پہچانتا نہیں اب خبردار ہو اور اُن
سخت اکالوں غلیظ کے گردہ سے اسکی طرف بھاگ جنے فرمایا ہو کہ ہم تیرے حفیظ ہیں اور محافظ قولہ
یا سوسے آنکہ او این حفظ یافت ہر کرتائے سوسے اُن حافظ شتافت ہر دست را سپار جز در دست
پیر حق شدہ است آن دست اوراد سنگیز پیر عقلت کو دے کے خور وہ است ہذا جو انفس کا نہر پردہ است
عقل کامل را کمین کن با خرد ہر تاکہ باز آید خرد زان خمی بد ہر چونکہ دست خود بدست اود ہے ہر پس
دست اکلان بیرون جمع ہر دست تو اناہل آن بیعت شود ہر کہ ید اللہ فوق ایدیم بود ہر چونکہ داوی
دست خود در دست پیر ہر حکمت کو حکیم است و خیر ہر گونی وقت خویش است اسے مرید ہر
نانکہ از نور نبی آمد پدید ہر حد یہیہ شدہ حاضر بدین ہر دان صحابہ بیعتے را ہم قرین ہر پس زدہ یار
بشر آمدے ہر ہرچو زدہ دہے خالص شدے ہر تاملیت راست آید زانکہ مرد ہر با کسے جفتست
کو را در دست کرد ہر این جہاں دآن جہاں با او بود ہر دین حدیث احمد خوشنود ہر گفت المر مع محبوب ہر
لا ینفک المر من مطلوب ہر ہر کجا دامت و دانہ کم نشین ہر اوز بون گیر از بون گیران بہین ہر تو ز بونے
یا بون گیرے عجب ہر باش تو ترسان و لرزان در طلب ہر اکل و ماکولے ای مرغ عجب ہر ہم تو
صیدے صید گیر اندر طلب ہر حرص صیادی رصید غفلت ہر میکند اود لہری دبیدست ہر بین ایدی
خلفم سدا مباحش ہر کہ نہ بنی ختم را دان خصم فاش ہر اللغات جوار ہمایہ و ہمایلی حد یہیہ بضم حا

دفعہ وال دتشدید یا ثانی نام موضع کہتے سے دو کوس ہر مغفل بخیر و غافل طمعیا آیا اسکی طرف ددڑ
 جس نے یہ حفظ اُس سے پائی ہو اگر اُس حافظ کی طرف نہیں ددڑ سکتا ہو اپنے ہاتھ کو سوا پیر کے اور کے
 ہاتھ میں مت دے اسوا سٹے کہ اُسکے ہاتھ کا حق تعالیٰ دستگیر ہو تیری عقل اگرچہ بہرہ یں لیکن نفس کی
 ہمسائیگی سے جو پردے میں چھپا ہو کو دکھو ہو گئی ہو اب کسی کامل کی عقل کو اپنی خرد کی گھات میں
 لگاتا تیری خرد خوے بد سے باز اُنے خوب جان لے جب اپنا ہاتھ اُسکے ہاتھ میں دیدے گا
 ضرور اگلوں کے ہاتھ سے نکلیگا جب تو ہاتھ اپنا پیر کے ہاتھ میں دیدیگا تو ہاتھ تیرا ان اہل بیعت سے
 ہو جائیگا جنکی شان میں ید اللہ فوق ایدہم نازل ہو لینے اللہ کا ہاتھ اُنکے ہاتھوں پر ہو پھر فرماتے ہیں ہر گاہ
 ہاتھ اپنا پیر کے ہاتھ میں دے گا کہ وہ پیر حکمت ہو اور حکیم و خیر آدمی رہا اپنے وقت کا وہ نبی ہو اس
 سبب کہ وہ نور نبی سے ظاہر ہوا ہو تو یہ بیعت ایسی ہو جیسے حدیبیہ میں صحابہ بیعت دین کے لیے حاضر
 ہوئے تھے اور بیعت سے ہمقرین ہوئے ایسے پیر کی بیعت سے تو بھی مثل دس یار بشر کے ہو جائیگا
 اور مثل زردہ دہی کے خالص و سرہ زردہ دہی زہر خالص و حید دس یار بشر ابو بکر عمر عثمان علی سعد
 سعید ابو عبیدہ طلحہ زبیر عبدالرحمن یہی عشرہ مبشرہ طبعی جنتی ہیں تا بیعت تیری اُسکے ساتھ صادق آئے
 کسوا سٹے کہ مرو اسکا جفت ہوتا ہو جس نے اُسکو دوست بنایا ہو اس جہان میں اُسکے ساتھ ہو اس
 جہان میں بھی اُسکے ساتھ ہو گا چنانچہ حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحاب سے حدیث وارد ہو
 جو شعر بعد میں منظوم ہو کہ ہر آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوتا ہو اور اپنے مطلوب سے جدا نہیں ہوتا
 اب پیر کی تصریح فرماتے ہیں کہ جہان جال لگا ہو اور دانہ جال میں کھرا ہوا وہاں مت بیٹھے جو مراد
 مکار و دغا بازوں سے ہو جاو زبون گیر ہیں اُن زبون گیروں سے کسی کو دیکھو لے لینے جو آپ کو بگاڑے
 ہوے اور زبونی اختیار کیے ہوے ہیں نہ مطراق دالے اور اے فلان عجب یہ کہ جو زبون گیر ہیں آپکو
 بگاڑے ہوے تو اُن سے زبون ہا اُن کو نرا جانا ہو اگر طلب پیر کی رکھتا ہو تو اُن سے لڑاں
 ترسان رہ تو ایک عجب مرغ اکھل دما کول ہو بس اس طلب میں کسی کا خود شکار بن اور کسی کو
 شکار کر حصہ بھی ایک شکاری ہو مگر صید مغفل کی شکاری جو اس سے بیخبر ہو اور آگاہ نہیں
 خوب دلیری اس مغفل کی کرتی ہو اور وہ بھی اس پر عاشق و مہید بس تو اُن میں سے مت ہو
 جنکی نسبت فرمایا ہو و جلنا بن بن ایدہم سدا دین خلفہم سدا اور کی ہم نے سنے اُنکے دیوار اور
 پیچھے اُنکے دیوار تاپس دپیش اُن کو نہ سونچے اور اپنے دشمن کو نہ دیکھیں حالانکہ دشمن اُن کا ظاہر
 و ناش ہو قولہ تو کم از مرغے مباش اندر نشید بین ایدے خلعت عصفور سے بدیدہ

لم زعصفور سے نہ بنگر کہ آن بہین اید سے خلف چون بیند عیان بہ چون بہ نزدانہ آید پیش و پس نہ چند گونہ
 سرور و آن نفس پاک سے عجب پیش و پسے صیاد ہست نہ تا کشم از بیم او زین لقمہ دست نہ تو بین پس لقمہ
 انجار را بہ پیش بنگر یا را دجار را نہ کہ ہلاکت دواستان بے آتے نہ او قرین تست در ہر حالت نہ حق شکنجہ
 کو در زد دست نیست نہ پس بدان حق بے یو حد و اور لیست نہ آنکہ سے گفتے اگر حق ہست گوہ
 در شکنجہ او مفرشتی کہ ہو نہ و آنکہ سے گفت این بعید ہست و عجیب نہ اشک میرا نہ وہی گفت القرب
 اللغات تشید بالفتح شعر ٹھننا اور آواز بلند کرنا اور راگ گانا عصفور ہا لقمہ کنجشک (لمعنی
 او پر فرمایا کہ دشمن تو تیرا فاش ہو قطع نظر اسکے اُس مرغ سے تو گھٹ کے مت ہو کہ جہاں اُسے
 نشید سنی مثلاً سیٹی وغیرہ کسی صیاد کی بس گردن اٹھا کے آگے پیچھے اپنے کسی چڑیا کو دیکھا کہ آیا یہ تشید
 اسکی ہو یا اور کی ہو پھر ٹوکیا اُس چڑیا سے کہ ہو دیکھ تو وہ کیسی آگے سے جو عیان ہو پیچھے کو دیکھتی ہو اور
 جب وہ دانے کے پاس آتی ہو تو آگے پیچھے اُس وقت چند بار سرور و پھرا کے دیکھ لیتی ہو اُس
 خیال سے کہ کیا عجب ہو کہ میرے آگے پیچھے کوئی صیاد نہوتا میں اُسکے خوف سے اس لقمے ہی سے
 باز رہوں اور ہاتھ روکوں ایسے ہی تو بھی اپنے پس و پیش کو دیکھ کہ میرے پیچھے لقمہ خجرا کا تو نہیں لگا
 ہوا ہو یعنی حرام اور سامنے یہ دیکھ کہ یہ لقمہ جو آگے میرے ہو قابل میرے یا وہ ہمایہ کے ہو
 یا نہیں جو جان پاک ہو جس کی غذا لقمہ حلال اسوا سے کہ خجرا کو اللہ تعالیٰ نے ہلاکت دی ہو بے اتنی
 دے سامانی سے اور جان ہر حالت میں تیری قرین و صاحب ہو حق تعالیٰ نے اُنکو شکنجہ اور عذاب
 کیا ہو اگرچہ وہ دست و پا سے بری ہو پس جان لے کہ وہ بیدست و حد کے حاکم ہو ہر عذاب کر سکتا ہو
 اور وہ جو کستا تھا کہ اگر حق ہو تو گمان ہو بتاؤ ہمارے لیے یہی زندگی دنیا کی ہو اور کچھ نہیں جسوقت
 اُسکے شکنجے میں پڑینگے تو اقرار کرینگے کہ بیشک حق ہن اور موجود ہو جیسا کہ فرمایا و لو ترے اذ وقوا
 علی رہم قال ایس ہذا بحق قالوا بلہ در بتنا اور کبھی دیکھے گا تو اُنکو جو کھڑے کیے جائینگے اپنے رب کے
 سامنے اور وہ پوچھے گا آیا یہ حق نہیں ہو کسنگے بیشک ہو ہما کو قسم ہو اپنے پروردگار کی اور جو ان بانو لکو
 بعید و عجیب بتاتے تھے وہ روئیں گے اور کہیں گے کہ بعید و عجیب نہ تھیں بلکہ صحیح و قریب کما قال
 عز وجل و قالوا ان ہی الاحیوة ان الدنیا و ما نحن بمبعوثین اور کہتے ہن وہ نہیں ہو یہ مگر لفظ زندگی دنیا کی اور ہم
 پھر نہیں مبعوث و زندہ کیے جائینگے قولہ دل فرازا زدام واجب دیدہ ہست نہ دام تو خود بر پرت چغیرہ است
 برنم من بیج این نخوس دام نہ از پے کا سے نباشم تلکام نہ در خور فہم تو فہم این جواب فہم کن در مجاہد بر متاب
 بکسل این حیلے کہ حرص است و حسد یا دکن نے جید ہا جل المسد نہ آنکہ جسرا کا حق کارش

نبودہ بر دحسرت عاقبت بے ہیچ سووہ در نگر احوال فرعون نمودہ قوم لوط و قوم صلح قوم ہووہ حال نمرود
ستمگر در نگرہ در مال قوم نوح افکن نظرہ در نگر تو قصہ شداد و عادہ حسرت ایشان نگر یوم القنادر و تہابانی
حق سمیع است و علیم ہذا فارغ است از ترس و پاک از پاک و بھرا این سخن را نیست پایان و فرغ ہذا
خلیل حق چرا گشتی تو زار ہذا بہر فرمان حکمت فرمان چہ بودہ اندکی از اسرار آن باید نمودہ ہذا معنی پھر قول
طاؤس کا ایز میرادل تو عالم بالا پر ہوا اس نے ایک قسم دام واجب تعالیٰ سے دیکھا ہر مین اس دام کا
مرغ بنون گا تیرا جو دام ہر وہ کس کام کا کہ خود تیرے پر دن پر چپکا ہوا ہر جو اڑنے نہیں دیتا تین اس
دام منحوس کی جڑ کھود کے پھینک دون کا اور ہرگز تلخ کام نہوگا کہ یہ ادنے ایک مقصد ہوا اور وہ مقصد
عالی کس یہ جواب میں نے تیری سمجھ کے لائق کہا ہر تو سمجھ اور اس کی جستجو سے منہدمت پھر تو اس
حرص و حسد کی رستی کو جو تیری گردن میں پڑی ہر تو ادا در نے جید با جبل من مسدود حق تعالیٰ نے
فرمایا ہوا سکو یاد کر کہ اسی حسد کے سبب سے ابولسب کی جو رورسی خرمائی گردن میں پڑی ہوئی کیسی
دو نوح کی طرف کھینچی کر بھیری جائیگی اور وہ جسکا کام سوائے انکار حق کے نہ تھا آخر حسرت ہی لے گیا
اور کچھ فائدہ نہوا اذرا احوال فرعون و ثمود اور قوم لوط اور صلح اور قوم ہووہ کو غور کر اور ایسے ہی حال
نمرود ظالم کا دیکھ اور قوم نوح کے انجام پر نظر کر اور قصہ شداد عاد کا دیکھ کہ یہ سب کیسی حسرت
قیامت تک کو لیگئے تا تو جانے کہ حق تعالیٰ سمیع و علیم ہوا اور کسی سے ڈرتا نہیں ترس و باک ہم سب
سے پاک ہوا اب فرماتے ہیں کہ اس سخن کی تو پایان نہیں نہ اس سے فرار نگر و خلیل بتاؤ تم نے
زار کو کیون مارا موافق حکم کے اور اس حکم میں حکمت کیا تھی کچھ تھوڑا سا تو اس بھید سے ظاہر کرنا چاہیئے
بیان اس سبب کا کہ ابراہیم نے زار کیون مارا اور اشارہ جمع
کون سی صفت مذموم کا تھا

تو کہ کلغ کلغ آن عرہ ناز سیاہ ہذا دکھا باشد بدن را عرخواہ ہذا بھو ابلیس از خداے پاک منردہ
تا قیامت عمر تن در خواست کردہ گفت انظر تے اے یوم الجراہ کا شکے گفتے کہ تب یا رہنا ہذا
زندگی بے دوست جان فرسودن است ہذا مرگ حاضر غائب از حق بودن است ہذا عمر و مرگ میں ہر دو
باہم خوش بودہ بے خدا آب حیات آتش بودہ این ہم از تاثیر لعنت بود گوہ در چنان حضرت ہجی شد
عمر جوہ از خدا غیر از خدا را خواستن ہذا ظن افزو نیست کلے کاستن ہذا خاصہ عمرے غرق در بیگانگی ہذا
در حضور شیر ربہ شانگے ہذا عمر بیشم دہ کہ تا پستروم ہذا مہلم افزو دہ کہ تا کمتر شوم ہذا تاکہ لعنت را نشانہ
اوشود ہذا بد کہے باشد کہ لعنت جو بودہ عمر خوش در قوت جان پرودن است ہذا عمر ناز از بہر سرگین غور و لذت

عمر بیشم وہ کہ تاکہ نے خورم نہ دایم اینہم وہ کہ پس بدگوہم نہ گرد کہ خوارست آن گندہ وہاں نہ گوید سے کز زانیم
تو دارہاں نہ اللغات کا رخ آواز زار غمیل بختین درنگ و آہستگی اسے ملے تینے یہ زارغ سیاہ کا
نعرہ جو کل غ کا رخ ہو ہمیشہ عمر بدن کا خدا سے خواہاں ہی جیسے ابلیس نے خدا پاک فرد سے قیامت
تک کو عمر تن کی مانگی اور کہا انظر نے اسے یوم بیعتون ہمت دے بجو دن قیامت تک و رافوس یہ کہتا
تُب یا ربنا تو بے رے تو جھکو ای رب میرے آس لیے کہ بیدوست کے زندگی کرنا مفت جان کا گھسنا
کم کرنا ہی جو غائب حق سے ہی مرگ سے حاضر ہو وہ مردہ ہی کی کو بظاہر زندہ ہی عمر بھی ہو اور مرگ بھی ہو
دو نون باہم اچھے اس واسطے کہ بعد مرگ کے خدا سے واصل ہوتا ہو اور بے خدا کے اگر اچھا نہ ہو
تو آگ ہی ایذا دینے والا لگے یہ بھی اُسی لعنت کی تاثیر تھی کہ وہ ایسی بارگاہ ذوالجلال میں عمر کا
خواستگار ہو اس واسطے کہ خدا سے سوا خدا کے خواستگار ہونا کلی گھٹ جانے کو افسرونی
گمان کرتا ہی خصوص وہ عمر جو خدا سے یگانگی و جدائی میں گزرے اور شیر کے حضور میں روبہ شانسیان
جٹائے ای مکر و فریب اور اس کے حاضر ناظر ہونے کا لحاظ نہ کرے بہت سی عمر مانگنے سے یہی غرض
تو کہ سب کے پیچھے جاؤں اور بہت سی ہمت ملے تو سب سے کتر ہو جاؤں آخر پیچھے چلنے والے
کتر ہی لوگ ہوتے ہیں اور پیچھے جانے میں یہ بات بھی ہو کہ سارے مخلوق کی لعنت کا نشانہ بنے
پھر کیسا وہ بد ہی جو لعنت جو ہو عمر خوش وہ ہی جو جان پالنے کی قوت میں گزرے کہ وہ ذکر خدا کا ہو اور زارغ
کی عمر سرگین کھاتے کو حیف ہو خدا سے کہے کہ بہت سی عمر جھکو دے تاکہ کھاتا رہوں اور ہمیشہ ہی جھکو دے
کہ میں نہایت بداصل ہوں اگر گندہ دہن کہ خوار نہوتا تو ضرور خواستگار اسکا ہوتا کہ جھکو دے میں سے چھڑائے

مناجات

قولہ او بعدل کردہ خاکی را بر بزرہ خاک و دیگر انمودہ بوالبشہ کار تو تبدیل اعیان و عطا بہ کار یا سہوست و نسیان
خطابہ سہو و نسیان را بعدل کن بعلام من ہمہ جہلم مرادہ صبر و حلم ایک خاک شورہ را تو نان کنی ایک نان مردہ را تو جان
کنی نہ ای کہ جان خیرہ را رہبر کنی ایک برہ را تو پیغمبر کنے ڈاے کہ خاک تیرہ را تو جان دے ڈ عقل حس را
روزے و ایمان دہی ڈ شکر از تے میوہ از چوب آورے ڈ از تے مردہ بہت خوب آورے ڈ
کل نکل صفوت نزل پیدا کنی ڈ پیہ را بخشے ضیا و روشنی ڈ می کنی جزو زمین را آسمان ڈ میفرائے
در زمین ادا خیران ڈ ہر کہ سازد زمین جہان آب حیات ڈ زو ترش اندیگران آید مائت ڈ دیدہ دل کو
بگردون بگرہست ڈ دیدہ کا بخار ہوئے مینا گرہست ڈ قلب اعیان است و اکسیر محیط ڈ ای تلاف
خود تہن سبے غیظ ڈ تو از ان روزے کہ در ہست آدے ڈ آتش یا خاک یا بادے بدی ڈ گریان

حالت تراہوی بقاء کے رسیدی مگر این ارتقاء و تبدیل ہستی اول نما نہ ہستی دیگر کجای
اول نشانہ بنچینہ تا صد ہزاران ہستیا بعد یکدیگر دوم بہ نہ ابتدا بنچینہ / فرماتے ہیں اے معبود و معجب
تیری قدرت کہ تو خاک کو زر سے تبدیل کرتا ہے اور ایک قسم خاک سے ایوان بشر بننے آدم کو پیدا کیا
جنکی اولاد اشرف المخلوقات ہوئی تیرا کام تبدیل اعیان و عطا ہوئے ہر ذات کو تبدیل کرنا اور
ہر ایک پر عطا مبذول فرمانا چنانچہ اس تبدیل و عطا کا آئندہ خود بیان فرمایا ہے اور پہلا کام سہو و نسیان
و خطا یعنی تیری اس تبدیل و عطا کو بالکل محسوس ہوئے اور فراموش کیے ہوئے ہیں ہمارے
سہو و نسیان کو علم سے بدل دے ہم بالکل جہل و نادانی ہیں ہم کو صبر و حلم عطا کر اے معبود تو خاک شور کو
روٹی بناتا ہے ظاہر غلہ خاک سے پیدا ہوتا ہے اور نان مردہ کو جان بناتا ہے جیسا کہ غلہ سے تولد
روح کی مقرر ہوا ہے معبود تو ہی جان حیران کو رہبر کرتا ہے اور تو ہی بے راہ کو پیغمبر کرتا ہے جیسا
کہ فرمایا و وجدک ضلالا فہدے یعنی پایا اسے تجھ کو جھگھکتا ہوا سوراہ بتائی مطلب یہ کہ جب حضرت جو ان
ہوئے کفار کے راہ و رسم سے ہزار رکھتے اور اپنے پاس کوئی راہ و رسم نہ تھی لہذا اللہ تعالیٰ
نے دین حق نازل کیا مطلب ضلالا سے یہ ہو اور عقل و حس کو روزی و ایمان دیتا ہے تو ہی ہو کہ فی سے
شکر پیدا کرتا ہے اور لکڑی سے میوہ اور مٹی مردہ سے کیسے بت خوب رو بناتا ہے مٹی سے گل دل سے
صفوت پیدا کرتا ہے اور چربی ناچیز کو کیسی روشنی و ضیاء بخشتا ہے تو ہی جزو زمین کو آسمان بناتا ہے یعنی
انسان خاکی بنیان کو آسمان کا سا علو بخشتا ہے اور زمین میں ستارے پیدا کرتا ہے جو راہ انسان و گلون
سے ہو جو کوئی اس جہان سے آب حیات بناتا ہے اور اس جہان کو مایہ حیات سمجھتا ہے اسی کو سب سے
زیادہ جلدی موت آتی ہے اور دیدہ دل نے جو آسمان کی طرف دیکھا اور غور کیا تو جانا کہ وہاں ہر دم
صناعی اور میناگری ہے اور وہ میناگری یہ کہ اعیان قلب ہوتی ہیں اور ہر ذات تبدیل ہوتی ہے اور محیط
اسے سمندر اس سے اکسیر پاتے ہیں کہ یہ درمجان اُن سے حاصل ہوتے ہیں اور خرقے تن
کے بے سوئی جوڑی سے جاتے ہیں آپ یہی خیال کرے کہ جس روز سے تو عالم ہستی میں آیا اور
ہست ہوا خواہ خاک تھا یا آتش یا بادی اگر اسی حال پر تو رہتا تو یہ ترقی تجھ کو کیسے ہوتی دیکھ تو
تیری ہستی جو اول تھی وہ ہستی اب نہ رہی اسکی جگہ دوسری ہستی قائم ہوئی ایسی ہی لاکھوں ہستیاں ایک
دوسری کے بعد اور دوسری پہلی سے بہت بہتر قولہ اُن مبتدل ہیں و ساطع البان ذکرو ساطع
و درمائی حاصل اُن ذہد اسطہ ہر جافزون شد و وصل جست ذہد اسطہ کم ذوق و وصل افزون
ترست ذہد سبب دانی شود کم حیرت ذہد حیرتے کہ رہ دہد در حضرت ذہد این بقا ہا از فنا پایا نفع ذہد

از فنا کیش رو چہ ابر تافتے بڑا ن فنا ہا چہ زیاں بودت کہ تا بڑ بربقا چسفیدہ اے بنیوانہ چون دوم از او
 بہتر است بڑا بس فنا جوے دم بدل رہا پرست بڑا صد ہزار ان خیر دیدے اے عنود بڑا ماکنون
 ہر لحظہ از بد و وجود بڑا زحمادے پیچہ سوے نما بڑا وز نما سوے حیات و ابتلا بڑا یاز سوے عقل و
 تمیزات خوش بڑا باز سوے خارج این پنج شش بڑا تالب بحر این نشان پایہا ست بڑا بس
 نشان یاد دہن بحر است بڑا باز منزلہاے خشکی ز احتیاط بہت دہما و وطنما و رباط بڑا اے
 بہر طبعی صدر فرماتے ہیں کہ تو اُس تبدیل کرنے والے کو دیکھو اور واسطون کو چھوڑ دے کس واسطے
 کہ اگر واسطون میں پڑے گا تو اسکی اصل سے دور ہوگا معمول ہی جہان واسطون کی ترقی و افزونی ہوئی
 وصل اُن میں سے الگ نکل جاتا ہے کہ یہ غیر کے خیال میں پڑا اور یہ واسطہ کم ذوق و بیخیز چیز ہو وصل
 اس سے بہت بڑھکے پھر تو کم ذوق کا خواہاں کیوں ہوتا ہے اگر بہت سی سبب دانی کے درپے ہو گا کہ
 ہر شے کی علت و سبب سے واقف ہوں تو تیری حیرت کم ہوگی اور وہ حیرت جو تیری رہبری اُس
 حضرت تک حیرت و قسم پر ہی محمود و مذمومہ حیرت محمودہ ہی کو معرفت کہا ہے چنانچہ آنحضرت نے
 فرمایا اللہم زدنی حیرۃ محمودہ ای بار خدایا بڑھا مجھکو حیرت محمودہ اب خیال تو کر کیسی بقائیں تجھکو ان
 فناؤں سے حاصل ہوئیں پھر فنا سے تو نے مجھ کیوں پھیرا ہی ان فناؤں سے تیرا کیا نقصان ہو گیا جو تو نے
 بنیوانفلس اس بقاء پر چپکا ہوا ہے جب دوسری تبدیل اول سے بہتر ہو بس واجب ہے کہ فنا کو ڈھونڈھو اور
 سبدل کی طاعت و بندگی بجائے لاکھون خیر و بھلائی ان تو نے اس سرکش ہر لحظہ ابتداء وجود سے اب تک
 دیکھی ہیں چنانچہ اول جادہ تھا خواہ لطفہ خواہ خاک جسکی تجھکو خبر نہیں پھر تو نما کی طرف آیا جیسا کہ جسم ہا عقہ
 پائون ہوے پھر نما سے حیات و آزمائش کی طرف پھر عقل و تمیزات کی طرف پھر اس پنج شش کے
 خارج کی طرف جو مراد موت سے ہے اور پنج ارادہ پنج حواس شش سے شہیت کہ اُس دریا کے کنارے
 تک کہ وہ موت ہی تیرے پائون کے نشان ہیں اور جب دریا میں گھسا تو نشان پائون کے لاو
 نیست ہو گئے اب کچھ بتا نہیں پھر منزلین خشکی کی ہیں از روے احتیاط کے جس میں گائون ہیں اور
 وطن ہیں اور مسافر خانے کو لے دانگہ منزلہاے دریا در فزون بڑا وقت موجب پیدار و بیستون بڑا
 باز منزلہاے دریا در وقوف بڑا وقت موجب تے ستون و نے سقوط پندست پیدا اندلان رہ پاؤ
 کام بڑے نشان است اُن منازل را نہ نام بڑا ہست صد چندان میان مغربین بڑا انظر انانین تابا لاسے
 این بڑا در فنا ہا این بقا ہا دیدہ بڑا بربقاے جسم چون چسفیدہ بڑا ہیں بدہ اے نلغ جان و باز باش بڑا
 پیش تبدیل خدا جان باز باش بڑا تازہ می گیر و کس راے سپارہ ہر اسالت فزون است از سہ پار بڑا

ورنہ ناشی نخل واریا تارکن بکمنہ برکمنہ نہ دانبارکن بکمنہ دیو سیدہ وکمنہ دیدہ پچھنہ می برہر برناویدہ را بکمنہ نو
دیداد خریدار تو نیست بصدیق حق است او گرفتار تو نیست بملکات قرون جمع قرن جدار بکسر دیوار
سقوط جمع سقف بچت آبن بمعنی کمان المعنی یعنی منزلیں خشکی کی تودہ اور وطن در باطن اب جان کے
کہ منزلیں دریا کی اور قرون ہیں یعنی صدیوں کہ جب موج اسکی اٹھتی ہو تو آسمان نہ دیوار نہ ستون پھر منزلیں دریا
کی وقوت میں ہیں کہ اسکی موج کی وقت میں نہ ستون ہیں نہ سقف آسمان راہ پا قدم کی ظاہر نہیں ہونے کچھ انکاشان ہو
نہ کچھ ان منزلوں کا نام اور میان دو منزلوں کا صد چندان ہی یعنی ایک سے دوسرے پر سو گونہ فاصلہ بڑھا ہوا ہے
فناؤں میں ایسی بقائیں تو نے دیکھی ہیں پھر بقائے جسم پر کیوں چپکا ہوا ہو گے اور غاب تو نے
جانا خبردار ہو جان دے دے اور باز بجا آخر پہلے حال سے دوسرا حال تو بہتر ہی ہوتا ہے اور
خدا کی تبدیل پر جاننا ہی کرتا رہے لیے جا اور میرا نادے جاکس واسطے کہ ہر سال کا حال پچھلے
تین سالوں سے زیادہ ہی ہوا اگر تو نخل خرما کی طرح ایشا رکن نہیں ہو تو کمنہ پر کمنہ رکھے جا اور
ڈھیر کرے جا اور پرائے گلے مٹے کو کسی نادیدہ کا تحفہ بنا اور جو نادیدہ ہو وہ اسکا خریدار نہیں ہو وہ شکار
حق کا ہوتا اگر قنار نہیں ہو قولہ ہر کجا باشند جوق مرغ کورہ بر تو جمع آئند اسے سیلاب شورہ نافزاں
کورے از شور اہما بکمنہ آب شور بفراید غماہ اہل دنیا زان سبب آئے دلندہ شارب شورابہ
آب و گلندہ شور میخور کورے چور جہان بچون ندارے آب حیوان در تمان بباچنین حالت
بقا خواہے زیادہ بچھو رنگی و رسمہ روئے تو شادہ در سیاہے رنگ ازان آسودہ است بکہ زناد
واصل رنگے بودہ است بکمنہ روزے شاہدے خوشرو بودہ گرسیدہ گرد و تارک جو بود ب
مرغ پرندہ چو ماند بر زمین بباشد اندر نالہ و درد و حنین بمرغ خانہ بر زمین خوش می رودہ و انہ چین
شاد و شاطرے دود بکمنہ اواز اصل بے پروا ز بودہ وان دگر پرندہ پروا ز بودہ بملکات
شارب نوشندہ رنگ رنگے قاعدہ ہو اگر ایک شخص سے ارادہ کرتے ہیں یا سے نسبت
لگاتے ہیں اور جو علی العموم تو بدون یا کے مذکور کرتے ہیں المعنی یعنی یہ جو کمنہ کمنہ انبار تیرے
پاس تحفہ نادیدوں کا ہو اس سبب سے جہان کمین مرغ کورہ ہیں اور سیلاب شور تیرے پاس گروہ کے
گروہ جمع ہوتے ہیں تاکہ کوری تیرے شورابوں سے بڑھے اس واسطے کہ آب شور اندھے پن کو
بڑھاتا ہو اور اسی سبب سے اہل دنیا کور دل ہیں کہ شورابہ آب و گل کا پتہ رہتے ہیں یعنی
غذا چرب و نمکین کھاتے ہیں جو شورابہ آب و گل سے پیدا ہوتی ہے آب خوب شورابے بچھو
مل گئے مزے سے کھائے جا اور کورہن کے جہان میں چرے جا اس لیے کہ آب حیوان تو

تیرے باطن میں ہر نہیں بچھریسی بد حالت میں عمر کی زیادتی چاہتا ہے اور رنگ کی طرح سیاہ روی میں خوش ہوتا ہے مگر دجیبی ہے کہ رنگ جو سیاہی میں خوش ہے اسکی پیدائش واصل ہی رنگی سے تیری اصل بھی اچھی نہیں ہے ان جو شخص کہ دراصل کسی وقت میں خوش رہتا تھا اور مشتوق وہ اگر سیاہ ہو جائے تو ضرور اپنی سیاہی کا مذاک جو ہو کا جیسے کوئی مرغ اڑنے والا ہے اور وہ زمین پر کسی وجہ سے رکھیا اڑ نہیں سکتا تو کیسا بچھین ہوتا ہے اور دونالہ میں مبتلا ہوتا ہے اور جو مرغ خانگی ہے وہ زمین پر خوش خوش چلتا پھرتا ہے دانہ بھی ٹونگتا ہے اور شاد و چالاک رہتا ہے اس واسطے کہ یہ دراصل بے پروا ہے اور وہ اصل میں اڑنے والا اور پر کشادہ

اس حدیث کے معنی میں کہ ارحموا ثلثا غنیر قوم ذل وغنی قوم افتقر و عالمنا یلعب بہ الجہال

قولہ گفت پیغمبر کہ رحم آید بر بہ حال من کان غنیاً فافتقر و الذی کان غنیاً فافتقر و اصفیا عالمنا بین البشر و گفت پیغمبر کہ بر این سہ گروہ رحم آید ارحموا ثلثا غنیر قوم ذل وغنی قوم افتقر و عالمنا یلعب بہ الجہال و بے دینا رشتہ دان سوم آن علے اندر جہان بہ مبتلا گرد میان اہلبان بہ زانکہ از عزت بخواری آمدن بنا بچھو قطع عضو باشد از بدن بہ عضو گرد و مردہ کترن و ابریدہ نو بریدہ جبند اما از مذیت ہر کہ از جام الست او خوردہ پارہ ہستش اسال آفت رخ خمار بہ دانکہ چون سگ زاصل کہد اتے بودہ کے مراد ارحص سلسلے نے بودہ توبہ او جوید کہ درست او گناہ بہ آہ او گوید کہ کم کردہ است راہ بہ اللغات مدید و از المعنی حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس شخص کے حال پر رحم کرو جو غنی تھا پھر فقیر ہو گیا اور اس کے حال پر جو عزیز تھا اور حقیر ہو گیا یا کوئی برگزیدہ عالم ہے اور وہ ایذا و ضرر پہنچانے والوں میں بچھتا ہے اور خود بھی حضرت مولانا نے اسکی تفسیر فرمائی ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ یہ تین گروہ خاص واجب الرحم ہیں انپر ضرور رحم کر دیا ہے کیسے ہی سخت دل ہو سنگس ہو چاہے پہاڑ سے ایک تو وہ جو بعد عزت کے ذلت و خواری میں پڑا و سزاوہ کہ مالدار تھا پھر مفلس ہو گیا تیسرے وہ عالم جو جہان میں ہے اور احمقوں میں بچھنس گیا ہے اس سبب کہ عزت یا کے ذلت میں پڑنا ایسا ہے جیسے کسی کے بدن کا کوئی عضو کاٹ ڈالا کہ جہان بدن سے جدا ہوا مرا اگرچہ نیا کاٹا ہو جنبش و حرکت کرتا ہے مگر تھوڑی دیر نہ مدت دراز مطلب یہ کہ جو اپنی اصل سے جدا ہوا مراد جس نے جام الست کا پار سال پہا ہے وہ اسال بھی آفت پنج غمار میں ہے اور طالب دفع خسار کہ خسار بھی جام شراب ہی سے دفع ہوتا ہے یہ کیفیت مستان جام است کی ہے اور جو کہ گتے کی طرح اصل ہی سے

کمدان ہو اُسکو جس سلطانی کی کب ہوگی اس لیے کہ توبہ وہی کرتا ہی جس نے گناہ کیا ہو اور آہ وہی کرتا ہی جو راہ بھولا ہوا ہی

بیان صفت حقانیوں کا جو دنیا میں اہل دنیا کے ساتھ ہیں اور معنی اس حدیث میں الاسلام بد اغریبا ویعود کما بد اغریبا فطوبی للغریبا قولہ آہوے را کرد صیادے شکارہ و اندرا آخر گردش آن بے زمینہارہ در میان آخر پرا و خسران جس آہو کرد چون استمگران ہا آہواز وحشت ہر سوی گریخت ہا اور ہمیش آن خزان شب گاہ ریخت ہا و زجاعت و اشتہایر گاہ و خربہ گاہ می خوردند همچون نیشکر ہا گاہ آہو میر میداز سوسو ہا کہ زدود و گرد گہ نمی تافت روہ ہر گرا با ضد خود بگذاشتند آن عقوبت را چو مرگ انکا شتند تا سلیمان گفت آن ہد ہد اگر ہذا عذرے نگوید معتبر بہ شمش یا خود ہم اورا عذاب بیک عذاب سخت بیرون از حساب ہا نہان کد است آن عذاب اسے مقدمہ در نقص بودن بغیر جنس خود ہا زین بدن اندر عذاب اسے پس ہر مرغ روح بست با جنس دیگر ہا روح بازست و طبلع زاغما ہا دارد از زاغان تن پس داغما ہا و بماند در بیان شان زار زار ہا ہجو بوبرے بشہر سوار اللغات جماعت گرسنگی آختر بضم خا ہندی تھان گھوڑوں گدھوں کا اسمعنی ایک آہو کو ایک شکاری نے شکار کیا اور اُسکو ایک آخر میں کر دیا بے امان و بے پناہ آدرا لیے آخر میں کہ گدھوں سے بھرا تھا اُس نے مانند ظالموں کے جیسے ظالموں کو سخت جکھ قید کرتے ہیں آہو کو قید کیا آہو بچارہ وحشت ہر طرف بھاگتا تھا صیاد نے ان گدھوں کو رات میں گھاس ڈالی اُس گھاس کو وہ بیل و گدھے مارے بھوکھ اور اشتہا کے لیے کھاتے تھے جیسے نیشکر رغبت سے کھاتے ہیں آہو کبھی ادھر بھاگتا تھا کبھی ادھر کبھی دوڑے کبھی گردے گھبرا کے مٹھ پھیرتا تھا بس اس سے صاف ظاہر ہوا کہ کسی کو اپنی ضد کے ساتھ رکھا ہو اُس ضدیت کے عذاب کو اُس کے حق میں مرگ سمجھ لیا ہو اسی سبب سے حضرت سلیمان نے کہا کہ اگر ہد ہد مجھے اپنے جدا ہونے کا عذر معتبر نہیں کیگا تو میں اُسکو مار ڈالوں گا یا خود اُسکو عذاب دوں گا اور ایسا عذاب سخت جو حساب سے باہر ہو گا کما جاوز فی القرآن و تفقد الطیر فقال ناے لا ارے المدہام کان من الغائبین لا لا و جنتہ ولا عذبتہ عذابا شدیداً اولیا تینے سلطان حسین سے جستجو کی سلیمان نے پرندوں کی اور کہا کہ کیا ہی ٹھک جو میں ہد ہد کو نہیں دیکھتا یا وہی غائبوں سے ہی ضرور ضرور فوج کروں گا میں اُسکو یا سخت عذاب دوں گا یا لاینگا وہ میرے سامنے کوئی سند صریح پس عذاب شدید سے مراد نا جنس کے ساتھ قید کرنا ہی چنانچہ خود فرماتے ہیں خبردار ہوا ہی مقدمہ عذاب سخت

کون سا ہو ہی کہ غیر جنس کے ساتھ نفس میں رہتا کیسے ہی تیرا حال ہو جو بھی ابو بکر اس بد کے سبب عذاب میں ہو
تیری روح کو بھی غیر جنس کے ساتھ قید کیا ہو تیری روح باز ہو و طبیعتیں نزع کہ یہ بازان نراغان تن سے بڑے بڑے
نزع رکھتا ہو اور اکثر نزع باز کو مارتے ہیں آوردہ بازان نراغوش نرا و نزار ہی جیسے بو بکر شہر سبزواریں نرا و خوارحقا
حکایت محمد خوارزم شاہ کی جس نے شہر سبزواری کو گھیرا آنھون نے امان چاہی
اُس نے ابو بکر نامی آن سے مانگا

قولہ شد محمد الپ الخ خوارزم شاہ بن در قنال سبزواری بیکناہ بن تنگ شان اور د لشکر باے او بن
اسپیش افتاد و قتل عدو بن سجدہ آوردند پیش کش کا لاماں بن حلقہ مان در گوش کن و انجش جان بن ہر خراج
ہر صلہ کہ بایدت بن آن ز ماہر موسمی افزایدت بن جان آن تو است ای شیر خوش پیش ما چند سے
امانت باش کو بن گفت نہ ہا نید از سن جان خویش بن تانیاریم ابو بکر سے بہ پیش بن تا مار ابو بکر نام از
شہر تان بن ہدیہ ناریداے رمیدہ آمتان بن بدر دم تان ہیچو کشت اے قوم دون بن نے خراج استام
بنیم فسوں بن بس جوال زر کشیدندش براہ بن کر چین شہرے ابو بکر سے خواہ بن کے بود ابو بکر اندر سبزواری بن
یا کلون خشک اندر جو بار بن اللغات الپ الخ دلیر و بزرگ خوارزم نام شہر سبزواری نام شہر جان شیعہ
بہت ہیں املعنے فرماتے ہیں جب محمد الپ الخ خوارزم شاہ قنال سبزواری بیکناہ کو گیا تو اسکے لشکروں
سبزواریوں کو نہایت تنگ کیا اور سپاہ اسکی دشمنوں کے قتل میں پڑی سجدے اسکے سامنے
کرتے تھے امان مانگتے تھے کہ ہکو غلام بنائے اور ہماری جان بخشی کو جو خراج اور جو صلہ کہ ہم سے توجاہتا ہو
ہم دینگے بلکہ ہر سال اُس سے بڑھتی ہماری جان او شیر خوتیری ہی ملک ہو گو ہمارے پاس چند روز
امانت ہو گما مجھ سے اپنی جان نہیں بچایاؤ گے جب تک میرے سامنے کوئی ابو بکر نامی نہ لاؤ گے
اور جس وقت تک تم اپنے شہر سے ابو بکر نام کوئی شخص ای رمیدہ آمتو بطور تحفہ نہ لاؤ گے میں تمکو ایسا
کاٹوں گا جیسے کھیت کاٹتے ہیں تم ایک قوم ناچیز ہو میں نہ تمہارا خراج لون گا نہ تمہارا کوئی افسوں بانو نگا
غرض گوئیں کی گوئیں زر کی لا کر اسکی راہ میں لگائیں اور کما ایسے شہر سے کوئی ابو بکر است
طلب کر بھلا ابو بکر سبزواریں کمان یا جو بار بن سوکھا ڈھیلا کمان قولہ رو بتانیاریم ابو بکر گفت ای مغان بن
تانیاریم ابو بکر مغان بن پیچ سودے نیست کو دک نیستم بن تانیاریم حیران نیستم بن تانیاریم سجدہ
فرمے اے زبون بن درہ پیما لے کو مسجد را بکون بن منہیان اٹکھتند از چپ و راست بن کاندیرین بران
ابو بکر سے کجاست بن بعد سے روز و شب کا شتا فتند بن یک ابو بکر سے نزارے یافتند بن
کہ گذر بود بماندہ از مرض بن دریکے گوشہ خراب و پر خرض بن گوہرے اندر خراب بے عرض بن خون دل بن

بر خود نشانہ از مرض بہ خفتہ بودا و در یک کج خراب بہ چون بدیدندش بگفتندش شتاب بہ خیز کین
سلطان ترا طالب شدہ است بہ گر تو خواہد شہر ما از قتل رست بہ گفت اگر یا ہم بدے و مقدمے بہ
خود ہیاے خود بمقصد رفتے بہ اندرین دشمن کردہ کے ماندے بہ سوے شہر و نشان میر اندے بہ
تختہ مردہ کشان بفراشتند بہ برکتف بو بکر را برداشتند بہ جانب خوارزم شہ جملہ دوان بہ بے کشیدندش کہ
تا بیند نشان بہ سہوارست این جہان و مرد حق بہ اندر بخاضلے است و متحج بہ ہست آن خوارزم شہ
شاہ جلیل بہ دل ہی خواہد ازین قوم رذیل بہ گفت لا تمظر الے تصویر کم بہ فابتوا اذا القلب فی تدبیر کم بہ
اللغات احرص لفتحتین وہ مرض جو موت کو بہو بخائے عرض رخت و ستاع مقدم جاے و وقت
قدم نہادن شہی خبر دہندہ اسے یعنی پادشاہ نے اُس زر سے تختہ پھیر لیا اور کہا اے کافر و جب تک
کوئی ابو بکر تحفہ نہ لاوے گے کچھ فائدہ نہیں ہی میں کیا بیچ ہوں جو بہت سارے وسیع تھا را ویکھ کے حیران ہو جاؤں
اور اپنے قصد سے رکون جب تک سجدہ یعنی طاعت حکم کی نہ کرو گے اے ناجیز و ہرگز نہ چھوٹو
اور یوں تو ساری مسجد اپنی کون سے ناپ ڈالو اس سے کیا ہوتا ہے آب جاسوس و ہر کاری
ادھر ادھر آمادہ ہوے اور پوچھتے پھرتے تھے کہ اس دیرانے میں کوئی ابو بکر ہی اگر ہو تو کمان نہ
الغرض تین رات دن اسی جستجو میں دوڑتے پھرے بعد اس دوڑ و صوب کے ایک
ضعیف و بیمار و لاغر پایا آستہ تھا اور وہ مرض کے مارے وہاں عاجز ایک گوشہ خراب میں جو یہ
حرص تھا پڑا ہوا تھا یعنی اُس گوشے میں وہ مرض بھرے تھے جو آدمی کو جلدی موت کے پاس
پہونچا دین اور ایک گوہر تھا کہ اُس دیرانے میں بسبب مرض کے خون دل کا اپنے اوپر ٹوہا تھا
یعنی لال لال آنسوؤں سے رو رہا تھا اُس وقت وہ ایک گوشہ خراب میں سو تا تھا ان
منیون نے جب اُسکو دیکھا کہا جلدی اٹھ کہ یہ سلطان تیرا طالب ہوا ہے اور تیرے بدولت شہر ہمارا
قتل سے بچ جائیگا کہا اگر میرے ہاتھوں ہوتے یا قدم رکھنے کی توت تو اپنے ہاتھوں آپ نہ اپنے مقصد
کو پہونچتا اس دشمن کردے میں کیوں رہتا دوستوں کے شہر کو نہ چلا جاتا ان لوگوں نے ایک تابوت
مردے کا سا بنایا اور اُس میں اسکو لٹا کے کندھوں کے اوپر اٹھالیا اور خوارزم شاہ کی طرف اُسکو
اٹھائے دوڑتے ہوئے لیے جاتے تھے تا وہ نشان اُسکا دیکھے کہ وہی ہے آب فرماتے ہیں یہ جہان
سہوار ہے اور جو مرد حق ہے وہ اس میں ضائع و باطل ہو رہا ہے اور جیسے وہ خوارزم شاہ تھا یہاں
ایک پادشاہ جلیل ہے اور جیسے وہ ابو بکر کو مانگتا تھا یہ پادشاہ اس قوم رذیل سے دل مانگتا ہے جیسا کہ
فرمایا ہے من جاہ القلب سلیم یعنی جو شخص آیا ساتھ قلب نہ روگی کے اور فرمایا میں تمہاری صورتوں کو

نہیں دیکھتا کہ ڈھونڈھو کوئی صاحب قلب اپنی تدبیر میں قولہ من صاحب دل کہم در تو نظر ہے نہ
 بہ نقش سجدہ و ایثار زریں تو دل خود را چو دل پنداشتی ہے جستجو سے اہل دل بگذاشتی ہے دل کہ گریہ قصد
 چو این ہفت آسمان ہے اندر او آید شود یا وہ نہان ہے بچپنیں دل ریز ہارا دل مگو ہے سبزوار اندر
 ابو بکر کے محبوب صاحب دل آئینہ شمش رو بودہ حق دران از شمشخت ناظر شود یہ ہر کہ اندر شمشخت
 وارد مقرر ہے کند در غیر حق یکدم نظر ہے گر کند روش برائے او کند ہے و قبول آرد ہم او باشد سند ہے
 چونکہ او حق را بود در کل حال ہے ہر گزیدہ باشد اورا ذوالجلال ہے بیچ بی او حق بکس نہ ہر نواں ہے شمع گفتم
 صاحب وصال ہے مہبت را بر کف دستش نہد و ز کفش آنرا بر حومان دہد ہے اسلئے یعنی جب جستجو
 ہماری تدبیر کی صاحب قلب سے ہو کر مائی ہو لہذا میں بھی کسی صاحب دل کے توسل سے تجھ میں نظر
 کردن نہ نقش سجدہ اور ایثار سے آؤ مخاطب تو نے اپنے دل کو شل دل کے جانا ہو اسی خیال سے
 جستجو اہل دل کی چھڑوی ہے خوب جان سے کہ اہل دل کا دل ایسا وسیع و فصیح ہے کہ جیسے یہ ہفت
 آسمان ہیں ایسے سات سوا اگر اس میں پڑ جائیں تو ایسے کم جائیں اور چھپ جائیں کہ تو ڈھونڈھے
 تو نہ ملین اور یہ جو دل ریزے ہیں ایسوں کو دل مست کہ یہ تو وہی بات ہے کہ سبزوار میں ابو بکر کو مت
 ڈھونڈھو جو صاحب دل ہو وہ آئینہ شمش رو ہو کہ ہر شمش طرف سے حق اس میں ناظر ہو کہیں
 جس شخص کا شمشخت میں مقرر ہو وہ سوائے حق کے دم بھر کسی طرف کیون نظر کریگا اگر حق کسی کو رو کرے گا
 تو اسی کے واسطے کریگا اور جو کسی کو قبول کریگا تب بھی وہی سند ہوگا ایسی اسکی خاطر ہوگی اس لیے
 کہ جب وہ حق کا ہو گیا ہر حال میں تو ہر گزیدہ ذوالجلال کا ہو جائیگا من کان شکاکان اللہ نہ جو کوئی اللہ کا
 ہو گیا اللہ اسکا ہو گیا اب وہ بے اس کے کسی کو کچھ بخشش و نواں نہیں دیتا فرماتے ہیں بس یہ جو کہا گیا
 ایک شمع ہے صفات وصال والوں سے مہبت اپنی اس کے ہاتھ پر رکھ دیتا ہے پھر اسی کے ہاتھ سے
 ان مرحوموں اور مردوں دنیا کو دیتا ہے قولہ با کفش دریاے کل را اتصال ہے ہست بیچون و چگونہ
 در کمال ہے اتصال کے تلخ در کلام ہے گفتش تکلیف باشد والسلام ہے صد جواں زربارے اسے غنی ہے
 حق گوید دل بیارے منجھے ہے گزرتو را ضیست دل من را ضیم ہے درز تو معرض بود اعراضیم ہے نگرم در تو
 دران دل بنگرم ہے تحفہ اورا را بجان در برم ہے باتو اوچون ست ہستم من چنان ہے زیر پای مادران
 باشد چنان ہے مادر و با با واصل خلق اوست ہے اسے خاک آگس کہ دل داند و پوست ہے تو ہو گئے
 نک دل آور دم تو ہو گویا دین دل نیز دیک طوبہ آن دے اور کہ قطب عالمست ہے جان
 جان جان جان آدمست ہے ازیراے آن دل پر نور و بر ہے ہست آن سلطان دلہا منتظر ہے

تو بگردے سالما در سبزوار بن آں چنان دل را نیابے را اعتبار بپس دل پوشیدہ پزمرده جان بزم سر
تختہ نمے آنسو کشان بکہ دل آوردم تراے شہر یار بہ ازین دل نبود اندر سبزوار بن گویدت این
گور خانہ است اے جرے بکہ دل مرده بد اینجا آورے بزم بیاور آن دے کو شاہ جوست ب
کہ امان سبزوار کون ازوست بکہ کوئی آن دل زنجبان نہان بود بزانکہ ظلمت با ضیا خداں بود بوشمنے
آن دل از روز الست بزم سبزوار طبع را میراثیست باللغات سخنے کوزہ پشت ہندی کب سٹرا
اعراض بالکسر و گردانی اسے ملحقے آس واصل کے ہاتھ سے دریاے فیض کل کا اتصال ہو اور وہ اپنے
کمال میں بیچون و چگون ہو اور ایسا اتصال جو گفتگو میں نہیں سماتا لایان جسکا بیان بھی کروں تو کلیف محض
اور کچھ نہیں اگر اگر غنی تو گوین زر کی پیش کرے گا جب بھی حق تعالیٰ یہی کیگا کہ اکی نخی دل پیش کر زر کیا چیز
اگر تیرا دل تجھے راضی ہو اکی مطیع سرکش تو میں بھی اُس سے راضی ہوں اور اگر و گردان تو میں بھی اُس
سے رو گردان ہوں میں تجھ کو نہیں دیکھتا تیرے دل کو دیکھتا ہوں تو اے جان اُس دل کا تحفہ
میرے پاس لاوہ جیسا تیرے ساتھ ہو ویسا ہی تیرے ساتھ ہوں میں تو نہیں جانتا ہو کہ جنت زیر پای
ماداران ہو جیسا کہ حدیث شریف میں ہے الحجۃ تحت اقدام الامات جنت مانوں کے پاؤں تلے ہے
یہ مان اور باپ کیا بلکہ اصل خلقت کی دل ہی ہے بس کیسا خوش وہ شخص ہے کہ دل اور پوست کو
جانتا پہچانتا ہو اور دونوں میں تمیز و تفرقہ رکھتا ہے جب تو کیگا کہ یہ دل موجود ہے جو تیرے سامنے ہے
وہ کیگا کہ یہ دل تو طسہ بھر بھی کام کا نہیں وہ دل لا جو قطب عالم ہو اکی مدار عالم اور وہ دل لا جو جان کی
جان جو ابوالحسن ہو اور آدم کی جان کی جان ہو جو ابولہب ہو یعنی جن دانش جس کے واسطے مخلوق ہوے
بس ایسے دل پر نور و نگوئی گا وہ سلطان و لمانظر ہو تو برسوں سبزوار دنیا میں پھر مگر ایسے دل کو
اعتبار کی راہ سے نہ پالے گا پھر کیسا ہوگا جو اُس دل پوشیدہ پزمرہ جان کو بکر کی طرح تختے پر
ڈال کے اُس پادشاہ جلیل کے سامنے لیجا یگا اور کیگا کہ اے شہر یار میں تیرے واسطے وہ دل
لایا ہوں کہ ایسا سبزوار میں نہیں وہ کے گا کہ اکی جری یہ گور خانہ موجود ہے ایسے دل کو وہاں لیجا اور
جاوہ دل لا جو پادشاہ کا طالب ہے جس سے امان سبزوار عالم کون کی ہو تو کے گا وہ دل کو سبزوار
میں پوشیدہ اور چھپا ہوا ہے اسوا سٹے کہ ظلمت ضیا کی ضد ہے اور ایسے دل کی دشمنی طبع کے
ساتھ روز الست سے میراثی ہو قولہ زانکہ او بازست و دنیا بچہ زاغ بہ دیدن ہر جنس ہر جنس داغ بہ
ورکنہ زمرے نفاقے می کنند ناستمالت ارتفاقے مے کند بکہ بد آوازے نہ از ہر نیاز بنہ تاکہ
تا صبح کم کند نفع داز بنہ تاکہ این زلغ خس مردار جو بہ ضد ہزاران مکر و دتو بتو بکہ پذیر دآن نفاقے

مارہیدہ شد نفاتش عین صدق مستفید نہ ناکہ آن صاحب دے باک و فرہ ہست در بازار مایعوب
خرید صاحب دل جو اگر بجان نہ نہ جنس دل شوگر ضد سلطان نہ نہ ناکہ زرق او خوش آید مر تر انا و ولی
تست نہ خاصہ خدا ہر کہ ادب خود و بر طبع تو زیست نہ پیش طبع تو ولایت و نبیست نہ رو ہوا بگذار
تا بوسے خدا نہ در مشامت در رسد اسے کچھ زیادہ رو ہوا بگذار تا خویت شود نہ وان مشام غبرین
ہویت شود نہ از ہوا رے دماغ فاسدست نہ مشک و عنبر پیش مغز کا سدست نہ عاشقے
تو بر نجاست ہچو زلغ نہ بوسے مشکت سے نگیرد در دماغ نہ حد نداردین سخن و اہوے ماہے گزند اندر
آخر جا بجا باللغات استمالت بالکسر کسی کو اپنی طرف راغب و راضی کرنا ارتفاق رفاقت کرنا بمعنی
یعنے وجہ دشمنی کی یہ کہ یہ دل تو باز ہوا اور اہل دنیا مثل زلغ کے بس ہر جنس کا شیوہ ہو کہ اپنے نا جنس کا
دیکھنا اس پر داغ ہوتا ہے اگر دل باز کا نرمی کرتا ہو تو یہ زلغ نفاق کرتا ہو اور جو اسکو اپنی طرف راغب
کرتا ہو تو رفاقت کرتا ہو اور جس وقت کوئی ناصح نصیحت کرتا ہو تو یہ زلغ ایسا آواز مارتا ہے کہ وہ آواز
نیاز کی نہیں ہوتی بلکہ مکرور یا کی جیسے مکر وقت و عطا و نصیحت کے ہوتی چاہتے ہیں تا ناصح اگر نصیحتیں
بسی چوڑی کرنا چاہتا ہو تو کم کرے اور اسکی ہوتی سے چپ رہے اس سبب سے کہ یہ زلغ نا چیز
مردار لاکھوں مکر بہت رکھتا ہے لیکن جس نے اسے نفاق کو قبول کر لیا وہ اس سے چھوٹ گیا اور یہی نفاق
اس فائدہ پانے والے کا عین صدق ہے جو اس زلغ کے خلاف ہو اور اسے نفاق سے فائدہ پانے والا
اس واسطے کہ جو صاحب دل باک و فرہ ہے ہمارے اس بازار میں ایک معیوب خریدے تو صاحب دلو و صوٹ
اگر بوجان نہیں ہے اور جس دل کی بن اگر پادشاہ سے موافق ہے در نہ اسکی ضد ہے وہ شخص کہ جس کا مکر
زرق تجھ کو پسند ہے وہ خاص تیرا ولی ہے نہ خاص بندہ خدا کا وہ جو کچھ کرتا ہے تیری خود طبیعت کے موافق
کرتا ہے نہ مخالف اس کے لہذا تیری طبیعت کے سامنے وہی ولی اور وہی نبی ہے کہ اُس نے اپنی عمر
تیری رضا جوئی میں گزاری جائے کہ خدا تو اس ہوا کو جو تیرے سر میں بھری ہے چھوڑ تو تیرے دماغ میں ہو
خدا کی پہونچے پھر مکر فرماتے ہیں جا ہوا چھوڑ تو بوسے خدا تیری عادت و نحو ہو جائے اور دماغ تیرا
خبرین نہ ہو جائے اسی ہوا سے رے تیرے دماغ کی فاسد ہو اور مشک و عنبر تیرے آگے کھوٹا
اور نا چیز ہو اور کیوں نہ نا چیز ہو تو تو کوٹے کی طرح نجاست پر عاشق ہے تیرے دماغ میں تو مشک
کی کیسے جھپکی اور اتر کرے گی آپ فرماتے ہیں یہ گفتگو تو بجد ہر کمان تک کہوں لیکن آہو ہمارا گدھون کے
آخر میں جا بجا بھگتا پھرتا ہے اسکی خبر لین

بقیہ قصہ آہو در آخر حیران

قولہ روز ہا آن آہوے خوش ناف نرہ در شکنجہ بود در اصطبل خرہ مضطرب در نزع چون ماہی بخشک
 در یکے حقہ معذب پیشک و مشک بیک خرش گفتے کہ ہاں اے ہوا وحوش بے طبع شاہان
 دارے و میران خموش ہا آن دگر تسخّر زوے کہ جز و مدہ گوہر اوراد دست تارا زان دہد ہوان
 خرے گفتے کہ ہا این ناز کے بے بر سریر شاہ شو تو شکے ہوان خرے شد تجھ کو خوردن بماند بپس
 برسم دعوت آہو را بخواندہ سرچنین کردا کہ بے رواے فلان ہا اشتہایم نیست ہستم ناتوان ہ گفت
 میدانم کہ نازے مے کنی ہا یاز ناموس اخرا زے مے کنی ہ گفت آہو با خراین طعمہ تو است ہ
 کہ اذان اجزای تو زندہ و نواست ہ من الیف مرغزارے بودہ ام ہ در ظلال روضہا آسودہ ام ہ کرتقنا
 افگند مارا در عذاب ہ کے رود آن طبع دغوی مستطاب ہا گر گدا گشتم گدا رو کے شوم ہا گر لبا سم
 کہنہ گرد و من نوم ہ سنبل و لالہ سپر غم تیر ہم ہا ہزاران ناز و نخوت خوردہ ام ہ گفت خراشہ
 ہمیزان لاف لاف ہا در غریبے بس تو ان گفتن گراف ہ گفت نام خود گواہی میدہد ہنتی بر خود
 عنبرے ہند ہا لیک آرا بشنود صاحب شام ہا بر خسر گین پرست آن شد حرام ہا جز کینہ حزہوید در طیش
 مشک چون عرصہ کم براین فریق ہا بہر ان گفت آن رسول مستحیب ہا رمز الاسلام فی الدنیا
 غریب ہا نازانکہ خویشتان شہم ازوے میر مند ہا گرچہ با ذاتش ملائک ہمدند ہا صورتش راجس می بیند
 انا م ہا لیک ازوے مے نیابند آن شام ہا بچو شیر می در میان نقش گاؤ ہا دورے بینش وے
 اورا مکاؤ ہا در بکاوے ترک گاؤ تن بکو ہا کہ بزد گاؤ را آن شیر خو ہا طبع گاؤے از سرت بیرون کند
 خوے حیوانے ز حیوان بر کند ہا گاؤ با شے شیر گردے نزد او ہا گرتو با گاؤے خوشی شیرے مجو ہا
 اللغات پیشک بالکسر و بالضم ہندی بینگنیاں اونٹ وغیرہ کی تجرود ہا بڑھنا گھٹنا در پا کا
 الیف اُلفت گرفتہ شد سپر غم ناز ہا المعنی فرماتے ہین وہ آہوے نر خوش ناف بہت دہون آن
 گدھون کے اصطبل میں شکنجہ عذاب میں تھا ایسا مضطرب جیسے کوئی نزع والا اور جیسے مچھلی خشکی میں اور
 عجب حال کہ ایک ڈبے میں بینگنیاں اور مشک جمع و معذب کوئی گدھا اس سے کہتا تھا
 کہ خبردار ایو باپ وحشیوں کے جو طبع شاہوں اور میروں کی سی رکھتا ہا تو چپ کھڑا رہ وہ بھی چپ
 رہتے ہین دوسرا تسخّر کرتا تھا نہین یہ کوڑی محنت و مشقت سے ایک گوہر لایا ہا سو مفت دیکا اور
 گدھا کہتا تھا کہ اگر ایسی طبع نازک رکھتا ہا تو جاکسی شاہ کے سر پر تکیہ لگا کے نہ بیٹھ دوسرا گدھا جب
 کھاتے کھاتے اچھر گیا ایسا کہ خود تجھ ایدہ مضی ہو گیا اور کھانے سے بچ رہا تو بطور دعوت کے
 آہو کو بلایا کہ آمیرے پاس کھائے اُسے سر ہلا کے کما نہین جا اے فلان مچھلا اشتہا نہین ہرین ناتوان

ہو رہا ہوں گدھے نے کہا میں جانتا ہوں تو اترتا ہی یا اپنی عزت و حرمت کی طرف نظر کر کے احتراز کرتا ہی آہو نے گدھے سے کہا کہ یہ تیری خوراک ہی جس سے تیرے اجزا بدن زندہ اور تازہ ہو رہے ہیں میں تو اُلفت گرفتہ مرغزار کا ہوں اور باغون کے سائے کا آرام پایا ہوا اگر قضا نے مجھ کو اس عذاب میں ڈالا ہی تو کیا میری وہ طبیعت و خوب گزیدہ بھی جاتی رہی اگرچہ گدا اور محتاج ہو گیا ہوں لیکن گدا رو تو نہیں بنوں گا کہ جو دیکھے جانے کہ قدیمی گدا ہی اور گو لباس میرا کمسمہ ہو تو وہ میں اپنے دل سے تو تازہ اور نیا ہوں میں نے تو سنبھل دلا لہ اور ناز بڑے ناز و غور سے کھائے ہیں یہ تیری گھاس کیا ہی گدھے نے کہا کہ تو ایسے ہی شیخی کی شیخی مارے جا مسافت میں ہر طرح کا لاف گراف کر سکتا ہی کون جانتا ہی کتنا فائز میری میرے دعوے کی گواہ ہی کہ اگر آپ کو ظاہر کرے تو خود و غیر پر احسان رکھے کہ وہ اُسکے آرزو مند ہیں لیکن اسکو وہ سونگھتے ہیں جو صاحب دماغ ہیں اور جو گدھے ہیں سرگین پرست ان پر حرام ہی اس لیے کہ گدھا ہی پیشاب گدھے کا جہان کمین راہ میں پاتا ہی سو نگھستا ہی میں اپنا شک ایسے فراق کے سامنے کیسے پیش کروں اسی واسطے اُس رسول مقبول مستحب نے فرمایا ہی کہ اسلام دنیا میں مسافر و غریب ہی اس سبب سے کہ خود اُسکے اپنے اُس سے بھاگتے ہیں اگرچہ اسکی ذات کے ساتھ ملائک ہمدم ہوں مخلوق اُس کی صورت کو اپنی جنس جانتی ہی لیکن اُسکے شام کو کمان پاتی ہو وہ ایسا ہی جیسے بیلون کی تصویر میں شیر بس دور ہی سے اُسکو دیکھتا رہ مگر بہت اُسکی کوریڈر تصویر بیلون کی مخلوق بہ نظر دناست دردناست یعنی ایک تو تصویر جیسے دوسرے بیل محض بعقل آور اگر کوریڈرے تو اپنی گاؤن کو ترک کر کہ وہ شیر خوار اُس گاؤ کو بھارت ڈالے گا اور طبیعت گاوی کو تیرے سر سے نکال ڈالے گا اور خوے حیوانی کو تیری حیات سے کھو دے گا حیوان تجرک یا بمعنی حیات آور یہ بھی ہو کہ تو گاؤ ہی تو اُسکے قرب سے شیر ہو جائیگا اور اگر گاؤن میں تو خوش ہی تو شیر ہونے کی خواہش مت کر بیل ہی بنا رہے تھے اختیار ہی

اس آیت کے معنی میں (انی ارمی سبع بقرات سمان یا کلہن سبع عجاف) دہلی گایون کو خدائی تعالیٰ نے یہ صفت شیر گرسنہ کے پیدا کیا تھا تو ان سات گایون کو جو فربہ تھیں باشتہا کھائی تھیں اگرچہ صورت گایون کی خیالات ہی لیکن تو شیر کے معنی میں غور کر

قولہ ان عنہ صریدیدی بخواب ہو چونکہ چشم غیب را شد فخر باب بہ ہفت گاؤ فربہ پس پرورے بہ خوردشان ان ہفت گاؤ لاغری بہ درودن شیران بندان لاغران بہ ورنہ گاؤ آزار بندوں سے خوران بہ

پس بشر آمد بصورت مردگار بلیک پہنان شیر و روے مرد خوار بے مرد را خوش و انور و فروش کند
صاف گرد و در و اگر در و دش کند بگاؤ تن قربانی شیر خداست بگاؤ ترا با او سر صدق و صفا است ب
در کشتے مہمان ہمان کون خرے بگاؤ تن را خواجہ تاکے پرورے بندان کے در و اور جملہ در و ہا
وار ہد پا بر نہاد و ہر سہا بے شاہ گرد و او گذار د بند کے بیا بد و در مرد کے دل زندگی بچند گوے
ہیچو زارغ پر نخوس بگاؤ خلیل حق چہ کشتی خروس بے حکمت کشتن چہ بود آخر بگاؤ تا سچ گردم آزا موبو ب
اللغات کون خر مردم بے تمیز و احمق مسیح سبحان اللہ گویندہ المعنی وہ عزیز مصر جب اُسے چشم غیب
یعنے چشم غیب بین کا دروازہ کھولا تو خواب میں کیا دیکھتا ہو کہ سات گائین خوب فرہ نہایت پروردگار
انکوسات گایون لاغر نے کھا لیا وہ ساتون لاغر و رون کی تو شیر تھین اور دندان کی لاغر تھین ورنہ ان
فرہ گایون کو کیسے کھا لیتیں پس اکثر بشر ایسے ہیں کہ بظاہر مردگار کے ہیں ای صناع و اہل حسد نہ
لیکن پوشیدہ اُن میں شیر مرد خوار چھپا ہو اور مرد خوار ایسا کہ اُسکو خوب کھا کے تن سے فرد و صفت
کردے اور اگر صفت ہو اور وہ چاہے کہ اسکو در در دیون تو در و کردے چنانچہ اکثر اولیا ایک
دوسرے کی کرامت کھینچ لیتے ہیں جو شیر خدا کے ہیں اُنکی قربانی ہی گاو تن کی ہو اسی کو شہر بان
کرتے ہیں اگر تو اس سے خیال صدق و صفا کا رکھتا ہو تو بھی اسکو قربان کر اور اگر مہمان کش ہو کہ وہ
روح ہو جو چندے اس خانہ تن میں مہمان ہو تو بڑا بے تمیز و احمق ہو تو اسے خواجہ اس گاو تن کو کبتنگ
پائے گا ہمیشہ تیرے پاس یہ کب رہیگی اور اگر اسکو قربان کیا تو یہ ایک ہی درد ہو اور ایسا درد کہ
اس درد کے بدولت جملہ در و دن سے چھوٹ جائے گا اور آسمان پر قدم رکھے گا یہ قید جو بندگی
کی تھپڑ سب چھوٹ جائے گی خود شاہ ہو جائے گا اور اس مردہ ہونے میں دل کی زندگی پائیگا
دل زندہ ہو جائے گا آب فرماتے ہیں نازغ پر نخوست کا ذکر کمان تک کے جائیگا لہذا خلیل
حق سے پوچھ کہ تم نے نازغ کی طرح خروس کو کیون مارا اسکے مار ڈالنے میں کیا حکمت تھی بتاؤ
تائین اسکے بال بال پر سبحان اللہ سبحان اللہ کون

بیان سبب مارنے ابراہیمؑ کا خروس کو کہ اشارہ طرف کون سی صفت
کے تھا صفات مذمومہ سے

قولہ گفت فرمان حکمت فرمان بخوان بے تا ملل گردم آزا من بجان بے شہوتے است او بس
شہوت پرست بندان شراب زہر ناک ناز مست بگاؤ نہ بہر نسل بودے اسے و سے ب
آدم از ننگش بگردی خود خصی بگفت ابلیس لعین دادار ما بے دام زفتے خواہم این اس شکار را بے

زروسیم دگلہ اسپش نمود کہ بدین تانے ظالمی را بود گفت شتاباش و ترش ادبخت کنج بد شد ترنجیدہ
 ترش بچون ترنج بد پس جواہر باز نمود نماے خوش بد کرد آن پس ماندہ راحق پیشکش بد گیر این دام دیگر را
 لے لعین بد گفت ازین افزون دہ لے نعم المعین بد چرب و شیرین و شرابا ت شمین بد اوک
 و بس جامہ ابریشمین بد گفت یارب بیش ازین خواہم بد بد تا بہ بدم شان بجل من سد تا کہ
 مستانت کہ نزدیر دلند بد مردار این بند ہا را بکسلند بد تا بدین دام در سناہے ہوا بد مرد تو گردوز تا
 مردان جدایۃ اللغات تمکل بضم لا کہ الا اند کویندہ لے بالضم لب ترنجیدہ ترش و پرچین شمین
 بیہوش کنندہ اسے یعنی جب میں نے پوچھا کہ ای خلیل حق خروس کو کیوں مارا کہا فرمان حق بھر
 کہا حکمت اس فرمان میں کیا تھی تا میں بھی ملل ہوں اور لا کہ الا اللہ بجان و دل کمون
 اور اسکی توحید کو جانوں کہا یہ شہوتی ہی اور بڑا شہوت پرست اور شہوت کی شراب زہر ناک
 بیہودہ سے مست تا اثر ایک گھاس ہے کہ اسکو کوئی جانور چاب نہیں سکنا گو کتا ہی چابے بس
 مراد بیہودگی سے ہی ایسے ہی شہوت ہی کتنی نکالو بس نہیں کرتی اسے وصی اگر شہوت سے مقصود
 نسل نہوتی تو آدم صفی اسکے ننگ سے جو اسمین ہی خود آپکو خصی کرتے چنانچہ ابلیس عین حضرت دادار
 سے خواستگار ہوا کہ ایسا کوئی جال مضبوط چاہتا ہوں جس سے آدم کو شکار کروں اللہ تعالیٰ نے
 زروسیم اور گٹھے گھوڑوں کے دکھائے کہ اس سے ایسا تو خلق کو بیخود کر دے گا کہ اپنے آپ میں نہیں
 رہینگے ابلیس نے آفرین تو کی مگر ترش ہو کے ہونٹ لٹکالیے اور پرچین و ترش مثل ترنج کے
 ہوا چھڑا ہر اچھے اچھے جو کانون میں جمع تھے حق تعالیٰ نے اسکے پیشکش کیے اور کہا کہ لے
 لعین یہ دوسرا جال ہی اسکو لے کہا اس سے بڑھکے دے ای اچھے مددگار چھڑا چرب و شیرین چیزیں اور
 شرابین بیہوش کرنے والی اور جامہ ابریشمین دیکھ کر کہا کہ ای رب میں اس سے زیادہ مدد چاہتا ہوں
 تو اس سے انکو جمل من سد سے باندھوں یہ تو جو لوگ تیرے مست و دیو پر دل ہیں وہ مردوں کی
 طرح اسکو توڑ ڈالینگے میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ان جالوں اور ان رسیوں میں خواہش کی باندھوں تو
 نامردوں سے مرد جدا ہو جائیں قولہ دام دیگر خواہم اے سلطان تخت بد دام مردانہ از حیلست
 ساز سخت بد خمر و جنگ آورد در پیش و نہاد بد نیم خندہ زو بدان شد نیم شاد بد سوے اضلال ازل
 پیغام کرد کہ بر آرزو بھر فتنہ گرد بد نے یکے از بندگانت موسیست بد پر دہا در بحر ازل گرد بست بد
 آب از ہر سو عنان را در کشیدہ از تنگ دریا غبار سے شد پدید بد دام محکم دہ کہ تا گرد تمام بد و اف گنم بد
 کام ایشان چون جام بد در کند آرم کشم شان کشکشان بد تا کہ نتوانند سر پیچیدہ اذان بد

چونکہ خوبی زنان با او نمود بکہ عقل و صبر مردان میرود بلیس زو انگشک برقص اندر نقاد بکہ پردہ زو تر
رسیدم بر مرد بچون بدید آن چشمہا سے پر خمار بکہ کند عقل و خرد را در خمار بدان صفا سے عارض آن
دلبران بکہ بسوزد چون سپند این دل بران بکہ رود خال و ابرو لب چون عقیق بکہ گویا خور تافت
از پردہ رقیق بکہ چون سرو خردان چمن بکہ خرد چون یاسمین و نستر بکہ چونکہ دید آن غنچ برجست او بکہ
چون تجلے حق از پردہ تنک بکہ عالمے شد والد و حیران و دنگ بکہ زان کرشم و زان دلال نیک شنگ
اللغات غنچ بالفتح کرشمہ و ناز شنگ بالفتح شوخ المعنی ابلیس کہتا ہوں تو نامردوں سے
تیرے مردوں کو جدا کرنا چاہتا ہوں لہذا اس سلطان تخت میں ایسا دام چاہتا ہوں کہ نہایت مردانہ و
جیلہ ساز ہو خدائے تعالیٰ نے شراب و چنگ یعنی گانا بجانا منگوایا اور اس کے سامنے رکھا اس کو
دیکھ کے کچھ ہنس ادر کچھ خوش ہوا اضلال مصدر یہی معنی اسم فاعل اے مفضل یعنی خمر و چنگ اس کے
سامنے رکھے پیغام کیا کہ اے اب تو دریا سے فتنہ کی تھاہ سے دھول اٹا اسے کہا کہ اگر دریا میں دھول
اٹرائی تو کیا تیرے بندوں سے موسے نہیں ہیں جنھوں نے دریا میں پروے گرد کے بازو سے
پانی نے ہر طرف روانی سے اپنی پاگ روکی اور دریا سے غبار ظاہر ہوا قصدا اسکا مختصر یہ ہر
کہ حضرت موسے شکست کھا کے بھاگے فرعون نے تعاقب کیا جب رود نیل پر آئے انھوں نے
بحکم خدا عصا دریا پر مارا بارہ راہیں پیدا ہو گئیں اور تنگ دریا سے خاک اڑنے لگی اور پانی مثل
دیوار کے کھڑ ہو گیا یہ مع بارہ اسباط بنی اسرائیل کے اُن راہوں سے گذر گئے اور فرعون مع لشکر
عسرق ہوا بس ابلیس کہتا ہر کہ مجھ کو تو کوئی جال ایسا حکم و مضبوط دے کہ لگام کی طرح اُنکے
منھ میں ڈالوں اور یورادام ہو کہ اُس کندہ میں بچا سنوں اور کھینچتا پھردوں اور یہ اُس دام سے سر
نہ نکال سکیں تو اللہ تعالیٰ نے خوبی عورتوں کی اس کو دکھائی جب یہ اُس نے دیکھی جانا کہ یہ عقل
صبر مردوں سے ضرور چھین لیجا ملگی بس چٹکیان بجائے اور ناچنے لگا کہ ہاں یہ دام ہی یہ جلدی سے
مجھ کو دیدے کہ میں اپنی مراد کو پہونچ گیا جب اُس نے ان کی چشم پر خمار دیکھیں کہ جو عقل و حسد کو
خمار میں ڈال دین پہلا خمار بھنے نشے کے ہر دوسرے بھنے آثار نشہ جو ایذا دہ ہو تا ہر آدروہ صفار خمار
اُن دلبروں کی کہ جس پردل سپند کے مثل جلے اور صورت اور خال و ابرو اور لب عقیق کے
مانند جیسے پردہ باریک سے آفتاب کی جھلک تھا ایسے جیسے سرو خردان چمن کے خد ایسے
جیسے نسرین و نستر جس وقت اُس نے یہ ناز و کرشمے اُن کے دیکھے اچھل پڑا گویا تجلے حق کی
اس پردہ حقیقت سے دیکھی کہ اسی تجلے و کرشموں اور ناز و خوب و شوخ کا ایک عالم

عاشق و حیران و دنگ ہوا

اس آیت کے معنی میں لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم بیشک پیدا کیا
ہم نے انسان کو اچھی صورت میں اور اس آیت میں ومن نعمہ نکسہ
فی الخلق اور جو کوئی کہ عمر دیتے ہیں ہم اسکو دراز نکولنا کرتے
ہیں خلق میں

تو کہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مالک ساجد شدہ بنایا آدم باز مقرر آئندہ جبریل علیہ السلام کو نشان بنکہ ہر دین
حسنہ دین جوئی خوشان بنگفتہ آمدخ بودستی نیستی بنگفت جبرمت انکہ افزون زیستہ بنگفت
بہد فرست این اذلال چیست بنگفت آن داد دست و اینست داور نیست بنجبریل سجدہ میگردے
پہچان بن این نشان میراثیم تو از چنان بنجلہ می پر دین دراستحان بنایا بزرگ از شاخ در وقت خزان بن
از دستہ کتب ادب و ادب ہوا بنشدہ پیر کے مجبوسشت سو سوار بنان سرو آن فرق کش شمع شدہ
وقت پیر کے ناخوش را صلح شدہ بنان قدر قصان و نازان چون سنان بنگشت و پیری
دو تاجہ چون گمان بنبرف گشتہ موسے بنچہ پر زار بنوز تشنچ روی گشتہ دل غ داغ بنرنگ لاله
گشتہ رنگ و حیران بنزور شیرین گشتہ چون زہرہ زنان بنچشم چون نرگس شدہ پڑ مردہ بن
کرستہ اعضا شدہ افسردہ بنانکہ مردے در بغل کردی بطن بنسے بکیرندش بغل وقت شدن بن
ہین نمود آثار ہم و پڑمرد گشت بنہر کے زینہار رسول مرد گشت بناللقاات آو خ کلمہ تحرو
افسوس المصطفیٰ سیکون فرشتوں نے کہ نوری تھے آدم جیسے کہ خاکی تھے سجدہ کیا یہ رتبہ
اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا پھر وہی آدم جو براے چندے مغرول ہوے انھیں کو جبریل بال پکڑے
ہوئے کھینچتے تھے کہ نکلیا کاس خلد اس گردہ خوش اور جان لوگوں سے یعنی جنت کے
باشندوں سے آدم کہتے تھے افسوس یہ ہستی میری نیستی ہوتی یعنی پیدا ہوتا نیست ہی رہتا
کہا جرم تمھارا یہ کہ تم جیسے بہت اور بڑے ہوے اور جنت میں بڑے کام نہیں چناںچہ
بعد شمر کے جتنے سب جان ہونگے پوچھا بعد عزت کے یہ ذلتیں کیوں ہیں کہا وہ عزت داد و عطا
تھی اور یہ تمھارے لیے حکومت و داوری ہو کہما ای جبریل تم وہی تو ہو کہ جھکو سجدہ جان و دل سے
کرتے تھے اور اسوقت میں جھکا جنت سے نکالتے ہو کہ میرا لباس میرے بدن سے خود بخود اُترا
جاتا ای جیسے خزان میں پیچہ درشتوں کے شاخ سے گرتے ہیں اور وہ رخ جس کی چمک دمک
مثل ماہ کے تھی بسبب پیری کے سکوٹ کے ایسا ہو گیا جیسے گوہ کی پشت اور وہ سر در فلک

جوشل شمع آفتاب کے تھا پیری سے گنجا اور ناخوش ہو گیا اور وہ قد جو نقصان اور حملہ آور مثل
سنان کے تھا بڑھاپے سے جھک کے کمان سادہ رہا ہو گیا وہ بال جو بزرگ کے مانند
سیاہ تھے برف ہو گئے اور منہ کھینچ سست کے داغ داغ ہو گیا یعنی اب اسکا حال دیکھ کر دل پر
داغ ہوتا ہے صورت جو رنگ لالہ سرخ تھی زعفران کی طرح ریزہ ہو گئی اور زور جو شیرون کا
ساتھا وہ عورتوں کا زہرہ ہو گیا کہ فرامین ڈرجا ناہی آنکھیں جوشل نرگس کے تھیں مڑھیا گئیں
گرمی اعضا کی سب ٹھنڈا گئی وہ جو مرد کو بغل میں دبا لیتا تھا اب اسکا یہ حال کہ جب وہ چلتا ہے
تو اسکی بغل کو پکڑ لیتے ہیں کہ گر نہ جائے بس یہ سب نشان غم و پژمردگی کے ہیں اور
ہر ایک ان سے قاصد و پیغام آور موت کا کہ دنیا سے نکالا جائے گا جیسے آدم پیری میں
جنت سے نکالے گئے

تفسیر الاذین آمنوا و عملوا الصالحات مگر وہ لوگ کہ ایمان لائے
و عمل کیے نیک

قوله لیک اگر باشد قیوش نور حق نیست او پیرے و ناقصان و ذوق پذیرے است او ہست
چون مستی مست بہ کاندان شیش رشک رستمست بہ گویمہ و استخوانش غرق ذوق پذیرہ و ترش
و شعلہ نور شوق بہ و انکہ نورش نیست برگ بے ثمر کہ خزانہ می کند زیر و زبر نہ گل نماند خار ہا ماند سیاہ
زرد و بے مغز آمدہ چون تل کاہ بہ تاجہ ذلت کرد آن باغ اسے خدا بہ کہ ازو آن حلہ ہا گرد و جہاد
خویشتر را دید و دید خویشتر بہ زہر قتال ست ہن اسے متعین بہ شاہدے کو عشق او عالم
گر نیست بہ عالمش میر انداز خود جرم چیست بہ جرمش آنکہ زیور عاریہ بہست بہ کرد و خوے
این حلال ملک من است بہ و استانیم آنکہ تا داند یقین بہ خرمن آن ہاست خوبان خوشہ چین بہ
تا باندگان حلال عاریہ پو و بہ توے بود او ز غور شید و جود بہ المعنی یعنی یہ سب تو پیغام مرگ کے
ہیں لیکن جسکا قہر و ہمنشین نور حق کا ہو اسکو پیری سے کچھ نقصان نہیں ہر نہ وقت اسکی مستی
جو پیری سے ہو وہ ایسی مستی ہے جیسے مستی کی کہ بہت حالت و جذبے سے مست ہو جاتا ہے
و نہ اسکی مستی وہ ہے جس پر رسم کی چستی رشک کرے وہ اگر تباہ و توہمتی ہوتی اسکی غرق ذوق ہوتی تو
اور ذرہ ذرہ اسکا شعلہ نور شوق میں آوے جسکا یہ نور ترن نہیں ہو وہ برگ بے ثمر ہو جسکو حزن ان
لوٹ پوٹ کرتی تو بس گل اس میں نہیں رہا خار سیاہ رہ گئے اور زرد و بے مغز جیسے تو وہ سوکھی گھاس کا
اب حیران ہوں کہ اس بلغ سے اسے بار خدا یا ایسی کون سی لغزش ہوئی کہ اس سے وہ بھٹے بہشتی

جدا ہو گئے ہاں مراد وجود انسان سے ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے خود بینی کی اور خود بینی کی ممتحن نہایت
 ہی زہر کشندہ ہے اس سے خبردار ہو جا آپ فرماتے ہیں وہ شاہد کہ جس کے عشق میں ایک عالم رویا
 اور وہی عالم آب اُسکو آب میں سے نکالتا ہے حیران ہوں اُسکا جرم کیا ہے ہاں یہ جرم ہے کہ اُس نے
 زیور سنگی کا پہنا تھا اور دعویٰ یہ کیا کہ میری ہی ملک میں ہی اسکا مالک مون بس اسی واسطے ہے
 لیتے ہیں تا یقین جان کے کہ خرمن کے مالک ہم ہیں اور معشوق لوگ خوشہ چین ہیں اور یہ جان لے
 کہ یہ زیور سنگی تھا اور اُسکا ہر توجہ خورشید عالم وجود کا ہے قولہ اُن جمال و قدرت و فضل و ہنر و آفتاب
 حسن کرو این سو سفر ہاں بازی گردید چون استار ہاں نور اُن خورشید زین دیوار ہاں ہر توجہ خورشید شد
 تاجا لے گاہ ہاں ماند ہر دیوار تاریک و سیاہ ہاں انگہ کرداد بر رخ خوابت و دنگ ہاں نور خورشید بہت
 ازین شیشہ سر رنگ ہاں شیشہاے رنگ رنگ اُن نور ہاں می نماید این چنین رنگت نما ہاں چون نماید
 شیشہاے رنگ رنگ ہاں نور بے رنگت کند اُن گاہ دنگ ہاں نور بے شیشہ دیدن نور ہاں
 تاج شیشہ بشکند بنود عا ہاں قانع بادانش آموختہ ہاں وز چراغ غیر چشم فروختہ ہاں او چراغ خویش
 بر باید کہ تا ہاں توبدانی مستعیری اونی ہاں گر تو کردی شکر و سعی مجتہد ہاں غم خور کہ صد چنان بازت دہد ہاں در
 نکردے شکر اکنون خون گرے ہاں کہ شدست اُن حسن از کافر ہاں ہاں امۃ الکفران اصل اعمالہ ہاں
 امۃ الایمان اصلح بالہم ہاں گم شد از بے شکر خوبی و ہنر ہاں کہ دگر ہرگز نہ بسید زان اثر ہاں خویشی و بیخویشی
 و شکر و داد ہاں رفت دانسان کہ نیاید شان بیا ہاں المعنی سمجھئے اُس جمال و قدرت و ہنر نے
 آفتاب حُسن سے اس طرف سفر کیا تھا اور اُنکا تھا آب وہ نور اُس خورشید کا جو اُن دیوار و ہنر تھا
 ستاروں کی طرح لوٹ گیا اور وہ ہر توجہ خورشید کا اپنے ٹھکانے کو گیا لا جرم ہر دیوار تاریک
 سیاہ رہ گئی اور وہ کہ جس نے خوبوں کی صورت پر تجھ کو حیران و دنگ کیا ہے وہ نور خورشید کا ہے
 جو شیشہ سر رنگ میں جھلک رہا ہے شیشہ سر رنگ سترخ سپید سبز جو اُدھن سترخ و سپید و
 سبز سے ہر یہ شیشے رنگ رنگ کے اُس نور کو ایسی رنگتوں کے ساتھ دکھا رہے ہیں اور جب
 یہ شیشے رنگ رنگ کے نہیں رہتے تو پھر وہ نور بے رنگت تجھ کو حیران و دنگ کر دے گا اسکی
 حقیقت کچھ نہیں رہیگی اب تو عادت اپنی بے شیشہ نور دیکھنے کی کرتا شیشہ جو ٹوٹی والی چیز ہے ٹوٹ
 جائے تو تو کو رواندھا نہ رہ جائے تو اپنے علم و دانش پر قلع ہو رہا ہے جو سیکھ لی ہے اور غیر کے
 چراغ سے چشم فروختہ و روشن کیے ہوئے ہے جب وہ چراغ اپنا بجائے گا تب تو جانیکا کہ میں مستعیر تھا
 لے سنگی مانگنے والا اور اگر تو نے اس ستعار کا شکر کیا اور جہد و جد بجالایا تو کچھ غم مت کر

کہ ایسے ایسے سیکڑوں وہ بچھو پھر دے گا اور جو تو نے ناشکری کی ہے تو آنسو خون کے رویا کر اس واسطے کہ
 وہ حسن کا فر اور ناشکری سے بیزار ہو بس جبری مصیبت کی بات ہو اس لئے کہ جو گروہ کفران
 دے ہیں وہ نہایت گمراہ اعمال ہیں اور جو گروہ ایمان دے ہیں وہ بڑے اصلح دل چنانچہ
 فرمایا اللہین کفر و اوصد داعن سبیل اللہ اصل اعمالہم جو لوگ کہ کافر ہوئے اور اللہ کی راہ سے
 پھر گئے وہ نہایت بدتر اعمال ہیں جو بے شکر ہو اُس کے خوبی و ہنر ایسا لگ جاتا ہے کہ پھر وہ اسکا اثر و
 نشان نہیں پاتا اپنا نیت اور غیریت اور شکر دوستی سب کو وہ ایسا بھول جاتا ہے کہ کبھی اُسکو یاد ہی نہیں آتا
 قولہ کہ اصل اعمالہم اے کافران یہ جستن کا مست از ہر کامران بہ جو زاہل شکر و اصحاب وفا بہ
 کہ مر ایشان راست دولت در قفا بہ دولت رفت کہ با قوت دہد بہ دولت آیندہ چون چشمہ زہد بہ
 قرض دہ زمین دولت اندر اقرضو بہ تاکہ صد دولت بہ بنی پیش رو بہ اند کے زمین شرب کم کن بہر
 خویش بہ تاکہ حوض کوثر ت آید بہ پیش بہ جرئہ برخاک وفا آن کس کہ ریخت بہ کے تو اند
 صید دولت زو گر ریخت بہ خوش کن آن دل کہ اصلح بالہم بہ رد من بعد التوے انزالہم بہ اے اہل
 وے مرگ غارت ساز وہ بہ ہر چہ مردے زان شکوران باز وہ بہ داد ہد و ایشان نہ پذیرند آن بہ
 زانکہ منعم گشتہ اند از رخت جان بہ صوفیم و خر تھا انداختیم بہ باز نہ ستانیم چون در باختیم بہ
 ما عوض دیدیم دانکہ چہ عوض بہ رفت از ما حاجت و حرص و غرض بہ ز آب شور ہلکے بیرون شدیم بہ
 بر حقیق چشمہ کوثر ندیم بہ انچہ کر دے آن جہان باد دیگران بہ بیو فائے دفن و ناز گران بہ بر سرت
 ریزیم ماہر چہ انکہ شہیدیم آدمیم اندر غراب اللغات تقا پس پشت زہد زہیدین سے ابلنا
 بال دل تو می بفتح مرگ و ہلاکت انزال جمع نزل تحفہ المعنی یعنی ای ناشکرو یہ جو جملہ ہر اصل اعمالہ
 وہ یہی بات ہے کہ خدا کو چھوڑ کے اپنے مقصود کو ہر کامران سے دنیا کے دھونڈھنا اس سے بدتر
 کوئی عمل نہیں البتہ اہل شکر و اصحاب وفا سے دھونڈھ کر انکے پیچھے دولت ہاتھ باندھے کھڑی ہو
 دنیا کی دولت رفتہ ہو کہ بعد مرگ گئے گزرے ہو جائینگے پھر یہ رفتہ کیا قوت دے گی اور اباب
 شکر کی دولت آیندہ جو مثل چشمے کے اُبلتی ہو تو اپنی دولت میں سے امر اقرضو میں قرض دے
 تا سیکڑوں دولتیں اپنے سامنے کھڑی دیکھے اقرضو سے اشارہ طرف آئے کریمہ و اقرضو اللہ قرضا
 حسنا اور قرض دو اللہ کو قرض نیک یہ جو تیرا اکل و شرب روز مرہ ہی اس میں سے تھوڑا
 اپنے ہی واسطے کم کر کہ اس کے بدولت حوض کوثر تیرے سامنے آئے گا خوب جان لے ایک
 جرعه بھی جس نے خاک و فاپر ڈالا اُس سے صید دولت کا کپ بھاگ سکتا ہے ضرور اُسکا صید ہوگا

وہ شخص اپنے دل کو خوش کرے جسکی شان میں اصلح بالمہم ہو کہ بعد مر جانے کے اُنکے تحفے لوٹ کے اُنکو دیے جائیں گے حکم ہوگا کہ اے اجل اور اے مرگ جو کچھ تم نے اس سے لوٹا ہو درست کرو اور ان شکوروں سے جو کچھ لیلیا ہی پھیر دیتی تفسیر بعد التوکلے الخ کی ہو وہ پھیر کے جب دینگے تو یہ لوگ نہیں لینگے اس سبب سے کہ یہ خوب دولت مند رخت جان سے ہو چکے ہیں یہ کہیں گے کہ ہم صوفی ہیں ہم نے خر تے پھینک دیے یعنی سامان دنیا ترک کیا اور جسکو ترک کیا اسکو لوٹ کے نہیں لیتے ہمتے اپنا عوض دیکھ لیا یعنی دیدار خدا پھر عوض کیسا ہماری سب حاجتیں پوری ہو گئیں ہم سے ہر حرص و غرض جاتی رہی ہم آب شور مہلک سے نکل گئے اور شراب صاف اور چشمہ کوثر سے جاگے بس اس جہان میں جو کچھ ہونا ہی اور داد و ناز گران تو نے اور وہ سے کیے ہم تیرے سر پر کیوں ڈالیں ہمارا تو کچھ بگڑا ہی نہیں ہم تو شہید ہو کے غراسے آئے ہیں اور شہید کی دیت نہیں نہ خون بہا الخلاف دونوں متنوں میں جو زاہل شکر کو چون اور توئی کو تو لے بہرچہ کو بہر جزا لکھا ہو قولہ تابدا نے کہ خداے پاک را بنہ گان ہستند پر حملہ مراد سبقت تزویہ دنیا بر کنندہ بخیمہ را بر پاروے نصرت زندہ این شہیدان بازو غارتے شدند این اسیران باز بر نصرت زدندہ قفل مشکلمان و لطف حل شدہ بنفس کا فر ناگمان بسمل شدہ بنا ناامیدی رفتہ امید آمدہ بگشت مسجد ناگمان این بتکہہ پسر برآوردند باز از نیستے بکہ بہ بین مارا کہ اکہ نیستی بتا بہ بینی در عدم خورشید ہاست بتا بچہ اینجا آفتاب آنجا سہاست بتا در عدم ہست اے برادر چون بودہ ضد اندر ضد چون مکنون بودہ بچہ جرج الخی من است بدان بکہ عدم آمد امید عایدان بمر و کارندہ کا بنارش تہیست بتا دوش بے بر امید نیستیست بکہ بر وید آن رسوے نیستے بے فہم کن گرد اوقف معینستے بے مہم از نیستے تو منتظر بکہ بیا بے فہم و ذوق آرام و برہ نیست دستوری کشا و این راز را بے ورنہ بغداد کے کتم پنجباز را بے پس خزانہ صنع حق باشد عدم بکہ برآورد و عطا ہا و مہم بے مہم آمد حق مبدع آن بودہ کہ برآورد و فرع بے اصل و سندہ اللغات مرا جنگ بارہ دیوار قلعہ اکہ کور مادر زاد المعنی یعنی تیرا واپس کردہ اے اجل اسواسطے ہم نہیں قبول کرتے کہ تو یہی جان لے کہ خدای پاک کے ایسے بندے بھی پر حملہ و جنگ میں تو یہی نہیں کہ وہ موچین مزویر دنیا کی اٹھڑتے ہیں اور خیمہ قلعہ نصرت پر کھڑے ہیں جس یہ شہید پھر از سر نو غازی ہوے اور ان اسیروں نے پھر نصرت پر حملہ کیا کہ باز دادہ اجل کا نہیں لیا آسزا سارے قفل مشکلوں کے اُسکے لطف سے کھل گئے نفس کا فر جو دشمن ہو ناگمان پھر ادھر مرا ہو گیا اب ناامیدی گئی امید آئی اور یہ بتکہہ پھر مسجد ہو اور سہ نیستی نکال کے کہا کہ لے دیکھو ملک کوسا سٹے کہ اگر

دکھایا مثلاً دریا کو چھپایا اور کھٹ ظاہر کیے اور ہوا کو پوشیدہ کیا دیکھو منارے کی طرف خاک لپٹی ہوئی کیسی
ہو امین اوپر کو چڑھتی ہر جسکو بگولہ کہتے ہیں پھر بھلا خاک آب سے کیسے اوپر چڑھ سکتی ہو مگر تو اذ علیل
خاک کو دیکھتا ہو ہوا کو نہیں دیکھتا جو دراصل اُسکو ہوا پر لگی اس کے لیے تجھے بہت سی دلیلین اور
تعریفین چاہئیں جیسے ہر چیز کو دلیل و تعریف سے پہنچواتے ثابت کرتے ہیں اورے دریا میں جو
جھاگھ ہر طرف پھرتے ہیں انکو تو یہی جانتا ہو کہ جھاگھ پھرتے ہیں یہ نہیں دیکھتا کہ جھاگھ بے دریا کے
کیسے پھر سکتے ہیں بس کف تو اپنے حس سے دیکھتا ہو اور دریا کو دلیل سے ایسی ہی فکر تو چھپی ہوئی
اور قال وقیل ظاہر جو فکر سے پیدا ہوئی ہو بس جو نفی ہو اسکو ہم اثبات جانتے رہے ہیں ہم کو
انکھین معدوم کے دیکھنے کی ملین اور کیوں نہ ہو جو انکو کہ اوٹکھنے لگتی ہو تو وہ سوائے خیال نیست
کے اور کوئی چیز کب دیکھتی ہو تا جرم ہم بھی گمراہی سے سرگشتہ ہو گئے اور ظاہر کہ جسکا سر گھومتا ہو
اُسکی بھی اصل شے نظر میں نہیں جیتی اور یہی وجہ سرگشتگی کی ہو کہ حقیقت چھپی ہوئی ہو اور خیال
ظاہر ہو آب اُس نے اس عدم کو جو نظر میں جمادیا ہو تو حقیقت کو بصر سے کیسا چھپا دیا ہو اگر میں ہو تجھ پر
لے استاد محراب کہ تو نے اعراض کرتے والوں کے حق میں صاف کو کیسا رد کر دیا ہو ساحر
لوگ دھوکا دیکے سودا گروں کو چاندنی جلدی جلدی ناپ دیتے ہیں اور زرد فائدہ اُن سے خوب
کر لیجائے ہیں ایسے انچ بیچ کر کے روپیہ ان سے لیجائے ہیں بس روپیہ بھی اُنکے ہاتھ سے گیا
اور وہ جو کر پاس کر کے چاندنی ناپ دی تھی وہ بھی کچھ نہیں ملے ہذا یہ جہان جادو ہو اور ہم تاجر
کہ اس جادوگر سے مہتاب چمودہ کو خرید رہے ہیں اگر وہ جادو گروں کی طرح جلدی سے پاسو کر کر پاس
تو ر مہتاب سے ناپ دے جس وقت کہ وہ سیم تیری عمر کی تجھ سے لیکا تو بس سیم بھی گئی اور کر پاس
تو ہی نہیں وہ تو نور مہتاب تھا تیرا کیسے ہر طرح ای رہی خالی رہ گیا تجھ کو ان جادو گروں سے بچنے کو قل اعوذ
برب الفلق پڑھنا چاہیے یعنی کہ تو پناہ چاہتا ہوں میں یرد دگار سے جو سفیدی صبح کی نکالنے
والا ہو اور کہ اے صمد ہماری فریاد نفاتات و عقد سے جو ہو اس پر نظر کر کہ اس جہان نے کیسا
دم بھونک بھونک کے گرہیں لگائی ہیں واضح ہو کہ کفار نے آنحضرت پر جادو کیا اور ریش مبارک کے
بال میں دم بھونک کے گرہیں لگائیں تھیں اور پتھر کے تلے دبا دیا تھا کہ آپ کو اس سے
نہایت تکلیف ہوئی بس معوذتین نازل ہوئیں اور جب ریل نے وہ جگہ بتائی جہاں وہ بال ببا
تھا وہاں سے بال نکالا اور معوذتین کے پڑھنے سے وہ سحر دفع ہوا لہذا یہ دونوں سورتیں دفع
سحر ہیں اسی وجہ سے مولانا نے فرمایا کہ قل اعوذ برب الفلق پڑھنا چاہیے تا اس جہان کے

جادو سے چھوٹے قول میں مندرگہ آن ساحرات : بالعیاض المستغاث از بردومات : بالیک بر
خوان از زبان و فعل نیز : کہ زبان قول مست است اسے عزیز : از زمانہ متراسہ ہر مست
آن یکے دانی دآن دو عزت مست : آن یکے یاران و دیگر رخت و مال : ہوان سوم دافے است از
حسن انفعال : ہمال ناید ہاتو بیرون از تصویر : یا را ید لیک تا بالین گور : چون ترار و زاجل آید : پیش
یا رگوید از زبان حال خویش : تا بدینجا بیش ہرہ بیستم : ہر سرگورت زمانے بیستم : فعل تو فیسیت
زان کن ملتحمہ : کا ندر آید ہاتو در قعر لحد : اللغات ملتحمہ بالضم و فتح جائے پناہ المعنی : یہ دنیا
اور اس کے اشیاء ساحرات یعنی جادو گر نیان جوانی گریہوں میں سحر چھونک رہی ہیں ہلکوبالین
ڈالنے کو بس فریاد ہر فریاد ہر آن کے برومات سے کہ سخت عاجز کر رکھا ہو لیکن اس انشیات
و المستغاث کو قول و فعل دو تون سے بجا لاکس لیے کہ زبان قول کی اور عزیز مست ہر صرف
قول سے کام نہیں چلتا دنیا اور اسکے اشیاء ان میں سے تین چیزیں تیرے ساتھ ہیں جس میں ایک
وفادار و دیوفا وہ بیوفا ایک تو یار تیرے ہیں اور دوسرا رخت و مال اور وفادار افعال نیک مال
درخت کا تو یہ حال کہ بعد تیرے تیرے محل و تصور سے تیرے ساتھ باہر ہی نہیں نکلے گا یا رالبہ
تیرے ساتھ ہوں گے وہ بھی بالین گور تک یعنی جب روز اجل تیرے سامنے آئے گا یا رتو پنی
زبان حال سے کہے گا کہ میں یہیں تک تیرے ساتھ ہوں زیادہ نہیں بس اتنا ہو کہ تھوڑی دیر
تیرے سرگور کھڑا ہو لیا مگر فعل تیرے وفادار ہیں ان سے پناہ ڈھونڈو کہ یہی تیرے
ساتھ قعر گور میں داخل ہوں گے

اس حدیث کے معنی میں لابد من قمرین یدفن معک وہو حے و تدفن معہ
وانت میت فان کان کریماً اکرمک وان کان لیئماً الیمک وذلک القمرین
عملک فاصلح ضرور ہی کہ کوئی قمرین تیرا تیرے ساتھ دفن کیا جائے
اور حال یہ کہ وہ زندہ ہو اور تو اس کے ساتھ دفن کیا جائے حال آنکہ تو
مردہ ہو پس اگر وہ قمرین کریم ہو اکرام دے گا تجھ کو اور اگر لیئم ہو تو دکھ دے گا
تجھ کو اور یہ قمرین تیرے عمل میں ہیں اصلاح کرتا تو انکی

قول میں ہمیر گفت بہرین طریق : با و فائز عمل بہرہ و رفیق بہرہ و نیکو ابدیارت بود : در بود بد در لحد
نارت شود : این عمل دین کسب در راہ سنا دے کہ تو ان کرد اسے پیر بے اوستاد : دون قرین
کسی کہ در عالم رود : بیچ بے ارشاد استادی شود اولش علمست آنگاہی عمل بہتا دہر بر بعد مہلت

نااجل : استعینوا فی حرب یا ذوالنہا : من کریم صلح من الہما : اطلب الدراخی وسط الصدق : ذو طلب
 الفن من ارباب الحرف : ان ریتیم نا صحین الصفا : با در التعلیم لا یستکفوا : در و باغت در خلق پوشید مرد
 خواجگی خواجہ را آن کم نکر : وقت دم آہنگ را پوشید دل : احتشام اوندہ شد کم پیش خلق : پس لباس
 کبر کن بیرون زن : ملبس دل پوش در آموختن : علم آموزے طریقش تو لیست : حرف
 آموزے طریقش فعلیست : فقر خواہے آن بصحت قائم است : بے زبانہت کارے آید
 بدست : المعنی تیس پیرے اسی راہ سے فرمایا ہو کہ عمل سے بڑھکے کوئی رفیق با وفا نہیں ہو پس
 اگر عمل نیک ہو تو اب تک تیرا رہو اور اگر بد تو تیری قبر کا سانپ آب فرماتے ہیں اے پدر یہ
 عمل اور یہ کسب سدا و صدق کی راہ سے بے استاد کے کب کر سکتا ہو اس کسب سے
 ناچیز تر کسب کو ساجہان میں ہو چکیا جائے اور بے ارشاد کسی استاد کے ہو اول تو ہر کسب کا
 علم ہونا چاہیے پھر عمل تا جب تک مجھکو ملت اجل سے ہو پھل دے یعنی عمر بھر اہداف را یا کہ
 مرد چاہو تم گرائی میں لے آگاہی والو کسی کو کم صلح اور اسکے اہل سے موٹی ڈھونڈھ لے
 بھائی وسط صدق سے اور فن و نہراہل حرف سے اگر نا صر لوگوں کو دیکھو تو الصاف کرو کہ واقعی
 یہ برائیاں ہم میں ہیں ابتد کر و تعلیم میں اور اس سے شر ماؤ گنیاؤ مت مرو لوگ
 وقت و باغت لے محبت و ریاضت کے پوری پوشش پہنتے ہیں اور یہ اسکی خواجگی کو نہیں
 گھٹاتی وہ ویسا ہی خواجہ ہو جیسے لوہا ردھو نکنی دھونکتے کے وقت گڑھی پہن لیتا ہو تو کیا احتشام
 اسکا مخلوق کے سامنے کم ہو جاتا ہو بس لباس کبر و غور کا آثار اور لباس ذلت کا سیکھنے کے وقت
 پہن لے اگر علم سیکھتا ہو تو سیکھنے کا طریق قوی ہو یعنی زبان سے کام لیتے ہیں اور اگر حرف سیکھتا ہو
 تو اسکا طریق فعلی ہو یعنی ہاتھ پاؤں کا کام اور اگر فقہ سیکھتا ہو تو وہ صحبت کامل سے قائم ہوتا ہو
 اس میں نہ زبان کام آتی ہو نہ ہاتھ قولہ دانش انوار است در جان رجال : نے زراہ دفتر و
 نے قیل و قال : دانش آن راستا نہ جان زجان : نے زراہ دفتر و نے از بیان : در
 دل سالک اگر مست آن رموز : رمز دانی نیست سالک را ہنوز : تا دلش را شرح آن ساز ضیاء
 پس الم نشرح بفرایہ خدا : کا مردوں سینہ شریعت دادہ ایم : شرح اندر سینہ ات نہما وہ ایم :
 تو ہنوز از خارج آرا طالع : بعلیے از دیگران چنان حال ہے : چشمہ شیرست بر کو بیکنا رہ : تو چرا سے شیر
 جوئی از آثار : متفر سے دارے بر بھراے اکلیہ : تنگ دارا : آب جستن از غدیر : کہ الم نشرح بہ شریعت
 است باز : چون شہری تو شرح جو گوید یہ ساز : در گرد شرح دل داندرون : تا تانیاد طعنہ لایہ جرون :

اللغات غلب بر وزن مضرب ظرف گلی شیر و شیرین خالب شیر و شدہ تغار بفتح طشت گلی خواہم
بریدن المعنی یعنی وہ جو مرد خدا کے ہیں اُن کی جان میں دانش انوار خدا سے ہے نہ دفتر قیل و قال
سے کہ اس دانش کو ان کی جان سے جان ہی لے سکتی ہے نہ راہ دفتر و بیان سے اگر چہ دل
سالک میں وہ رموز ہیں لیکن رمزدانی اُسکو اُس وقت تک نہیں ہے جب تک اُسکے دل کو
وہ ضیا منشرح و کشادہ نہ کر دے تا سہمی اُبھیدا ہو اسی واسطے حق جل و علانی فرمایا ہے الم نشرح لک
صدرک کیا نہیں کھولا ہم نے واسطے تیرے سینہ تیرا ہمیں نے تیرے سینے کے اندر کشود و کھسکو
دی ہے اور شرح تیرے سینے میں رکھی ہے اور تعجب کہ تو ابھی خارج سے ڈھونڈھتا پھر تاہی تو خود دودھ
کا برتن دودھ سے بھرا ہے تو اور دن سے دودھ والا کیوں ہو تیرے پیچ میں تو ایک چشمہ بے کنار
شیر کا ہے تو کسی طشت سے دودھ کیوں ڈھونڈھتا پھر تاہی تیری راہ تو اے آبگیر جو بچنے حوض و
تالاب کے ہے خود دریا سے ملی ہوئی ہے تو شر تا نہیں جو پانی تالاب سے مانگتا ہے کس واسطے کہ
الم نشرح میں نہ تیری شرح کھلی ہوئی ہے جو لک فرمایا ہے یعنی واسطے تیرے پھر تو شرح جو اور شرح کی
گدائی کیوں کرتا ہے بس تیرے باطن میں جو شرح دل کی ہے اُس میں غور کرتا تجھ پر طعن لایہ بیرون کی نہ
آئے کہ موجود ہوتے شے کے نہیں دیکھتا بصر ہے

اس آیت کے معنی میں وہو معلم اینما کنتم اور وہ تمہارے ساتھ
جان کہیں تم ہو

قولہ یک سب پر نان ترا بر فرق سرہ تو بھی خواہی لب نان در بدرہ در سر خود پیچ دل خیرہ سرے ہ
رود در دل زن چرا بر ہر درے ہ تا بنا نوی میان آبجو غافل از خود زین دآن تو آب جو نہ بر سر ت
نان ست و پایت اندر آب ہ از عطش و رجوع گشتی خراب ہ پیش آب و پس ہم آب و با مدد ہ
چشمہ را پیش سد و خلف سد ہ اسب زیر ران و فارس اسب جو ہ چیسیت این گفت اسب
لیکن اسب کو نہ ہے نہ اسب است این ہ زیر تو پدید ہ گفت آری لیک خود اسی کہ دیدہ نیست آن
و پیش روے دوست آن ہ اندر آب و بخیر ناب روان ہ مست چیز و پیش روے دوست چیز ہ
بخیر نان چیز و شرح خویش نیز ہ چون گدو بجر گوید بجر کو ہ آن خیال چون صدف دیوار او ہ گفتن آن کو
جما بش می شود ہ ابر تاب آفتابش می شود ہ بند چشم دوست ہم چشم بدش ہ علت رفع سدا و
گشتہ سدش ہ بند گوش او شدہ ہم گوش او ہ ہوش با حق داراے مد ہوش او ہ اللغات عطش
تشنگی جو رج گرسنگی اسلئے تیرے سر پر تو ڈھلایا روٹیوں کی رکھی ہوئی ہے اور عجب کہ تو در بدر

روٹی کا ٹکڑا لگتا پھر تباہی تو اپنے سر کی طرف مشغول ہوا اور یہ خیرہ سری چھوڑ دے جا تو اپنے دل کا دروازہ
بجا کیوں ہر دروازے پر جانا ہی تو تو زانو تک نہرین کھڑا ہی کیسا آپ سے غافل ہو کہ ابن دآن سے
پانی کا طالب ہی تیرے سر پر روٹی ہو اور پاؤں تیرا پانی میں اور تو پیاس بھوک سے خراب ہو رہا ہو
تیرے سامنے بھی پانی اور تیغ بھی پانی کہ جس کی مدد جلی آتی ہو مگر تیری آنکھوں کے سامنے بھی
دیوار ہی تیغ بھی دیوار جیسا کہ فرمایا وجعلنا من بین ایدیم سدا ومن خلفهم سدا اور کی ہم نے سامنے
ان کے دیوار اور پیچھے ان کے دیوار یہ وہ مثل ہو کہ گھوڑا تو زیران ہو اور سوار گھوڑا ڈھونڈھٹا پھر تباہی
جب بوچھا یہ زیران تیرے کیا ہو کما گھوڑا لیکن جسکو میں ڈھونڈھٹا ہوں وہ گھوڑا کمان ہو کما ہین یہ
گھوڑا نہنیں جو تیرے بیچے ہو کما ہو تو گھوڑا لیکن میرا گھوڑا کتنی نے دیکھا ہو تو بتاؤ بس عجب تماشا ہو کہ
کہ وہی جسکو ڈھونڈھٹا ہو اُسکے پیش رو ہو اور اسی کو کہتا ہو وہ نہنیں ہو اسکا ایسا حال ہو جیسے
کوئی پانی کے اندر ہو اور پانی سے بیخبر یا جیسے کوئی کسی چیز کا مست ہو رہا ہو اور وہ چیز اُسکے سامنے
ہو اور وہ بیخبر اُس چیز سے بھی اور اپنی شرح و کشود سے بھی جیسے گوہر ہو تو دریا میں اور یو چھ کہ دریا کمان ہو
بس وہی خیال چون صدف اُسکا اُسکی دیوار ہو رہا ہو اور یہی کمان اسکا یعنی ان کو اُس کے
واسطے حجاب ہو اور یہی چشم بد اُسکی بند چشم ہو اور یہی ابر ہو اُسکے آفتاب کی تاب پر اور چشم بد
اُسکی اسی کی چشم بند چشم بد اس سبب کہ مقصود کو نہنیں دیکھتی یہی علت دفع سد کی تھی وہی تو سد بن گئی
یعنی آنکھ سے ملغ اور حامل شے کو دیکھتے ہین سو وہی ملغ ہوئی ایسے ہی گوش اُسکے بند گوش ہوے
بس تو اسی شخص اگر بد ہوش حق کا ہو تو اُسکے ساتھ ہوش رکھ

اس حدیث کے معنی میں من جبل الموم ہما واحد الکفاہ اللہ سائر ہومہ ومن
تفرقت بہ الموم لایبای اللہ فی ای واد منہا ہلک جس نے ٹھہرایا بہت سے
غمون کو ایک غم کافی ہو اللہ اُسکو سارے غمون کو اور جس نے پریشان کیا
نہنیں پروا کرتا ہو اُسکی کسی مقدمے میں ہلاک ہوا

قولہ ہوش را تو نعل کدے برجات ہے نیر نہ ترہ آن ترہات ہ آب ہش را سے کشد ہرنج خارہ
آب ہوش کے رسد سوے شمار ہ آبہارائے کشد آن خس گیاہ ہ آب ہوش کے رسد
سوے اکہ ہین بزین آن شاخ بد را خوش ہ آب وہ این شاخ خوش را تو کنش ہ ہر دو سبزند
این زمان آخر نگریں شو باطل روزان نہ دیدن ہ آب باغ آن را حلال و این حرام ہ فسق را
آخر ہین و السلام ہ عدل چہ بود آب وہ اشجار را بظلم چہ بود آب دادن خار را ہ عدل دفع نعمتے

برو وضعش بنے بہر سچے کہ باشد آیکش بہ ظلم چہ بود وضع درنا موضعے کہ نہ باشد تجربہ بار شیعہ بہ نعمت
حق را بجان عقل وہ بنے بطبع پر زحیر و پر گرہ بہار کن پیکار غم را بر تننت بہر دل و جان نہ آنجا کند
بر سر عیسے نہادہ ننگ بار بہ خر سیکڑہ میزند در مغزار بہ سرمہ را در گوش کردن شرط نیست بہ کار دل را
جستن از تن شرط نیست **اللغات** توزیع پریشان کرنا ترہات بالضم ہیودہ با مین خو بمعنی
بریدن نیز زحیر و عیش سیکڑہ بکسرتین لاتین مارنا لوٹنا **المعنی** فرماتے ہیں تو نے تو اپنے ہوش کو
جہات و اسباب پر بانٹ رکھا ہے اور پریشان کیا ہے بھلا یہ ہیودگی کا ساگ اسکے لائق کب ہے تجھ کو
خبر نہیں تیرے آب ہوش کو تو خاربن پیے جاتا ہے پھر یہ آثار و میودن کی طرف کیسے پہنچے جس سے پھل
کھائے اور وہ گیاہ جو خس ہے اس آب کو پیے جاتی ہے پھر یہ آب تیرا خدای تعالیٰ کی طرف کیسے پہنچے گا
خبردار ہو اس شاخ بد کو کاٹ ڈال اور قطع کر دے اور شاخ خوش کو پانی دیکر تازہ و نو کر اس
وقت میں تو دونوں سبز ہو رہے ہیں مگر تو انکا انجام دیکھ کہ یہ شاخ دنیا کی باطل ہو جائے گی اور
اس سے پھل پیدا ہوگا بس آب باغ کا جو تیرا وجود ہے اس شاخ کو حلال ہے اور اس شاخ کو حرام
اب تجھ کو لازم ہے کہ دونوں کے فرق کو دیکھ آگے ہمارا سلام لے تو جانتا ہے عدل کیا چیز ہے درختوں کو
پانی دینا اور ظلم کیا ہے کانٹوں کو پانی دینا عدل کیا ہے ہر شے کو اپنے موقع پر رکھنا نہ ہر شے کو جو پانی
پانی دینا اور ظلم کیا ہے کسی شے کو بے موقع رکھنا کہ وہ بلا کا چشمہ ہوتا ہے سو ابلا کے اور کچھ نہیں تو نعمت
حق کی عقل و جان کو دے نہ طبیعت کو جو بچہ بشون اور گریہوں سے بھری ہے یعنی ایسا کھا جو قوت عقل و
جان کو بخشنے نہ ایسا کہ بچہ بش و گریہوں میں جو مراد و دوسے ہی بڑے یعنی غم جس لڑائی کے ساتھ لڑتا ہے
وہ لڑائی اس تن پر لا دے اسکے قابل یہ ہے نہ دل و جان پر اس جان کنڈ کو ڈال تو وہ نقل کرتا ہے کہ
عیسے کے سر پر تو گٹھا بوجھ کر رکھا ہے اور گدھا مزے سے مغزیرین لوٹتا اور کلیلین کر رہا ہے بھلا
سرمہ کان میں لگانا کمین شرط عقل کی ہے اور دل سے کام تن کا ڈھونڈھنا کیسی بیوقوفی ہے قولہ گردے
رونا زکن خارے بکش بہ ورنہ شکر منوش و نہر حیش بہ زہر تن رائق ہست قند بہ تن ہماں بہتر کہ ماند
بے مدد بہیزم و دوزخ تن آدم کم کنش بہ دربر وید ہین تو از بن بر کنش بہ ورنہ حامل لب باشی حطب بہ
درد و عالم ہجو جفت بولب بہ از حطب بشناس شاخ سدرہ را بہ اگرچہ ہر دوسنہ باشد اسے فتاہ بہ
اصل این شاخست از نار و دخان بہ اصل آن شاخست ہفتم آسمان بہ ہست ناپیدا بصورت پیش
حسن بہ کہ غلط نیست چشم کیش حسن بہ ہست پیدا آن پیش چشم دل بہ چہ کن پیش دل آجہد المقل بہ
ورنداری پا بجنبان خویش را بہ تا بہ بنے ہر کم دہر بیش را بہ کن تحرک شد برک را کلیہ بہ

در تحرک کردے اور دل مستفید اللغات جمد المقل بضم و کس قاف کو شش فقیر و سعی و اندک
مستفید فائدہ یا بندہ اسے فرماتے ہیں کہ اگر تو تنہا ہو تو وہی محنت و ریاضات جو مذکور ہوئیں بہتر
ہیں اور اگر دل ہو گیا ہو تو جافخر کر اور سب کانٹے اپنے نکال ڈال اور جو دل نہیں ہو تو شکر مست
کھائے زہر چکھتا رہے کس واسطے کہ زہر تن کو نافع ہو اور قند مضر بہتر یہی ہو کہ اس کی مدد نہ کرے تن تیرا
دوزخ کا ایندھن ہو اسکو کم کر اور اگر درخت اسکا جم اٹھے تو جڑ سے اکھیر ڈال ورنہ یہ ایندھن
سر پر رکھے حمالہ الحطب ٹھہرے گا دونوں جہان میں جو جنت بولسب کی تھی کہ سر پر گھٹا
لکڑیوں کا اور گردن میں رستی اس شان سے دوزخ کو جا بیگی تو اسے جو انہر و حطب و شاخ سدرہ کو بچان
دونوں بچھین ہیں اگرچہ دونوں سبز ہیں اس حطب کی فصل تو نار و دُخان ہو اور شاخ سدرہ کی اصل
ہنعم آسمان اور یہ شاخ سدرہ بصورت ناپیدا ہو جس اسکو نہیں دیکھتی اس لیے کہ جس کے مذہب کی
آنکھ غلط ہیں ہر غلط مینی اسکا دین و مذہب ہو جسکو آدمی مشکل سے چھوڑتا ہو مگر چشم دل کے سامنے
ظاہر ہو تو شش کر اور دل کے سامنے ایسا آجیسے فقیر گدائی میں کو شش کرتا ہو اور اگر تیرے
پاؤں نہیں ہیں تو جنبش ہی اسی کی طرف کیے جا تو اس جنبش سے ہر بیش و کم کو دیکھے
کس واسطے کہ حرکت و جنبش برکت کی کنجی ہو تو بھی اسے دل حرکت کرنے میں بہت
فائدے پائے گا

در معنی رباعی - گر راہ روے راہ برت بکشایند نہ ورنیست شوے
بہ ہستیت بگرایند نہ گریست شوے بنجے اندر عالم نہ وانگاہ ترا
بیتو بتو بنمایند نہ

قولہ گزینا بست در ہا ہر طرف نہ یافت یوسف ہم جنبش منصرف نہ چون توکل کر دیوسف
بر جید نہ باز شد قفل و درہ شد پدید نہ گرچہ رخنہ نیست عالم را پدید نہ خیرہ یوسف داری باید
و دید نہ کہ کشاید تعورہ پیدا شود نہ سوے بجائی شمارا جا بودہ آمدے اندر جہان اسے متھن نہ
بیچے مے بینے طریق آمدن نہ تو زجائے آمدی و ز موفی نہ آمدن را راہ دانے بیچے نہ
تا ندانے تا نگوی راہ نیست نہ دین رہے راہ مارا رفت نیست نہ میروی و خواب نشاوان چسپ
و راست نہ بیچے دانے راہ آن میدان کجاست نہ توبہ بندے چشم بد تسلیم کن نہ خویش را بیٹے
و آن شمر کن نہ چشم چون بندے کہ صد چشم خمار نہ بند چشم تست این سواد غبار نہ چاہ
چشم تو ز عشق مشتری بہرامید مشتری و سرورے با گر بخشی مشتری بیٹے بخواب نہ چہرہ کے

در خواب بیند جز خراب : مشتری خواہی ہر دم بیج بیج : تو چہ دانی کہ فردشی بیج بیج : گردلت را نان بدے
یا چاہتے : از خنہ دید آن را فراغت داشتی : نگرددان نان مر ترانائی بدے : از خنہ دیداران
دلت فارغ شدی : بمعنی فرماتے ہیں جنبش ایسی چیز ہے کہ زینچانے ہر طرف سے دروازے
بند کیے تھے یوسف نے جنبش کرنے سے اس میں منصرف کو پایا یعنی ایک حال سے
دوسرے حال پر کر دینے والے کو جب انھوں نے توکل کیا اور دروازوں کی طرف دوڑے
ہر دروازے کا قفل کھل گیا اور راہ پیدا ہو گئی اب فرماتے ہیں اگرچہ یہ عالم بھی ہر طرف سے
بند ہو کوئی رخ نہ نہیں جس میں ہو کے اس سے نکل جائے لیکن حیران ہو کے یوسف کی طرح
دوڑتا تو ضرور چاہیے کہ یہ قفل کھل جائے اور راہ پیدا ہو اور اس جا میں حیرت مانی ہو اور جہاں
اس میں نہیں اس طرف جا تجھ کو مل جائے خیال تو کر اے متحکم کہ تو اب اس جہان میں آیا اب تجھ کو
راہ یہاں آنے کی کچھ بھی معلوم ہو اور اس کو ذرا بھی دیکھتا ہو تو جانتا ہو کہ کس جگہ اور کون سے موطن
سے آیا ہو اور جس راہ سے آیا ہو اس راہ کو جانتا ہو کچھ نہیں بس خبردار ہرگز مت جان اور ہرگز
مت کہہ کہ راہ نہیں ہو کس واسطے کہ اسی راہ بے راہ میں پھر بھٹو چلتا ہو دوسری مثال ہو
کہ تو اپنے خواب کو تو خیال کر کیسا خوش خوش را دھرا دھرا پھر تا ہی لیکن یہ بھی جانتا ہو کہ اس
میدان میں کس راہ سے آیا وہ راہ کہاں ہو لہذا اپنی چشم بد کو بند کر اور آپ کو حوالے خدا کے کر
اور پھر اسی اپنے پرانے شہر میں آپ کو دیکھ لگو تو آنکھ کیسے بند کرے کہ اتنا خارجو سیکڑوں
آنکھوں میں سمائے تیری ایک آنکھ میں اس طرح کا سبب غفلتوں کے بھرا ہو تو تو مشتری دخریدار
کے عشق سے دو آنکھوں کی چار آنکھیں بن رہا ہو اور نکلتا ہو اس امید پر کہ بہت سے خریدار ہوں
اور سردری ہو بڑا پیر کھلاؤں اگر سوتا ہو تب بھی مشتری ہی خواب میں دیکھتا ہو اور کیسے نہ دیکھے
اُتو سوائے دیرانے کے اور کیا خواب میں دیکھے گا اب فرماتے ہیں مشتری کی خواہش میں
تو ہر دم بیج بیج ہو رہا ہو لیکن بتا تو مشتری کے ہاتھ بیجے گا کیا تیرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہو اگر
تیرے دل کے واسطے روٹی یا چاشت کی نہاری ہوتی تو ضرور تو خریداروں سے فارغ ہوتا تیرا
دل تو از بس غفلت مینوا ہی یا تیرے ابنان میں روٹی ہوتی جو مراد باطن سے ہو اور نان مادہ معرفت
تو دل تیرا خریداروں سے نچت ہوتا کبھی ان کی روانہ کرتا

قصہ اُس شخص کا جس نے دعوے پیغمبری کیا اُس سے کہا کہ تو نے کیا
کھا یا ہو جو احمق ہو گیا کہا اگر کھاتا تو احمق کیوں ہوتا نہ بیہودہ بلکہ اس واسطے

جو شخص جس لائق نہیں ہو اُس سے وہ بات کہنا بیہودگی ہو
گو اُس پر مامور ہو

قولہ اُن کے میگفت من پیغمبرم و زہم پیغمبران فاضل ترم بہ گردش بستند و بردندش بشاہ بکین بھی
گوید رسولم از ا کہ بہ خلق بروے جمع چون مورخ ملکہ بکین چہ کرست و چہ تزویر و چہ فتح و چہ گریہ رسول است
کاید از عدم بہ ماہم پیغمبریم و تحتشم بہ ما از انجا آمدیم اینجا غریب بہ تو چہ از خصوص ہاشمی اے ادیب بہ
داد ایشان را جواب اُن خوش رسول بہ کاکے گروہ کور و نادان و فضول بہ این ندانستید اے
قوم از قضا بہ بیخرا نیچار سید از عذاب و بچہ طفل خفتہ انجا آمدید بہ بیخرا زراہ و از منزل پدید بہ از منازل
خفتہ بگذشتید مست بہ بیخرا زراہ و از بالا و کپست بہ ما بہ بیداری روان گشتیم خوش بہ ازور اے
بیخ شش تا بیخ شش بہ دیدہ منزلہا و اصل و از اساس بہ چون قلاؤزان خیر و رہ شناس بہ
اللغات فتح بالفتح دام قلاؤز را بہر المعنی ایک شخص کہتا تھا کہ میں پیغمبر ہوں اور سب
پیغمبروں میں فاضل تر تو کون نے اُسکی گردن باندھی اور پادشاہ کے پاس لے گئے کہ یہ کتا ہی میں
خدا کی طرف سے رسول ہوں ایک مخلوق اُس پر جمع جیسے چوٹی دل اور ٹیری دل اور کہتے
تھے یہ کیسا مکر و فریب ہو اور کیسا جال ہو اگر یہی بات ہو کہ جو کوئی عدم سے آئے یعنی پیدا ہو وہ
پیغمبر ہو تو ہم سب پیغمبر ہیں اور تحتشم اُس لیے کہ ہم بھی تودہاں سے یہاں مسافر آئے ہیں پھر
ٹیری خصوصیت کیسے ہو گئی اور ادیب ہمارا کیسے بن گیا یہ سن کے اُس رسول خوش نے جواب دیا
کہ اے گروہ کور و نادان و فضول یہ تو تم نے جان لیا کہ ہم بھی عدم سے آئے ہیں یہ نہ جانا اے قوم
کہ بیخرا اندھے بن سے یہاں آئے ہو تم تو ایسے یہاں آئے ہو جیسے سوتا بچہ یہاں آیا کہ راہ و منزل
سب سے بچے ہو جو منزل میں یہاں آنے کی تھیں اُن سے بھی سوئے اور مست گذرے کہ تگ و نہ کچھ
راہ کی خبر تھی نہ کچھ اویں بیخ کی اور ہم جب بیدار ہوئے تو بیخ شش کے ادب پر بیخ شش بیخ شش
شش شش شش جہت بیخ شش و م آسمان نجم و ششم ہم نے سب منزلیں اور اصل بنیادیں ہر شے کی دیکھیں
ہم سب سے واقف ہیں جیسے رہبر خیر اور رہ شناس ہوتے ہیں قولہ شاہ را گفتند اشلک بخش
بکن بہ تانگوید جنس او سیح این سخن بہ شاہ دیدش بس نزار و بس ضعیف بہ کہ بیک سیلی بہر دان خیف بہ
کے توان اور افشردن نیازدن بہ کہ چو شیشہ گشتہ است اور ابدن بہ لیک با و گویم از راہ خوشے بہ
کہ حیراداری تولات سرکشے بہ از درشتی ناید انجا بیچارہ ہم بہ نرمی سرکشدا ز غار مار بہ مردمان را
دور کرد از گردوے بہ شہ لطیفی بود و نرمی و ردوے بہ پس نشاندش باز بہ سیدش زجا بہ

کہ کجا داری معاش و ملتجا پگفت اسے شہ ہستم از دارالسلام نہ آئدہ نہ بخا درین دارالملام نہ مرا
 خانہ است و نہ یک ہمنشین نہ کے بساز و خانہ ماہی بر زمین نہ پادشاہش گفست بہر لایع باز نہ کہ چہ
 خوردی و چہ دارے چاشت ساز نہ اشتہا داری چہ خوردی با داد نہ کاین چنین سرستی و پر لاف و
 باد گفست اگر ناغم بدے خشک و ترے نہ کے کہ من دعویٰ پیغمبرے نہ دعویٰ پیغمبرے
 با این گروہ نہ ہمنشان باشد کہ دل جستن ز کوہ نہ کس ز کوہ و سنگ عقل و دل نہ جست نہ فہم ضبط نکتہ
 شکل نہ جست نہ ہر چہ گوئی باز آید کہ ہمان نہ میکند افسوس چون مستہزن نہ از کجا این قوم و پیغام از
 کجا نہ از جادے جان کر باشد رجا نہ کہ تو پیغام زنے آرے و زہر نہ پیش تو بند جلد سم و سہر نہ فلان
 جاشاہدے ہجو اہدے عاشق آمد بر تو وے داند نہ دور تو پیغام خدا آری چو شہد نہ کہ بیاسوے
 خدا لے نیک عہد نہ از جہان مرگ سوی برگ او نہ چون بقا ملکن بود قافی مشو نہ قصد خون تو کنند
 و جان و سر نہ زہر اسے حیمت دین و ہنر نہ اللغات لایع ہا زہی باد غور افسوس تسخیر
 مستہزن تسخیر کنندگان اسے تو کون نے پادشاہ سے کہا کہ اسکو شکنجہ کرد و اور کوئی نہ مثل اس کے
 کہنے پائے پادشاہ نے جو اسکو دیکھا تو نہایت ہی زار و نزار و ضعیف و نحیف پایا کہ ایک سیلی کے
 مارے مرجانہ گما آہ اس قابل نہیں ہو کہ اسکو شکنجے میں دبا میں یا زہر و ضرب کریں اس لیے کہ اسکا بدن
 مثل شیشے کے نرم نازک ہو رہا ہے لیکن اس سے رسا میں سے پوچھو کہ تو نے یہ دعویٰ سرکشی کا
 کیوں کیا ہے یقین کرنا دیکھا یہ موقع سختی کا نہیں ہو آخر سانپ بھی جب غار سے نکلتا ہے تو اول میں نرمی
 ہی سے سر نکالتا ہے پس لوگوں کو اس کے پاس سے ہٹا دیا اور پادشاہ تو لطیف تھا ہی اور نرمی
 اسکا روز مرہ اس نے اسکو ٹھایا اور اس کے مکان و جگہ کو پوچھا کہ کمان کا رہنے والا ہے اور تیری
 معاش کیا ہے اور جاے پناہ کمان ہو کہا اے پادشاہ ہوں تو میں دارالسلام سے وہاں سے
 اس دارالملام لینے ملاست کے گھر میں آیا ہوں نہ میرا کوئی گھر ہے نہ میرا کوئی ہمنشین اور تو جانتا ہے ٹھلی بھی
 کہ میں زمین میں گھر بنا تی ہوں ایسا ہی میں ہوں پھر پادشاہ نے کھیل و ہنسی کی راہ سے پوچھا کہ تو نے کیا
 کھا یا اور چاشت کا سامان کیا کر رکھا ہے و آخر اشتہا تو رکھتا ہے صبح ہی صبح کیا کھا لیا کہ ایسا تو
 سرمست و پر لاف و غور ہو گیا کہا اگر روتی تر و خشک جیسی کچھ ہوتی مجھکو ملتی تو دعویٰ پیغمبری کا
 کیوں کرتا میں ان سے دعویٰ پیغمبری کا کیا کرتا ان سے دعویٰ کرنا ایسا ہے جیسے پہاڑ سے
 دل ڈھونڈنا کہ بیہودگی ہے جھٹکا کسی نے بھی کوہ و سنگ سے عقل و دل ڈھونڈھا ہے یا فہم ضبط نکتہ
 مشکل کا جو میں ڈھونڈنا پہاڑ کے سامنے جو کچھ تو کیا گا وہ بھی ویسے ہی لوٹ کے کیسا جیسے تسخیر کرنے والے

اسی بات کو لوٹ کے کہتے ہیں کہ ان یہ قوم کمان خدا کا پیغام کسی نے بھی تجھ سے اُسید جان کی
کی ہے کہ اس میں جان ہو جو میں کرتا البتہ یہ ضرور ہے کہ اگر تو کسی عورت کا پیغام لیجائے یا زر کا کہ فلان جگہ
زر ملے گا یا فلان جگہ ایک معشوق ہو وہ تجھ کو چاہتا ہے اور تجھ پر عاشق ہو تجھ کو خوب جانتا ہے یہ خوب
سُنیں گے اور اگر تو پیغام شیرین پہنچو شہد خدا لیجائے اور کہے کہ اے نیک عہد خدا سے جو است میں
عہد ربوبیت کا کیا ہے اُسکی طرف رجوع ہوا داس جہان مرگ کو چھوڑ کے جہان برگ دسان میں
اُدھر کو چل اور جو بقا کو پہنچنا ممکن ہو تو فانی ست ہو تو اس وقت میں سُننا کس کا تیرے خون کا
قصہ کہیں گے اور جان دوسرے خواہاں ہونگے سو یہ بھی کچھ واسطے غیرت و حمایت دین و ہنر
کے نہوگا بلکہ نفسانیت سے

بیان سبب عداوت عام اور بیگانہ جینا انکا ساتھ اور لیا کے کہ خدا کی طرف
انکو بلاتے ہیں اور آبجیات ابدی کی جانب مہینتے ہیں

قولہ بلکہ از چسپیدگی برخانمان بہ تلخ آید شان شنیدن این بیان بہ خرقہ بر ریش خرچہ سخت بہ چونکہ
خواہے بر کنی زو تحت تخت بہ جفتہ اندازد یقین آن خرز در دہ جبذا انکس کزین پرہیز کردہ خاصہ
پنچہ ریش و ہر جا خرقہ بہ بر سرش چسپیدہ در غم خرقہ بہ خان و مان چون خرقہ دین حرص ریش بہ حرص
ہر کس بیش ہاشد ریش بیش بہ خان و مان چغدیر است و بس بہ تشنود آواز بغداد و طبس بہ اگر بیا بد
باز سلطائے زراہ بہ صد خبر آرد بدین چندان ز شاہ بہ شرح دارالملک و باغستان و جو بہ بس
بر و افسوس دارد ہر عہد بہ کہ چہ باز آورد افسانہ کن بہ کز کزاف و لاف می با فد سخن بہ کہتہ ایشانند
بوسیدہ ابد بہ ورنہ آن دم کہ نہ رانویسند بہ مردگان کہ نہ راجان میدہ بہ تاج عقل و نور ایمان میدہ بہ
دل مدد از دلرباے روح بخش بہ کہ سوارت میکند بر پشت رخس بہ اللغات جلیس بختین نام شہر
رخش نام اسپ رستم المفسر بلکہ اس سبب کہ خان مان پر جو چکے ہوے ہیں یہ بیان ان کو تلخ معلوم
ہوتا ہے سنتے ہی نہیں یہ وہ حال ہے کہ کوئی چیتھر آگدھے کے زخم میں نہایت چپکا ہوا ہے اور تو چاہتا ہے
ذرا ذرا کر کے اُسکو چھڑاؤ لون تو یقین ہے کہ وہ گدھا درد کے مارے دو لٹیان ضرور پھینکے گا بس
کیسا اچھا وہ شخص ہے کہ جس نے خان و مان سے پرہیز کیا خصوصاً جب پچاس جگہ زخم ہوا در ہر جگہ
چیتھر چپکا ہوا ایسا کہ زخم میں ڈوبا ہوا تو کیا حال اب فرماتے ہیں خان مان کو ایسا سمجھو جیسے خروست
اور حرص زخم بس جسکو حرص زیادہ ہے اُسکے ریش زیادہ ہیں اصل یہ کہ آلو کا خان و مان بس ویرانہ
ہے یہ وہ شہرت آبادی بغداد و طبس کی کب سُننا ہے بر تقدیر اگر کوئی سلطان پھر تا پھر آتا

آجائے اور سیکڑوں چیزیں اپنے بادشاہ کی اُنکے پاس لائے اور شرح اس بادشاہ کے دارالملک کی کرے کہ ایسا ملک ہو اور ایسے باغستان اور ایسی نہرین تو ہر دشمن اُس پر متحضر و استبر کرے کہ کیا یہ قصہ پُرانا سنا ہوا تو پھر لایا اور لاف و کراف کی باتیں بنا رہا ہو اور یہ کہ خود کہنے اور پسیدہ ابد کی بین نہیں تو اُس سلطان کا وہ دم ہو کہ چرائے کو نیا بناتا ہو اور چرائے مردوں کو جان بخشا ہو عقل و تاج و ایمان کو نور دیتا ہو بس ایسے دل بار و روح بخش سے دل مست چرائے کہ تجھ کو پشت رخسار پر سوار کر کے رستم بناتا ہو قولہ سرمد زدا ز سر فراز تاج وہ ہنوز پائے دل کشاید صد گرہ ہنہ بالہ گویم در ہمہ وہ زندہ کو ہنہ سوی آب زندگی پویندہ کو ہنہ تو بیک خواری گریزانی و عشق ہنہ تو بجز نامی چہ میدا نے ز عشق ہنہ عشق را صد تاز و استکبار بہت ہنہ عشق ہنہ با صد نازی آید بدست عشق ہنہ چون وافیست وافی میخوہد در حریت بیوفائے نگرہ ہنہ چون دخت است آدمی و پنج عہد ہنہ پنج رایت جاری باید ہنہ عہد فاسق ہنہ پنج یوسیدہ بودہ و ز تمار طع ہنہ بریدہ بودہ شاخ و برگ نخل اگر چہ سبز بودہ ہنہ فساد ہنہ سبزے نیست سودہ در نادر و برگ سبز ہنہ ہست ہنہ عاقبت بیرون کند صد برگ دست ہنہ تو مشو غرہ بعلمش عہد جوہ علم چون قشر است عہدش مغز او ہنہ اُلٹے آوردہ سلطان سر فراز تاج وہ ہنہ اُس سے سرمست چرائے کہ وہ تیرے دل کے پائون کی سیکڑوں گریہیں کھول دے گا اور پرندہ بنا دے گا اب کہتا ہوں کس سے کہوں خیال کرتا ہوں تو کا کون پھر میں زندہ کوئی نہیں نہ کوئی اب بقا کی طرف پویندہ تو ایک ذلت و خواری عشق سے نکل بھاگتا ہو تو نے عشق کا نام سُن لیا تو عشق کو کیا جانتا ہو عشق کے تو سیکڑوں ناز و غور ہیں اور سیکڑوں ناز برداری سے عشق ہاتھ آتا ہو اس واسطے کہ عشق وفادار ہو و فاداری کا خریدار ہوتا ہو اور جو حریت بیوفا ہو اس کی طرف آنکھ اٹھا کے نہیں دیکھتا سُن لے آدمی ایسا ہی جیسے درخت اور چرائے کی عہد تجھ کو چاہیے کہ کوشش و جہد کے ساتھ جڑ کی غججاری کرے جو فاسق ہیں اُنکے عہد کی جڑ پوسیدہ ہو اور ثمرات لطف سے منقطع و بریدہ اگرچہ اسکی شاخ و برگ سبز ہوں اور اچھا سامان جب جڑ میں فساد ہو تو سبزی شاخ و برگ سے کیا فائدہ آوے اگر برگ سبز نہیں مگر جڑ ہو تو کچھ غم نہیں سیکڑوں برگ اس سے ہاتھ نکالینگے بس تو ایسے شخص کے علم پر فریقتہ مت ہوا کے عہد کو دیکھ کس واسطے کہ علم پوسٹ ہو عہد مغرہ ہو

اس بیان میں کہ بدکار جب بدکاری پر جم جاتا ہو اور نشان دولت سے نیکون کا دیکھتا ہو شیطان کی طرح صفت حسد کی اختیار کرتا ہو اس لیے

جس کی خمن چل جاتی ہو وہ چاہتا ہے سب کی خمن چل جائیں

قولہ دانیان را چون بہ پیشی کردہ سودہ تو پچہ شیطانی شوی آنجا حسود بہ ہر کرا با شد مزاج و طبع سست بہ
سے نچا ہدایکس را تندرست بہ گرنچو ہی رشک ابلیسی بیابا از در دعوے بدر بار و فانی چون دقایت
نیست ہارے دم وزن بہ کین سخن و عو نیست اغلب ما و من بہ این سخن در سینہ دخل مغزا است بہ
در خوشے مغز جان را صد نماست بہ چون را آمد در زبان شد خرج مغزہ خرج کم کن تا بماند مغز نقرہ بہ مرد
کم گویندہ را فکر نیست زلفت بہ فشر گفتن چون فروان شد مغز زلفت بہ پوست افزون گشت لاغری و مغز بہ
پوست لاغر شد چو مغز افزو و نقرہ بہ نگارین ہر سہ زخام رستہ را بہ جز را و لوز را و پستہ را بہ ہر کہ او
عصیان کند شیطان بود بہ کہ حسود دولت نیکان شود بہ چو نکہ در عہد خدا کردے و فانی از کرم عہدت
نگہدار و خدا بہ از وفاے حق تو بستہ دیدہ بہ اذکر و اذکر کم نشیندہ بہ گوش نہ او فوا بعدی گوشت دارہ
تا کہ اوت عہد کم آید ز یارہ المعنی یعنی وفادارون کو جس جگہ نفع برداشتہ دیکھتا ہو تو شیطان کی
طرح وہاں تو حسود بنتا ہی جیسے آدم کو دیکھ کے شیطان کو حسد ہوا اور واقعی ایسا ہوتا ہی کہ جسکی طبیعت
مزاج سست ہوتا ہی تو وہ کسی کا تندرست ہونا نہیں چاہتا اب اگر چاہتا ہو کہ مجھ کو ہی ابلیس رشک
نہ کرتے پائے تو دعوے کر کے در بار و فانی داخل ہو اور اگر وفا تجھ میں نہیں ہی تو دم مست مار
خاموش ہو اس واسطے کہ سخن ہی دعوے ہی جو اکثر ما و من کے ساتھ ہی آب فراتے ہیں یہ
سخن کیا ہو ایک آمدنی منز کی ہو جو سینون میں ہوتی ہی اور خموشی میں مغز جان کو سیکڑن ترقیان
اور نماہن اور جہان زبان میں یہ مغز آیا بس خرج ہوا لہذا خرج کم کر خموش رہ تو یہ مغز قائم رہے
معمول ہی جو مرد کم گو ہی اسکا مغز موٹا اور سطر ہوتا ہی اور جہان پوست بکنے کا زیادہ ہوا بس
مغز نے اپنی راہ لی جب پوست افزون ہوتا ہی مغز لاغر ہوتا ہی اور جو مغز نقرہ بہ پستہ ہی پوست لاغر
ہوتا ہی جیسے پکا ہوا جو زو لوز پستہ اخصین تینوں کو خیال کرے کیسا فرق کٹھیا اور کاغذی کا ہوتا ہی
بس جو کوئی حاسد دولت نیکون کا ہی نافرمان و شیطان ہی اور جب تو عہد خدا کا پورا کرے گا
تو وہ اپنے کرم سے تیرے عہد کا بھی خیال کر لگا تو نے خدا کے وفاے عہد سے آنکھیں بند کر لی ہیں اور
فاذرونی اذکر کم کو سنا ہی نہیں یعنی یاد کرو تم مجھ کو میں یاد کروں تم کو اور دیکھ تو کیسا او فوا بعدی اوت
بعہد کم فرمایا ہی پورا کرو میرے عہد کو میں پورا کروں تمہارے عہد کو یعنی اگر او فوا بعدی کو کان لگا کے
سنو گے اور اس پر کان رکھو گے اوت بعہد کم ضرور یارے سنو گے قولہ عہد و قرض ما چہ
باشداے حزن بہ چو دانہ خشک کشتن بر زمین بہ تے زمین را زان فروغ و لہتری بہ نے

خداوند زمین را سرور سے بنجرا شارت کہ انہیں سے باہم کہ تو داد سے اصل این را از عدم بہ نور دم و
 دانہ بیاوردن نشان کہ ازین نعمت بسوے من کشان بہ پس دعاے خشک ہل ای نیکوخت بہ
 کہ فشانند دانہ سے خواہد درخت ہاگردارے دانہ ایزدوان وفا بہ بخششت نخلے ز تخم ماسے بہ
 چونکہ مریم درو بودش دانہ نے بہ سبز کرد آن نخل را صاحب فتنے بہ زانکہ واسے بود آن خاتون
 را بہ بے مرادش دادیزدان صدمرا بہ آن جماعت را کہ واسے بودہ اند بہ برہم ہا لاف
 شان افزودہ اند بہ گشت دریا ہا شکم پرواز شان بہ صحن میدا نہا نہا بر راز شان بہ گشت
 دریا ہا سحر شان و کوہ بہ چار عنصر نیز بندہ آن گروہ بہ این خود اگر ایست از بہر نشان بہ تائب بیتہ اہل انکار
 آن عیان بہ آن کرہاے پنهان شان کہ آن بہ در نیاید در حواس و در بیان بہ کار آن دار و خود آن
 باشد اہد بہ دانگائے منقطع نے سرور بہ بلکہ باشد در ترے دمہم بہ ہست آن بخشندہ بس
 صاحب کرم بہ اللغات لمر بالفتح توے و فرہ مستر و باز پس دادہ و واپس شدہ اسے
 ہمارا حمد و قرض اسے حزین کیا ہی جیسے خشک دانہ بکھیرنا زمین پر کہ نہ تو زمین کو اس سے کچھ
 فروغ و فرہ بھی ہی نہ خداوند زمین کو اس سے کچھ سروری سوائے اس اشارے کے کہ اسی قسم کا جو
 میں نے بکھیرا ہی اور تو ہی نے اسکی اصل بھلکو عدم سے دی تھی وہی پھر چاہتا ہوں تیرا دیا ہوا تو
 کھا لیا اور یہ دانہ بتانے کو لایا ہوں بطور نشان کہ ایسی نعمت کو پھر میری طرف کھینچ بس ایسی دعا
 خشک کو تو اسے نیکوخت چھوڑ کہ دانہ بکھیرے اور درخت ماسے نکلے اس واسطے کہ اگر دانہ نہیں
 رکھتا ہی تو اللہ تعالیٰ اس واسطے جو اس کے عہد میں کی ہر اسے تخم ماسے سے
 نخل بختے گا جیسا کہ فرمایا یوم یبکرک الانسان ماسے وہ دن یاد کرے انسان جو کمائی کی ہر جیسے
 مریم کہ انکو درد تو تھا دانہ نہ تھا مگر اس صاحب فن نے نخل خشک کو آن کے لیے سبز کر دیا
 اسکا یہی سبب تو تھا کہ وہ خاتون سخی و فادار حقین اللہ تعالیٰ نے بے مرادوں کو سیکڑوں
 مرادین دین بس وہ گروہ کہ وفادار ہوے ہیں تمامی انواع مخلوق سے اصل ہیں ایسے کہ وریاؤں کے
 شکم انکے خالی کیے ہوے ہیں جیسے حضرت موسیٰ کے حکم سے رود نیل اور جملہ میداتوں کے صحن
 انکے راز کو نہیں اٹھا سکتے تمام دریا و کوہ انکے مسخر ہیں اور یہ چار عنصر بھی بندے اس گروہ کے
 ہیں یہ تو ایک اکرام حق کا انکے حق میں ہر تا اہل انکار ان کو ظاہر دیکھیں اور وہ کرامتیں جو پوشیدہ
 ان کو ملی ہیں وہ تو حواس و بیان میں آتی ہی نہیں آدمی کام وہ رکھے جو ابدی ہو اور ہمیشہ نہ منقطع
 اور واپس دینے کے جیسے کہ دنیا کے معاملات ہیں بلکہ ایسے کہ دمہم انکو ترقی ہو کیونکہ وہ

بخشنده بڑا صاحب کرم ہو

مناجات

قولہ اے دہندہ قوت و تمکین و ثبات بہ خلق رازین بے ثباتی و نجات بہ اندران کارے کہ
ثابت بود نیست بہ قائمے وہ نفس را کہ متغیست بہ اندران کاری کہ دارد آن ثبات بہ قائمے وہ
نفس را بخشش حیات بہ صبر زان بخش و کفہ میزان گران بہ دار ہان شان از دم صورتگران بہ و زحودی
باز شان خرای کریم بہ تا نیا شد از حسد دیور جہم بہ در نعیم فانی و مال و جسد بہ چون ہی سوزند عامہ
از حسد بہ پادشاہان بین کہ لشکرے کشند از حسد خویشان خود را می کشند عاشقان لعبتان پر قدر بہ
کردہ قصد خون و جان یکدگرہ و لیس در امین خسرو شیرین بخوان بہ تا چہ کردند از حسد آن گمراہان بہ پس
فنا شد عاشق و معشوق نیز بہ کہ نہ چیزند و ہوا شان ہم تخریب پاک الہی کو عدم برہم زندہ مردم را بر عدم
عاشق کند بہ و در دل بیدل حسد ہا سر کند بہ نیست را و ہست را مضطر کند بہ آن زنہ نے کو ہم
مشفق تر نہ از حسد و دوزخ خود را می خورد بہ تا کہ مرداے کہ خود سنگین دلند بہ از حسد اندر کہ امین منزلند بہ
اللغات تمکین یا برجائے کردن و مقام سالکان متغی بالضم سرنگون و دوتا قدر بفتحین بلیدی
و نجاست و لیس نام عاشق را امین نام معشوق مشفق بالضم ترسندہ ظرہ بالضم ایک مرد کی دو عورتیں
ہندی سوت اسمعے آے پروردگار قوت و تمکین و ثبات دینے والے جس سے جان کو
صعوبات و مشکلات میں قوت ہوتی ہو مخلوق کو بے ثباتی سے نجات دے اور اُن کا مون میں
جنین ثابت قدم ہونا چاہیے اُن کے نفس کو کہ یہ اُس میں سرنگون و دوتا ہونے والا ہو قائمی دے
اور اس کام میں جو ثابت اور برقرار ہو اُس میں بھی قائمی دے اور سکو پیچے نفس کو حیات عطا کر
صبر اُنکو بخش اور پلہ اُنکی ترازو کا بھاری کر ترازو مراد طبیعت سے کہ طرف و اے سختی سہارینو اے
ہو جائے اور اُنکو صورتگران کے افسون سے چھڑا دے صورت گرا فلک یا نفس یا شیطان کہ قسم قسم کی
صورتیں گڑھتے رہتے ہین اور اے کریم حسودی سے بھی اُنکو چھڑا دے تا یہ حسد کے سبب سے
شیطان جیم نہو جائیں اُس دنیا کی فانی نعمتوں اور سال و حسد میں کس واسطے کہ عام لوگوں کے
حسد کی ہی چیزیں ہین پادشاہوں کو دیکھ جو لشکر کشی کرتے ہین اپنے خویشوں کو قتل کرتے ہین یہ
بھی حسد ہی کا سبب ہو اور جو عاشق صورتوں پر نجاست کے ہین وہ قصد خون و جان ایک دوسرے کا
کرتے ہین تو قصہ دیس در امین اور شیرین خمد و کا پڑھو کہ حسد کے مارے اُن گمراہوں نے کیا کیا
آخر یہ ہوا کہ عاشق معشوق و دونوں فنا ہوئے اس سبب سے کہ نہ وہ کچھ چیز تھے نہ ان کے دل کی چاہ

کچھ چیز مگر معبود میرا پاک ہے کہ وہ عدم کو لوٹ پوٹ کرتا ہے اور عدم کو عاشق عدم کا بناتا ہے عاشق کے
 دل میں حسد پیدا کرتا ہے کہ جسم کو جو نیست ہے اور جان کو کہ هست ہے دونوں کو مضطرب و عین کر دیتا ہے
 دیکھ وہ عورتیں کہ سب سے زیادہ ڈرتے والی ہیں کسی اپنی ضرر یعنی سوت کو کھاتی ہیں یہ حسد ہی
 تو ہی پھر غور کر مردوں کو کہ یہ کوسنگین و سخت دل ہیں یہ حسد سے کس منزل و مقام کو پہنچے ہوے
 ہیں **قولہ** گر نکر دے شرع افسونے لطیف ہے بر دریدے ہر کسے جسم حریف ہے شرع بہ دفع
 شرعے زندہ دیوار در شیشہ حجت کند از گواہ و از عین و از نکل و تابشیشہ در رو دیو فضول
 مثل میزانیکہ خوشنودے دوضدہ جمع مے آید یقین از ہزل وجدہ شرع را بچون ترازو دان
 یقین ہے تا بد و خصمان رہند از مکر و کین ہے گر ترازو نبود آن خصم از جدال ہے کہ رہد اندوہم و حیث و
 احتیال ہے پس درین مردار زشت و بیوفا ہائیمہ رشکست و خصمے وجفا ہے پس دران اقبال و لت
 چون بودہ چون بودا شے و جنہ در حسدہ آن شیاطین خود حسود کہنہ اندہ بیکرناں از رہزنی خالی نیندہ
 وان بنی آدم کہ عصیان گشتہ اندہ در حسود می نیز شیطان گشتہ اندہ از بنی برخوان کہ شیطانان پس
 گشتہ انداز مسخ حق باد یو جنس ہے دیو چون عاجز شود از اقتنان ہے استعانت جوید از انبیان ہے کہ شما
 یارید با مایارنے ہے جانب ما اید و جانب دارنے ہے اگر کسے مار نہرند اندر جہان ہے ہر دو کون شیطان
 بر آید شادمان ہے در کسے جان پر و شد و دین بلندہ نوحہ میدار عثمان دور شک مندہ ہر دو بخایند
 دندان حسدہ ہر کسے کہ داد ادا یب اورا خردہ **المعنی** یعنی یہ جو کما مردوں کے حسد کا کچھ
 ٹھکانا ہی نہ تھا واقعی ہے ان پر تو شرع شریف نے ایک افسون لطیف چھونک دیا ہے اس سے
 امن ہی نہیں تو ہر کوئی جسم اپنے حریف کا بھاڑ ڈالتا ہے یعنی شرع واسطے دفع شرکے تجویزین کرتا ہے
 اور حجت سے معقول کر کے دیو کو شیشے میں اتارتا ہے اور وہ حجت یہ ہیں گواہ اور قسم اور عذاب
 تا آپ دیو فضول شیشے میں گھس جائے تو مثل میزان کے ہے کہ دوضد سے خوش ہے یعنی جیسے
 وہ سنگ موزون سے راست ہوتی ہے ایسے ہی تیرا یقین بھی ہزل وجد سے جمع ہوتا ہے پس شرع
 کو بھی بہ یقین ترازو جان تو مخاصم ایک دوسرے کے مکر و کین سے نجات پائیں اور اگر یہ ترازو نہ تو
 وہ خصم بسبب جدال کے وہم و ظلم و حیلہ گری سے کیسے چھوٹے لاجرم اس مردار بد صورت
 بیوفا دنیا میں بالکل رشک و دشمنی وجفا ہی ہے آب بتا اس اقبال میں دولت کمان سے آئی جہان
 انسی و جتنی سب کے سب حسد میں مبتلا ہیں مخلصان کے شیاطین تو پرانے حاسد ہیں کہ آدم کے وقت
 سے کسی وقت رہزنی سے خالی نہیں اور جو بنی آدم کہ کثرت گناہ سے خود گناہ ہو گئے ہیں بھی خود ہی

شیطان ہی بن گئے ہیں تو قرآن سے اس حال کو معلوم کر کہ شیطان انسانوں کے مسخ حق سے شیاطین جن سے تاجنس ہو گئے ہیں جیسا کہ فرمایا وکذک جملنا کل نبی عدا شیاطین الانس والجن یوحی بعضهم اے بعض زخرف القول غورا لیسے ہی کیے ہم نے واسطے ہر نبی کے شیاطین الانس و جن کے خرد دیتے ہیں بعض اُنکے بعض کو دیو جب فتنہ اندازی میں عاجز ہوتا ہی تو انسیوں سے مدد چاہتا ہی کہ تم ہو تو ہمارے یار اور ہمارے جانب والے لیکن ہماری یاری و جانب داری نہیں کرتے پھر جو کسی کی رہزنی جہان میں کر پاتے ہیں دونوں قسم کے شیطان یعنی انسی و جتنی بڑے خوش ہوتے ہیں اور جو کسی نے ان سے جان بچالی اور دین میں بلندی پائی تو یہ دونوں رشکندہ نوحہ کرتے ہیں اور دونوں حسد سے دہاتے ہیں اُسپر جسکو کہ اسکے ادیب نے خرد دی

سوال کرنا پادشاہ کا مدعی پیغمبر سے کیا وحی چھکوا آئی ہے

قولہ شاہ پر سیدش کہ باری وحی چیت بنیا چہ حاصل دارد اُنکس کہ نیست بنیا چہ بخشد مر کے راد سخن بنیادین نصیح زبان کن یا لیکن بنیادین نفع از خدمتش یا صحبتش بنیادینکے تلج گشت چہ بودر تبتش بنیادین گفت آن خود بنیادین کو حاصل نشد بنیا چہ دولت ماند کو اصل نہ شد گیم این وحی بنیادین گنجو نیست بنیادین ہم کم از وحی دل ز بنور نیست بنیادین چونکہ وحی الرب الی النخل آمدہ است بنیادین خانہ و حیث پر از حلا شدہ است بنیادین او بنور وحی حق عزوجل بنیادین کہ در عالم را پر از شمع و عسل بنیادین کہ مناسبت بالا میرود و حیث پر از بنور کمتر کہ بود بنیادین تو اعطیناک کوثر خواندہ بنیادین پس چرا خشکے و تشنہ ماندہ بنیادین یا مگر فرعون نے و کوثر چو نیل بنیادین کوثر غشت و ناخوش اے علی بنیادین کہ بنیادین بیزار شود ہر عدد و کوندار دآب کوثر را کلو بہر کہ را دیدے ز کوثر سر خورد بنیادین محمد خوست با او گیر خوی تا احب اللہ آئی در حسیب بنیادین کہ ز درخت احمدی باوست سیب بنیادین ہر کہ را دیدے ز کوثر خشک لب بنیادین دشمنش سے دار بچون مرگ و تب بنیادین کہ از انکہ او جو چیل شد یا بول لب بنیادین دور شود و تا نیفتے در کرب بنیادین کہ باباے تو ہست و ما تو بنیادین او حقیقت ہست خون آشام تو بنیادین از خلیل حق بیاموز اے پسر بنیادین کہ خود او بزار اول از پدر بنیادین تاکہ انقض شد آئی پیش حق بنیادین تاکہ بر تو رشک عشق و دق بنیادین تا بخوانی لا الہ الا اللہ را بنیادین در نیابی منہج این را بنیادین اللغات دق با نفع استراض و مواخذہ اے پسر بنیادین کہ اس مدعی پیغمبر سے پادشاہ نے پوچھا کہ بھلا وحی کیا ہی اور اس شخص کو کہ نبی ہی نبوت سے کیا حاصل ہی یا وہ اپنی باتوں سے کسی کو کیا بخشا ہی سو اے زبان فیض کے کہ چاہے اسکو کہ راست کر اور اسکی خدمت یا صحبت سے کیا نفع ہوتا ہی یا جو اس کا پیرو ہوا وہ کیا رتبہ پاتا ہی اس نے کہا وہ کو انسی چیز ہی جو اسکو حاصل نہوی اور کو انسی دولت

رہ گئی جو اسکو نہ پہنچی تین نے مانا کہ وحی نبی کی بالفرض کجور نہیں ہے تو وہ وحی جو زنبور کے دل کو پہنچی تھی اس سے کیا کم ہے اسکو نہیں غور کرتا جیسا کہ اوسے رہک اے النحل ان اٹھنے سے الجبال پہتا وحی کی پروردگار نے تیرے طرف زنبور عسل کے یہ کہ اختیار کر پھاڑوں سے گھر قرآن میں آیا ہے اور گھر اس کی وحی کا پرچلو اہو کیا ہے اب دیکھو تو اسی نور وحی حق عزوجل سے کیسا جہان پر شہد و شمع ہو رہا ہے اور یہ پیغمبر کہ نبی آدم ہے جسکو ولقد کرمانا بنی آدم فرمایا ہے یعنی بزرگی دی ہم نے بنی آدم کو یہ تو نہایت بلندی پر پہنچا ہے پھر وحی اس کی زنبور سے کمتر کیسے ہوگی اور کیسے جہان روشنی و شیرینی سے نہ بھر جائیگا تو نے انا اعطیناک الکوثر یعنی عطا کیا ہم نے تجھکو کوثر کیا نہیں پڑھا ہے پھر کیوں خشک و تشہد ہو رہا ہے کیوں نہیں سیراب ہوتا یا شاید تو فرعون ہے اور تیرا کوثر نیل اسے غلیل پھر خون و ناخوش ہو رہا ہے بس تو بہ کردار بردشمن سے بزار ہو کہ اسکو اب کوثر پینے کا خلق ہی نہیں دیا ہے اور جس کو کوثر سے سرخرو کیا ہے وہ محمدؐ خود ہے اس کے ساتھ خود کوثر صاحب اللہ کے حساب میں داخل ہو جیسا کہ فرمایا ہے من احب اللہ احبہ جو کوئی دوست رکھے گا اسکو واسطے اللہ کے دوست رکھے گا اور اسکو کس واسطے کہ اس کے پاس درخت احمڑی کا سیب ہے اور جس کو دیکھئے کہ یہ کوثر سے خشک لب و محروم ہے اسکو ایسا دشمن جان جیسے مرگ و تب کو دشمن جانتے ہیں اس سبب سے کہ وہ ابو جمل یا ابولب ہے اس سے دور ہی رہ تو رنج و کرب میں نہ پڑے اگرچہ وہ تیرے باپ ان ہی کیوں نہ ہوں اس واسطے کہ وہ تیرے خون کے پینے والے ہیں تو اے پسر خلیل حق سے اس بات کو سیکھ کہ وہ اول ہی اپنے باپ سے بزار ہو گئے تھے تو تو بغض اللہ ہو کے سامنے حق کے آئے اور رشک عشق کا بھو سے مواخذہ نہ کرے اور معرض نہوا ورجب تک تولانہ کہے گا یعنی نفی غیر کی کر کے الا اللہ کے ساتھ اثبات حق کا نہ کرے گا راہ راست

ہرگز نہ پائے گا اصل یہی ہے

حکایت اس عاشق کی کہ اپنے معشوق کو خدمتین اور وفاداریاں اپنی جتاناً تھا اور راتوں کی بچنیاں بچانے جنوہم عن المضاجع کی سناتا تھا یعنی جدا کر کے ہیں وہ پہلو خواہگا ہوں سے

قولہ آن یکے عاشق بہ پیش یار خود بی شمر د از خدمت و از کار خود کہ برائے تو چنین کردم چنان کہ تیرا خودم درین رزم و سنان نہ مال رفت و زور رفت و نام رفت نہ بر من از عشقت بسے ناکام رفت نہ بیج صبح غمتہ یا خندان نیافت نہ بیج شامم بر سر و سامان نیافت نہ آنچہ او نوشیدہ بود

اگر تلخ و درود و در حضور او یکایک می شمر و زبر اسے منتہی بل می نمود و بدین درشتی محبت حد مشہود و عاقلان را
 یک اشارت بس بود عاشقان را تشنگی زبان کے رو و بے کند تکرار گفتن بے لال کے
 از اشارت بس کند حوت از زلال و صد سخن میگفت نان در دکن و در شکایت کہ نہ گفت یک سخن و
 آتش بودش نمی دانست چیست و یک چون شمع از آفت او میگزیست و بعد گریه گفت اینہما رفت
 یک و این زمان ارشاد کن لے یار نیک و ہر چہ فرمائی ہر ان استادہ ام و بر خط تو پاؤں
 بہنہادہ ام و گر در آتش رفت باید چون خلیل و و چو یحییٰ میکنے خونم سبیل و و چو یوسف چاہ و
 زندانم کنے و و ز نفرم عیسے مریم کنے و رخ نگر دامنہ گردم از تو من و بہر فرمان تو دارم جان و تن و
 اے ایک عاشق اپنے معشوق کے سامنے اپنی خدمتیں اور اپنے معاملے بیان کرتا تھا کہ
 میں نے تیرے لیے یہ کیا اور وہ کیا اور اس عشق کی لڑائی میں تیرا سنان کھائے مال بھی گیا
 زور بھی گیا نام بھی گیا تیرے عشق میں مجھے بہت چیزیں ناکام کیں مثلاً در و زور نام خود اخصین کا
 کچھ حوصلہ اور ارمان نہ نکلا کسی صبح نے جھکوجین سے سوتا یا خوشی سے خندان نہ پایا نہ کسی شام
 نے جھکوسر و سامان پر پایا غرض جو کچھ اُس نے تلخ و درودت عشق میں پیا تھا سب بیان کر رہا تھا
 اور یہ بیان اسکا یہ نہ تھا جو معشوق پر منت و احسان رکھتا ہو بلکہ محبت کی درستی پر سیکڑن شاہ
 و گواہ دیتا تھا اور یہ بھی یہ کہ عقل نہ دن کو تو ایک اشارہ کافی ہوتا ہو گر عاشقوں کی تشنگی اشارے سے
 کب جاتی ہو وہ بے لال انبی باتوں کو بار بار کہتا ہی تھا جھلی ایک اشارے میں آب زلال
 سے بس کب کرتی ہو سیکڑن باتیں تو اپنے درد کن کی کہ رہا تھا اور شکایت یہی کہ ایک بات
 بھی نہ کہ پانی ایک آگ اُس کے درون میں تھی اور وہ نہیں جانتا تھا کہ کیا ہو لیکن شمع کی طرح
 اُس کی گرمی سے رونا تھا آخر بعد گریہ کے کہا یہ سب تو جو کچھ تھا گذر گیا لیکن اسے یار نیک
 اس وقت کچھ ارشاد کرتا بجا لاؤں میں حاضر موجود کھڑا ہوں اور تیرے خط پر پاؤں دوسرے رکھے ہوئے
 خط فرمان سے باہر نہیں اگر تو خلیل کے مانند آگ میں گھسنے کو کہے یا یحییٰ کے مثل خون میرا
 وقف کر دے یا یوسف کی طرح چاہ زندان میں رکھے یا محتاجی سے عیسے بن مریم جھک کر کے
 میں کسی حال میں نہ نہیں پھیروں گانہ تجھے پھرون گامیری جان اور میرا تن تیری ہی فرمانبرداری کے
 واسطے ہو قولہ گفت معشوق اینہمہ کر دے ولیک و کوس را بکشا و اندر یاب نیک و کاخہ
 اصل عشقت و ولاست و آن نہ کر دے انچہ کر دے فرماست و گفت آن عاشق
 گو آن اصل چیست و گفت اصلش مردست و نیستیت و اینہمہ کر دے نہ دردی زندہ و بان ہمراز یار

جان باز نہد نہ کر میرے زندگی یا بی تمام نہ نام نیکوی تو ماند تا قیام نہ چون شتو آن عاشق بخویشتن نہ
 آہ سردے بر کشید از جان و تن نہ ہمدان دم شد دراز و جان بداد نہ بچو گل در باخت جان خندان نہ
 شاد نہ ماند آن خندہ برو وقت ابد نہ بچو جان پاک احمد با احد نہ نور مہ آلودہ کے گرد و ابد نہ کوزند این نور
 بر ہر نیک و بد نہ از جملہ پاک و اگر دہماہ نہ بچو نور عقل و جان سوے اکہ نہ وصف پاکی وقت پر نور
 مست نہ تابشش گر بر نجاسات رہست نہ زان نجاسات وہ آلودہ کے نہ نور را حاصل نہ کرد و بدر گئے
 ارجے بشنید نور آفتاب نہ سوے اہل خویش باز آمد شتاب نہ ز کھنہا برونگے ہمانہ نہ ز نگشتنا
 بدور نگی ہمانہ نور دیدہ نور دیدہ باز گشت نہ ماند در سو اے اوصحرا و دشت نہ چونکہ زین دیرانہ نورش
 باز گشت نہ ماند در صحراے دیدہ باز گشت المعنی معشوق نے اُسکی باتیں سن کر کہا یہ سب تو
 تو نے کہا لیکن کان اپنے اچھی طرح کھول کے سن اور سمجھ کسو آسے وہ کام جو اہل صل عشق محبت کا نہ
 وہ تو نے نہ کیا فر عین اُسکی کرتار ہا عاشق نے کہا بتا وہ صل کیا ہو کہا اصل اُسکی مرنا اور نیست ہونا ہو
 بس اور تو سب کچھ تو نے کیا لیکن تو مرا نہیں خبر دار ہوا اگر یار جاننا نہ ہو تو مر جا اگر مر جائے گا پوری زندگی
 پاگے گا اور قیامت تک نام نیک تیرا قائم رہے گا جب اُس عاشق بخود نے یہ بات سنی تو ایک
 آہ سرد اپنے جان و تن سے کھینچی اور اُسی وقت لب پڑ گیا اور جان دیدی اور گل کی طرح ہنسی خوشی
 جان کھودی کہ مرتے دم تک خندان رہتا ہوا اب یہ خندہ اُسپر وقت ابد ہو گیا ابد تک رہا یعنی ہمیشہ
 ہمیشہ خرم و خندان رہیگا جیسے جان پاک احمد کی احد کے ساتھ شاد و خندان ہوا اب فرماتے ہیں نور ماہ
 کبھی ہرگز آلودہ نہیں ہوتا گو یہ نور ہر نیک و بد پر پڑتا ہو وہ سب سے پاک جیسا تھا ویسا ہی ماہ کی طرف
 لوٹ جاتا ہوا ایسے ہی نور عقل و جان کا خدا کی طرف لوٹ جاتا ہوا پاک صاف و صاف پاکی کا نور ماہ پر
 وقت ہوا اگرچہ چمک اُسکی راہ کی نجاستوں پر پڑتی ہو مگر ان نجاستوں اور آلودگی کی راہوں سے نور
 میں اُسکے کچھ بدرگی و بُرائی نہیں ہو جاتی ایسے ہی نور آفتاب نے جہان ارجی سنا یعنی رجوع
 کرتو بس اپنی اصل کی طرف پھر فوراً لوٹ کے آ جاتا ہوا نہ گھوڑوں سے اُس پر کوئی تنگ رہا
 نہ گلشنوں سے اُسکے پاس کوئی رنگ رہا وہ پہلے ہی سے نور دیکھا ہوا تھا اب جو اُس نے پھر نور
 دیکھا فوراً لوٹ گیا اور اُسکے سودا میں صحرا و دشت حیران رکئے اور ہر گاہ اُس دیرانے سے
 نور اُسکا لوٹ گیا تو اب صحراے دیدہ میں اُسکی باز گشت رہی کہ جب آدمی اگلہ کھولتا ہوا اُس کے
 بد تو سے ہر چیز کو دیکھتا ہو

ایک شخص نے ایک عالم سے پوچھا کہ اگر کوئی نماز میں روئے تو

عقل سے کہ تو یہ سیکھ کر ان عقل اس طرف سے اس عقل کو بیان مددگار مت کر چھوڑ دے اس سے کہ گریہ عقل کے
 منہ کی کشتی با فرج منہ سے کہ ہوتا ہے اور اس کے گریہ نفسی ہر نہ فرج سے بھر عقل کیا جانے اس گریہ کو جو عین
 الخیر ہے نہ نہایت نگین اور اس مزہ دار اسکو تو روح ہی جانتی ہے کہ اسکا گریہ ادراسا کا خندہ
 اس حرف کا ہر کہ ہم عقل سے وہ جانب پاک و مبرا ہے بھرا اسکا آب دیدہ کیسے آبدیدہ اسکا ہوگا جھلا دیدہ
 اندھے کا کہیں دیدہ ہو سکتا تو وہ جو کچھ دیکھتا ہے تم اسے چھو نہیں سکنے نہ قیاس و عقل نہ راہ جو اس سے
 عقل و حواس کا تو ایسا حال ہی جیسے شب کہ جہاں نور صبح کا دور سے نمود ہوا پس یہ بھائی بھیر
 ظلمت شب کی حال نور کا کیا جائے چھرنے جہاں طہیت ہوا کی تیزی دیکھی اور بھگا بھیر بھیر ہوا کے
 منہ کے کیا بچا ہے ایسے ہی جب قدیم آیا یہ حدث جو ناپاک ہے عیث ہو گیا لاجرم حدث کسی قدیم کہ
 کیا جائے جب حدث پر قدم حملہ کرتا ہے اسکو حیران کر دیتا ہے اور جب کہ اسکو نیست کر دیا تو اپنا
 ہر رنگ بنا لیتا ہے ایسے ہی اگر تو چاہے تو سیکھو ان نظریں پائے گا لیکن میں اسے فقیر و غنیمین
 رکھتا ہوں کافی ہیں تو کہ میں الم دم این حروف ہر چون عصا سے موئے آمد و وقوف ہر حرفا
 ماند بدین حروف از بدین ہر لیک با شد و صفات این زبان ہر کہ گیر او عصا کے زامتحان ہر
 کہ بدین حروف عصا وقت ہر ان ہر عصا نیست این دم نہ با دہر دے ہر کو بر آید از منہ
 یا نیست و این الم دم ہر ان ہر عصا نیست از حضرت موبے البشر ہر الف لامی چہ سے ماند
 بدین ہر اگر تو چاہداری بدین چشم بدین ہر کہ چہ ترکیب حروفست ای ہمام ہر می فاید ہم ترکیب حوام نیست
 ترکیب ہم و پوست ہر کہ چہ در ترکیب ہر تن جنس اوست ہر گوشت دارد پوست دارد استخوان ہر
 ہر این ترکیب را باشد جہاں ہر کا نذران ترکیب باشد معجزات ہر کہ ہمہ ترکیبہا گشتند مات ہر چہنین
 ترکیب ہم الکلیب ہر ہست ہر بال او دیگر بال شیب ہر ناکہ زین ترکیب آمد زندگی ہر بچہ نفع صور در دماندگی
 از دہا گرد شگافہ ہر ہر را چون عصا حم از داد خدا ہر ظاہر ہر ماند بظاہر ہر دلیک ہر قرص نان از قرص مس
 دور ست نیک ہر گریہ او خندہ کا لفظ او ہر فم او و خلق او و خلق او ہر عقل او ہر دم او و حس او ہر نیست
 از وے ہست محض صنع ہو چہ چونکہ ظاہر ہر اگر قلند احقان ہر آن نقایق ماند انالیشان پس نہان ہر
 لاجرم بچہ گشتند از غرض ہر کہ دقیقہ فوت شد از مفروض ہر ہا تو گویم در مثالش قصہ ہر تا بگیر سے زین
 بیام قصہ ہر قصہ باطل و با عرض میب ہر قصہ بس دور و لیکن بس قریب ہر این سخن پایان ندارد
 باز گرد ہر کان کینزک با خر خاتون چہ کردہ اللغات منقرض ہر انعم فرض کردہ شدہ ہمیب در ہر ہر ہر
 اسنے چہ ہر فہاتے ہر کہ جیسے الف لام میم اور حایم کے حروف اپنی استادگی اور

حکایت مرید کی جس نے اپنے پر کو روٹے دیکھا

قوله یک مریدے اندر ہمیشہ پیر اندر گریہ بود و در غیر شیخ ما چون دید گریان آن مرید بگشت گریان آب در چشمش دویده گوش در یکبار خند دگر دویده چونکہ لاغ اٹا کند یا رسے پیارے بار آؤں از رہ تقلید و سوم نہ کہ ہے بیند کہ سے خند نہ قوم نہ گزیند و همچو ایشان آن زمان نہ بخیر از حالت خند نہ گنج باز او پرسد کہ خندہ بر چه بود پس دوم کرت بخند چون شنود پس مقلد نیز مانند کرسست ہا اندران شادے کہ اور ارہبرست نہ پر تو شیخ آمد و منہل در شیخ نہ قبض و شادی نہ مریدان بل در شیخ نہ تو شیخ است و آن تقلید شیخ نہ چون بہ بین شادے از تائید شیخ نہ چون سید پر آب و لوز سے برز جاج نہ گز خود دانند آن باشد لجاج نہ چون جدا گرد و جدا نہ خود نہ کا نہ روان آب خوش از جو سے بود و ابلیس ہم بدانند از خوب نہ کان مع بود از نہ تابان خوب نہ اللغات لاغ بازی سوم بالفتح وقت ظاہر کرنا منہل بالفتح چشمہ سبقتختین ہندی ڈلیہ تر جاج بضم قندیل و شیشہ وغیرہ کلج کے لجاج بفتح سیتزہ مع روشنی و تابش املعنے ایک مرید پر کے پاس آیا اور پر کو روٹے چلائے پایا یہ بھی پیر کی دیکھا دیکھی روٹے لگا اور آٹنوا کھون میں بھر لایا یہ روٹے ہنسنے کا ایسا حال ہر شنوا آدمی تو ایک دفعہ ہنستا ہی اور بہرا دو دفعہ اس وقت میں کہ جب کوئی یا کسی یار کے ساتھ کھیل بناتا ہی پہلی دفعہ تو بہرا دیکھا دیکھی نہ کلفت و زبردستی ہنستا ہی جو اردون کو ہنستے دیکھتا ہی اور اس سے بیخبر کہ یہ لوگ کیوں ہنستے ہیں پھر وہ جب پوچھتا ہی کیا بات تھی کیوں ہنستے تو اس بات کو سنکر دوبارہ ہنستا ہی تا جرم مقلد اور بہرے کا ایک حال ہی اس خوشی میں جو اسکی راہبر ہوئی ہی اور اسکو ہنسایا ہی پس اس مرید پر بھی بہر تو شیخ کا آیا اور آب چشمہ شیخ کا اس لیے کہ قبض و شادی مریدون کی مریدون سے نہیں ہوتی ہی بلکہ شیخ سے ہوتی ہی اگر مرید کشود شادی کی شیخ سے دیکھے تو بہر تو شیخ ہی کا ہی اور اسی کی تائید و تقلید جیسے ڈلیہ پانی کی بھری یا نور کسی قندیل وغیرہ پر اگر اپنا اسکو جانیں تو نادانی ہی جب وہ ڈلیہ پر آب نہر سے الگ ہوگی تو وہ جانگی کہ یہ آب خوش میرا نہ تھا نہ کا تھا ایسے ہی وہ قندیل جانگی جب ماہتاب ڈوب جائے گا کہ وہ جھک و روشنی میری نہ تھی ماہ کی تھی قوله چونکہ چشمش را کشاید امر قم بپس بخند چون سحر بار دوم نہ خندہ آید ہمبران خندہ خودش نہ کہ بران تقلید برے آمدش نہ گوید از چندین رہ دور و دراز نہ کاین حقیقت بود این اسرار و راز نہ من زبان وادے چگونہ خود ز دور نہ شادی لے کر دم از عیان و سور نہ من چہ مے کر دم خیال و این چہ بود درک سستم سست نقشی مے نمود طفل راہ فکر مردان کجاست نہ کو خیال او کو تحقیق

راست بے طفل را چہ فکر آید و ضمیر بے تا چو اندیشہ کند بچہ نگہ بیز فکر طفلان دایہ باشد یا کہ شیر بامیرو
جو زیار گریہ غیر بے آن مقلد ہست چون طفل علیل بچہ گریہ دارد بحث باریک و دلیل بے آن تعمق در دلیل
و در تشکیل بے از بصیرت مے کند اورا کیل بے مایہ کان سرمہ سرویسیت بے برو و در اشکال
گفتن کار بست بے اے مقلد از بخارا باز گرد بے رو بخوارے تاشوے تو شیر مرد بے تا بخارے دگر بے
درون بے صفدران در مجلس لایفقون بے پیک اگرچہ در زمین چابک تگست بے چون بدر یافت
بگستہ رگست بے او حملنا ہم بود فی البر و بس بے انگہ محسوس در بحر اوست کس بے بخشش بسیار
دارد و بے اے شدہ در وہم و تصویرے و تو بے اللغات تشکیل بکسرتین رسن سپ و دگر و فرب
کیل رفع کرنا اے المعنی یعنی بالفعل تو اس مقلد کی انگھیں مچیں جبا مرقم جو بر و زبعت ہو گا وہ اسکی
انگھیں کھولیکا تو دوبارہ مثل سحر کے پھر بنسے گا اور یہ ہنسی اسکی اپنی ہنسی پر ہوگی جو تقلید کی راہ سے
اُسکو آتی تھی اور کہے گا اللہ اللہ حقیقت و اسرار و از مجھے اتنی راہ دور و دراز پر تھے اور میں اُن سے
اتنی دور اس جنگل میں اپنے اندھے پن سے شادی و خوشی کرتا تھا میں کیا خیال کرتا تھا اور یہ کیا عفتا
میرا درک سست ایک نقش سست مجھ کو دکھا رہا تھا طفل راہ کو فکر مردن کی سی کہاں ہوئی ہر کہاں
اسکا خیال کج اور کہاں تحقیق راست طفل کے دل میں ایسی فکر کب آتی ہے تو جیسے کہ یہ سوچتا ہے وہ سوچے
طفل کی فکر بس یہی تو دایہ یا شیر یا انگور اُخروٹ یا روننا چلانا اسکے سوا اور کیا بس مقلد طفل ہے اور طفل بھی
علیل اگرچہ باریک باریک بحث اور دلیلین کرے اور یہی تعمق اور غور جو دلیل و دگر و فرب میں کرتا ہے
اسکو بصیرت یعنی بینائی دل سے رفع اور دور کر رہا ہے وہ بایہ کہ سرمہ اُسکے بھید کا ہی یہ تعمق اُسکو
کھو کے شکل گفتگو کو عمل میں لانا ہے اب فرماتے ہیں اے مقلد تو بخارا سے جہان بڑے علم دھنر اور بحث و
دلائل میں لوٹ اور خواری اور ذلت کی طرف چل تو شیر مرد ہو جائے اور دو سرا بخارا دیکھے جسکے
اندر مجلس ہے کہ بڑے بڑے صفدران کے آگے لایفقون ہیں یعنی کچھ نہ جاننے والے جیسے
قاصد خشکی میں بڑا چابک قدم ہوتا ہے جب دریا میں پہنچا تو گستہ رگ ہو گیا پھر چالاک
نہیں چلتی وہ حملنا ہم نے البر سے ہے اور بس یعنی خشکی و آرام کا چلنے والا اور جو بحر میں محمول ہے
لے معرض ہلاک کا رہنے والا وہی آدمی ہے اس شعر میں اقتباس ہے آیہ کریمہ و لقد کرنا
نبی آدم و حملنا ہم فی البر و البحر بیشک بزرگی دی ہم نے نبی آدم کو اور باریک ہم نے اُنکو خشکی و
تری میں آن بحرین پر بخشش پادشاہ کی از بس سبزل ہے اور اے فلان تو اپنے وہم و تصور
ہی میں دھمرا ہوا جاتا ہے

بقیہ حال مقلد در گریہ کا

قولہ کہ ان مرید سادہ از تقلید نیز بگریہ سے کہ و وفی آن عزیز ذی او مقلد و از بھون مرو کہ گریہ میدید و
 بموجب بنجر بھون بسے بگریست خدمت کرد و رفت بہ از پیش آمد مرید خاص گفت کہ گریان
 بجز بنجر بھون از وفات گریہ شیخ از نظر اللہ اللہ اللہ دافعی مرید بھون و تقلید سستی مستفید نہ تا نگوئی دیدم
 آن شہ میگریست بہ من جو ادب گریستم کین منکریست بگریہ کہ چہ عمل و تقلید بہت دظن نہ نیست بھون
 گریہ آدمو من بہ توفیاس گریہ بر گریہ مساز بہت است این گریہ بدان راہ دراز بہت است آن از بعد سے
 سالہ جہاد بہ عقل اینچا بہ نتواند قتاد بہت زان سوی خرد صد مرحلہ بہ عقل را با در کن این جا بلہ بہ
 گریہ از زخمست و ز فرح بہ روح و اند گریہ عین الملح بگریہ او خندہ اولان سر نیست نہ ناچہ وہم عقل باشد
 او بر نیست بہ آب دیدہ او چہ دیدہ او بودہ دیدہ نادیدہ دیدہ کے شود بہ اچہ او بیند تان کردن مساس
 ز توفیاس عقل و ز راہ حواس بہ شب گریہ بچونکہ نور آید ز دور بہ پس چہ داند ظلمت شب حال نور بہ
 بیشہ بگریہ ز باد باد بہ پس چہ داند پیشہ فوق باد بہ چون قدیم آید حدت گرد و بحث بہ پس کجا
 داند قدیمے را حدت بہ بر حدت چون ز قدیم و نگش کند نہ چونکہ گردش نیست ہم رنگش کند نہ بگریہ
 تو بیانی صد نظیر و لیک سن بردانہ ارم اسے فقیر اللغات و ہافتہ زیر کی وجودت طبع عین الملح
 گریہ کین مساس چھونا لغتہ آب فرماتے ہین کردہ مرید تقلید سے بھی سادہ تھا اصل غرض اسکی
 تقلید سے بھی نہ تھی بس اتنا ہی کہ پیر کو روتے دیکھا اسکی موافقت سے خود بھی رونے لگا ہاں مثل مقلد
 اور بہرے کے جکا ذکر اد پر کیا ہی ایک گریہ دیکھتا تھا اور روتا تھا مگر موجب گریہ سے محض بنجر جب
 بہت سا رولیا قدم چوم کے چلا اسکے پیچھے ہی ایک مرید خاص گرم سوختہ برشتہ آیا اور کہا کہ لے
 گریان بھون ابرا در سبب گریہ سے بنجر شیخ کو گریان دیکھا اسکی موافقت سے گریہ کوئے لگا بس لے
 مرید وفادار اگرچہ تو تقلید ہی لیکن اللہ اللہ کیسا اس تقلید میں تو مستفید ہوا ہی ہرگز مت کنا کہ میں نے
 اس شاہ کو رونے دیکھا بس اسی کی طرح رونے لگا کس واسطے کہ یہ منکری ہی تھی جانتا ہی کہ جو گریہ جمل
 اور تقلید و گمان سے ہی لینے روتا ہو اور نہیں جانتا کیوں روتا ہوں یاد دیکھا دیکھی یا گمان سے روتا ہو وہ
 گریہ ایسا نہیں ہی جیسا کہ یہ اس امانت دار عشق کا ہی اور عشق کا امانت ہونکہ یہ انا عرضنا الا امانت
 سے ثابت اس لیے اسکو موتمن کہا ہی تو اس گریہ کو اس گریہ پر قیاس مت کر اس گریہ اور اس گریہ
 میں بڑی راہ دور و راز ہو وہ گریہ تو بعد جہاد سی سالہ یعنی ایک قرن نفس کے ساتھ جہاد اکبر کرتے
 سے حاصل ہوا ہی پھر عقل و قیاس یہاں کیا اتفاق کر سکتا ہو جو اسکو اس پر قیاس کیا جائے

قیام میں مثل عصا سے موسے کے ہیں راست و مستقیم اور مثل ان حرفوں کے اور حرف بھی خارج و
 ظاہر میں ہیں لیکن جو صفات ان کے ہیں ان سے جو خارج ہیں ان میں یہ صفات کما ان ان کے صفات
 سے وہ ظاہر والے عاجز ہیں اگر کوئی عصا ہاتھ میں لے اٹھاتا تو یہ عصا اُس عصا کے مانند کب ہوگا
 یہ دم تو نیسوی ہی جس سے مردہ زندہ ہوتا ہی نہ ایسا جیسے ہوا ہر دم کی کہ چاہے خوشی سے نکلے چاہے
 غم سے بس یہ عالم و خم تو اسے پدر اُن سے آیا ہی جو موسے بشر کے ہیں موافق حدیث سن کنت مولاء
 کے پھر ہر الف لام اس سے کیا مشابہت رکھتا ہی بس اگر توجان رکھتا ہی تو ان انگھون سے اُسکو
 ست دیکھ اگرچہ اُنکی ترکیب بھی ایسی ہر دار حروف سے ہی اور ایسی ہی معلوم ہوتی ہی جیسے ترکیب عوام
 کی کہ حرفوں کو ملا لیتے ہیں دیکھ تو بظاہر محمد کی ترکیب گوشت پوست سے ہی اور اس ترکیب میں ہر شخص
 اُنکی جنس ہی کہ گوشت بھی رکھتا ہی اور پوست و استخوان بھی لیکن یہ ترکیب محمد کی سی ترکیب کما ان جو
 اس واسطے کہ اُنکی ترکیب میں تو وہ معجزات ہیں جن سے سب ترکیبیں مات ہو گئیں ایسی ہی ہم داکتاب
 کی ہی کہ یہ سب پر بالا ہی اور سب اس سے پیچھے اس سبب سے کہ اس ترکیب سے تو زندگی ہوتی گئی اچھا
 حیات ہی اور در ماندگی میں مثل نفع صور کے جس سے مردے زندہ ہو جائیں گے یہی اُردہ ہو جاتا ہی اور یہی
 دریا کو بچا رہتا ہی مثل عصا کے یعنی تم خدا کے دین سے ظاہر اُسکا تو شاہ ظاہر سے ہی لیکن قرص تان
 سے قرص ماہ نہایت دور ہی اُسکا گریہ خندہ لطف و فہم اور خلق و خلق اور عقل و دہم اور حس و
 صنعت الہی سے ہی نہ اس سے اب جو احمقوں نے ظاہر کو بکھلیا ہو وہ دقائق ان سے بالکل
 چھپے رہ گئے لاجرم غرض سے عجوب ہو گئے کس واسطے کہ وہ دقیقہ فرضی باتوں میں فوت ہوا
 اب تجھے اسکی مثال میں ایک قصہ کہوں تو میرے اس بیان سے تو قصہ حاصل کرے اور وہ قصہ
 ایک طول و عرض کے ساتھ ہی اور ڈرونا ہی قصہ تو بظاہر نہایت دور ہی لیکن بہت ہی قریب
 یہ شعر اس بات کے عذر میں ہی کہ قصہ بعد کا بظاہر لایینی ہی چنانچہ کلام سابق سے گریز کر کے فرمایا کہ اس
 سخن کی تو بایان نہیں حکایت کنیز اور گدھے خاتون کی بیان کر

حکایت اس کنیز کی جو اپنی خاتون کے گدھے سے شہوت رانی
 کرتی تھی اور اُسکو جماع آدمیوں کا سا سکھایا تھا

تو کہ یک کنیز شد خرمے بر خود فلندہ از فور شہوت و فرط کزندہ آن ختم نہ را بیکان خمدہ
 بودہ حسنہ جماع آدمی پے بردہ بودہ یک کدوے بود حیلست سادہ را بدو ذکر کردے پے
 اندازہ را بدو قضیہ بش آن کدو کردہ عجوزہ تار و ندیم ذکر وقت سپوزہ گروہمہ نخت خواندہ سے کہ

ہم رحم ہم رود ہا را برودہ خرمی شد لاغر و خاتون او بماند حیران کہ چون خوشتر ہو موہ غلبہ اندان را نمود آگہ
کہ چیست بہ علت خرم کہ نتیجہ اش لاغر نیست نہ هیچ علت اندر و ظاہر نہ شد نہ بیکس از سر او حیرت نہ شد نہ
در تفحص اندر افتاد و بچہ شد تفحص را دادم مستعد بہ جد را باید بجان بندہ بودہ آگہ جد جویندہ یا بندہ بودہ
چون تفحص کرد از حال اشک بہ دید خفتہ زیر آن خرم کسک بہ از شکاف در بید آن حال را بد بس
عجب آمد ازو آن زل را بہ خرمی کا پد کینک را چنان کہ بقفل در سم مردان یا زنان بہ در حسہ
شد گفت چون این گفت بہ پس من اولتر کہ خرمک نفست بہ خرم مذکب گشتہ او آموختہ بہ خوان
نمودہ است و چراغ افروختہ بہ اللغات سپوز سپوزین بزور فرو بردن در چیزے دیزور آوردن
لخت بالفتح گز آہنہ اشک بکس اول دفع ثانی در ترکی خرم کسک اغلب کہ نام اس کینز کا ہو گزند
سرخ دافت اسلحہ ایک چوکری گدھے کو اپنے او پر ڈالنے والی ہوئی یعنی گدھے کو جملع پر
لگا لیا تھا بسبب شدت شہوت اور فرط گزند سے کہ ایسا نہواور جگہ کوئی آفت و سنج پیدا ہوئے
اس خرم نے بھی مفت سمجھ کے اپنی عادت کر لی تھی اور آدمی کا سا جملع سیکھ گیا تھا اس کینز حیلہ سا
کے پاس ایک کدو تھا کہ اندازے کے موافق اُسکے ذکرین کر دیتی تھی اور اس واسطے کدو کو اُسکے
ذکرین دے عجز کر دیتی تھی تا وقت دخول و خروج کے آدھا ذکر اندر جائے کہ اگر بالکل جسٹری یعنی
ذکر خرم اندر اُسکے جائے گا تو رحم اور آنتین سب کو بھاڑ ڈالے گا بس اس سبب سے کہ عہاد بلا ہوا
جاتا تھا اور بی بی اُسکی حیران کہ یہ گدھا میرا بال سا لاغر کیوں ہوا جاتا ہر غلبہ دون کو دکھایا آگاہ کیا
کہ اس گدھے کو کیا علت و بیماری ہو جسکے سبب سے یہ لاغری ہو لیکن کوئی علت اس میں ظاہر
نہوئی نہ کسی نے اُسکے بھید سے کچھ خبر دی خاتون بجد اس جستجو کے در پے ہوئی اور ہر دم اس جستجو میں
مستعد تھی اب مقولہ مولانا کا ہر آدمی کو چاہیے کہ جد کا بجان و دل بندہ ہو جائے اس واسطے کہ
جد جب جویندہ ہوتی ہو تو ضرور یا بندہ ہوتی ہو آخر جب بہت سی جستجو گدھے کے حال سے کی تو
دیکھا کہ نہ کسک جو بکاف تصغیر نام چوکری کا ہر اُسکے سنجے پڑی ہو اُس نے دروازے کی درز
سے یہ حال دیکھا دیکھ کر اُس نال کو از بس تعجب ہوا کہ کیسے یہ گدھا اس کینزک سے جملع کرتا ہو
جو موافق عقل و رسم مردوں کے ہو عورتوں کے ساتھ آسکو بڑا حد ہوا اور کہا کہ جب یہ بات اس
گدھے سے ممکن ہو تو میں اس کینز سے اولے تر ہوں اس واسطے کہ گدھا میری ملک ہو کسی چھی
بات ہو کہ گدھا سیکھا سدا ہوا ہو گویا خوان لگا ہوا ہو اور چہ راغ جلتا سب سامان تیار
قولہ گردنا دیدہ در خانہ بکوفت بہ کاے کینزک چند خواہی خانہ روفت بہ از پے رو پوش

یہی گفت این سخن بکاسے کنیزک آدم در بازن بکرو خاموش و کنیزک را گفت بزار از بہر طبع خود نہفت ہا
بس کنیزک جملہ آلات فساد بکرو نہان ہمیش شد در رکشا دہر و ترش کردہ و دیدہ پر زخم ہا لب فروانگہ
سینے صاعق بکرو گفت او نرمہ جبار و بے کہ من بکشا راے رونق بہر عطر بکرو نگاہا جامہ سپ
اور درواکشادہ گفت خاتون زیر لب کاسے اوستاد بکرو ترش کردے و جبار بے کہفت ہا
چیسٹ این خرپرگستہ از عاف بکرو نیمکارہ خشگلین جنبان ذکرہ و انتظار تو و چشمش سوسہ درہ
زیر لب گفت این نہان کرد از کنیز بکرو داشتش آن دم جو بچہ مان عزیز بکرو بعد اذان گفتش کہ چادر
کن لبہ رو فلان کس راز من پیغام بکرو این چنین کن وان چنان کن وان چنان بکرو من اسفانہ
ننان بکرو و انجہ مقصود ست مغز آن بکرو چون براش کرد آن زیبا ستیہ بکرو از دستہ شہوت
شادمان بکرو و در فرو بست و بے گفت آن زمان بکرو یا فتم خلوت دہم از شکر بانگ بکرو ستہ
از چار دانگ و از دودانگ بکرو از طرب گشتہ بزبان زن ہزارہ در شرار شہوت خرقہ را بکرو
اللغات نرمہ جارب ہندی کوخی عطن بفتحتین آرا نگاہ کو سپندان چار دانگ وہ چیزہ
اپنے امثال میں دونی ہو جیسے دودانگ کے دوچند چار دانگ بزبان بضم مفرد ہو شہوت زنان
اسٹے جس خاتون نے دروازہ بجایا اور گرد تو دیکھی نہیں مگر حیلہ کہہ پاکہ مے کنیزک بکرو گھر
جھاڑے کی آوریہ با ست روپوش کے واسطے کہدی کہ گویا میں نے کچھ نہیں دیکھا بس اگر کنیزک میں
آئی دروازہ کھول دے اور خود خاموش رہی کنیز سے کچھ نہیں کہا اور اس راز کو اپنے لالچ سے
چھپایا کنیزک جملہ آلات فساد کو چھپا کے سلسلے آئی اور دروازہ کھولا لیکن منہ بگاڑے روئی ہونٹھٹکائے
جس سے یہ مطلب تھا کہ میں روزہ دار ہوں ہاتھ میں کوخی لیے کہ میں گھر اور بکریوں کا آرا نگاہ جھانکی
تھی جس جارب ہاتھ میں لیے اُس نے دروازہ کھولا خاتون نے دیکھ کر آہستہ کہا کہ مے
اُستاد تو تو منہ بگاڑے جھاڑو ہاتھ میں لیے ہی یہ کہہ کیا یوں گھانس چھوڑے کھر اڑایا جیسے
کسی کا آدھا کام ہو گیا ہو آدھا رہ گیا ہو اور خشگلین ذکر ہلاتا ہو اور تیرے لیے دروازے کو تکتا ہو مگر
یہ بات آہستہ کی چھو کری سے چھپائی اور اس وقت اُس کے ساتھ بڑے پیار سے پیش آئی اور
کوئی جرم اُسکا نہ بیان کیا پھر کہا کہ چادر اوڑھ لے اور فلان آدمی کے پاس پیغام بکرو اور اُس
سے کہ ایسا کر دیا کہ جیسی عادت عورتوں کی ہر میں نے قصہ عورتوں کا مختصر کیا تو جو کچھ مغز اسکا ہو
وہ بیلے غرض جب اُس زیبا پردہ نشین نے اُسکو روانہ کیا بہر حال طال دیا تو خود ستی شہوت سے
کیسی خوش بس دروازہ بند کیا اور کتنی تھی کیسی خلوت میں نے پائی دوٹھا دھن سے بھی زیادہ

پکار پکار کے اُسکا شکر کروں اور اس بات کے غم سے بھی چھوٹی کر اُسکا آلت دو دانگ ہی اُس کا
چار دانگ اس میں تو دو اور چار کو کچھ دخل ہی نہیں پورا پورا خاطر خواہ سامنے ہمارے خوشی کے شہوت
اس کی ایک حصے سے ہزار حصے ہو گئی اور شہوت خرمی دیکھ کے اُسکی آگ و شوق میں بیچار تھی
قولہ چہ زبان کاں شہوت اور اگر گرفت بہ بزرگ رفتن کچھ را بنود شکفت بہ میل شہوت کر کند دل را کو رہ
تا ناید گرگ یوسف شہد شور بہ لے بسا سرست ناز و ناز خود خویشتن را نور مطلق دامادہ جو گر بندہ
خدا کر جذب حق بہ ناز پیش اگر دگر داند ورق بہ تاباںد کان خیال ناریہ بہ در طریقت نیست الا عاریہ بہ
رسد ہمارا خوب ہمارا شہد بہ نیست از شہوت بزرگ آفات وہ بہ صد ہزار ان نام خوش را کردہ ننگ بہ
صد ہزار ان زیر کان را کردہ دنگ بہ چون خریدار یوسف مصر نمودہ یوسف را چون ناید آن جو دہ بہ بر تو
سرگین را فسونش شہد کردہ شہد را خود چون کند وقت نہر بہ شہوت از خوردن بود کم بخور بہ تا ناگاہی
کن گریز از شور و شر بہ چون بخور دے مے کشد سوے حرم بہ دخل را خر بے بہاید لاجرم بہ پس نکاح آمد
چو لاجول ولا بہ تا کہ دیوت نفلند اندر بلا بہ چون تر لیں خوردن زں خواہ زود بہ ورنہ آمد گر بہ و دنیہ
رہو بہ بار سنگین بر خرے کوئی احمد بہ زود بہ نہ پیش از آنکہ سر نہد فعل آتش را نمی دانی تو سر د بہ
گرد آتش با چنین دانش مگر دہ علم دیگ و آتش را بنود تر بہ از شر نے دیگ ماند نے ابا با آب حاضر
باید و فرہنگ نیز بہ تا پردان دیگ سالم در ایزد چون دانی دانش آہن گرے بہ ریش و موسوز و آہنجا
بگذرے بہ در فرو بست آن زن و خرا کشیدہ شادمانہ لاجرم کیفر چشیدہ در میان خانہ آردش کشان بہ
خفت اندر زیر خریم در زمان بہ ہم بران کرے کہ دید او از کثیر بہ تا رسد و کام خود آن تجہ نیز بہ یاد آردہ
خدا اندر دے سپوخت بہ آتش از کیر خورد و دے فروخت بہ خرمود بہ گشتہ در خاتون نشتر
تا بخایہ در زمان خاتون برودہ بر دید از زخم خربخت جگر بہ رود ہا بگستہ شاد ہر گزہ اللغات کچ
بکات فارسی جیم تازی احمق دنیہ چکتی دنیہ بھیر کی بزرگ رفتن مگر تسخرو ز دے آرزو از خوش دیگ
دعد کیفر بلا المعنی اب مقولات مولانا کے ہیں کہ یہ جو ہم تے کہا کہ زبان اُسکے بزار ہو گئے اور
کیسے بنان کہ اُسنے اُسکو اٹھالیا اور بزرگو جو احمق اپنے او پر لا دیتے ہیں اُسنے کچھ تعجب نہیں ہوتا رغبت
شہوت کی ایسی چیز کہ دل کو اندھا بہر اگر دیتی ہو تو گرگ یوسف شور کو شہد دکھائے گرگ یوسف
حرص و حسد اے مخاطب بہت ایسے معشوق مست ناز اور ناز خوہن کا آپکو نور مطلق جانتے ہیں ایسے
اگر کوئی ناز اپنا آ کے سامنے پیش کرے جو خاص بندہ خدا کا ہو اور جذب و کشش حق میں گھنچا ہوا
بس وہی جذب حق اُسکے نانہ کے دق کو لوٹ دیگا تا جان لے کہ وہ خیال ناریہ طریقت میں سوا

عاریت کے نہیں ہر پھر اصل کو چھوڑ کے عاریت کی طرف کیوں جاؤں حرص کی تو خاصیت یہی ہو کہ بصورتِ خوبصورت دکھائی ہو اس دنیا کے گاؤں میں بڑی بڑی آفتیں ہیں مگر سب آفتوں سے بدتر شہوت کی آفت ہو اس نے لاکھوں نام خوش کو تنگ کر دیا ہو اور لاکھوں زیر کون کو حیران بنایا اور ہر گاہ گدھے سے ناچیز کو اس نے یوسف مصری کر کے دکھایا جیسے اس زن کو تو خیال کر دو کہ یہ کافر یوسف جیسے کو کیسا دکھائے گی جب گوہر کو اس نے اپنے افسون سے شہد کر دیا پھر شہد کو وقتِ نبرد کے جانے کیا کچھ کر دکھائے گی شہوت کم کھانے سے کم ہوتی ہو لہذا کم کھاؤ نہ کھانے سے کھل نہ جائے مگر شور و شر سے جو بہت کھاتا ہو گریز کر آسینے کہ جہان تو نے پیٹ بھر کھایا بس اس نے حرم کی طرف تجھ کو کھینچا یعنی عورت کی خواہش ہوئی کسو اسے کہ آمدنی کے ساتھ خرچ ضرور لگا ہو لا جرم نکاح ایسا ہو جیسے لاحول ولا قوۃ الا باللہ شیطاں تجھ کو بلا میں نہ ڈالے بس اگر تو حریص کھانے کا ہو تو جو رو ابھی جلد کرے نہیں تو جان لے کہ بلی آئی اور ونہ لے گئی اس میں شک ہی نہیں ہو یہ ایک مثل بھی ہو اور قفل اسکی دفتر سوم میں گذری جو گدھا کہ بہت سا کو دتا ہو اس پر جلدی بھاری ہو پھر رکھ دے قبل اس سے کہ وہ کو دنا شروع کرے تو خوب جانتا ہو کہ فعلِ آتش کا سرو نہیں ہو پھر باوصف ایسی دانش کے جان بوجھ کے آگ کے پاس ست پھٹک اگر تو ہانڈی نہیں پکانا جانتا آگ کی رساں سمجھتا ہو تو جان لے کہ آگ کی شدت سے ہانڈی بھی گئی اور شور با بھی گیا بلکہ یوں ہونا چاہیے کہ پانی بھی ہونا چاہیے عقل بھی ہو تا وہ ہانڈی اس جوش میں صحیح و سالم پک جائے ایسے ہی اگر تو علمِ آہنگری کا نہیں جانتا جب ادھر جائے گا داڑھی بال سب جلا لے گا اب استیفات ہو طرف حکایت خوردن کے چنانچہ فرمایا کہ اس عورت نے دروازہ بند کیا اور گدھے کو اپنے اوپر چڑھایا خوشی خوشی لیکن اس خوشی کا بدلہ بھی کیسا چکھا یعنی گدھے کو گھر میں کھینچ لائی اور اسی وقت اُسکے پیٹ لیٹ گئی اور وہی جو کی جو کتیز سے دیکھی تھی اسی ہی لیٹی تا وہ قحبہ بھی کتیز کی طرح اپنے مقصد کو پہنچے پانوں سمیٹے بس گدھے نے اندر داخل کیا داخل کرتے ہی کیر خر سے ایک آگ اس میں لگ گئی یعنی گدھے نے مودب بیٹھ کے جولاؤ ٹھیک سے مراد ہو اور لفظ مودب بطور طرِ خاتون کے دخول کیا اور خصیوں تک داخل کر دیا پھر داخل کرنے کے خاتون مر گئی اور یہ حال ہوا کہ زخمِ خر سے اُس کے جگر کا ٹکڑا نکلا پھٹ گیا اور آنتیں تار کے مثل سب ٹوٹ گئیں قولہ کہ سے از یکسوزن از یک سو فتا وہ دم نزد در حال و در دم جان ہدا وہ صحن خانہ پر زخون شد زن نگون نہ مرد او و ہر د جان ریب المیوں نہ

مرگ بد با صفت بخت اسے کہ بر سر تو شہید دیدہ از کیر خربہ تو عذاب الخربے بشنوا زنبی بہ در حسیں
 تنگی کمن جان لاشایہ در کما این نفس ہیے زخست بہ زبوا بودن ازین تنگی زست بہ در وہ نفس
 از بگیری در صفت و حقیقت را کہ کمتر زن زنی بہ نفس مارا صورت خربہ دوا بہ زانکہ صورتہا کند
 بر وفق خود این بود اظہار سرور سچہ و شہادہ اللہ از تن چون خرگرنہ کافران را ہم کرد این روز تارہ کافران
 گفت ناروا نے زخار بہ کفرت نے این نار اصل عارہا ست بہ ہیچ آن نار کہ آن زن را بکا ست بہ
 لقمہ اندازہ خورد از حرص خود بہ در گلو بہ انت لقمہ مرگ بد با صفت خوض یہ حال ہوا کہ کسی تو کہین جا پڑی
 اور عورت کہین جا پڑی اور فوراً دم بھر میں جان دیدی سانس بھی تو نہیں لی تمام صحن گھر کا بیخون
 ہوا اور عورت اونہ ہی ہو کے رہ گئی وہ تو مر گئی اور جان اسکی حوادث زمانے کے لے گئے ہر سی
 موت سیکڑن فصحت کے ساتھ ہوتی ہوا پر تو نے کیر خربہ بھی شہید دیکھا ہی جیسے یہ ہوئی تو
 قرآن سے عذاب الخربی نے الدنیا والاخرۃ عذاب مسوائی کا ہو دنیا و آخرت میں سن اور ایسے
 ننگ میں اپنی جان کو فدا ست کہ جان لے کہ یہ نفس بہائم طبع تیرا خر تر ہو اس کے پیچے ہونا
 لہذا اس سے بھی زیادہ کوئی ننگ ہو اگر اسکی راہ میں تو مرے گا اور مٹی میں تو جان لے کہ حقیقت
 میں اُس عورت سے بھی کم تر ہوں اور وہ خر کوئی غیر نہیں ہمارا ہی نفس ہی حق تعالیٰ نے اسی کو صورت
 خربہ دی ہوا سو اسٹے کہ جیسی سیرت ویسی صورت لگا سکا بھید قیامت میں کھلیگا اللہ اللہ کسی بڑی
 بات ہو کہ یہ تن تیرا اُس روز خر ہو پس جہان تک ممکن ہو اس تن چون خر سے بھاگ کا تر دن کو
 اللہ تعالیٰ نے جو لگ سے ڈرایا تو کافروں نے کہا کہ ہم عار سے نار کو اولے جانتے ہیں کما نہیں
 وہ نار ہی تو خزان عاروں کی ہر جیسے کہ اُس نار نے اُس عورت کو مارا لقمہ اندازے کے موافق
 نہ کیا یا آخر وہ لقمہ لگے میں چننے کے مرگ بد ہو گیا تو لہ لقمہ اندازہ بخور مرد حریص بہ گرچہ لقمہ باشد حلو او میں
 حق تعالیٰ داد بہ ان را دہان بہین زقرآن سورہ رحمن بخوان بہین ز حرص خویش میزان را
 مہل بہ از و حرص آمد ترا خضم و مضل بہ حرص گوید گل بر آید او ز گل بہ حرص میرست اسے
 نخل ابن الفجل بہ آن کنیزک می شد و می گفت آہ بہ کردے اسے خاتون تو استار ابراہ بہ کار بہ
 استار خواہی ساختن بہ جا ہلانہ جان بخواہے با ضن بہ لے زمن و ز دیدہ علیہ نامتہام بہ
 تنگت آمد کہ ہر سے حال دام بہ ہم بچیدے دانہ مرغ از خرنش بہ ہم نیفتادی رسن در گردنش بہ
 دانہ کمتر خود کس چندین غلو بہ چون کلو خواندے بخوان لا تر فوا بہ تا خورے دانہ نیفتے تو بدام بہ این کند
 علم قناعت و السلام بہ نعمت از دنیا خور و عاقل نہ علم بہ جا ہلان محروم ماندہ درندم بہ چون

دراست در گھوشان جبل دام نہ دانہ خوردن گشت ہر جملہ حرام نہ مرغ اندر دام دانہ کے خوردن دانہ
 چون زہرست و دام اگرچہ نہ مرغ غافل می خورد دانہ ز دام نہ پھو اندر دام دنیا این عوام نہ باز مرغان
 خیر ہوشمند نہ کردہ انداز دانہ خوردن شکستہ و بند نہ کاندرون دانہ نہ ہر راست نہ گوران مرغیکہ در غنہ دانہ
 خواست نہ صاحب دام اہلہان را سر بریدہ والی نظر لیان را بجلسا کشیدہ کاندازنا گوشت می آید بکار نہ
 ظریفان بانگ و نالہ زیر و زار **اللہ تعالیٰ** خدیص بفتح و بای مکسورہ کھانا جو روغن و خرما سے
 پکاتے ہیں محل بضم تین مست و بکسر جم مست و نام و خشک بند و دای خشک زخم ہندی ہوہی بمعنی
 فرماتے ہیں اے حریص لقمہ اندازے کے ساتھ کھا اگرچہ حلوا ہو یا خدیص یعنی خرے روغن کے تیلے
 حق تعالیٰ نے میزان کو بھی زبان دی ہے خبردار ہو اور قرآن سے سورہ رحمن کو پڑھ لکھا فرمایا ہو و قوما
 الوزن بالسطر و لا تخسروا المیزان یعنی جیسے بھلو زبان لذت و مزہ کو دی ہے میزان کو بھی دی ہو وہ اپنی
 زبان کیسی ٹھیک رکھتی ہے ایسے ہی تو بھی ٹھیک رکھو اور اپنی حرص سے میزان یعنی اندازے کو
 مت چھوڑ کہ یہ از و حرص تیری دشمن اور گمراہ کرنے والیاں ہیں حرص آدمی کی کل کو ڈھونڈھتی ہے ایسی
 سبب سے کل کو کھوتی ہے جیسا کہ من طلب اکل فات اکل جس نے ڈھونڈھا کل کو کھو یا کل کو حرص تیری
 پاؤ شاہ ہر لے مست بیٹے مست کے پھر رجوع ہو کے طرف ذکر گزیر کے کہ وہ کینرک چلی جاتی تھی اور
 کہتی تھی کہ ہاے لے خاتون تو نے استاد کو ٹال دیا اور بے استاد کے اپنا کام بنانا چاہا اور جاہلون کی طرح
 جان کھونا چاہی لے خاتون تو نے علم نام تمام کو مجھ سے چرایا بھلو حال اس جال کا پوچھتے سنگ آئی اگر
 مجھ سے حال اس جال کا پوچھ لیتی تو تیرا مرغ اس جال کا دانہ بھی کھانا اور یہ رستی بھی تیری گردن میں
 نہ پڑتی دانہ کم کھا بہت سا سببخور دانہ خوری میں مت کر جب تو نے کھلوا و اشتر و قرآن سے پڑھا ہے
 بس اسی کے ساتھ تو لا تسرفوا لگا ہوا ہے یعنی کھاؤ اور پیو اور بیہودگی مت کرو اسکو نہیں پڑھا
 اسکو بھی تو پڑھنا تو دانہ بھی کھائے اور جال میں بھی نہ پڑے بس علم قناعت کا یہ نتیجہ ہے آگے سلام
 نعمتیں دنیا کی عاقلوں کے واسطے ہیں نہ غم کہ یہ جاہلون کے لیے ہے جو ہمیشہ اسے غم میں نعمت سے
 محروم و پشیمان رہتے ہیں جب انکے گلے میں رستی جال کی پڑے گی تو ان سب پر اس دانے کا
 کھانا حرام ہو جائے گا مہول ہے جب مرغ جال میں پھنستا ہو تو دانہ چھوڑ دیتا ہے اور دانہ جال کا اس پر
 حرام نہ ہو جاتا ہے اور جو مرغ اپنے جال سے غافل ہو وہ دانہ جال سے کھاتا ہے جیسے یہ عوام کہ دام
 دنیا میں پھنسے ہیں اور دانہ کھا رہے ہیں ہاں جو مرغ خیر و ہوشمند ہیں انھوں نے اس دانے
 سے آپ کو روکا اور خشک رکھا ہو وہ جانتے ہیں کہ اس دام میں جو دانے ہیں سب

زہرین بس وہ مرغ بڑا اندھا ہی جس نے جال میں چھس کے دانہ چاہا اور جس نے یہ جال لگایا وہ حقون
 تو سر کاٹا ہوا اور عاقلون کو مجلس میں پکڑ کر کے اغراز کے ساتھ کھینچتا ہوا اس لیے کہ ان احمق مرغون کا لگوشت
 کام آتا ہے اور جو ظریف ہیں ان کا بانگ و نالہ اور زیر و زار سنتا ہی قولہ بس کینز کہ آمازا اشکاف و
 دید خاتون را بمرہ زیر خیمہ گفت لے خاتون احمق ایچہ بودہ گر ترا استاد خود نفسہ نمودہ ظاہر
 دیدے سرش از تو نہان ہوا دستا ناگشتی بکشا دی دکان بہ کیر دیدی میچہ شدہ چون غیص ہا آن کرد و را
 چون ندیدے لے حریص ہا چو مستغرق شدے از عشق خیمہ آن کرد و نہمان ہاندا از نظر
 ظاہر صنعت بدیدے زا و ستاد ہا و ستادی برگرفت شاد شاد ہا اے بسا مذاق گول بیوقوف ہا
 از رہ مردان ندیدہ جز کہ صوف ہا سلا بسا شوخان زاندا کہ احترام ہا زبان شہان ناموختہ جز
 گفت لاف ہا ہر کسے در کف عصا کہ موسیٰ ہا میدہ ہا بلہان کہ عیسیٰ ہا آہ ازان روزیکہ صدق صادقان
 باز خواہد از تو سنگ امتحان ہا آخرا شاد ہا ہا را پس ہا کہ حریصان جملہ کورا اندر خس ہا جملہ جستہ باز
 ماندے از ہم ہا صید گرگانہ این ابلہ رمہ ہا صوت کے نشیندہ گشتہ ترجمان ہا بیچہ چون طوطی
 از گفت زبان ہا اللغات از راق مکار بصیغہ مباغہ احترام پیشہ و رخس بھم گنگ و لال
 جمع اخس اسطعنے چھر رجوع طرف کینز کے کہ کینز لوٹ کے آئی اور شکاف در سے دیکھا کہ
 خاتون گدھے کے تنے مری پڑی ہر گنا لے خاتون احمق یہ کیا کیا اگر استاد نے تھک کوئی نقش
 دکھایا تو تو نے بس ظاہر اسکو دیکھ لیا اور بھیدا اسکا تجھیر چھپا تھا تو نے ہنوز استاد نہولی تھی کہ دکان
 کھول دی تو نے کیر خر کو مثل شہد اور غیص کے دیکھ لیا اور لے حریص اس کو نہ دیکھایا تو گدھے
 کے عشق میں ایسی ڈوب گئی کہ کدو تیری نظر سے چھپ گیا ظاہر صنعت استاد کی دیکھ لی اور خوش
 خوش استاد کی اختیار کی آب پھر مقولات مولانا کے ہیں لے مخاطب بہت مکار احمق
 بیوقوف ایسے ہیں کہ مردوں کی راہ سے سوا صوف کے اور کچھ نہیں دیکھتے انکو صوف پہنے دیکھا
 آپ بھی صوف پہن لیا اور راہ و طریق سے اُنکے کچھ خبر نہیں اور بہت شوخ و دلیر ایسے ہیں کہ خدا سی
 پیشہ وری میں ان لوگوں سے جو پادشاہ ہیں صرف لاف و کرافت سیکھ لیتے ہیں اور کچھ نہیں
 اب عصا ہاتھ میں لیے ہیں کہ ہم موسے ہیں اور احمقون پر افسون پھونکتے ہیں کہ ہم عیسیٰ ہیں مگر اے
 اُس دن سے کہ جس دن سنگ امتحان کا تجھے صدق صادق صادق کا طلب کرے گا جیسا کہ فرمایا ہے
 یوم نفع الصادقین صدقہم جس دن کہ نفع دے گا صادقون کو صدق انکا بس آخر تھک لازم ہے کہ کسی استاد
 سے باقی کو پوچھ کہ جو باقی رہے وہ کیا ہو کس واسطے کہ یہ حریص تو سب اندھے گئے ہیں اگر

تو نے طلب جملہ کی کی تو جان لے کہ جملہ سے رہ گیا جیسے اوپر کہا ہوا من طلب اکل ذات اکل کر گیا
کیا جائے کہ یہ سب گلہ کا گلہ شکار بخیر ہون کے ہو رہے ہیں ایک ذرا سی کہیں آواز سن لی اور
مرجان بن گئے اور طوطی کی طرح گفت زبان سے جو بچہ جیسے طوطی حق اللہ حق اللہ کہتی ہو اور جاتی
نہیں کہ کیا کہتی ہوں

تمثیل تلقین شیخ کی مریدوں کو اور بخیر کی امت کو جو طاقت تلقین کی تھیں
رکھتے اور حق سے الفت نہیں کر سکتے جیسے طوطی آدمی کی صورت سے
آفت نہیں رکھتی اور اس سے تلقین پاتی ہو حق تعالیٰ کے مثل آئینے کے
شیخ کو مرید کے سامنے رکھتا ہو اور آئینہ پیچھے سے تلقین کرے یا ہو

قولہ طوطیہ در آئینہ مے پیدا و عکس خود را پیش او آوردہ رو بہ در پس آئینہ آن استا نہان بہ حرف
ے گوید ادیب خوش بیان بہ طوطیک پنداشتہ کہین آفت پست بہ گفت آن طوطی ہست کاندرا آئینہ
ہست بہ پس جنس خویش آموزد خوش بہ بخیر از کمر آن گرگ کہن بہ کر پس آئینہ می آموزد ش بہ ورنہ ناموزد جز
از جنس خود ش بہ گفت را آموزد آنان مرید ہر یک از سنے و سرش بخیر از لبش
بگفت منطق یک بیک بہ از بشر جز این چہ داند طوطیک بہ بچہ نماند در آئینہ جسم و سنے بہ خویش را
بیند مرید منکے بہ عقل کل را از پس آئینہ او نہ کہ تواند دید وقت گفتگو او گمان دارد کہ می گوید بشر بہ
آن دگر سرست اوزان بخیر بہ حرف آموزد و وے سر قدیم بہ نے نداند طوطی ہست او یا ندیم بہ ہم صغیر
مرغ آموزد خلق بہ کہین سخن اندر وہاں افتاد و حلق بہ لیک از سنے مرغان بخیر جز سیلیمان فتان
خوش نظر بہ حرف درویشان ہست آموزد بہ ممبر و محفل بد وافر و غنہ یا بجز آن حرت شان روز سے
نبود بہ یاد آخر رحمت آمد در کشود بہ اسطیغ کسی طوطی کے سامنے جب وقت تلقین کے آئینہ رکھتے ہیں
تو وہ اپنے عکس کو آئینے میں دیکھتی ہو کہ وہ اسکی طرف منہ کیے ہوئے ہو اور آئینے کے پیچھے وہ استاد
چھپا ہوا ہو اور ادیب خوش بیان کہ اسکو باتیں سکھاتا ہو اب طوطی جانتی ہو کہ یہ بولی پست و نرم اسی
طوطی کی ہو جو آئینے میں ہو پس اپنی جنس سمجھ کے اس سے باتیں سیکھتی ہو اور اس گرگ کہن کے
کر سے جو پیچھے آئینے کے ہو بخیر جو آئینے کے پیچھے سے اسکو سکھاتا ہو نہیں تو اپنی جنس کے سوا اور سے
نہ سیکھے پس بولی تو اس مرد نہر سے سیکھ لی لیکن اس کے منہ و جہد سے بخیر بہ نطق و گویائی تو جدا جدا
بشر سے حاصل کی لیکن بشر کے حال سے سوا اس بولی سیکھ لینے کے اور کچھ نہیں جانتی کہ سکھانے والا
میرا وہ ہی ایسے ہی آئینہ جسم ولی من مرید مملی آپ سے بھرا عکس آپ کو دیکھتا ہو اور اس آئینے کے

بیچھے جو عقل کل گفتگو کر رہا ہو اُسکو کب دیکھ سکتا ہو وہ ہی گمان رکھتا ہو کہ یہ بشر ہی گفتگو کرتا ہو اور وہ گفتگو جس سرے ہو اُس سے بغیر باتیں تو یہ سیکھتا ہو مگر پُرانے مجید کو نہیں جانتا کہ طوطی ہی یا کوئی ندیم اسکا ہو اور یہ بھی ہو کہ صغیر پر ندون کی مخلوق سیکھتے ہیں کہ یہ بات بہت حلق و وہاں میں پڑی ہوئی ہو سیکڑون کو سیٹی بجاتے دیکھتے ہیں لیکن پر ندون کے منے سے بغیر سوائے سلیمان قرآن خوش نظر کے قرآن مراد قرآن السعدین سے ہو اور نظر سے بھی انظار کو اکب سے ارادہ ہو بس ان سے زیادہ قرآن السعدین والا اور خوش نظر کون کہ دنیا کے بادشاہ ایسے جتنا مثل نہیں اور دین کے بادشاہ کہ پیغمبر اولوالعزم قرآن مثل زیر عدل کے ہو فقیروں کی باتیں سیکھیں اور ممبر و محفل میں خوب چمکائیں اب یا تو یہ باتیں ہی باتیں ان کی ہیں یا آخرین رحمت نازل ہو

اور دروازہ کھول دے

ایک صاحب دل نے چلے میں کتیا حایلہ دیکھی کہ اُسکے پیٹ میں بچے چلاتے تھے اور تعجب اُسکا

قولہ اُن کے میدید خواب اندر چلہ در رہ مادہ سلی بد حالہ نہ ناگمان آواز سگ بچگان شنیدہ سگ بچہ اندر شکم بدنا پدید پس عجب آمد و آں بانگماہ سگ بچہ اندر شکم چون زدند بے سگ بچہ اندر شکم نالہ کنان بے بچہ گیس دیدہ است این اندر همان بچہ چون بچست از واقعہ آمد بخویش بے حیرت او دمدمے گشت بیش بچہ در چلہ نے کس کہ گرد عقدہ حل بچہ جز در گاہ خدای خود جل بگفت یارب بن شکال گفتگو بچہ در چلہ و اماندہ ام در ذکر تو بچہ پرین بکشاے تا بیرون روم بچہ و ز حدیث ذکر نامنون بچہ آمد شش آواز ہا تلف در زمان بچہ کان مشائے دان زلف جابلان بچہ کو حجاب و پردہ بیرون نامدہ بچہ چشم بستہ بیدہ گویان شدہ بچہ بانگ سگ اندر شکم باشد زیان بچہ نے شکار انگیزے شب پاسبان بچہ گرگ نادیدہ کہ دفع او بود و زد نادیدہ کہ منع او شود بچہ از حریصے در ہواے سرورے بچہ در نظر کنہ و بلاغیدن چہرے بچہ از ہواے شترے و گاویار بچہ بصیرت پانہادہ در فشار بچہ اے ایک شخص چلاکش خواب میں کیا دیکھتا ہو کہ ایک راہ میں ایک کتیا حائلہ ہو ناگمان آواز کتیا کے بچوں کی سنی کہ اُسکے پیٹ میں چلاتے تھے اور پیٹ کے اندر چچھے ہوئے تھے جس اُسکوان کی آواز سے بڑا تعجب ہوا کہ ان بچوں نے پیٹ کے اندر کیسے آواز کی بھلا کتیا کے پلے بھی کسی نے جہان میں پیٹ کے اندر چلاتے سنے ہیں جب چو نکا اور خواب سے ہوش میں آیا تو حیرت اسکی بڑھتی تھی لیکن نہیں ہوتی تھی چچھے میں تنہا بیٹھا تھا دوسرا کوئی تھا نہیں جس سے یہ عقدہ حل ہو

سوائے درگاہ خدا عزوجل کے کما لے پروردگار میرے اس مشکل و گفتگو کے مارے اس چلے میں میں
تیرے ذکر و یاد سے سخت عاجز ہو رہا ہوں کہ مطلق اس حیرانی سے نہیں ہو سکتا اس چلے کی قید
میں ہوں میرے پرکھول دے تو اس ذکر و نامنوں کو حدیث سے لجاؤں ذکر و نامنوں وہی خیال
یلوں کی آواز کا کہ جسکا کچھ اجر و منت نہیں حدیقہ مراد مقام چلہ بس فوراً اسکو آواز غیب سے آئی کہ
اسکو ایسا سمجھ کہ ایک مثال ہر لاف جاہلون کی کہ ابھی حجاب و پردے سے نکل نہیں پائے ہیں
اور آنکھیں کھلی نہیں اور یہودہ یک رہے ہیں سنگ جو شکم میں بانگ کرے محض بے نفع اور سر اسر
زیان ہر نہ تو ایسی جس سے شکرا اٹھے نہ ایسی کہ رات کی پاسبان ہونہ تو بھیڑ یا دیکھا جسکی داغ ہو
نہ چور جس کی ملغ ہو تحریصی سے سرداری کی چاؤ میں لاف و گزاف کر رہا ہو اور اس میں جبری
ہو رہا ہو شوق خریدار و کار و بار دنیا سے اندھا ہو کے فشار و عذاب میں قدم رکھا ہو قولہ ماہ نادیدہ
نشانہ امید بہ روز شنائی بیان کرے نہدہ مشتری نادیدہ گوید صد نشان ہزار شاہد دو رخ
نوشد کف زمان ہزار ہرے مشتری در وصف باہ ہصد نشان نادیدہ گوید ہر جاہ ہ مشتری کو سود
جو یہ خود یکبست ہ لیک ایشان را دران ریب و شکست ہ از ہواے مشتری بے شکوہ ہ مشتری
را باد وادہ این گروہ ہ مشتری ماست اللہ اشتراہ از غم ہر مشتری ہیں برتر آہ مشتری جو کہ جو این کو
عالم آغاز و پایان تو است ہ ہیں کش ہر مشتری را تو بدست ہ عشقبازی باد و مشوقہ بدست ہ
خود نیا بے سود مایہ گر خرد ہ نبودش خود قیمت عقل و خرد ہ نیست اورا خود ہاے نیم لعل ہ تو برو
عرضہ کنے یا قوت و لعل ہ حرص کورت کرد و محرومت کند ہ دیو ہ چون خویش در محرومت کند ہ
ہچنان کا صاحب فیل و قوم لوط ہ کروشان مرحوم چون خود آں سخوط ہ مشتری را صابران در یافتند ہ چون
سوے ہر مشتری نشا فتندہ و انکہ گروانید روزان مشتری ہ بخت و اقبال و بقا و شد برے ہ مانہ
حسرت بر حریصان تا ابد ہ ہچو حال اہل ضروان در حسد اللغات سخوط ہ فتح اول بکروہ ضروان نام
و ہیست اسلمعے اس بے بصیرت نے ماہ تو دیکھا نہیں ہ و سیکڑوں نشان اس کے بتا ہا ہ و اپنی کج ہ
روشنائی رکھکے روشن کرنا چاہتا ہا ایسے ہی وہ جو مشتری ہ اسکو نہیں دیکھا اس کے سیکڑوں پتے بتا ہا ہ و راز خالی
کرتا ہا ہ و دروغ نوشی و کف زنی کے ستھ سے مارے جوش تقریر کے جھاگھ اڑتے ہیں مشتری
یعنے خریدار کے واسطے و صفت ماہ میں سیکڑوں نشان نادیدہ بیان کرتا ہا ہ و تا مرتبہ پائے اور لوگ
عزت کریں اور ہر یہ کہ وہ مشتری جو فائدہ ڈھونڈھتا ہ وہ ایک ہی ہونہ دنیا کے مشتری نیکن دنیا
کے لوگوں کو اس کے مشتری پر شک و شبہ ہا ہ اور اس نے یعنے بے بصیرت نے ان بے شکوہ

مشتروں کے شوق میں اس مشتری کو کھو دیا اور الگ ہی اڑا دیا ہو اسکی کچھ پروا نہیں اب فرماتے ہیں
 مشتری ہمارا وہ ہے جس نے فرمایا ہوا ان اندر مشتری من المؤمنین القسم و اموالہم بان لم الجنتہ
 یعنی اللہ خریدتا ہے ایمان والوں سے انکے مال و جانیں اس واسطے کہ اس کے پاس ان کے بے
 جنت ہوں تو ہر مشتری کے غم سے الگ ہو اسی کی خریداری پر نظر رکھو تو ایسے مشتری کو دھوڑو جو تجھ کو
 دھوڑو دھکا ہو جیسا کہ آئیہ کریمہ سے ظاہر ہو اور اسکو دھوڑو جو نیزے آغاز و انجام کا عالم و دانا ہو خبردار ہو
 تو ہر مشتری کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کے مت کھینچے اس لیے کہ عشق بازی و معشوقہ سے
 ابھی نہیں ہوتی اور اگر ہر مشتری کے ہاتھ پیچھا چاہے گا اور اس نے مایہ تیرا خریدا تو تو کیا نفع پائے گا
 اس واسطے کہ اس کے پاس قیمت عقل و خرد کی کہاں ہو اسکی قدر و قیمت تو وہی جانتا اس مشتری کے
 پاس تو قیمت ٹکڑے نعل کی بھی نہیں ہو اور تو اس پر یا قوت و لعل عرض کرتا ہو یہ تیری حرص نے تجھ کو
 اندھا بنایا ہو یہی تجھ کو محروم کر لی اور شیطان اپنی طرح تجھ کو بھی محروم کرے گا جیسے اصحاب فیل و قوم لوط
 ابابیلوں کی کنکریوں سے محروم ہوئے جسکا ذکر قرآن میں ہو و ابرہہ علیہم السلام طیار بابل ترسیم بحارہ سن بحیل بھیجے
 ان پر پند بابل کہ ڈالے انھوں نے انہر تھوڑا تو قوم لوط کی نسبت فرمایا و امطرنا علیہم حجارة اور برسا
 ہم نے ان پر بھیجی اسی شیطان مکروہ نے ان کو محروم کیا بس اس مشتری کو صابرون نے پایا ہو جو ہر
 مشتری کی طرف نہیں دھرتے اور جس نے اس مشتری سے روگردانی کی اس سے بخت و اقبال و بقا
 سب بیزار ہو گئے اور اب تک حسرت ان حریصوں پر رہی جیسے اہل ضرران کا حال حسدین ہوا
 قصہ اہل ضرران اور اس کے حصے کا کہ باب ان کا مسکینوں کو دیتا تھا اور
 ہر چیز سے عشر لکھتا تھا چنانچہ مذکور ہے

قولہ بود و دے صاعے رہا سینے عقل کامل داشت یا بیان داینے بدودہ ضرران بہ نزدیک میں
 شہرہ اندر صدقہ و خلو حسن کہ کعبہ درویش بودے کوے او بہ آمدندے مستندان سوے او بہ ہم
 ز خوشہ عشر دادے ہر یا بہ ہم نگندم چون شدے از کہ جدا بہ ارد گشتی عشر دای در زمان بہ تان
 شدے عشر و گردا وے زنان بہ از عتب عشر کد اوے و زموی بہ عشر ہم دادے سے ارد و شاب
 نیز بہ ہم زخلو عشر و از با بودہ ہم بہ سے فرو بگذاشتے از پیش و کم بہ عشر ہر دخلے فرو نگذاشتے بہ
 چار ہا و دادے انچہ کاشتے بہ بس وصیتہا کہ کوے ہر زمان بہ جمع فرزندان خود را آن زمان بہ کا شد
 اللہ قسم سکین بعد من بہ و ابگیرید از غور و خوشین بہ تا با ماندہ بر شاکشت و شمار بہ در پناہ طاعت حق
 استوار بہ دخلما و میوہ با حلقہ زغیب بہ حق فرستادہ است بے تخمین و ریب بہ دخل و دخل اگر خرجی

کئی بد درگاہ سودہ ستا بر سودہ سے نہ نہ نہ ترک اغلب رخل راکر کشت نار بہ باز کا رجون دیست اصل
نمارہ بیشتر کار خود زمان اندر کے ہا کر نادر اور بر بیان شے زمان یفشاند کشتن ترک دست ہا کان
غلہ اش ہم زمان زمین حاصل شدہ است ہا کشتگر ہم انچہ افزاید زمان ہی خود چرم داویم دستیان ہ
اللغات دو شاب شیرہ انگور و خرماس بر ایک دور روز گذرے سے ترش ہو گیا ہو سختیان بالتر
جرم المعنی فرماتے ہیں ایک مرد صلح اقلہ والا تھا عقل اسکی کامل تھی اور ہر اقاقت اندیش تھا
نزدیک مین کے ایک گاؤں تھا خردان نام وہاں رہتا تھا اور خیرات و صدقہ دہتی مین اور خلق
حسن مین مشہور تھا بلکہ خود شہرہ گئی اسکی درویشی کی کہہ تھی کہ سب اور ہر ہی متوجہ ہوتے تھے
اور سارے حاجت مند اسکے پاس آتے تھے اسکی عادت تھی کہ ہر شے سے عشر اسے دسواں
حصہ خیرات نکالتا تھا مثلاً جب کھیت کٹ سکے ہا لیان تیر ہو گین تو ہا لیون سے عشر دیا اور جب
کہ کے گندم ہوے تب عشر دیا اور جب گندم پس کے آٹا ہوتا تب اور جب آٹا پک کے روٹی ہوئی
تو اسی وقت روٹی سے عشر دیا اور انگور و خشک اور دوشاب سیٹے شیرہ انگور و خرماس سب
بھی عشر دیتا تھا اور حلوا و پانودہ سے بھی چاہے تھوڑا ہوتا چاہے بہت بدون عشر سیلے نہیں
چھوڑتا عرض عشر ہر آمدنی کا فرو گذاشت نہ کرتا جو کچھ پڑتا چار دفعہ اس مین عشر دیتا اور تمام
فرزندون کو اپنے جو اس وقت مین تھے ہمیشہ ہی وصیتیں کرتا کہ اللہ اللہ یہ ہے بعد حصہ سکین کا غور
مین آکے بندست کرنا تا یہ کھیتی و ثمرات پھر پناہ بندگی حق سے حکم استوار ہے ٹل کے نہ جائے
یہ آمدنیان اور میوے حق تعالیٰ نے تمکو غیب سے بے تخمین و ریب کے بھیجے ہیں جس محل سے
کہ یہ آمدنی ہو اگر اس محل پر تو خرج کرے گا تو وہ درگاہ بانکل سود کی ہو تو بھی سود پر سود پانگا ترک اکثر
اسی آمدنی کو جو کشت سے حاصل ہوئی ہو کشت نار مین نوٹ کے ہوتا ہو اس واسطے کہ اصل اٹھا کی
وہی ہو اور ایسا کہ اس مین سے کھانا تھوڑا ہو اور ہوتا بہت جیسے کسان بیچ بچا بچاکے رکھتے ہیں
اس واسطے کہ اسکو اسکے بننے مین کچھ شک نہیں ہو اور اسی سبب وہ ترک بونے مین دست افشانی
نہیں کرتا یعنی بونے سے باز نہیں رہتا کہ وہ غلہ اسکو اسی زمین سے حاصل ہوا ہو اور بونے کو جو کچھ
اس کے کھانے سے بڑھتی ہوتا ہو اس سے چمڑے اور ادیم اور اور ہر قسم کے چمڑے خریدتا ہو قولہ
این زمین دستیان پر وہ است دیس ہا اصل روز سے از خدا دان ہر نفس ہا کہ اصول و دخل انہما
بودہ اند ہما ازینہما می کشاید رزق بندہ و دخل مانا چنانکہ ستش لا جرم ہما انا بخامی کند داد و کریم ہما
بکارے در زمین اصل کار بہ تاب و دید ہر یکے ما صد ہزار ہا گیرم اکنون تخم را گر کا شتے ہ

در زمینے کش سبب پنداشتی بہ چون دوسہ سالی نہ روید چون کنی بہ جز کہ در لایہ ودعا ہر سر نہ لے
دست بر سر میز لے سوے اکہ بہ دست دسر بردادن رزقش گواہ بہ تابدانے کاصل حاصل رزق اوست
تا ہم ازوے جوید آن کو رزق جوست بہ رزق ازوے جو مجواز زید و عمر و بنہ سے ازوے جو مجواز
ہنگ و حنہ بنہ سے زوخواہ نے از گنج و مال بہ نصرت ازوے خواہ نے از عم و خال بہ عاقبت
زینہا خواہے مانن بہ ہین کرا خواہے در آن دم خواندن بہ این دم اورا خوان و باقے ماہان بہ
تا تو باشے دارش ملک جہان بہ چون یفر المراءد من اخیہ بہ ہرب المولود یوما من ابیہ بہ
زان شود ہر دو دست آن ساعت عد بہ کہ بت کو بود از رہ مانع ادبہ بمعنی یہ زمین و چرٹ صرف
ایک پردہ ہین گراصل روزی کی ہر دم خدا ہی سے جانے رہ کہ یہ سب اصول اُسی کے دخل کے
ہین ان سے رزق کے بند کھلتے ہین یہ رزق کے چیلے ہین یہ آمدنی جو اسکو دہان سے ملی ہر کذا
یہ داد و کرم بھی دہین سے کرتا ہر بس خبردار اگر تو تا ہر تو اصل کی زمین میں ہو تو ایک ایک کے لاکھ
لاکھ پیدا ہون تین نے مانا کہ اگر تو نے بالفعل اس زمین میں تخم بویا جسکو تو سبب جانے ہوے ہر
یعنی یہی زمین موجود اگر اس سے دو تین برس تیرا بویا ہوا نہ بنے تو کیا کرے بس یہی تو زاری دعا
میں اپنا سر پیٹے اسکے سوا کیا کر سکتا ہر خدا ہی کی طرف رجوع ہو کے سر پیٹے گا سو یہی سر
پیشانی تیرا اسکی رزاقی کا گواہ ہوگا تو تو جانے کہ اصل جو رزق کی ہر اسکی اصل دہ ہر اور اُسی سے رزق
ڈھونڈھنے والا رزق ڈھونڈھے الغرض رزق اُسی سے ڈھونڈھو زید و عمر و بنہ سے مت ڈھونڈھو ادستی کا
طالب بھی اسی سے ہونہ ہنگ و حنہ سے اُسی سے دولت مند ی چاہ نہ گنج و مال سے اور مدد بھی اسی سے
نانگ نہ چچا اور سامون سے اس لیے کہ آخر کو تو ان سے چھوٹ رہے گا پھر بتا اسوقت کس کو بلالے گا
الاجرم اسکو اسوقت یاد کراتی سب کو چھوڑ دے تو تو دارش ملک جہان کا ہو جائے تو جاننا ہر یا نہیں
کہ ایک دن بھائی بھائی سے بھاگے گا جیسا کہ فرمایا یوم یفر المراءد من اخیہ اور بھاگے گا بیٹا اپنے باپ
سے اور درجہ اس دشمنی کی یہ ہر کہ اس وقت میں تو تیرے بڑے دوست و اتحاد واسے ہین حتی کہ
یہ جو مذکور ہوے ان سے زیادہ اور کون مگر یہی تیرے بت اور تیری راہ کے مانع ہو رہے ہین اس
دن تجھکو معلوم ہوگا قولہ روی از نقاش برے تافقی بہ چون ز نقشے انس دل سے یافتی بہ این دم از
ایدارانت ہا تو ضد شوند و ز تو برگردند و دد خصمے روندہ تو بگوئی کہ روز میں پیروز شدہ انجہ فردا
خواست شدہ امروز شدہ ضد من گشتند اہل این سرا بہ تا قیامت عین شد پیش مرا بہ پیش
مازانکہ روزگار خود برم بہ عمر با ایشان بیایان آورم بہ کالہ معیوب بخزیدہ بدم بہ شکر کرد پیش پگہ

واقعہ شدہ پیش از ان کہ دست سربایہ شدہ بنہ عاقبت معیوب بیرون آمدہ بنہ سر رفتہ مال رفتہ اسے نصیب نہ مال جان دادہ پہلے کالامعیب بنہ نقد دادم زر قلبی بستہ بنہ شاد شادان سوسے میخانہ شدہ شکر کین قلبیش پیدا شد کنون بنہ پیش از انکہ عمر بگذشتہ فنون بنہ قلب ماندہ سوسے تاکون در گردنم بنہ حیف بودے عمر ضائع کردنم بنہ چون بگذشتہ قلب اور نمود بنہ پاسے خور و اکتام سن زود زود یا کہ تو چون دشمنی پیدا کند بنہ کر ز رشک و حقہ را بیرون زندہ تو از ان اعراض او افغان کن بنہ خویشتر را بلہ و نادان کن بنہ بلکہ شکر حق کن و نان بخش کن بنہ کہ نہ بخشے در جوال او کن بنہ از جوالش زود بیرون آمدے بنہ تا جو کے یا ر صدق سر دے بنہ اللغات عین نقد و ذات کر لفتح و تشدید بازگشتن و باز گردیدن و حملہ بردن و بالضم پیمانہ اسے متو قعاش سے متو پھیرے رہا ہو اس سبب سے کہ نقش سے انس دل پایا گیا ہو اگر اس وقتے یا ر تیرے بخشے خلاف ہو جائیں اور تجھے پھر کے دشمنی کی طرف جائیں تو کہ خوب جواب میرادن پیرونہ ہو گیا اسے مبارک کہ جو کچھ کل ہوا چاہتا تھا وہ آج ہی ہو گیا یعنی آخر اس سزا کے لوگ قیامت میں میری ضد ہو جاتے سو اچھا ہوا کہ ابھی ہو گئے مجھ کو جو قیامت میں ظاہر ہوتا وہ ابھی ہو گیا قیامت کا ہونا تو پیشین میں تھا وہ خود عین واقعہ ہوا میں اس سے بچا کہ زمانہ اپنان کے ساتھ تیر کر دن اور اپنی عمر ان میں تمام کروں یہ دوستی ان کی کہ ایک کالہ معیوب تھا جو میں نے خریدا تھا خدا کا شکر ہو کہ اُس سے پہلے ہی واقعہ ہو گیا ابھی سویرا ہو پھر کیا ہوتا جو سربایہ میرے ہاتھ سے نکل جاتا اور یہ کالہ آخر معیوب نکلتا اُس سے پہلے خبر دار ہو گیا اُس وقت میں ہی کہتا کہ ہاے نصیب عمر و مال و جان سب اس کالامعیب کے بدولت کھوئے تین نے کیا کیا نقد دیا اور کھوٹا زلیا اور خوش خوش میخانے کی طرف کیا یعنی عیش و عشرت کرتا رہا شکر ہو کہ یہ کھوٹا پن ابھی معلوم ہو گیا قبل اس سے کہ عمر زیادہ گزر جاتی اور یہ قلب ایسے ہی میری گردن پر رہتا تو بڑا افسوس مجھ کو اپنی عمر ضائع کرنے کا ہوتا اب جو قلبی اُس کی صبح ہی صبح ظاہر ہو گئی ضرور اس سے پائون اپنا روکون گا اور جلد ہی جلدی اُس سے کنارہ پکڑون گا بہتر تو یہی ہو کہ یا ر تیرا جب دشمنی پیدا کرے ہوا اُس کے رشک و حسد کا حملہ ظاہر ہوے تو اُس کے اعراض سے شور و فغان مت کر اور احمق و نادان مت بن بلکہ حق تعالیٰ کا شکر بجالا اور نذر و نیاز کر کھانا بانٹ کہ اُس کی گون میں پڑے پڑانا نہیں ہو گیا جلدی اُس کی جوال سے نکل آیا تا تو یا ر صدق و سرمدی کو ڈھونڈے

کہ نام نہین یار یکہ بعد از مرگ تو بد رشتہ یارے او گردو دسہ تو بد آن مگر سلطان بود شاہ رفیع دایا بود مقبول
 سلطان و شفیع بد رستی از قلاب و آشوب و غسل پد عزا و دیدے عیان پیش از اجل پد
 این جہاں خلق بر تو در جہان بگریدانی گنج ز آمد نہان پد خلق را با تو چنین بد خو کند تا نارانا چار
 شرح غافلہ کند بدین یقین مان کا ندرا حسد جملہ شان پد خصم گردند و عدو سرکشان پد تابمانے
 با فغان اندر رخ پد لاتدرنی فرد خوانان از احد پد اے جفایت پد زعمد واتیان پد ہم زداد تست
 عہد با قیام پد بشنو از عقل خود اے انبار دار پد گندم خود را بارض اللہ سپار پد تا شود
 این زور و وار شپش پد دیور با دیوچہ زو تر بکش پد گوہے تر ساندت ہر دم ز فقر پد ہچہ کبکش
 صید کن اسے ترہ صقر پد باز سلطانے عزیز و کامیار پد سنگ باشد گر کند کبکت شکار پد بس صیت
 کرد و تخم و غلط کاشت پد چون زمین شان شور شد سودے نہ داشت پد گرچہ ناصح را بود صد و اعینہ
 پند نہ افیسے ہما پد داعیہ پد تو بعد تلطیف پندش مے دہے با او پندت می کند پہلو تھی پد یک کس
 تا شمع زاستیزد و پد صد کس گویندہ را عاجز کند پد زانہیا ناصح تر و خوش لہجہ تر پد کے بود کہ کوفت
 دم شان و رجہ پد زانچہ سنگ و کوہ و رکار آئند پدے نہ شد بد بخت را بکشادہ بسند پد
 اللغات و اقیان نگاہارندگان شپش ہمتین ہندی جیلہ اور گھن دیوچہ ہندی جونک و
 دیک صقر بالغ چرخ کہ جانور شکاری ہو داعیہ ارادہ و خواہش و اعیہ حافظ و نگہبان (معنی
 بتا سید صدر فرمایا کہ وہ یار صدق و سمدی ایسا نازنین یار ہو کہ بعد تیرے مرنے کے رشتہ
 اسکا تیرا ہو جائے گا لے حکم و ضبط اور وہ یا تو سلطان و شاہ رفیع خود ہو گا یا درگاہ سلطان کا
 مقبول و شفیع ہو گا بس جب ایسا یار تجھ کو ملے گا تو ان کھوٹوں قلاب اور دند و غاسب سے
 چھوٹ گیا اور عزت اسکی ظاہر قبل اپنے مرنے سے دیکھ لے گا اور مخلوق جو تجھ پر جفا و جور کرے اس
 سے ناخوش ست ہوا سکو ایک گنج زر جان یہ چھپا خزانہ ہو اس سبب سے کہ مخلوق کو وہ اسی واسطہ
 شے سے بد خو کر دیتا ہو کہ تو چار ناراناں کی طرف سے بھڑکھڑکے اس طرف متوجہ ہوئے اور ہر
 بھی یہ کہ آخر یہ سب تیرے دشمن اور عدد اور تجھے سرکش ہو جائیں گے اسکو خوب
 سمجھ رہے تو تو گور میں ہر ایک سے چلا تا اور یہ کتنا رہ جائے گا کہ تجھ کو اکیلا ست چھوڑ دہے کب سننے
 اب مالا غراستے ہیں کہ لے جفا تیری ان محافظوں نگہبانوں سے بہتر اور جو لوگ باقی ہیں
 ان کا عہد بھی تیری ہی داد سے ہوئے انبار دالے ذرا اپنی عقل سے تو سن جو کہ رہی ہو
 کہ اپنا انبار گندم کا راض اللہ کے سپرد کر دے یعنی بودے جو مراد بدل و کم سے پد پور و گھن

دو ذوق سے نچت ہو جائے دیکو دیو چہ یعنی دیک سے جلدی تمام کر دے وہی تجھ کو محتاجی سے
 ہر دم ڈر رہا ہو تو اسے چرخِ زچہ کی طرح اُسکو دبوچے اور شکار کر کہ تو باز سلطانی اور غلغلیہ و
 کامیاب ہو کے کبک کا شکار ہو جائے بڑے تنگ کی بات ہے انقصتہ اُس مردِ صالح سے
 بہت وصیتیں کیں اور تحم و عظمت ہوئے جو زمین اُسکے فرزندوں کے دل کی کھاری تھی پچھلے
 فائدہ نہ کیا اب فرماتے ہیں صاحب کی اگرچہ کیسی ہی خواہش دارادہ نصیحت میں فائدہ پہنچائے گا ہو
 لیکن اُذن بھی تو داعیہ ہوں یعنی کانِ محافظ و نگہبان اور جب یہ حال ہو کہ تو تو سیکیڑوں لطف
 و لطائف کے ساقط نصیحت کرے اور وہ تیری نصیحت سے کٹا رہ کش ہو تو پھر کیا
 فائدہ ایک آدمی نہ سننے والا لڑائی و رد سے سو گویں دون کو عاجز کرنا جو انبیاء سے بڑھکے کوئی
 ناصح اور خوش لہو کب ہوگا جن کے دم نے ہاڑوں کو ہلایا اور پتھروں میں اثر کیا لیکن جس سے
 کہ سنگ و کوہ موثر اور فعل پذیر ہو گئے بد بخت کے بند اس سے کشادہ ہوسکے
 وہ دیا ہی پھنسا رہا

اس بیان میں کہ عطا حق کی اور قدرت اسکی موقوف قابلیت پر نہیں ہو
 جیسے اُس میں کی کہ اُسکو قابلیت ہو

قولہ آن چنان دلائل کہ بد شان ما من بہ نعت شان شد بل اشد قسوداً بہ چاہے آن دل عطا سے
 مبدلیست بہ داد اور قابلیت شرط نیست بلکہ شرط قابلیت داد و دست بہ دالب و قابلیت
 ہست پوست بہ اینکہ موئے راعصا ثعبان شدہ بہ ہچو خورشیدی کفش رخشان شدہ بہ مد ہزاران
 معجزات انبیاء کہ ان گنج و در ضمیر و عقل ما بہ نیست از اسباب تعریف خداست بہ نیستہارا قابلیت
 از کجاست بہ قابیہ کہ شرط فعل حق بدے بہ ہیچ معدومے بہتے نامدے بہ منتہی نہاد و اسباب
 طرق بہ طالبان رازیرین ازرق تنق بہ بیشتر احوال بر سنت ر و دہ گاہ قدرت غارق سنت شود
 سنت و عادت نہادہ بامزہ بہ باز کردہ حشر عادت خجڑہ بہ سبب گر عزل ما موصول
 نیست بہ قدرت از عزل سبب موزل نیست بہ اسے گرفتار سبب بیرون سپر لیک
 عزل آن سبب ظن میر بہ ہرچہ خواہد آن سبب آورد بہ قدرت مطلق سبب بارورد بہ لیک اغلب
 بر سبب رائد نفاذ تا باند طابے جستن مراد ہ چون سبب نبود چہ رہ جوید مرید بہ بس سبب در
 راہے آید پدید بہ این سببما بر نظر باپردہاست کہ نہ ہر دیدار صنعتش را سترست بہ دیدہ را باید
 سبب سوراخ کن بہ تا جب را بر کند از پنج و بن بہ تا سبب بینداند لامکان بہ ہر نہ بیحد و اسباب

وکانہ از سبب میرسد ہر خیر و شر نیست اسباب و وسائل اسے پدیدہ جز خیال منعقد بر شاہراہ
 تا باز در غفلت چند گاہ الطوائف نفاذ نشانی پر پہنچا تیر کا اور جاری ہونا فرمان کا وسائل جمع واسطہ
 اسلئے یعنی وہ دل کہ مومن اور تکبر و غرور سے بھرے تھے اور کہتے تھے جو کچھ ہیں ہم ہی ہیں
 اور انہیں کی شان میں تم قسمت قلوب کم من بعد ذلک نمی کا لجاۃ او اشدہ قسوة ہو یعنی پس سخت ہوے
 دل تھارے جدا اسکے سودہ مثل پتھر کے ہیں یا پتھر سے سخت تر ایسے دلوں کے علاج عطا
 مہبل حقیقی کی ہو وہ بدے تو بدین اس لیے کہ اسکی داد کو قابلیت شرط نہیں ہو بلکہ شرط قابلیت کی
 اسکی داد ہو جس کی ہندی دین ہو اس واسطے کہ داد خلاصہ و مغز ہو اور قابلیت پوست دیکھو حضرت
 موسے کے ہاتھ میں عصا اڑا ہوا اور تھیلی اُن کی مثل خورشید کے روشن ہوئی اسکے سوا لاکھوں معجزے
 انبیاء کے جو ہماری عقل و دل میں سما نہیں سکتے یہ سب اسباب تصرف خدا سے ہیں کہ ایک
 حال سے دوسرے حال پر ہو گئے ورنہ یہ سب نیست تھے پھر نیست کو قابلیت
 کمان سے آئی اگر قابلیت فعل حق میں شرط ہوتی تو کوئی معدوم عالم ہستی میں کب آتا اُس نے یہ حسان
 کیا کہ جو طالب اس آسمان کے بچے ہیں اُن کی راہوں کے اسباب اُن کو بتا دیے کہ بہت
 اور اکثر احوال اُسی سنت و عادت پر جاری ہیں مگر کبھی قدرت اُس کی خارق سنت کی بھی ہوتی ہے
 یعنی خلاف عادت اگرچہ سنت و عادت بامزہ تو ہر حال میں اُس نے رکھی ہو مگر خرق عادت کو
 معجزہ بھی کر دیا ہو کہ وہ معجزہ ہو جو بظاہر بے سبب کے کوئی عزت ہو حاصل نہیں ہوتی لیکن قدرت
 اسکی سبب کو بیکار کر دینے سے بھی مغزول نہیں چاہے جسکو بیکار کر دے تو اے گرفتار سبب کے
 کہ تیرے واسطے سبب بنا دیے ہیں ان سے الگ ہو کے زیادہ مت اڑے یعنی سبب کو بھی
 جانے رہ لیکن اسباب کے عزل میں بھی کہ آیا وہ سبب اُن کو مغزول کر دیتا ہے یا نہیں اس میں بھی شک
 و گمان متکربین جان کہ اسکو اختیار عزل سبب کا بھی ہو جو کچھ چاہتا ہو وہ سبب ہی ظہور میں لاتا ہے
 اور اُسی کی قدرت سببوں کو بھی پھاڑ ڈالتی ہو خلاف سبب کے ظہور میں لاتی ہو لیکن اکثر یہی ہو کہ
 کہ سبب ہی پر نفاذ حکم کا ہو تو طالب اپنی مراد ڈھونڈنے سے آگاہ ہووے اور جانے مثلاً
 اگر پیر غوجو سبب ہو خدا تک پہنچنے کا تو مرید کیا ڈھونڈے کہ اس راہ میں بہت سبب
 ظاہر ہوتے ہیں اور یہ سبب نظروں کے پردے ہیں کس واسطے ہر کوئی نظر لائق دیدار اسکی
 صنعت کے نہیں ہو ورنہ ایسا چاہیے جو سبب میں سوراخ کرے تو جتنے حجاب ہیں سب
 کی جڑ بنیاد نکال ڈالے اور سبب کو لامکان میں دیکھے اور ساری کوششیں اور

اسباب جو اس دکان کے ہیں سب کو یہودہ جانے اور ہر خیر و شر کو اسے پدر سبب سے جانے اور جملہ سببوں اور واسطوں کو نیست سمجھے کہ یہ جملہ سبب و وسائط سوائے اس کے نہیں ہیں کہ ایک خیال ہیں جو اس شاہراہ دنیا پر جو عام لوگوں کا راستہ ہو بردے گئے ہیں تا چندے دور غفلت کا قاتم رہے اور دنیا کا نظام ہو

بیان ابتداء خلقت آدم کہ جبریل کو حکم خاک لایکا ہوا

قولہ چونکہ صانع خواست ایجاد بشرۃ از برای ابتداء خیر و شر کہ جبریل صدق را فرمود رو بہ مشیت خاکی از زمین بستان کر و بہ او میان بشت و مہیاد بر زمین ہ تا گزارد امر رب العالمین ہ دست سوے خاک برو آن مو تن ہ خاک خود را در کشید ازوے علن ہ پس زبان بکشاد خاک و لا بہ کر و ہ کر برائے حرمت خلاق منہ و ہ ترک من گو و ہر و جامہ بخشش ہ رو بہ تاب از من عنان خنک بخشش ہ و ز کشاکش و تکلیف و خطر ہ ہر اللہ ہل مراد در گذشت بہر آن لطیفکہ حقت برگزید ہ کر و ہر تو لوح و علم کل پدید ہ تو ملائک را معلّم آمدے ہ داد کا با حق مکّم آمدے ہ ہ مصفیر انبیا خواہے بدن ہ تو حیات جان و روح نے بدن ہ بر سر انیلت فضیلت بود زان ہ کو حیات تن بود تو آن جان ہ بانگ صورتش نشاء تنہا بود ہ نفخ تو نشو دل یکتا بود ہ جان جان تن حیات دل بود ہ پس ز ذاتش ذات تو فاضل بود ہ باز میکائیل رزق تن دہد ہ سے تو رزق دل روشن دہد ہ او ہدا کیل پر کردہ است ذیل ہ و او رزق تو نمی گنجید کیل ہ ہم ز غزرائیل با قہر ہ عطیب ہ تو ہی چون سبق رحمت بر غضب ہ حاملان غرش چارند تو شاہ ہ بہترین بر سر چار سکہ زانباہ ہ روز محشر ہشت بنیے حاملانش ہ ہم تو باشی افضل ہشت آن زمانش ہ بچنین بر می شمر دے گریست ہ پو کے سے بردا و کزلان مقصود چیست ہ معدن شرم و حیا ہ جبریل ہ بست آن سو گند ہا بروے سبیل ہ بسکہ لاہ کر دش و سو گند داد ہ باز گشت و گفت یارب العباد ہ من نبود ستم بکارے سر سرے ہ لیک از انچہ رفت تو دانا ترے ہ گفت نامے کہ زہوشن لے بصیر ہ ہفت گردون باز ماند از مسیر ہ چون بنام تو مرا سو گند داد ہ رحمت عام است و احسان دوداد ہ شرم آمد گشتم از نامت نخل ہ ورنہ آسانست نقل مشیت گل ہ چون تو قوت داد ہ الماک را ہ کہ بداند این افلاک را ہ مشیت خدا کے راجہ قدر و قوتست ہ برگزمتن لیک غالب رحمت است ہ اللغات گور ہن مجازا قید عطب ہلاکی المعنی جب صانع قدرت نے بشر کا ایجاد کرنا چاہا تا ہر خیر و شر سے اسکو آزماؤن جبریل صدق کو حکم دیا

جا ایک مشت خاک زمین سے گروے آنفط صدق ایسا ہے جیسے زید عدل گروے مراد مستطیع
 کہ پھر ہم اسکی اُسکو دیدین گے اور پھر دین گے جیسا کہ بعد مرنے کے خاک میں خاک جا ملتی ہے
 جبریل مکر باندھو کے مستعد ہوئے اور زمین پر آئے تو حکم رب العالمین کا بجالائیں اور خاک کی طرف
 وہ امین حق مشت خاک کے لیے ہاتھ دے گئے خاک نے آپ کو بر ملا و علانیہ ان سے
 بچایا پھر زبان کھولی اور خوشامد شروع کی کہ بطفیل حرمت خلاق فرد کے مجھکو چھوڑ دے
 اور جا اور میری جان بخش اور اپنے خنگ رخس کی باگ پھر دے اور مجھکو کشاکشون اور
 تکلیف و خطر سے تو خدا کے واسطے چھوڑ دے اور چلا جا اور واسطے اُس لطف کے جس سے
 خدا نے تعالے نے مجھکو برگزیدہ کیا ہے اور تجھکو لوح محفوظ و علم کل ظاہر کیا مجھکو جانے دے
 مجھکو خدا نے تعالے نے معلم فرشتوں کا کیا اور ہمیشہ تو خدا سے کلام کرتا ہے اور ایک
 وقت میں ہضمیر اولیا کا ہوگا اور تجھ سے حیات جان و روح کی ہر نہ بدن کی اسرافیل پر مجھکو
 فضیلت اسی سبب سے ہو کہ وہ حیات تن ہے اور تو ملک جان اُس کے صور سے
 بالیدگی تن کی ہوگی تیرے دم سے دل یکتا کی بالیدگی ہوتی ہے بس ہر گاہ کہ جان جان تن اور
 حیات دل کی ہو لہذا اسرافیل کی ذات سے تیری ذات فاضل ہے اور میکائیل بھی رزق
 تن کا دیتا ہے تیری سعی رزق دل روشن کا دیتی ہے اُس نے رزق دینے میں اپنا دامن بھرا ہے
 تیری رزق کی دین کسی پیمانے میں نہیں سمائی رہے عزرائیل وہ باقصد و ہلاکت ہیں اُن
 سے بھی تو بہتر ہے اس واسطے تو رحمت ہے اور رحمت کو غضب پر سبقت جیسا کہ فرمایا
 سبقت رحمتی علی غضبی حامل عرش کے چار فرشتے ہیں اُن میں تو پادشاہ ہے اُن چاروں
 سے بہ سبب علم و انتباہ کے اور قیامت کے دن اچھے فرشتے حامل ہوئے اسوقت
 بھی تو اُن آٹھوں میں افضل ہوگا بس ایسے ہی فضائل جبریل کے بیان کرتی تھی اور روتی تھی
 اور اسکی بولی تھی کہ اس سے مقصود کیا ہے جو کہ جبریل معدن شرم و حیا کے تھے ان قسموں
 نے اُن کی راہ بند کردی غرض اسکی خوشامد کرنے اور قسمیں دینے سے جبریل لوٹ گئے
 اور عرض کی کہ لے رب العباد تیرے کام میں سرسری اور غیر مستعد نہیں ہوا ہوں لیکن جو کچھ
 گذرا ہے اُسکو تو خوب جانتا ہے اُس نے اے بصیر ایسا نام تیرا لیا جس کی ہیبت سے ہفت
 آسمان بھی گدوش و سیر لینی چھوڑ دیتے جب تیرے نام کی مجھکو قسم دی اور تو سر اس
 رحمت عام ہے اور احسان و محبت مجھکو شرم آئی اور تیرے نام سے شرمایا نہیں تو ایک

مشت خاک کا اٹھانا بڑی آسان بات ہے جب تو نے ایسی قوت ملائیک کو دی ہو کہ جیسا ہیں تو افلاک کو پھاڑ ڈالیں پھر مشت خاک کی کیا قدر و قوت ہو اور اُسکے لینا لیکن کیا کروں رحمت غالب ہو

آنا میکائیل کا زمین پر واسطے لیجائے خاک کے

قوله گفت میکائیل را تو روزی بہشت خاک کے در رہا ازوے دلیر نہ چونکہ میکائیل شد تا خاکدان دست کرد و تاکہ ہر باید از ان بہ خاک لریزد و در آمد در گریز بہ گشت اولایہ کنان و اشک ریز بہ سینہ سوزان لایہ کرد و اجتماد بہ با سر شک خویش سو گند داد کہ بحق لطف یزدان حمید کہ بکروت حامل عرش مجید بہ کیل از ذاق جہان را مشرقی بہ تشنگان فضل را تو مغربے بہ نہ کہ میکائیل از کیل اشتفاق بہ دار و کیال شد در از ذاق نہ کا ما غم وہ مرا آزاد کن بہ بین کہ خون آلودہ سے گویم سخن بہ معدن رحم اکہ آمد ملک بہ گفت چون ریزم بریش او نمک بہ بچنا کہ معدن قہرست دیو نہ کہ بر آرد از بنی آدم عنریو بہ سبق رحمت بر غضب ہست اسے فتاہ لطف غالب بود و وصف خدا بہ بندگان دارند لا بد خوے او بہ مشکماشان پُر ز آب جوے او بہ آن رسول حق قلاؤز سلوک بہ گفت الناس علی دین ملوک بہ رفت میکائیل پیش رب دین بہ از غرض خالے دو دست و استین بہ گفت ملے دانائے سرور رب دین بہ کرد خاک نوہ گر لا بہ انین بہ خالم از زارے و نوہ بہست کرد بہ گریہ بسیار کرد آن روے زرد بہ آبدیدہ پیش تو بافتد بود بہ من نہ تا لستم کہ آرم ناشنود بہ آہ دزاری پیش تو بس فتد و اشت بہ من نہ تا لستم حقوق آن گناشت بہ اللغات انین نالہ المعنی یعنی جب جبرئیل خالی پھر گئے میکائیل کو حکم ہوا کہ تو نیچے جا اور ایک مشت اُس سے دلیر ہو کے آجیب کہ میکائیل اُس خاکدان کی طرف گئے اور ہاتھ بڑھایا کہ خاک اُس سے لیجائیں خاک اُن سے بھاگنے اور کانپنے لگی اور آئینو بہانے اور خوشامد کرنے سوز سینہ سے خوشامد و اجتماد کر کے با شک خوئی قسم دی کہ تمکو لطف یزدان حمید کی قسم ہو جس نے تمکو حامل عرش مجید کا کیا ہو تم پیماؤ رزق جہان کے مشرق ہو تمھیں سے رزق جہان کا طلوع و ظہور کرتا ہو اور تمھیں تشون فضل کے مغرب ہو یعنی صبح شام دونوں وقت تم سے رزق پاتے ہیں اس سبب سے کہ میکائیل کیل سے شتق ہو بس رزق پہونچانے کے تم ہی کیال ہو اب جواب قسم کا ہو کہ مجھ کو امان دوا زاد کرو دیکھو تو کیسی خون آلودہ باتیں کرتی ہوں

جو کہ فرشتے معدن رحم خدا کے ہیں انھوں نے کہا دل میں کہ میں اس کے رحم پر کیوں ٹمک
 ڈالوں جیسا کہ سعد بن قمر شیطاں ہو کہ نبی آدم سے شور اٹھا رہا ہو خدا کی رحمت غضب پر بالیقین
 خدا کا وصف لطیف غالب ہو اسی وجہ سے جو اُس کے بندے ہیں اُسی کی عادت رکھتے ہیں
 اس لیے کہ اُن کی مشک بھی تو اُسی نہر سے بھری گئی ہو چنانچہ آنحضرتؐ یعنی رسول حق راہ براہ
 سلوک نے منہرایا ہو کہ آدمی اوپر وضع و روشن اپنے پاؤں کے ہوتے ہیں بس پاس
 رب دین کے گئے اور غرض سے دونوں ہاتھ بھی خالی اور آستین بھی خالی کیا اور امانے راز
 اور رب دین خاک بہت نوحہ کر ہوئی اور بڑی خوشامد و نالہ کیا اُس کے نالہ اور خوشامد نے
 بھگو عاجز کر دیا اور بڑا گریہ کیا جو کہ بیدیدہ تیرے سامنے نہایت با قدر ہو تجھ سے یہ نہیں
 ہو سکا کہ اُسکو نہ مٹوں تیرے سامنے تو آہ و زاری بڑی قدر رکھتی ہو میں بھی اُس کے حق فرو
 گذاشت نہ کر سکا قولہ پیش تو پس تدرار و چشم تر ہیں چگونہ گشتے استیزہ کر و دعوت
 ناریست روزے پنج بار بندہ رکہ در نماز آرد ہزار پندرہ مؤذن کہ جی علی الصلاح
 الصلاح اُن ناریست و اقترار ہے ایکہ خواہے کہ غمش خستہ کنے پڑا راہ ناری بر دلش
 بستہ کنے پڑا فرد آید بلا بے دافے پڑا چون نباشد از تفرع شافعے پڑا نکہ خواہی کہ بلایش
 و آخرے پڑا جان اور از تفرع آورے پڑا گفتہ اندر نبی کان امتان پڑا کہ برایشان
 آمد اُن تمہ گران پڑا چون تفرع سے نکر دیا اُن نفس پڑا تا بلایا ایشان نہ گشتی باز پس پڑا یک
 دہا شان چو قاسے گشتہ بود و ان گناہان شان عبادت سے نمود پڑا تا ماند خویش را
 مجرم عنید پڑا آب از چشمش کجا داند دیدہ اللغات اقترار مانگنا و سوال کرنا قاسی سخت اسلغے
 پھر موافق بیان صدر کے کہا کہ تیرے سامنے چشم ترکی بڑی قدر ہو میں اُس سے کیسے لڑائی کرتا
 ہر دن میں پانچ دفعہ دعوت ناری کی بندہ کو ہوتی ہو یعنی بلایا جاتا ہو کہ نماز میں زار و عاجز ہو کے
 آئے اور وہ نعرہ جیسے علی الصلاح کا ہو کہ آؤ واسطے بھلائی کے جو مؤذن کہتا ہو کہ صلاح
 ناری ہو اور سوال کرنا اسے بہت اگر تو چاہتا ہو کہ کسی کو غم سے خستہ کرے تو راہ ناری کی
 اُس کے دل پر بندہ کر دیتا ہو تا کوئی بلا اس پر ایسی پڑے جس کا کوئی دافع نہ ہو جب کہ اُس کے
 ساتھ تفرع سے اسکا سفارشی نہیں ہو ورنہ جو چاہتا ہو بلا سے چھوڑے اُسکی جان کو تفرع کی طرف
 رجوع کرتا ہو تہران شریف میں کہا ہو کہ اگر اُس امت کے لوگ جن پر قسرت نازل ہو چکا
 جو اُس وقت وہ زادی نہ کرتے ہرگز وہ بلا اُن سے نہ لوثتی لیکن دل اُن کے جو سخت

ہو گئے تھے وہ گناہ آنکے انکو عبادت معلوم ہوئے تھے ظاہر ہو جیتا کہ سرکش آپ کو مجرم نہیں جانتا
آنسو اُس کی آنکھ سے نہیں نکلتا

قصہ قوم یونس علیہ السلام

قولہ قوم یونس باجو پیداشد بلاۃ ابر پر آتش جدا شد از سماۃ برق کے انداخت یسوزید سنگ
ابرمی غریب رخ سے ریخت رنگ پہ جملگان بریا ہوا بوند شب پہ کہ بدید آمد ز بالا آن کرب پہ چونکہ
یونس از میان شان رفتہ بود پہ از جود و حقہ آن قوم عنود پہ لیک چون دیدند آثار بلاۃ و تضرع
آمدند و لاہیا پہ جملگان از باہما شیب آمدند بہ سر بر ہمت جانب صحرا شدند پہ مادران بیگان
برون انما خفتند پہ تاہمہ نالہ نصیر افراختند پہ از من از شام تا وقت سحر پہ خاک کے گردند
بر سر آن نفوس جملگے آواز ہا بگرفتہ شد پہ رحم آمد بر سر آن قوم لد پہ بعد نومید سے و آہ
نا شکست پہ اندک اندک ابر و آگشتن گرفت پہ قصہ یونس دراز ست و عریض پہ وقت خاک
ہست و حدیث مستفیض پہ چون تصرع را بر حق قدر ہا ست پہ آن ہما کا نجاست زاری را
کجا است پہ ہین امید اکنون میان را جست بند پہ خیزا کے گویندہ و دائم بخند پہ
باتصرع باش تا شادان شوے پہ گریہ کن تا بید بان خندان شوے پہ کہ برابر می نمود
شاہ مجید پہ اشک را در فضل با خون شیبہ پہ ہر تضرع کو بود ہا سوز و درد پہ آن تضرع
را اثر ہا شد ببرد پہ لاہ کرد و اشک چشم خولیش را ند پہ رحمت آمد و آن غضب را در نشاندہ
اللغات لہ سخت خصومت والا لغت قوم یونس پر جو بلا پیدا ہوئی ایک
ابر پر آتش آسمان سے جدا ہو کے آیا اور ایسا ابر کہ بجلی گزاتا تھا جس سے پتھر
جلتے تھے اور ایسا غرانا تھا جس سے منہ نہ رہتا تھا یہ سب لوگ رات
میں اٹار پون پر تھے ناگمان یہ کرب ان پر آسمان سے ظاہر ہوا حضرت یونس تو ان میں
سے چلے ہی گئے تھے اس قوم کے دانستہ انکا ر و حسد سے لیکن انھوں نے جو آثار
بلا کے دیکھے تو زاری و دعا کرنے لگے سب بھتوں سے اترے اور ننگے سر جھکل کی
طرف دوڑے ماؤں نے اپنے بچے مثال دیے تا انھوں نے بھی نالہ و فریاد اٹھائے
مغرب کے وقت سے صبح تک وہ لوگ اپنے سر پر خاک ڈالتے رہے جب
سب کی چلاتے چلاتے آواز پڑ گئی تب رحم اُس قوم پر خصومت پر آیا بعد نومیدی کہ
بے عجب کے تھوڑا تھوڑا وہ ابر کھلنے لگا اب فرماتے ہیں قصہ یونس کا

تو بڑا نسا پڑا ہو مگر وقت خاک کا ہوا اور ذکر متفیض کا فیض خاک سے فیض پانے والے کا لے
میکائیل جو خاک لینے آئے تھے اب لے آسید تو نے سنا کہ تضرع کو خدا کے سامنے بڑی
قدر ہو اور جیسی قیمت اس کی وہاں ہی ایسی اور کہاں ہی خبر دار ہو تو بھی اپنی مگر کس کے
باندھ اور گریہ کرتا ہمیشہ ہنستا رہے تو بھی تضرع کیا کر اور شادان رہ اور گریہ کرتا بیدہاں
خندان ہوئے اس واسطے کہ پادشاہ مجید اشک کو فضیلت میں خون شہید کے برابر جانتا ہی
جو تضرع کہ سوز و درد کے ساتھ ہوتا ہی اسکا اثر آدمی کو پہونچتا ہی جیسے اس قوم نے خوشامد کی اور
آنکھوں سے آنسو بہائے آخر رحمت آئی اور اس غضب کو اس نے

دیا ہی دیا

بھینٹا اسرافیل کا واسطے کف خاک کے

قولہ گفت اسرافیل بایزدان ما کہ ہر داز خاک پیکر کن کف بیا بن آمد اسرافیل ہم سوے زمین
باز آغزید خاکستان چنین بن کاے فرشتہ صور اوے بحر حیات بن کاے زوہما سے
تو جان بابد موات بن دردے در صورتیک ہانگ عظیم بن پر شو و محشر خلایق از زمین بن دردے
در صورت گوئے الصلا بن بر جہدے کشتگان کر بلا بن اے ہلاکت دیدگان از تیغ مرگ بن
برزخ از خاک سرخین شاخ و برگ بن رحمت تو آن دم گیرے تو بن پر شود ان عالم از احیاء
تو بن تو فرشتہ رحمت نما بن حامل عرشے قبلہ دادا بن عرش معد نگاہ داد و عدلت
چار چو دریا و پر مغفرت بن جوے شیر و جوے شہد جاودان بن جوے نمر و جملہ آب روان بن
پس ز عرش اللہ بہشتستان رود بن در جہان ہم چیز کے ظاہر شود بن گرجہ اکودہ است انجبا
آن چہار بن از چہ از ہر فناے ناگوار بن جہر بر خاک تیرہ ریختن بن نان چہار وقتشہ الیختن
تا بجوید اصل آن را این خسان بن خود بدان قلن شد نداین ناکسان بن شیر وادہ پرورش اطفال را
چشمہ کردہ سینہ ہر زال را بن المعنی حب میکائیل بھی خالی پھرے تو ہمارے خداے
پاک نے اسرافیل سے کہا کہ جا اور خاک سے ایک مٹھی بھرے اور پھر اسے
اسرافیل بھی زمین کی طرف آئے پھر اس خاکستان نے وہی باتیں شروع کیں کہ
لے فرشتہ صور اور اے دریا حیات کے تودہ ہی کہ تیری پھونکوں سے مردے
جان پائیں گے تو صور میں ایسی ایک ہانگ عظیم پھونکے گا کہ بوسیدہ ہڈیوں کی خلایق سے
عشر بھر جائے گا تو صور پھونکے گا اور کسے گا کہ تلو صلا ہے اے کشتگان کر بلا

اٹھو اے ہلاکت دیکھے ہو دیتھ مرگ کے اب سرخاک سے نکالو جیسے شاخ و برگ سر نکالتے ہیں
 بس رحمت تیری اور دم گیر تیرا جس سے سارا عالم تیرے احیا سے بھر جائے گا تو فرشتہ رحمت کا ہی
 رحمت کو حامل عرش کا اور قبلہ انصاف و فریادوں کا کس واسطے کہ عرش معدن گاہ داد و معیت
 کی ہو جسکے نیچے نہرین مغفرت کی جاری ہیں ایک جو شیر دوسری شہد جادوان کی تیسری شراب
 چوتھا دجلہ اب روانہ کا کہ یہی چاروں عرش سے بہشتستان میں جاتی ہیں اور جہان میں بھی
 ان سے کچھ کچھ ظاہر ہوتی ہیں اگرچہ یہ چاروں یہاں صاف نہیں مثل وہاں کے ان میں آلودگی
 کیا ہو ہر فنا ناگوار کی کہ وہاں کی جادوان ہیں ایک جرئہ ان چاروں سے قضا و قدر نے
 زمین پر بھی ڈال دیا ہو کہ کسے فتنے اٹھائے ہیں تباہ خس دنیا کے اُسکا پتا ڈھونڈھیں مگر
 یہ ناکس اسی پر قلع ہو گئے شیر تو اُس نے واسطے پرورش بچوں کے دیا اور اُسکا چشمہ
 سینہ ہر زال کا بنایا دال مراد دایہ سے ہو قولہ خمر دفع غصہ و اندیشہ را بہ چشمہ کردہ از عنب
 در باغما بہ انگبین دارو تن رنجور را بہ چشمہ کردہ باطن زنجور را بہ آب بہر عام اصل و فرع را بہ
 از براے طہر و بہر کرع را بہ تا از نیما پے برے سوے اصول بہ تو بدین قلع شدے لے
 بود الفضول بہ بشنو اکنون ماجراے خاک را بہ کوچہ مے گوید فسون محراک را بہ پیش اسرافیل
 گشتہ او عبوس بہ مے کند صد گونہ شکل چا پلوس بہ کہ بحق ذات پاک ذواجلال بہ کہ مدار این
 قہر را بر من حلال بہ من ازین تقلیب بوئے مے برم بہ بدگمانے میر و داند سرم بہ ہین ترحم
 کن ہین رحمت من بہ ناکہ مرغے را نیاز دہما بہ اے شفا در رحمت اصحاب درد بہ تو ہماں
 کن کان دو نیکو کار کردہ زود اسرائیل باز آمد بشاہ بہ گفت عذر و ماجرا نزد آئمہ بہ کہ دون
 فرمان بدادے کہ بغیر بہ عکس آن الہام کردے در ضیہ امر کردے در گرفتن سوی
 گوش بہ نہی کردے از قساوت سوے ہوش بہ رحمت او بیحد ہست و بیکران بہ او حکیم
 است و کریم و مہربان بہ سبق رحمت گشتہ غالب بر غصب بہ لے بدیع انحال نیکو کار رب بہ
 اللغات کرع آب باران ایستادہ و آب بدہان فرو بردن اے انھیں چارچو سے
 شراب ہو کہ واسطے دفع رنج و اندیشہ کے بھیجی گئی چنانچہ شراب غم غلط کرنے والی شے ہو
 اور اُسکے چشمے باغون میں انگور بنائے اور انھیں سے شہہ ہو جو دارو تن رنجور کی ہو اور چشمے
 اُس کے باطن زنجور کے اور انھیں سے آب کہ واسطے ہر اصل و فرع کے کارآمد ہو کہ
 جس سے طہارت بھی کرتے ہیں اور دوسرے وقت کے لیے بھی تالابون وغیرہ میں

بھرا رہتا ہے لیکن ان سب سے مطلب یہی ہے کہ تو ان فروع سے اصول کا کھوج لگائے کہ حجت کہ
تو انھیں پہ قلع ہو گیا آگے نہ بڑھا اس سے زیادہ کون سی فضولی ہے اب فرماتے ہیں یہ باتیں بڑھانا
ہو گئیں ماجر خاک کا سن کہ وہ کیا فسون محرک پر دم کرتی ہے محرک کے سنے بسیار
حسرت دہندہ کہ عبادت اسرافیل سے ہو اس نے اسرافیل کے سامنے بڑی ترشائی
ظاہر کی اور سیکڑوں طرح شکلیں چا پلوسی کی بنائیں اور کہا کہ تجھ کو قسم ہے ذات پاک و الجلال
کی کہ یہ تمہارے عجیب حلال مت جان یعنی روائت رکھ میں اس میں بوقلیب کی
پائی ہوں اور میرے خیال میں بدگمانی ہے کہ یہ خاک کسی صورت پر قلب کی بجائے کی جس
خبردار ہو مجھ پر رحمت کر اس واسطے کہ ہمارے پرند کو نہیں ستانا ہے اسرافیل تو شفا و رحمت
اصحاب و رسل کے واسطے ہے تو بھی وہی کام کر جو ان دونوں نیکو کاروں نے کیا ہے یعنی جبرئیل و
میکائیل پر حق کے اسرافیل چل دیے اپنے بادشاہ کے پاس لوٹ گئے اور وہ عذر و ماجرا
سب خدا کے تعالیٰ کے سامنے بیان کیا اور کہا ظاہر تو نے یہ حکم دیا کہ مشت خاک اس سے
لینے اور خلاف اس کے میرے دل میں الہام کیا کان کو تو حکم دیا خاک لے لینے کا اور
ہوش کو منع کیا کہ تو سختی نہ کرنا اب مقولہ مولانا راج کا ہے عجب ذات پاک اس حکیم و کریم و
مہربان کی ہے اور رحمت اس کی عید و میکران رحمت اس کی غصب پر غالب ہو گیا بدیع افعال
اور نیکو کار پروردگار ہے

حکم ہونا عزرائیل کو واسطے لائے مشت خاک کے اور ناری کرنا خاک کا

قولہ گفت یزدان زود عزرائیل را کہ بہین آن خاک پر تحفیل را کہ آن ضعیف نال ظالم را بیاب
مشت خاک کے را بیاد بہین شتاب پر رفت عزرائیل سرہنگ تضاہ سوے کہ وہ خاک سب
اتقضاہ خاک بر قانون نفیر آغا ز کردہ داد سو گندش سے سو گند خوردہ کاے غلام خاص
وے حال عرش سے مطاع الامراء عرش و فرش پر رو بحق رحمت رحمن سرور
رو بحق آگاہ با تو لطف کردہ حق شاہ ہے کہ جزا و معبود نیست نہ پیش اذنا سے کس مردود نیست
حق حق کہ دست از من ہارہ اے ترا از حق فضیلت بیشمارہ گفت نوائم بدین افسون کن
رو بہا ہم زامرا و سر و علن نہ گفت آخر اذ فرمود علم ہر دو امرست آن بگزارہ علم نہ گفت آن تاویل
باشد یا قیاس نہ در صریح علم کم جواستباس نہ فکر خود را گر کئے تاویل یہ نہ کہ کئے تاویل این

نامِ مستعجبِ دل بھی سوز و مرزبانی بہا است چہ سینہ ام پر خونِ شہدائے شہور بہا است نہ ستم بے رحم بل بل بل
 سہ پاک چہ رحم بے ستم ہو اسے درونِ خاک چہ گریبا چہ میزِ غم من بر تہم نہ درد بہ حلاوتِ بدستِ شال
 حلیم نہ این طپاچہ خوشتر از حلاوتِ او نہ در رشودِ غم نہ بجلو او اسے او نہ بر نفیر تو جگرے سوزِ غم
 لیک حق قسم ہے ہمے آموز دم بہ لطفِ حقے در میانِ قسم ہا نہ در خوفِ پیمانِ عقیق
 بے ہوا نہ اسلحے جب یقینِ فرشتے خالی گئے اٹھ تھکے لے لے عزرائیل سے کہا کہ
 جلدی جا اور اُس خاک پر چھیل کودیکھ کیسے خیالات لگا رہی ہو جا اُس ظالم نالِ ضعیف کی تو
 خبر لے اور ایک مشت خاک اُس سے خبردار جلدی لایہ عزرائیل جو سپاہی تھا اُس کے ہین کو وہاں
 طرف حسبِ اقتضا کے حکم گئے خاک نے اپنے قاعدے کے موافق فریاد شروع کر کے
 اُن کو بھی قسمیں دین آپ بھی قسمیں کھائیں کہ اے غلامِ خاص اور اے حاملِ عرش کے اور
 جو عرش و مندرش کے درمیان میں ہین سب مطلع تیرے حکم کے ہین قسم ہو چھو کہ حق
 حق کی اور قسم ہو چھو اُسی کی جس نے تجھ پر لطف کیا ہو اور قسم ہو چھو اُس شاہ کی کہ سوائے
 کوئی معبود نہیں اور اُس کے سامنے زاری کسی کی مردود نہیں اور وہ حق کہ حق کے حق کا تجھ کو چھو
 مت چھوے مجھے اپنا ہاتھ الگ رکھ آے عزرائیل تو وہ ہو کہ چھو حق نے نفیستین بشمار
 دی ہین کما یہ مجھے نہیں ہو سکتا کہ تیرے اس انسون کے سبب میں اُس کے حکم سے
 ظاہر یا باطن مجھ بھیر لون اور تیری باتوں میں آجاؤں خاک نے کہا آخر حکم اسکا حکم کرنے کا
 بھی تو ہی ان دونوں سے از روے اپنے علم کے حکم کو اختیار کر لیا وہ ایسی بات ہو
 کہ جس میں کوئی تاویل ہو یا قیاس ہو اُس میں سے کسی جانب کو اختیار کرے اور
 جو امر صریح ہو اُس میں التباس کیون ڈھونڈے وہ خود ظاہر ہو ایسی فکر خود قابلِ تاویل ہو جو غیر
 مشتبہ اور صاف فہم میں تاویل کرے میرا دل تیری خوشامد پہ چلتا ہو اور تیرے شور بہ
 یعنی رونے سے دل پر خون ہوتا ہو میں ہر قسم نہیں ہوں بلکہ وہ جو تین فرشتے پاک
 تیرے پاس آئے تھے زیادہ اور اُن سے بڑھ کے جسم تجھ پر چھو ہولے درونِ خاک
 میں اگر طپاچہ کسی یتیم کے مارتا ہوں وہ ایسا حلیم ہو کہ اُس کے ہاتھ پر حلاوت رکھ دیتا ہو تا تلخی طپاچہ
 کی مشیرِ نبی سے بدل جائے بس یہ طپاچہ بسببِ اس حلوے کے خوشتر ہو کر لوے
 اُس پر جو اس حلوے پر غرہ اور فریفتہ ہو گیا تیری فریاد پر تو ضرور میرا جگ جگاتا ہو لیکن حق تعالیٰ
 مجھ کو تو رکھا رہا ہو کہ یہ بھی سمجھ لے کہ اُس کے قسموں میں لطف بھی پوشیدہ ہین

اور ان ٹھکڑوں میں تحقیق ہے ہر اچھے بہن کو کہ تیری بہن زہد علم منہست ہے منع کروں جان رقی جان
کندن ہے بہترین قمر شش بہ از علم و کون ہے قسم رب العالمین و نعم عون و لطفہا
مستمر اور قمر اور جان سپردن جان فزاید ہر اور بہن رہا کن پہ گمانے و ضلال پر
قدم کن چونکہ فرمودت تعالیٰ ہے اَنْ تَعَالِ اَوْ تَعَالٰی ہر اور بہن ہستی و جنت و نہا ایسا دہر ہے
خود من آن امر منی را پیچ پیچ ہے نیارم کروہن و پیچ پیچ ہے اینہم بشنید آن خاک نثر و زبان
گمان بدہش و گوش بدہش باز انواع و گران خاک پست ہے لایہ و سجدہ ہے گردش چو مست ہے
گفت نے برخیز نمود این زبان بہ من سرو جان مے نغم رہن ضمان ہے کثر میندیش من لایہ و گوش
بجز بدان شاہ رحیم وادگر ہے بندہ فرما تم نیارم ترک کرو پھر امر او کز بحر انگیزید گرد ہے
جز زبان خلق گوش و چشم و شر و بشنوم از جان خود ہم خیر و شر و گوش من از غیر گفت
او کرست ہے امر او از جان من شیرین ترست ہے جان از و آید نیاید از جان ہے صد ہزار ان
جان دہا وایگان ہے جان چہ باشد تا گزیم بر کریم ہے کیسے چہ بود تا بسوزم نان کلیم ہے من ندانم
خیر الا خیر او بصر و بکم و عی من از غیر او و اللغات تعالیٰ ہے بیا تعالیٰ بلندی دہن با لفتح
مست نثر و خوار و بد بخت نہالی تو شک و غلاف اٹھنے پھر قول عزرائیل کا ہو کہ قمر
حق کا میرے سو علم سے بہتر ہو دیکھ تو جب جان کو وہ بٹاتا ہو تو روکنے سے آدمی کیسا جان کندن میں
بڑتا ہو جس کے برابر کوئی سختی نہیں خوب جان بے کرا دے قمر اسکا دونوں جہان کے
علم سے بہتر ہو کیسا اچھا وہ رب العالمین ہو اور کیسا اچھا مددگار کہ اس کے قمر میں بڑے
بڑے لطف چھے بہن جو کوئی اُس کے پیچھے جان دیتا ہو وہ جان دینا ہی اُس کے لیے
جہان بڑھاتا ہو تو لے خاک بدگمانی و گراہی چھوڑ اور جب کہ وہ تجھے کہتا ہو تعالیٰ اے بیاتو
سر سے پائون بنا اور اُس کی طرف چل دیکھ تو یہ تعالیٰ اُس کی کیسی تجھ کو تعالیٰ بلندی عطا
کرتی ہو اور ہستی و جنت اور تو شک و غلاف تجھ کو دیتی ہو کہ آخر یہ سب کیفیتیں انسان کی ہوتی ہیں
میں پیچ پیچ ادے ناچیز اُس کے امر و دشمن کو مست و پیچ پیچ نہیں کر سکتا یہ سب باتیں
اس خاک خوار و بد بخت نے زمین اور حال یہ کہ وہ بدگمانی جو اُس کے خیال میں جمی تھی وہ اسکی
بندگویش ہو رہی تھی تھیں اس خاک پست نے اور طرہوں پر خوشامد کی اور مست لایققل
کے مثل سجدے کرنے لگی عزرائیل نے کہا نہیں اٹھ اس میں کچھ زیان نہیں ہو میں
اپنے سرو جان کو اس میں گروین کرتا ہوں اور ضامن دیتا ہوں ٹیڑھی بات مست سوچ ہے

اور خوشامدست کراب جو کچھ خوشامد کرے اُس پادشاہ رحیم دادگر کے سامنے کرپین ملکی بندہ ہوں
اُسکے حکم کو ترک نہیں کر سکتا اسکا حکم وہ ہی جو دریا میں دھول اُڑاتا ہی چنانچہ حضرت موسیٰ کے وقت میں
نیل سے دھول اُڑائی تین سوا حکم اُس خلاق چشم و گوش دوسرے کے اگر میری جان بھی کسی قسم
کی خیر و مشرت جائے تو اُسکی بھی نہ سنوں گا اس لیے کہ اُسکے قول کے سوا اور جتنی باتیں ہیں سب سے
میرے کان ہرے ہیں اُسکا حکم میں اپنی جان سے زیادہ شیریں جانتا ہوں اس واسطے کہ
جان اُس سے ہوئی ہی نہ وہ جان سے اور ایسی ایسی لاکھوں جائیں وہ مفت دیدیتا ہی بھلا جان
کیا چیز ہی کہ کہیم کو چھوڑ کے میں جان کو اختیار کروں اور جو دُن کے پیچھے کل کو بھونکوں میں خیر
جانتا ہی نہیں سوا اُس کی خیر کے میں اُس کے غیر سے ہر

گو نگا اندھا ہوں

اس بیان میں کہ مخلوق ایک آلہ اُسکا ہی اصل وہ ہی جیسے قیل و قال لہذا
للموت لم یشتقنی قال الموتی نظر اے من تدفنی دیوار نے تیغ سے
کہا تو مجھ کو کیوں بھاڑتی ہی کہا اُس کو دیکھ جو مجھ کو ٹھونکتا ہی بس
عارف وہ ہی کہ ظاہر کی طرف رجوع کرے مصلحت
نہ جہل سے

قولہ گوش من کرست از نارے کنان کہ منم اندکف او چونستان ہا حقلہ اندستان
رحمت مجوہ در دہان اژدہا رو بہ را و بہ از دم شمشیر تو رحمت مجوہ زان شہے چو گانہ بود دست
او ہا باستان و تیغ لاپہ چون کنی ہا کو اسیر آمد بدست آن سنی ہا و بصفت اؤ دست
من صنم ہا آلتے کو ساز دم من آن شوم ہا گر مرا ساغر کند ساغر شوم ہا و ہر انجہ کند
نخجہ شوم ہا گر مرا چشمہ کند آبے دہم ہا و مرانا رے کند تابے دہم ہا گر مرا باران کند
حرم دہم ہا و مرانا واک کند در تن جم ہا گر مرانا رے کند زہرا فگنم ہا و ہر یارے کند مرا گفتم
گر مرا شکر کند شیرین شوم ہا و ہر اخلل کند پر کین شوم ہا گر مرا شیطان کند سرکش شوم ہا
و ہر اسور شمش کند آتش شوم ہا من چو کلک در میان صبعین ہا نیستم در صفت طاعت بین بین ہا خاک
را مشغول کرد اندر سخن ہا یک کفے بر بود زان خاک کن ہا سا حرا نہ اش در بود از خاک دان ہا
خاک مشغول سخن چون بیخودان ہا برد تاحق تربت ہا راجتا بکتب آن گولان پائے را ہا
گفت یزدان کہ بعلم روشنم ہا کہ ترا جلا دین خلقان کنم ہا گفت یارب و ششم گمیز خلق ہا

چون شمارم خلق را در مرگ خلق بخت و روادارے خداوند سنی بنام مبعوض و دشمن رد کئے
 اے پھر عزرائیل نے کہا کہ میرے کان ناری کرنے والوں کی ناری سے بہرے
 ہیں اس واسطے کہ میں اُس کے ہاتھ میں ایسا ہوں جیسے سنان تو احمقوں کی طرح سنان
 سے رحمت کی طالب مت ہو اور اثر دے کے ٹھہر میں فوراً اُس کے واسطے گھس جاؤ دم
 شیر سے رحمت مت ڈھونڈھا ورنہ اس پادشاہ سے جس کے ہاتھ میں چوگان ہو کہ مار دیتے
 اس کو کیا تامل ہو گا پھر تو سنان و تیغ کی خوشامد کیا کرتی ہو کہ وہ تو مطیع اُس بزدل کے
 ہاتھ کی ہو وہ صنعت کی راہ سے آذر ہو اور میں بت ہوں جو کہ وہ دیکھے بنائے میں وہی
 ہو جاؤں اگر مجھ کو ساغر بنائے گا جو کہ عیش و عشرت کا ہو ساغر ہو جاؤں گا اور جو مجھ کو خنجر بنائے گا
 جو سامان قتل کا ہو خنجر ہو جاؤں گا اگر چشمہ بنائے گا سب کو سیراب کروں گا اور جو آگ
 کرے تاب دون گرمی ہو چاؤں اگر باران بنائے حسن و من دون اور جو ناوک کرے جسم میں
 جا گھسوں اگر بار کر دے میں بھی زہر گلون اور جو کسی کا یار کر دے مہر لگین ہوں اگر مجھ کو
 شکر کر دے شیریں ہو جاؤں اور جو غفل کر دے پرکین ہوؤں اگر مجھ کو شیطان کر دے
 سرکش بنوں اور جو سوزش پٹائے میں آتش ہو جاؤں میں ایسا ہوں جیسے قلم دو انگلیوں میں
 ہوتا ہو جدھر انگلیاں پھرتی ہیں اُدھر پھر تا ہی میں صفت طاعت پر ایک طرف ہوں
 نہ بین میں کہ ادم بھی اُدھر بھی جیسے قاعدہ بین میں پڑھنے کا صرف میں ہی بس عزرائیل نے
 خاک کو تو ان باتوں میں لگایا اور ایک مشت خاک اُس خاکدان کن سے لیلی اور اُس
 خاک کو جادو کروں کی طرح اُٹھالیا اور خاک مثل بیجودوں کے باتوں ہی میں لگی ہی بس
 اُس خاک میرے کو حق تعالیٰ تک لے گیا اور یہ ترکون کی طرح مکتب سے
 بھاگتی تھی سو مکتب کو پہونچا دیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھ کو قسم ہوا ہے علم روشن کی کہ تجھ کو
 جلا داس مخلوق کا کروں گا کہا اے پروردگار میرے مخلوق مجھ کو دشمن جانیکے جب میں مخلوق کا حلی
 مرگ سے دباؤں گا اب اے خداوند کریم کیا تو اس بات کا روادار ہو کہ مجھ کو انکا دشمن و مبعوض
 اور مرد و کرے قولہ گفت اسبابے پدید آمد حیان بذا تپ و قونج و سرسام و سنان بذا
 از صدراع و با شراد از خناق بذا و نذہ کام و از بظلام و از فواق بذا و دیوان و استقام و سل بذا کسر
 ذات الصد و لذع و درد دل بذا و ناگز و ناغم نظر و نا نشان ز تو بذا و در ضما و سبہا سبہا تو بذا
 گفت یارب بندگان ہستند تیرو کہ بدندان سبہا سبہا اے عزیز چشم شان باشد گذارا از سبب بذا

برگشتہ از حجب از فضل رب بہ سرمہ توحید از کمال حال بیافتہ رستہ زعلت و اعتلال بہ ننگ نہ
اندر تب و قولنج و سل بہ راہ نہ ہند این سببہا را بدل بہ نازکہ ہر یک زمین مرضہا ما دو است بہ چون دوا
نہ پذیرد آن فعل قضا است بہ ہر مرض دارد و امید آن یقین بہ چون دوا سے رنج سراپو ستین بہ چون
حسد اخواہد کہ مردے بفسردہ سردے از صد پوستین ہم بگذرد بہ در وجودش لرزہ نہسد کہ آن بہ
نہ ز آتش کم شود نہ از دھن آن بہ برتن او سردیے نہد چنان بہ کان بجامہ بہ نگردد و اشیان
چون قضا آید طبیب ابلہ شود بہ وان دوا در نفع خود گمرہ شود بہ کے شود محبوب اوراک بصیر بہ
زمین سببہا سے حجاب گول گیر بہ اصل بیند دیدہ چون اکمل بود بہ فرع بیند چونکہ مرد احوال بود بہ
اللغات قولنج وہ درد جو زیر ناف قولون میں پیدا ہو سل نام مرض مشہور سرد سام ورم
دماغ صدراع درد سرما شل ورم دمی کہ سرد و زمین پیدا ہوتا ہی خناق وہ چھڑیا جو
حلق میں پیدا ہوتی ہو زکام جدام معدوف نواق اچکی دیدان کیڑے جو بیٹ میں پیدا ہو جاتے ہیں
استسقا ہندی جلندہ کسر چوٹ سے ہڈی یا اعضا کا ٹوٹ جانا ذات الصد ورم سینہ لزع ساق
وغیرہ کا کاٹنا **المعنی** اللہ تعالیٰ نے عزرائیل کا عذر سن کے فرمایا کہ میں اس کے
سبب پیدا کروں گا یعنی بیماریاں اور کسر و زخم وغیرہ مثلاً تب و قولنج وغیرہم جن کے نام میں
شعرون میں مذکور ہیں تا ان کی نظریں ان مرضون مضبوط کے سبب سے تیری طرف سے
پھیر دوں عزرائیل نے کہا اے پروردگارا ایسے بندے بھی تو تیرے ہیں اے غالب و بزرگ کہ
ان سببوں کو بارہ بارہ کر دین اور عقید ان کے ہنوں ان کی آنکھ سے سبب سے پار نکل جائے اور
تیرے فضل سے جملہ مجاہدوں پر وہوں سے گذر جائیں کسی طرف متوجہ ہنوں سرمہ توحید کا کمال
وجہ سے پائے ہوئے ہیں اور علت و اعتلال سب سے چھوٹے ہوئے وہ تب و قولنج و
سل کو نہیں دیکھتے اور ان سببوں کو اپنے دل میں دخل نہیں دیتے اس واسطے کہ جتنے مرض
ہیں سب کی دوا ہی اور دافع اسکا موجود ہے جب مرض دوا کو نہ قبول کرے تو سوا فعل قضا کے
اور کیا ہی ہر مرض کی دوا ہی اچھی طرح یقین اسکو جائے رہ جیسے رنج جاڑے کی دوا پوستین ہر
لیکن جب خدا چاہے کہ کوئی ٹھٹھہر کے رہ جائے اس کی سردی سو پوستین کے بھی پار
ہو جائے گی اس کی ذات میں وہ ایسا لرزہ رکھ دے گا کہ نہ آگ سے کم ہو نہ بھاپ سے
اس سے جسم پر ایسی سردی رکھ دیتا ہی کہ نہ وہ کپڑے سے جائے نہ کھولنے میں گھسنے سے
اور یہ بھی ہو کہ جب قضا آتی ہو طبیب بھی احمق ہو جاتا ہی اور دوا اپنے نفع میں گمراہ ہو جاتی ہو

نفع کی طرف نہیں جاتی بس جو بصیر ہیں انکا ادراک اسباب سے کب محجوب ہوتا ہے اور
چھپتا ہے یہ حجاب تو احمق کے واسطے ہیں نہ بصیر و مینا کے لیے ظاہر ہے جب دید اکل ہو جاتی ہے
تو وصل کو دیکھتی ہے اور جب احوال دہین ہوتا ہے تو فرح کو دیکھتا ہے اور مقید
سبب کا ہوتا ہے

جواب حضرت عزت کا عزرائیل کو کہ جو نظر زخم و تیر میر نہ رکھے گا
وہ تجھ کو بھی نہ دیکھے گا تو بھی سبب ہے اگرچہ مخفی تر ہے و غن
ایسہ اقرب منکم

قوله گفت یزدان ہر کہ باشد اصل دان و پس ترا کے بیندا و اندر میان و گرچہ خویش از عامہ
بنہان کردہ و پیش روشندیدگان ہم پردہ و دانگہ ایشان را شکر باشد اجل و چون نظر شان
مست باشد و دل و تلخ نبود پیش ایشان رگ تن و چون روند از چاہ و زندان در چین و دایہ رسیدند
از جہان و چہ بکس نگرید بر فہات و چہ بچہ برج زندان را شکست ارکاتے و چہ از ورنج و دل
زندائے پاکے در تیغ آن سنگ مرمر را شکست و تا روان دجان را از جس رست و
آن رخام خوب و آن سنگ لطیف و برج زندان را ہی بود و الیف و چون شکستش تا کہ زندانی
برست و دست او در جسم او باید شکست و چہ زندانے نگویا این فشار و جز کے
کز جس آرمش بدار و تلخ کے باشد کہے را کش برند از میان زہر ماران سوے قند
ہان مجرد گشتہ از غوغائے تن و بے پردہ با پر دل نے پائے تن و چہ زندانے چہ کاندہ
شبان و خمد و بیند بخواب او گلستان و گویاے یزدان مرا نیجا میر و تا دیرین گلشن کتم من
کروند و گویدش یزدان دعا شد مستجاب و و امروا شد علم بالصواب و اللعے اللہ تعالیٰ
نے عزرائیل سے کہا کہ جو اصل دان ہے وہ تجھ کو اس درمیان میں کیوں دیکھے گا اگرچہ
تو نے عام مخلوق سے آپ کو چھپایا ہے لیکن جو روشن دیدہ ہیں اُن سے بھی تو چھپا ہے کہ وہ اصل کو
دیکھیں گے تجھ کو نہیں دیکھیں گے آوروہ لوگ جنکے نزدیک اجل شکر یزدان کی نظر مست
نشہ دولت کی کب ہوگی جو اجل اور مرگ تن انکو تلخ ہو جب کہ وہ چاہ و زندان سے نجات پائے
چین کی طرف جاتے ہیں اور اس جہان و چہ سے رہا ہوئے بس خیال تو کر چہ کے
جاتے رہنے سے کوئی ذرا بھی بچ و گریہ کرتا ہے مثلاً کسی ارکان وائے نے اگر برج زندان کا
توڑ دیا اس سے جان زندانی کی بتا تو کچھ رنجیدہ ہوگی اور بھلا یہ کیسا کہ افسوس کیسا سنگ مرمر

توڑا لا تو روان اور جان ہماری قید سے چھوٹ گئی کیسا پتھر سفید اور سنگ لطیف تھا جس سے
 برج زندان کی خوبی تھی اور وصل کیا ہوا کیوں اُس نے توڑ ڈالا جو قید ہی لگی گئے اس جرم میں
 اُسکا بھی ہاتھ توڑنا چاہیے کوئی زندانی اس قسم کا بیہودہ اور ہڈیاں نہ سکے گا فشارِ بھیم بھنے
 ہڈیاں وہ بیہودہ و دشنام سوا اُس شخص کے جس کو زندان سے نکالیں اور سولی دینے کو
 لیجائیں اس لیے کہ اسکو زندان ہی اچھا تھا جھلا یہ کسکو تلخ معلوم ہوگا کہ اُسکو سا پنیر کے
 زہر سے نکال کے قند کی طرف ہانک دین کہ اُسکی جان بھی غوغا کے تن سے مجر د ہو گئی اور دل
 کی بیرون نہ پاوے تن سے اُڑنے لگا آب فرماتے ہیں کہ تو زندانی کی طرح کیا ہوسا ہو کہ جب
 رات میں سوئے تو خواب میں گلستان دیکھے اور کے اے یزدان چھو رہے دے
 یہاں سے مت نکال تو میں اس گلشن میں اپنا کروں اور اللہ کہدے کہ جاتیری دعا قبول
 ہوئی تو یہاں سے مت جا آگے اللہ خوب جانتا ہے قولہ این چنین خوابے بہین چہ خوش بود
 مرگ نادیدہ بخت در روئے پہنچ او حسرت خورد بر آفتابہ بر تن با سلسلہ در قہر چاہے مومنے آخر
 در آور صف رزم نہ کہ برابر آسمان بود دست بزم نہ بر امید راہ بالا کن قیام نہ پہنچو شمع پیش محراب
 لے غلام نہ اشک مے بارو بھی سوزنا طلب نہ پہنچو شمع سروریدہ جملہ شب نہ لب فرو بند از طعام و
 از شراب نہ سوئے خواب آسمانے کن شتاب نہ دبدم از آسمان میدار امید نہ رہو اے
 آسمان نقصان چو بید نہ دبدم از آسمان مے آید نہ آب و آتش رزق مے افزاید نہ
 گر تر آنجا کشد بود عجب نہ منکر اندر عجز و بنگر و طلب نہ کین طلب در تو گردگان خداست نہ زانکہ ہر طالب
 بمطلوبے سراسر نہ جہد کن تا این طلب افزون شود نہ تادلت زینچاہ تن بیرون شود نہ خلق
 گوید مرد مسکین آن فلان نہ تو بگوئی زندہ ام اے غافلان نہ گرتن من پہنچو تنہا خفتہ است نہ
 ہشت جنت در دلم بشگفتہ است نہ جان چو خفتہ در گل و شرمین بود نہ چہ غم است ارتق
 درین سرگین بود نہ جان خفتہ چہ خبر دار و زتن نہ کو بگلشن خفتہ یاد کو بخش نہ میزند جان
 در جہان آگہون نہ غمہ یا لیست تو مے یعلوم نہ اگر نخواہد نہ لیست جان بے این بدن پس فلک
 ایوان کہ خواہد آمدن نہ اگر خواہد بے بدن جان تو زیست نہ فی السما رزق کم روزے کیست نہ
 اللغات آفتابہ آگاہی و نگاہ شدن جہان آگہون آسمان اے بمعنی بطور ظریف مانتے ہیں
 کہ ایسی خواب جو ادب نہ کو رہی کیسی ابھی ہے دیکھ تو بدون مرے جنت میں پہنچ گیا ورنہ
 جنت بعد مرنے کے ملیگی پتھر ایسا شخص اپنی بیداری و ہوشیاری پر کچھ بھی حسرت کھائیگا جس

حال میں کہ تن با سلسلہ قہر چاہ یعنی زندان میں پڑا تھا وہ اس خواب ہی کو اچھا جانے کا آب
 فرماتے ہیں آخر تو مومن ہی صفت جنگ میں داخل ہوا ہے جہاد نفس جو جہاد اکبر ہی تو تیری آسمان پہ
 بزم ہوئے اس امید پر کہ تجھ کو یہ عالم بالائی مل جائے اسے پسر شمع کی طرح تمام رات محراب کے
 سامنے قیام اختیار کر اور سوز و گداز کے ساتھ بسبب طلب کے اور سر بریدہ تمام رات
 طعام و شہاب سب سے لب بند کر اور خوان آسمانی سے لو لگا دمبدم آسمان سے امید
 لگائے رہ اور ہوا سے شوق آسمان میں بید کی طرح رقصان ہو دیکھ تو دمبدم آسمان سے
 کیسا آب و آتش آتا ہے یعنی باران کہ اُس میں آب و آتش جو برق ہی دونوں ہیں کہ جو تیرے
 رزق کو بڑھاتا ہے پھر اگر آسمان تجھ کو اپنی طرف کھینچ لے تو کیا عجب لاجرم تو اپنے عجز کو
 مت دیکھ اپنی طلب کو دیکھ تو عاجز نہ ہو طلب تو عاجز نہیں ہے کس واسطے کہ یہ طلب جو تجھ میں ہے
 گروگان خدا سے ہے اسی سبب ہر طالب لائق مطلوب کے ہو پس تو کوشش کرتا یہ طلب تیری طبیعتی ہے
 پھر اگر تجھ کو وہاں کھینچ لجاوے تو کیا عجب ہی اور تیرا دل اس چاہ تن سے بیزار ہو جائے تو تجھ سے
 تعجب نہیں مخلوق تو کہے کہ فلان سکین بیچارہ مر گیا اور تو کہے کہ لے غافلویں مرا نہیں ہوں زندہ
 ہوں اگرچہ میرا تن مثل اور تنوں کے خفتہ ہے لیکن ہشت جنت میرے دل میں شکفتہ ہو رہی
 ہیں اور ہر گاہ کہ جان گل و نسرين میں سوتی ہو تو اسکو کیا غم ہے جو تن سرگین میں پڑا ہو جو جان کہ
 آرام سے سو رہی ہے اسکو کیا خبر کہ تن گلشن میں ہے یا گلشن میں اب وہ جان جہان آگہوں یعنی
 آسمان میں نعرے یا لیت تومی یعلون کے مار رہی ہے کاش قوم میری اس حال کو جانتی بس
 معلوم ہوا کہ بدون اس بدن کے بھی جان زندہ رہتی ہے اگر نہیں رہتی تو یہ فلک ایوان نعوزن
 کیوں ہے اور کہاں سے آیا پھر فرماتے ہیں کہ اگر جان تیری بے بدن کے زندہ
 نہیں رہتی تو نے السمار و زقلم یہ روزی کس کی ہے یعنی آسمانوں میں سو رزق مختار را
 بیان مذمت چرب و شیرین دنیا کی چیزوں کا اور مانع ہونا طعام اللہ سے
 جیسا کہ فرمایا الجوع طعام اللہ یجئ بہ ابدان الصديقين اے فاعالجوع
 یصل طعام اللہ و ابیت عند ربی لیطعمنی ویسقینی بھوک طعام اللہ کا ہے زندہ
 رہتے ہیں اُس سے بدن صديقون کے یعنی بھوک میں پہنچتا ہے
 طعام اللہ کا اور شب کرتا ہوں میں پاس اپنے پروردگار کے کہ کھلاتا ہے وہ
 مجھ کو اور پلاتا ہے مجھ کو

قوله وار ہے زمین روزے روزہ کثیف ہے و رفتے و روت و در قوت شریف ہے اگر ہزاران رطل
لوٹش سے خورے ہے روے پاک و سبک بچون پرے ہے کہ نہ جس باد تو نجات کند
چار بیخ معدہ آہنجت کند ہاگر خورے کم گرسنہ مانی چوزاغ ہے و ر خور می پر گیر دار وخت
دماغ ہاگر خورے خورے بد و خشکی و دق ہے پر خورے شد تخمہ راتن مستحق ہا از طعام اللہ و قوت
خوشگوار ہے و در چنان دریا چو کشتی شو سوار ہے باش و روزہ شکلیا و مصدہ و مبہم قوت
خدا را منتظر ہے کان خداے خوب کار برد بار ہے ہر ہا را میدہد و انتظار ہے انتظار نان ندارد و در و سیر
کہ سبک آید و طیف یا کہ دیر ہے بینو اہر دم ہے گوید کہ کوہ در مجاعت منتظر در ماند و بچون نباشی
منتظر ناید بتو ہے آن نوالہ دولت ہفتاد و توبہ اے پدر انتظارا انتظار ہے از براے خوان بالا
مرد و ار ہے ہر گرسنہ عاقبت قوتے بیافت ہے آفتاب دوئے بروے بتافت ہے
ضیف باہمت چوزاشے کم خورد و صاحب خوان آتش بہتر آورد ہے جز کہ صاحب ضیف
در ویش لیم و ظن بد کم بر بزاق کریم ہے سر بر آورد بچو کوہے اے سند ہے تا تختین نور خور
بر تو زندہ کان سر کوہ بلند مستقر ہے خورشید سحر را منتظر ہے اللغات قوت بالفح نعمت
آہنج معرب آہنگ مجاعت گرسنگی المعنی یعنی جب فی السماء رزقکم خدای تعالی فرماتا ہوں
تو اسکا طالب کیون نہیں ہوتا تا اس روزی کثیف ہر روزہ سے چھوٹ جائے اور اس
نعمت اور قوت شریف میں پڑے کہ جو ہزاروں رطل اس نعمت کے کھاتا رہے تو ہلکا پھلکا
مثل پری کے بھرتا رہے اور ایسا کہ نہ تجھ کو باد تو لچ جس کر سکے نہ چار بیخ یعنی عذاب
معدے کا کبھی تیرا قصد کرے جیسا اس روزی دنیا سے قوت لچ و غیرہ عارض ہوتے ہیں اس میں
یہ نقص ہیں کہ اگر تو کم کھائے اور بھوکا رہے تو تو مثل نارغ ہو جائے جو آخر کو کم کھاتا ہو اور
جو خوب پیٹ بھر کھائے تو ڈکارین تیرے دماغ کو گھیر میں اگر کم کھائے تو یہ آفت کہ بد خوئی
و خشکی دلاغری لاحق ہو اور پیٹ بھر کھائے تو بد ہضمی کا مستحق ہوئے پس طعام اللہ اور
قوت خوشگوار سے ایسے دریا میں مثل کشتی کے سوار ہو یعنی جیسے کشتی دریا میں تیرتی
پھرتی ہو اگر روزہ ہو تو صبر کرے رہ اور مصدہ ہو اور مبہم روزی خدا کا منتظر
کس واسطے کہ وہ خدا نیکو کار بردبار انتظار وائے کہ تحفے دیتا ہو ظاہر ہی کہ پیٹ بھر آدمی منتظر
نہیں ہوتا کہ دیکھے میرا وظیفہ و راتہ جلدی آتا ہی یا دیر میں اور بھوکا ہر دم اسکا تلاتی ہوتا
اور اس بھوک میں اسکا منتظر رہتا ہی بس اگر تو پیٹ بھر ہی اور منتظر نہیں تو تیرے

پاس وہ نوالہ جس میں دولت سترجہ والی رکھی ہوئی ہو کیون آئے گا بس اسے پدر خاص انتظار ہی
انتظار اختیار کرے گی یہی ہو تو مردوں کی طرح اس خان عالم ہالا کا منتظر رہے ہرگز نہ آخرت
پاتا ہو اور آفتاب دولت کا اس پر چمکتا ہو تو بھی اسکا گرسنہ بن قاعدہ ہی جو مہمان باہمت
آتش کم کھاتا ہو تو اسکے لیے صاحب خان بہتر ہی آتش لاتا ہو سوا اسکے کہ جس کا مہمان
درویش لیٹ ہو بیدار خوار کہ جانے پھر لے گا یا نہیں یہ گمان صاحب خان پر کرتا ہو تو ایسا گمان
اس رنق کو ہم پر مت کرتا اسے سند یعنی بھروسے والے پہاڑ کی طرح سر اٹھاتا تو
پہلے نور آفتاب کا تجھی پر پڑے کس واسطے کہ سر کوہ بلند مستقر کا جو خورشید سحر کا منتظر ہی
لاجرم پہلے وہی نور پاتا ہی

اِس منقل کے بیان میں جو کہتا تھا کہ موت دنیا میں نہی

قولہ آن یکے گئے گفت خوش ہووے جہان بگرینودے باک مرگ اندر میان بآن دگر گفت
 ارنبودے مرگ ہیچ بگر نیزیدے جہان پیچ پیچ نہ سرنے بودے بدست افشارشتہ نہ
 سمل وناکوفہ بگذاشتہ نہ مرگ را تو زندگی پنداشتہ پیچ پیچ نہ تخم را در خاک شورہ کاشتی بے عقل کاذب
 مست خود معکوس بین بے زندگی را مرگ پندار و یقین بے اسے خدا نمانے تو ہر چیز را بے آن چنانکہ
 ہست در خدعہ سراپہ ہیچ مردہ نیست پر حسرت زمرگ بے حسرتش آنست کش کم بود برگ بے
 ورنہ از چاہے بصحرای افتاد بے در میان دولت و عیش وکشا بے زین مقام ماتم تنگین منلخ بے
 نقل افتادش بصحرای فراخ بے مقصد صدقے نہ ایوان دروغ بے بادۂ خاصے
 نسکرانے زدوغ بے مقصد صدق جلیس حق شدہ بے رستہ زین آب و گل آتشکہ بے درنگردی
 زندگانی دلیر بیک وودم ماندہ است مردانہ بگیری اللغات مناخ جای بستن شتران
 بمعنی ایک شخص کتا تھا کہ یہ جہان جب خوش ہوتا جو خوف مرگ کا اس میں نہوتا
 دوسرے نے کہا کہ اگر اس میں ذرا بھی مرگ نہوتا تو یہ جہان پیچ ہیچ کسی لائق اور کسی
 قابل نہوتا ایسا ہوتا جیسے ایک انبار و خرم بڑا اور بجا مہل بے گما ہوا بگذاشتہ جنگل میں
 پڑا ہوا ہی کہ کوئی فائدہ اس پر مرتب نہیں ہوتا تو کتا ہی کہ موت نہوتی زندگی ہوتی وہ زندگی
 نہیں ہی موت ہی اور جہ موت ہی وہ زندگی ہی تو نے یہ بات کیا کی کھاری زمین میں بیج بویا
 جس کا کچھ بیج نہیں تیری عقل کاذب ہی اور معکوس بین اٹھی سمجھنے والی جو زندگی کو موت
 گمان کرتی ہی آپ گویندہ کتا ہی یا مولانا رح کہ اسے خدا ہلکو ماہیت و حقیقت کسی

شے کی کچھ معلوم نہیں تو ہلکے جیسے وہ اس خدمت سدا ہو کہ کے گھر میں ہو دیسے ہی ہلکے دکھاتو
اُسکے نیک و بد سے آگاہ ہوں جو مر گئے ہیں کوئی اُن میں مرگ سے حسرت نہیں کھاتا ہر اور زندگی کا
کسی کو افسوس نہیں بلکہ اس بات کی حسرت ہو کہ میں نہایت بے سامان و بے برگ
یہاں آیا ورنہ اگر برگ پورا پورا ہی تو وہ شخص کنوئیں سے نکل کے جنگل و میدان میں جا پڑا
اور دولت و عیش و کشادہ بین اور اس نامکدہ تنگ و نجس جگہ سے اُس نے میدان فراخ کی
طرف نقل کی اور وہ بیٹھک سچی جس کی نسبت فرمایا ہے فی مقعد صدق عند ملیک
مقتدر بیٹھک سچی میں یاس پادشاہ قدرت دے کے اور شراب خاص سے
ست نہ دوزخ کے نشے سے اور مقعد صدق جلیس حق کا اور اس آتشکدہ آب و
گل سے چھوٹا ہوا یعنی گویہ عالم آب و گل ہر لیکن در صورت اعمال بد کے آتشکدہ ہر
بس اگر تو نے زندگانی دیر نہیں کی یعنی خدا سے ڈرتا رہا تو کیا غم و ایک دم جو باقی ہے
ہیں اُنکو بھی مردانہ بن کے بے اور تمام کر

فیما یربے من رحمۃ اللہ تعالیٰ معطی النعم قبل استحقاقہا وہو الذی
ینزل الغیث من بعد اقطارہ و رب بعد یورث قمرہ و رب معصیتہ میمونۃ و رب
سعادت یاتے من حیث یربے النعم لعلکم ان اللہ یبدل
سیاتھم حسنات

مذکورہ حدیث آید کہ روزِ ستیجہ امر آید ہر یکے تن آرا کہ خیر بہ نفع خود امر ست ازیزدان پاک بہ کہ
برا آید اسے ذرا سرسبز خاک بہ باز آید جان ہر یک در بدن بہ بچو صبح ہوش جان اندر بدن
جان تن خود را شناسد وقت روز بہ در حشر ابہ خود در آید چون گوز بہ جسم خود لبشناسد
دوروے رود بہ جان زر گر سوے دوزخ کے شود بہ جان عالم سوے عالم
مے رود بہ جان ظالم سوے ظالم مے رود بہ کہ شناسا کرد شان عظمیٰ
چونکہ برہ ویش وقت صبح گاہ بہ پائے کفش خود شناسد در ظلم بہ جان تن را چون نداند اسے
صنم بہ صبح حشر کو چکست اسے ستیجہ حشر اکبر اقیاس ازوے بگیرہ آن چنانکہ جان
بہر سوے طین بہ نامہ بردارے یسار و ازیمین بہ در کفش بند نامرغل وجود بہ فسق و تقویٰ اپنے
ادو خورده بود بہ چون شود بیدار و وقت سحر بہ باز آید سوے سر او آن خیر و شر بہ گریا صنت
دادہ باشد خوے خویش بہ وقت بیدارے ہاں آید بہ پیش بہ در ہداسے

خام وزشت و پر ضلال ہے چون عنرا نامہ سیاہ یا بد شمال بہست مارا خواب و بیدارے ماہ
 پر نشان مرگ و حشر دو گواہ حشر اصغر حشر اکبر را نمود پھر مرگ اصغر مرگ اکبر را زد و در اللغات
 مستحیر پناہ جویندہ رستخیز قیامت لغوی معنی اسکے جنما اٹھنا جو کہ قیامت کے دن کیفیت
 مخلوق کی ہوگی لہذا یہ نام رکھا گیا اسمعنی حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے
 دن ہر جسم کو حکم ہوگا کہ اٹھو وہ جو نفع صورت یعنی صورت کی آواز ہو وہی حکم خدا سے پاک کا ہو
 کہ لے زور خاک سے سزا کا لو بس ہر ایک کے بدن میں جان بھر لوٹ کے آجائیں گی
 جیسے صبح ہوش کو جان بدن میں آجاتی ہے صبح ہوش بیداری صبح بعد خواب شب روزانہ
 کے ہر ایک کی جان اپنے اپنے تن کو پہچانتی ہے جب دن ہوتا ہے ایسی اُس تن میں
 گھس جاتی ہے جیسے خدائے میں خزانہ بس ہر جان اپنے جسم کو پہچانتی ہے اُس میں گھستی ہے
 زرگر کی جان درزی کے جسم میں کب جاتی ہے عالم کی جان عالم کی طرف جاتی ہے
 ظالم کی جان ظالم کے جسم کی طرف اس واسطے کہ علم الہی نے جانوں کو شناسا کر دیا ہے
 جیسے بھیڑ کا بچہ بھیڑ کے پاس صبح کو جاتا ہے دیکھ تو پاؤں اندھیرے میں اپنے جوتے کیسے
 پہچان لیتا ہے پھر جان تن کو اسے صنم کیسے نہ پہچانے بس یہ صبح ہر روزہ کی اسے پناہ جویندہ
 یہ حشر کو چک ہے اب حشر اکبر کو بھی اسی پر قیاس کرے کہ ایسی ہی جانیں جسموں میں گھسین گی اور جیسی
 جانیں مٹی کی طرف جو جسم ہو اڑینگے ایسے ہی نامے اعمال کے دہنے بائیں سے اسی کی طرف
 ہاتھ میں دے دینگے جو کچھ اُن میں ہو چاہے جو دچاہے بخل چاہے فسق چاہے تقویٰ
 جیسی عادت کر لی ہو جب صبح حشر کو بیدار ہوگا وہ خیر و شر اُسکے سامنے پھر لوٹ
 کے آجائے گی اگر نبی عادت کو اُس نے زہد و ریاضت میں رکھا ہے بیداری کے وقت وہی
 سامنے آئے گی اور اگر روز گذشتہ میں جو حیات دنیا ہے خام وزشت و پر ضلال تھا تو مثل
 عنرا نامہ سیاہ کے بائیں ہاتھ میں نامہ پائے گا لاجرم یہ خواب و بیداری روز کی ہمارے مرگ
 حشر کے پتے پر دو گواہ ہیں اس حشر اصغر نے حشر اکبر کو بتا دیا اور اس مرگ اصغر نے مرگ اکبر کو
 گریہ کے صاف کر دیا قولہ لیک این نامہ خیال است دہناں ہواں شود در حشر اکبر بس عیان ہے
 این خیال اینجا نہاں پیدا اثرہ زین خیال آنجا برویاند صورتہ در مہندس بین خیال خانہ ہے
 در دلش چون ازینے داند ہے آن خیال ادا اندرون آید برون ہے چون زمین کہ ز آید از تخم
 درون ہے ہر خیالے کو کف در دل وطن ہے روز حشر صورتے خواہد شدن ہے چون

خیال آمد مهندس در ضمیر چون نبات اندر زمین دانہ گیر بہ خلصم زمین ہر دو محشر قصہ ایست بہ مومنان با
 در بیان نش حصہ ایست بہ چون بر آید آفتاب رستخیز بہ بر جہد از خاک خوب و زشت نیز بہ سوے دیوان
 تضایق بیان شوند بہ نقد نیک و بد بگورہ و دزدند بہ نقد نیکو شادمان و نازنا و بہ نقد قلب
 اندر حیرت و در گردانہ بہ لحظہ لحظہ امتحانہا میرسد بہ رد لہائے ناید و رجسہ بہ چون ز قندیل
 آب و روغن گشتہ فاش نہا چو خاک کے کہ بر دید سبہا ش بہ از پیاز و زعفران و کوکنار بہ سبزے
 پیدا کنند دشت از بہار بہ آن یکے سر سبز سخن المقتون بہ وان و گراہ چون بنفشہ سرنگون بہ ^{معنی}
 لیکن یہ نامہ تو بالفعل ایک خیال ہو اور پوشیدہ مگر حشر اکبر بین خوب ظاہر ہوگا یہ خیال یہاں ہی
 تو پوشیدہ مگر اثر اسکے ظاہر بین بس اسی خیال سے وہ وہاں صورتیں جمائے گا مثلاً مهندس کو
 دیکھ کر اسکے دل میں خیال کسی گھر کا ہو تو یہ خیال ایسا ہی جیسے زمین میں دانہ ہی خیال اسکے
 باطن سے ظاہر ہوتا ہو جیسے زمین کے درون میں دانہ ہوتا ہو اُس سے وہ شے پیدا ہوتی ہو
 بس چو خیال کہ دل میں گھر بنا تا ہی محشر کے دن وہ ایک صورت ہو جائے گا کس واسطے کہ یہ
 خیال دل میں ایسا ہی جیسے مهندس یا جیسے نبات زمین دانہ گیر بین آب فرماتے ہیں کہ خلاص
 کیا ہوا ان دونوں محشر کا ایک قصہ ہو اُسکو کہنا چاہتا ہوں یہ عذر طوالت کلام کا ہی کہ مومنون کو
 اسکے بیان میں ایک حصہ ہو کہ وہ راست درست جانتے ہیں اور منکر ہوتے ہیں اور وہ یہ ہی
 کہ جس وقت آفتاب قیامت کا نکلے گا اور خاک سے خوب و زشت بھی نکلیں گے اور
 کچھری تضایق کی طرف دوڑیں گے تو نقد نیک و بد کے بھٹی میں ڈالے جائیں گے جو نقد خوب و جید
 ہوں گے وہ تو خوش ہوں گے اور ناز بہ ناز اور جو کھونٹے ہوں گے وہ ہمیشہ گرا زمین پرین گے دسمدم
 اُن کے امتحان ہونگے اور جو بھید اُنکے دل میں چھپے تھے وہ جسموں میں ظاہر ہونگے یعنی صورتیں بگڑنے
 سامنے آئیں گی جب قندیل سے آب و روغن ظاہر ہو جائے گا یا جیسے خاک سے اسکی سبزے
 ظاہر ہوتے ہیں مثلاً پیاز و زعفران و کوکنار جو خشکاش کی بوٹری کو کہتے ہیں کہ ہمارے سبب سے
 جنگل میں سبزے پیدا کرتا ہو اسوقت میں کوئی تو سبز ہوگا اور کہے گا سخن المقتون یعنی تقویٰ
 والے ہیں اور کوئی بنفشے کے مثل سرنگون ہوگا تو ہم چشمہا بیرون جمیدہ از خطرہ گشتہ وہ
 چشمہ زیم مستقر بہ بانہا و دیدہ ہا در انتظار بہ تا کہ نامہ ناید از سوے یسار بہ چشم گردان سوے
 چپ و سوے راست بہ تا کہ نمود بخند نامہ راست کا سیت بہ نامہ آید بدست بندہ بہ سر سیم
 ارجسم و فسق آگندہ بہ اندر و یک خیر و یک توفیق نہ بہ جس نہ کہ آزار دل صدیق نہ بہ

زمر تاپاے مرستی و گناہ بہ تسخرو خنبک زدن بر اہل راہ بہ ان دغل کار سے و زردیہاے او بہ وان چو
 فرخونان آتا انا سے او بہ چون بخواند نامہ خود آن ثقیل بہ داند کہ سوی زمان شد رحیل بہ چون روان
 گرد و چو زردان سو سے دار بہ جرم پیدا بہ راہ اعتذار بہ آن ہزاران جہت و گفتار بہ بہ
 بردہا نش گشتہ چون سمار بہ بہ رخت دزدے بر تن و در خانہ اش بہ گشتہ پیدا گم شدہ
 افسانہ اش بہ پس روان گرد و بزندان سیر بہ کہ نباشد خار را ز آتش گزیر بہ چون ہوکل آن
 ملاک بیش و پس بہ بدہ نہمان گشتہ پیدا چون عس بہ سے بر بندش سے سپوزندش بہ بیش بہ
 کہ برواے سگ بکشدانما سے خویش بہ اللغات خطر بفتحین قدر و جاہ و آفت و دشواری و اندیشہ
 ضرر مستقر جائے قرار ثقیل گران بہ المعنی اور اخصین سرنگوفون کی آنکھیں باہر نکلی ہوئیں اندیشہ
 ضرر سے ایسی کہ ایک ایک آنکھ کی گویا دس دس آنکھیں ہو گئیں اس خوف سے کہ دیکھئے ہمارا
 قمار گاہ کمان ہو اور آنکھیں اس انتظار میں کھلی ہوئیں کہ ایسا ہونا مہ بائیں طرف سے آئے
 بس آنکھیں چپ و راست کی طرف پھر پھر کے دیکھ رہا ہے اس سبب سے کہ جانتا ہے کہ جو نامہ کہ
 دست راست میں ہوتا ہے اسکا نصیب گھٹا ہوا نہیں ہوتا اور جو نامہ کہ کسی بندے کے ہاتھ
 میں ایسا آیا کہ بالکل سیاہ جرم و فسق سے بھرا ہوا جس میں نہ کوئی خیر نہ کوئی توفیق نہ کچھ سوا سے
 آتا ردل خدا دوست کے سر سے پاؤں تک کشتی و گناہ سے بھرا ہوا اور تسخیر اور
 آئندہ رونمراہ پر ہنسنا تا لیان بجاتا وہ دغل کاریاں اور چوریاں اس کی اور فرعون کی طرح
 آتا انا لیان یعنی جو کچھ ہیں ہیں ہیں جب ایسے نامے کو وہ بندہ دیکھے گا کہ بوجھ گناہوں سے
 بھاری ہو رہا ہے تو جان لے گا اب میرا کوچ زندان کی طرف ہوگا پھر جب چوروں کے
 مانند دار کی طرف روانہ ہوگا اس حال سے کہ جرم تو ظاہر اور راہ عذر و معذرت کی بند وہ
 ہزاروں جہتیں اور ہری باتیں جو کیا کرتا تھا سب بخین دہن کی ہو گئیں کہ بول نہیں سکتا چوری
 کے کپڑے اور اسباب چوری کا گھر میں موجود سب ظاہر و عیان جس کے سبب سے
 سب کمانی بھوے ہوئے بس اس حال سے زندان سیر کو روانہ ہوا اس لیے کہ حصار کو
 آگ سے چارہ نہیں ہے خاراگ ہی میں ڈالے جاتے ہیں سیر نام دوزخ فرشتے سپاہیوں
 کی طرح آگے پیچھے گھیرے ہوئے ہیں پہلے تو یہ پیچھے تھے سو چو یک داروں کی مثل ظاہر ہو گئے
 اب لیے جاتے ہیں اور لوکین مثل نمیش کے چھوٹے ہیں اور کتے ہیں اے گتے اپنے
 کمان کی طرف چل قولہ سے کشا پارسہ ہر راہ او بہ تا بود کہ جب زندان چاہ او بہ

منتظرے امید کے روئے واپس نے کندہ اشک سے ریزہ چوباران خزانہ
 خشک امید کے چہ دار داد جزاں ہر زمانے روئے واپس نے کندہ رو بہر گاہ مقدس میکند
 پس زحمتی امر آید از تسلیم نور کہ بگوئید شش کہ لے بطل کورہ انتظار چستی لے کان شرہ
 رو چہ واپس نے کئی لے خیرہ سرہ نامہ ات نیست کت آمد بدست ہاے خدا آزارای
 شیطان پرست ہ چون بدیدے نامہ کورہ خویش ہ منگزار پس بین جزاے کار خویش
 بیدہ چہ مول موئے مے کنے ہ در چین چہ کو امید روشنی ہ نے ترا از روئے ظاہر
 طاعت ہ نے ترا و سر باطن نیت ہ اللغات مول توقف و درنگ اطمینان
 اسی سیر کے جانے والے کا حال ہو کہ اب ہر راہ پر رک رک جاتا ہوتا اس چاہ
 سے کسی طرح نکل بھاگوں اور منتظر ہو کے کھڑا ہو رہتا ہوا و رہتا ہو جاتا ہوا اور کسی امید پر
 لوٹ لوٹ کے دیکھتا ہے ایسا رہتا ہے جیسے خزان کارنہ جس سے کچھ قائدہ نہیں
 اس لیے کہ جو خشک امید ہوتا ہے اکتا امید اس کے پاس سوار ہونے کے اور کیا
 ہوتا ہے ہر دم منحصر بھیر بھیر کے دیکھتا ہے اور درگاہ مقدس کی طرف رخ کرتا ہوا بس یہ حال
 دیکھ کے امر حق تسلیم نور سے صادر ہوا کہ اس سے پوچھو اے یہودہ اندھے اے کان
 شر کس چیز کا انتظار ہے جو یہ حیرتیں کر رہا ہو اور لے خیرہ سر کیوں منھ لوٹا لوٹا دیکھتا ہو
 نامہ تیرا یہ جو تیرے ہاتھ میں ہو دیکھ تو کیسا تو خدا آزار شیطان پرست ہو جب تو نے اپنا
 نامہ اعمال دیکھا تو پھر لوٹ کے کیوں دیکھتا ہوا اب تو اپنے اعمال کے بدلے کو دیکھ یہ توقف
 و تاخیر یہودہ کیوں کرتا ہو ہر گاہ عمل تیرے ایسے ہیں تو پھر اس چاہ تیرہ میں روشنی کہاں
 تیری نہ از روئے ظاہر کے کوئی طاعت نہ تیرے پوشیدہ اور باطن میں کوئی نیت خیر قول نہ ترا
 در شب مناجات و قیام نہ ترا در روز پرہیز صیام نہ ترا حفظ زبان و آزار کس نہ نظر کردن بعبرت
 پیش و پس ہ پیش چہ بدیا و مزع مرگ خویش ہ پس چہ باشد مردن یا ران پیش ہ
 نہ ترا بظلم تو بہ با حسد و ش ہ اے دعا گندم غا و جو سر و ش ہ چون ترا زوئے تو کج بود و غا
 راست چون جوئے ترا زوئے جزا ہ چونکہ پاے چپ بدے در عذر و کاست ہ نامہ
 چون آید ترا و دست راست ہ چون جزا سایہ ہست اے قد تو حنم ہ سایہ تو کج فتہ
 در پیش ہم ہ زمین نسق آید خطابات و رشت ہ کہ شود کہ را ناہنا کو ز پست ہ بندہ گوید انچہ فرمودی
 بیان ہ صد چنانم صد چنانم صد چنان ہ خود تو پوشیدے ہ تر بار از حلم ہ ورنہ میداے فیض ہ

بعلم بلیک بیرون از جہاد و فعل خویش بہ ذرور اسے خیر و شر و کفر و کیش بہ ورنیاز عاجزانہ خویش
 و زخیال و وہم من یا صد چمن بہ بود امیدے بلطف عام تو بہ از وراے راست بینی یا عتوبہ
 اسے یعنی یہ اشعار بھی منجملہ خطابات کے ہیں کہ نہ تو نے رات میں کبھی مناجات کی نہ کبھی مناز
 میں قیام کیا نہ تیرا دن میں تقویٰ نہ کبھی روزہ نہ تیری زبان دل آزاری سے محفوظ رہی نہ یہ ہوا
 کہ تو نے جسرت سے اپنے پیش و پس پر نظر کی ہو پیش کیا اپنے نزع و مرگ کی یاد
 جو تیرے سامنے تھی پس کیا مرنا یا رون عزیزوں کا جو دیکھ چکا تھا تو نے ظلم کیا اور اس
 ظلم پر توبہ باجوش و حسرت نہ کی تو سراسر دغا ہو اور گندم نما جو منروش جب تیرے
 عمل کی ترازوں کچ اور دغا تھی پھر تراز و جزا کی راست کیسے ڈھونڈھتا ہے جب تو دست راست
 نہیں بلکہ باپ چپ ہے عذر و توبہ اور طاعت و عبادت میں گھٹا ہوا تو پھر نامہ تیرے دست
 راست میں کیسے آئے گئے خمیدہ قد جزا ایسی ہی جیسے آدمی کا سایہ ٹیڑھے قد والے کا
 سایہ بھی ٹیڑھا ہی ہوگا غرض جب اسی قسم کے خطابات سخت کہ جنکے بارامیدیت سے پہاڑ کی بھی
 پشت جھک جائے خداے تعالیٰ سے آئینگے تب بار بار بندہ کے گاکے لے مالک جو کچھ
 تو نے بیان کیا میں اس سے بھی سوگنا ہوں تکرار بنظر مبالغہ ہے مگر تو ہی نے میری برائیاں اپنے
 حلم سے چھپائیں ورنہ تو اپنے علم سے ان فضیحتوں کو خوب جانتا تھا آپ میں عاجزانی کو شش
 و فعل اور خیر و شر و کفر و کیش اور اپنے نیاز عاجزانہ یا خیال و وہم اپنے اور اپنے ہی کیا آپ
 جیسے سوان سب سے قطع نظر کر کے کہتا ہوں کہ ساری امید بھجکوتیرے لطف کی تھی اور یہ
 امید بھی خواہ راست بینی کی راہ سے تھی یا سرکشی سے میں ہمیں جانتا تیرے نزدیک
 کیسی ہو قولہ بخشش نخصے و لطف بے عوض بہ بود امید اگر کرم بے غرض بہ و سپش کرم
 بدان محض کرم بہ سوے فعل خویش تنے ننگم بہ سوے آن امید کرم روے خویش بہ کہ وجود
 داوۃ از پیش پیش بہ خلعت ہستی بدادے را نگان بہ من ہمیشہ معتمد بودم بر آن بہ چون شمارد
 جسم خود را و خطا بہ محض بخشایش در آید در عطا بہ کائے ملائک باز آید شش بمانا کہ بدستی چشم
 دل سوے رجا بہ لا ابالی بود آذوش کنیم بہ وان خطا ہا را ہمہ خط بر زمین بہ لا ابالی را کہے باشد مباح بہ
 کشش زیان بہ و زجرم و از صلاح بہ آتش خود بر فروزیم انکرم بہ تا نماجد جسم و زلت پیش و کم بہ
 آتشی کو شعلہ اش کمتر شہارہ سے بسوزد جرم جبر و اختیار بہ شعلہ درنگاہ انسانے زمین بہ خار را
 گلزار روحانی کنیم بہ ما فرستادیم از چرخ نعمت کیا یصلح کم اعمالکم بہ خود چہ باشد پیش نور مستقر بہ

کروند و اختیار بوالبشر گوشت پارہ آلت گویاے او بیہ پارہ منظر بنائے او بیہ سمع اواز و پارہ
استخوان بدرکش دو قطر خون یعنی جنان بکر کے وارفت ذرا گندہ بیہ ططراتے درجہ ان
افکندہ باز منے بودے منے را و گذار بیہ اسے ایاز آن پوستین رلیا و آرب اللغات
لا ابالی یعنی ہاک ندام و بمعنی شخص بیہاک و بے پردہ نگاہ جائے رخت و اسباب المعنی
یہ اشعار بھی بندے کی طرف سے ہیں مجھ کو لے مالک بخشش محض اور لطف بے عوض کی
امید تھی کہ تو کریم بے غرض ہو لہذا میں اُسی محض کرم کی طرف متوجہ پھر پھر کے دیکھتا تھا اپنے
فعلوں کی طرف نہیں دیکھتا خاص اُسی امید کی جانب میں نے منہ کیا کہ پہلے سے تو نے مجھ کو
وجود دیا تمام مخلوق سے بڑھکے یعنی خلقت ہستی کا مجھ کو مفت دیا میں اسی عطا پر تیری ہمیشہ
بھوسا کرے رہا بس جب یہ بندہ اس طرح پر جرم شمار کرے گا تو ذات اسکی کہ محض رحمت ہو عطا
میں آجائے گی اور حکم ہوگا کہ لے ملائک اسکو ہمارے پاس لوٹا لاؤ گس واسطے کہ اسکی چشم
دل رجا کی طرف تھی یہ ایک لا ابالی تھا اسکو ہم آزاد کر دیں گے اور اسکی ساری خطائیں کاٹ دیں گے
یہ جو قول ہمارا ہو خلقت ہو لکوالہ الجنة ولا ابالی و خلقت ہو لکوالہ النار ولا ابالی پیدا کیا میں نے انکو واسطے
جنت کے اور نہیں پروا کرتا ہوں اور پیدا کیا میں نے انکو واسطے دوزخ کے اور نہیں پروا کرتا یا کسی
شخص کو حلال و جائز ہو کہ اسکو جرم و صلاح دونوں سے زیان نہ دے یعنی اگر صلاح ہوگی تو زیان
خود ہی نہ ہوگا اور جو جرم ہیں تب بھی زیان نہ ہوگا آسوقت ہم آگ اپنے کرم کی بھڑکائیں گے تو
جرم و ذلت جو کچھ ہو تھوڑی یا بہت سب کو چھونک دے اور وہ آگ ایسی ہو جس کے
شعلے کی اد نے چنگاری جتنے جرم ہیں کہ جن میں بخت جبر و اختیار کی ہر سب کو جلا دیتی ہو ہم انسان کی
نگاہ اور رخت خانہ میں جو نامہ اعمال ہو آگ لگا دینگے اور اس کے خار کو گلزار روحانی بنا دیں گے ہمیں نے
اسکو چرخِ نعم سے کیا یصلح لکم اعمالکم کی بھی ہر نیک کرے واسطے تمہارے اعمال تمہارے
اور مغفرت کی تمہارے واسطے بھلا یہ کیا ہو ہمارے نور مستقر کے سامنے بوالبشر کا کرو فر
اختیار تو کچھ ہی نہیں سہا یہ بشر ہمیں نے ایک گوشت کا ٹکڑا اسکو آگے گویا کی کا دے دیا
ہمیں نے ایک چربی کا ٹکڑا اسکی آنکھ میں رکھ دیا جس سے بینا ہوا دو ٹکڑے ہڈیوں کے
لگا دیے کہ وہ اسکے سمع ہوے اور وہ دو قطرے خون کے یعنی جان جو اسکی مدرک بنی
ایک کیڑا گندگی آلودہ ہو جس نے جہان میں کروند ڈال رکھا ہوا آب مقولہ مولانا کا ہے
کہ تو منی سے پیدا ہو جس سے تجھ کو لازم ہے کہ منی کو چھوڑ دے اور مثل ایاز کے ہو

کہ وہ اپنے پوسٹین کو نہیں بھولا تو بھی اپنی اصل کو مت بھول یاد رکھو
قصہ ایاز اور اُس کے حجرے کا جس میں پوسٹین و چارق رکھا تھا اور
لوگوں کا گمان کہ اس میں دقینہ رکھا ہے

قولہ اُن ایاز از زیر کے انگشت پوسٹین و چارے آدنیختہ میرود ہر روز در حجر جلا بہ چارقت
اینست منگر در علانہ شاہرا گفتند اورا حجرہ ایست بہ کاندراں پر سیم و ہر زرخمرہ ایست پڑا
مے مدہد کسے را اندر او بہ بستہ مے دارد ہمیشہ اُن در او پشاد فرمود اے عجب اُن بندہ را بہ
چہیست خود پنهان و پوشیدہ زمانہ پس اشارت کرد امیرے را کہ رو بہ نیم شب بکشا درو
در حجرہ شو بہر حجرہ یا بے مرتزہ لغاش کن بہ ستر اورا برندیان فاش کن بہ باچنین اکرام و
لطف بے عدد و از لیکھے سیم و زر پنهان کنند بہ مے نماید و وفا و مہر و جوش بہ دانکہ او گندم منا و
جوش و رش بہ ہر کہ اندر عشق یا بد زندگے بہ کفر باشد پیش او حیرت جگی بہ نیم شب اُن میر با سے
معتد بہ در کشا و حجرہ اورا سے زد بہ مشعلہ بر کردہ چندین پہلوان بہ جانب حجرہ روانہ شادمان بہ
کا مر سلطان است بر حجرہ نیم بہ ہر یکے ہیمان زرد کش لکیم بہ اللغات چارق بضم
کنش صحرائیان بہ حجرہ بضم اول و فتح جیم جمع حجرہ استعمال جمع کا بجائے مفرد جائز ہے خمرہ بضم و
تشدید سیم خم کو چک کش بالفتح بغل و سینہ اے معنی یعنی وہ ایاز جو مشہور ہے کہ زیر کی سے
پیدا کیا گیا تھا اُس نے اپنا پوسٹین اور جوتیان زمان خوار کی ایک مکان میں لٹکا رکھی تھیں ہر روز اُس
حجرے میں تنہا جاتا تھا اور اپنے آپ کو یاد دلاتا تھا کہ تیرا اصل سامان یہ ہے
اب جو بلندی و مرتبہ پایا ہے اس کے سبب سے اپنی اصل کو مت بھول جائیو بدگو یوں نے
پادشاہ سے کہا کہ اسکا ایک حجرہ ہے جس میں منکے پر سیم و زر رکھے ہیں یہ اُس میں کسی کو
جانے نہیں دیتا ہے ہمیشہ دروازہ اسکا بند ہی رکھتا ہے پادشاہ نے متعجب ہو کے کہا
کون سی ایسی چیز ہے جسکو اس نے ہم سے چھپا کے اور پوشیدہ کر کے رکھا ہے پس ایک امیر کو
حکم دیا جا آدھی رات کو دروازہ حجرے کا کھول اور اُس میں گھس کے دیکھو جو کچھ اُس میں پائے اسکو
لوٹ لے اور اور جو صاحب ہیں اُن پر فاش کر دے کہ جس کے ساتھ پادشاہ ایسا اکرام و لطف
بیشمار کرے اور وہ یسے سے سیم و زر چھپائے چرائے اور خود بھی اپنی وفا و محبت کا جوش جتاتا ہو
اسکو جان کہ وہ گندم نما جو فردش ہی کس واسطے جو کوئی عشق میں زندگی پاتا ہے جیسا کہ میں اسکا
عاشق ہوں اسکے سامنے سوائے بندگی کے جملہ اشیا کفر ہیں بعد اس حکم کے وہ امیر

مع یس آرمیون کے جو اسکے نزدیک مندر تھے گیا اور اسکا حجرہ کھولنے کی فکر کی مشعلین جلائے ہوئے
یہ سب پہلوان خوش خوش حجرے کی طرف چلے کہ پادشاہ نے حکم لوٹ کا دیا وہی دیا
چلا اسکے حجرے پر حملہ کرین اور ہمایان زری بفل بین و بادبا کے لائین قولہ آن سیکے
مے گفت ہے چہ جائے زربہ از عقیق و لعل گوئے و زگرہ خاص خاص خزن سلطان
دلیست بذبلکہ کنون شاہ را خود جان دلیست بذچہ محل فاروہ پیش آن عشیق بذلعل ویا قوت
و زمر ویا عقیق پشاہرا بروے بنودہ این گمان بذسخرے سے کرد بہر امتحان بذپاک
مے دانستش از ہر غش و غل بذبازا و ہمیش ہے لرزید دل بذکہ مبادا کین از خوشہ شود و ہ من
نخواہم کہ برو خجالت رود بذاین نکرد است او دگر کرد اور است بذہرچہ خواہہ کو بہن محبوب ماست بذ
ہرچہ محبوب کند من کردہ ام بذاد منم من او چہ گرد پر دہ ام بذاسکے معنے کوئی کتا تھا ہین زر کا کیا
موقع ہو عقیق و لعل و لکر کی باتین کر ز کیا پائین گے جواہرات پائین گے خاص خزانہ پادشاہی کا
خزانی خاص وہ ہو بلکہ بالفعل تو وہ پادشاہ کی جان ہو خزانہ کیسایس ایسے معشوق کے
سامنے لعل و زمر ویا قوت کا کیا رتبہ ہو آب فراتے ہین کہ پادشاہ کو خود اس پر ایسا
گمان بدن تھا لیکن جنھوں نے کہا تھا ان کے مسخرہ بنانے کو یہ امتحان تھا پادشاہ اس کو
غل و غش سے پاک جانتا تھا لیکن اس وہم سے دل اسکا لرزتا تھا کہ ایسا نہو جیسا کہا ہو نہا ہی نکلے
اور وہ اس سے رنج پائے تو مین نہیں چاہتا ہوں کہ وہ خجل ہو اول تو یہ بات اس نے
کی نہیں ہو اور جو کی بھی ہو تو اسکو روا ہو وہ جو چاہے کرے بہر حال ہمارا محبوب ہو جس جو
کچھ محبوب میرا کرے وہ میرا ہی کیا ہوا ہو اس لیے کہ بحقیقت مین وہ ہوں اور وہ مین
دونوں ایک ہی ہین اگرچہ بظاہر پردے مین ہوں اس پردے سے کیا ہوتا ہے
قولہ باز گفتے دوزان خود خصال بذاین چنین تخلیط تراوست و خیال بذازایا زاین خود
محال است و بعید بذکویکے دریا مست قعرش ناپدید بہفت وریا اندرویک قطرہ بذ
جملہ استیہاز موجب چکرہ بذجملہ پاکہما ازان دریا بر ند بذقطرہ پائش یک یک مینا گرد بذیک
دہان خواہم بہ پناے فلک بذتا بگویم وصف آن رشک ملک بذدہان یا بم چنین و صد
چنین بذتنگ آید وریان آن امین باین و تدرہم گر گویم ای بندہ شیشہ دل از ضعیف بشکند
شیشہ دل را چونازک دیدہ ام بذبہر تسکین بس قبا بدریدہ ام بذمن سر ہر ماہ سہ
روزاے صنم بذیکمان باید کہ دیوانہ شوم بذہین کہ امروز اول سہ روزہ است بذروز

پیرِ وزہست نے بیروزہ است نہ ہر دے کا ندر غم شاہ ہے بود بزمِ مہم اور اس مراد ہے بود بزمِ قصہ محمود و اوصافِ ایاز نہ چون شوم دیوانہ رفت اکنون ز سازِ بالغات پیکرہ رشحہ یعنی وہ پانی جو قطرہ قطرہ پٹے اٹھنے پڑے بادشاہ خیالات مذکورہ بالا کرتا تھا اور پھر کہتا تھا کہ یہ باتیں ایاز کی خود خصلت سے نہایت دور ہیں میں جو خلطِ ملطان خیالات کا کر رہا ہوں سب بیہودہ اور خیالِ فاسد ہیں ایاز سے یہ بات محال و بعید ہو کس واسطے کہ وہ ایک دریا ہو کہ جس کی کٹاہ نہین ایسا طرف والا ہے کہ ساتوں دریا اس میں قطرہ ہیں اور تمام موجودات اسکی موج سے ایک رشحہ ایسا دریا ہو کہ جملہ مخلوق اس دریا سے پاک ہوتی ہو قطرے اس دریا کے ایک ایک صنلے و نقاش ہیں اسکی وصف کے واسطے میں ایک دہن ایسا وسیع و وسیع چاہتا ہوں جیسے فلک تو وصف اسکا جس کی پاکی پر منہ شتون کو رشک ہے بیان کروں پھر کہتا ہوں اگر ایسا دہن بھی پاؤں بلکہ ایک دہن کیا ایسے ایسے سیکڑوں تب بھی اس امین کا وصف اُن میں نہین سہائے گا اور یہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اے سند یہ مجبوری ہو اگر اتنا بھی نہ کہوں تو میرے دل کا شیشہ ٹوٹ جائے وہ اسکا بھی تحمل نہین لایا اپنے شیشے کو نازک دیکھا اسکی تسکین کے لیے بہت قبائیں میں نے بھاڑی ہیں یعنی بہت وصف ظاہر کیے ہیں اب فرماتے ہیں کہ اے صنم میں ہر مہینے کے شروع میں تین روز دیوانہ ہو جاتا ہوں میرے لیے بے شک و گمان یہ حال ضرور ہے کہ دیوانہ ہو جاؤں سو خبردار ہو کہ اُن تین روز سے آج پہلا روز ہے اور یہ مت جان کہ دیوانہ ہونے سے میرا روزِ بیروز ہو اے صنلے و بیکار مثلِ مچھوٹوں کے بلکہ روزِ بیروز ہے اے مبارک و وسیع پھر کہتے ہیں کہ جو دل کسی شاہ کے غم میں ہوتا ہے اسکو دمِ مہم سراہ ہی ہوتا ہے بس اب قصہ محمود و اوصافِ ایاز کا جب کہ میں دیوانہ ہو گیا تو یہ بھی بالفعل اپنے ساز و سامان سے جاتا رہا

اس بیان میں کہ جو کچھ بیان کیا جاتا ہے یہ صورتِ قصے کی ہے لائقِ اہل صورت کے اور اُن کے آئینے کے اور جو قدوسی ہیں اُن سے کہنے سے نطقِ شرابی ہے اور خجالت سے اپنے سرورِ لیش کو مٹھوٹتی ہے

قولہ ناکہ سلیم دید ہندستان بخواب باز حراج امید بردہ شد حجاب باکیف یا بی انظمے

والقافیہ فی بعد ماضعات اصول العافیہ فی ما جنون واحدے فی الشجون بنبل جنون فی جنون
 فی جنون فی ذاب جسم من اشارات الکنا فی مند عایت البقاء فی الفنا فی لے ایاز
 ازورد تو گشتم چوموے فی مازم از قصہ تو قصہ من بگوے فی بس فسانہ عشق تو خواندم بجان فی
 تو مرا کافسانہ گشتسم بخوان فی خود توے خوانے یقین را مقتدا بن من کہ طورم تو موسے دین صدا بہ
 کوہ بیچارہ چہ داند گفت چست فی ناکندہ بیچارہ ز گفتننا تہیست فی لیک موسے فہم گفتننا کن
 کوہ عاجز خوان چہ داند ایندہ کوہ ہم داند بقدر غلوشتن فی اندکے دارد ز لطف روح وتن فی
 تن چو صطرباں باشد ز احتساب فی آیتے از روح ہجون آفتاب فی آن نمج چون نباشم چشم تیز فی
 شرط باشد مرد اصطرلاب ریز فی تا کن د بہر ش سطرلابے نکو فی تا برد از حالت خورشید فی
 جان کنز اصطرلاب جویداد صواب فی چہ قدر داند چرخ و آفتاب فی اللغات
 شجون غم داند وہ اصطرلاب گھڑی المعنی یہ جو فرمایا تھا کہ میں دیوانہ ہوا قصہ محمود ایاز کا جاتا رہا
 اسی کے موافق فرماتے ہیں کہ میرے پیل نے ہندوستان خواب میں دیکھا گیا تھا حلیج کی
 امید میں اور ہو گیا مست ایراد الفاظ ہندوستان و خراج اس تمسید میں برعایت اس کے بھی ہو
 کہ پادشاہ محمود نے کئی بار حملہ ہندوستان پر کیا ہو اور لوٹ لوٹ کے چلا گیا میرے لیے
 نظم و قافیہ کیسے ہو بعد اسکے کہ جب اصول عافیت کی برباد ہو گئیں عافیت ہی نہ رہی
 اس سبب سے کہ ایسے غم داند وہ میں پڑا ہوں جسکو ایک جنون نہیں کہہ سکتا لکہ وہ جنون ہو
 جو جنون در جنون ہے میرا جسم اشارات و کنایات سے گل گیا جسے میں نے بقافتا میں دیکھی ہو
 اب فرماتے ہیں لے ایاز تیرے درد میں گھل گھل کے مثل بال کے ہو گیا اور قصہ کہنے سے
 رہ گیا اب تو میرا قصہ کہ میں نے تیرے عشق کا افسانہ بدل و جان بہت پڑھا تو میرا افسانہ کہ
 خود افسانہ ہو گیا ہوں پڑھ تو خود اسے پیشوا یقین سے کہتا ہے کہ میں کوہ طور ہوں تو موسے ہی
 اور یہ صدا ہی پچھ کہ بیچارہ گفت و کلام کو کیا جانے کہ کیا ہو اسوا سطرے کہ وہ بیچارہ تو نطق و کلام
 سے خالی ہو لیکن لے سند موسیٰ ان باتوں کو سمجھے کہ وہ بیچارہ کیا جانے کوہ تو اپنے ہی
 انداز سے کے موافق جانے گا کہ حقوڑا سا لطف روح وتن سے اُس میں بھی ہو جان چون کہ حساب
 کی اصطرلاب رکھتا ہو یعنی جو باتیں عند الشرع ممنوع ہیں اُن سے خالی ہو اور شرع کی ترازو کا
 تلاء ہوا وہ ایک آیت روح کی ہو مثل آفتاب روشن کے اور اصطرلاب کے معنی نفوی بھی ترازو
 آفتاب کے ہیں وہ نجوی جس کی آنکھیں تیز نہیں ہوتیں یعنی کم نظر ہے تو اسی کے لیے

کوئی مرد صطرب ریز شرط ہو جس کے سامنے اصطرباب کھیرے یعنی حال ارتفاع و انحطاط کو اکب و
 آفتاب کا ظاہر کرے تا وہ اچھی طرح سطرلابی کرے اور یہ حالت خورشید سے بویا گئے کہ
 کس برج اور کس دقیقے میں ہو بس جو جان کہ اصطرباب سے صواب کی طالب ہو وہ
 چرخ و آفتاب کے اندازے کو کیا جانے کہ کیسی وسعت اور نور و فروغ رکھتے ہیں قولہ
 تو کز اصطرباب دیدہ بنکرے بدرجہاں دیدن بسے تو قاصرے بدرجہاں راقدر دیدہ دیدہ
 کو جہاں سبلت پیرا المیدہ بدرجہاں راسمہ ہست کن بچوے بدرجہاں دریا گرد این
 چشم چو چوے بدرجہاں عقل و ہوش اربانست بدرجہاں چہ سودا و پریشان گفتن است بدرجہاں کنگر
 من ز عقل و ہوش تہیست بدرجہاں پس گناہ من درین تخلیط چیست بدرجہاں گنہ اور است کہ عظم برد
 عقل جملہ عاقلان پیشش برد یا بخیر العقل فتان ابجے بدرجہاں ساواک للعقول المرے بدرجہاں شہیت
 العقل ندرچینی بدرجہاں حدت الحسن ندربتنی بدرجہاں ہل جنونے فی ہواک مستطاب بدرجہاں قتل بلی و اللہ بخیر یک
 الصواب بدرجہاں بازی گوید و گر بارے بدرجہاں گوشت و ہوش کو کہ در فہمش رسے بدرجہاں بادہ اور خورد ہر ہوش
 نیست بدرجہاں حلقہ و سحر ہر گوش نیست بدرجہاں دیگر آدم دیوانہ وارے رور و ایجان زود ز بخیرے بیارے
 غیر آن ز بخیر زلف دلیرم بدرجہاں گرد و صد ز بخیر آری بردم بدرجہاں ہست برپاے دلم از عشق پسندے
 سود کے دارد مرا این وعظ و پندے نصہ عشقش ندارد مطلع بدرجہاں ہم ندارد ہمچو مطلع مقطعے بدرجہاں
 اللغات سحرہ بالضم تسحر و بیکار مستطاب برگزیدہ المعنی یعنی جب کو اُس دیدے کی صطرباب
 دیکھے گا جو ظاہری ہو تو جہاں کے دیکھے میں بہت کوتاہی ہوگی تو تو اتنا ہی دیکھے گا جتنا تیرا دیدہ ہے
 سو وہ جہاں کمان ہو کیون اس نعم میں اپنی موچھین مڑوڑتا ہے البتہ عارفین کے پاس ایک
 سرمہ ہو وہ تلاش کرتا یہ آنکھ تیری جو ذرا سی نہر ہو دریا ہو جائے اب فرماتے ہیں اگر ذرہ
 بھر بھی عقل و ہوش سے محکوم نصیب ہو تو ہم جانیں کہ یہ کیسا سودا اور کیسی پریشان گوئی ہے
 اور ہر گاہ کہ مغز ہمارا عقل و ہوش سے خالی ہے پھر گناہ ہمارا اس امیرش میں کیا ہے
 نہ گناہ اُسکا ہے جس نے میری عقل مجھے چھین لی اس واسطے کہ اُس کے سامنے تو عقل جملہ عاقل و نکی
 مردہ ہو مئے شعہ عربیہ آئے پناہ عقل کے اور اُسے مفتون کرنے والے خرد کے تیرے سوا
 عقل کو امید پناہ کی جگہ نہیں ہو میں عقل کو دوست نہیں رکھتا جسے تو نے مجھ کو اپنا دیوانہ بنایا ہے
 اور کسی کے حسن پر میں نے حسد نہیں کیا جب سے تو نے مجھ کو زینت دی ہے یعنی تیرے لیے
 تو دیوانہ ہونا عقل سے بہتر ہے نہ میری سی زینت کسی میں ہو جس کے حسن پر حسد کروں کیا

جنون مجھکو تیرے شوق میں خوش و بگریہ نہیں ہے اور یہ استفہام اقرار ہی ہے یعنی ہو تو کچھ پر کہ
قسم ہوا اللہ کی کہ خدا مجھکو جزائیک دے آپ فرماتے ہیں اگر تازی زبان میں کوئی کہے یا فارسی
میں تیرے نہ گوش ہین نہ تیرے ہوش پھر کیسے سنے اور کیسے سمجھے اس واسطے کہ شراب
اسکی ہرکان کے لائق نہیں ہے جو ہرکان میں ڈالی جائے گو شراب بہرے بن کا علاج ہو نہ حلقہ
اسکا ہر گوش کے قابل یہ کچھ ہنسی مٹھٹھا نہیں آپ فرماتے ہیں کہ لے جان پھر میں
آپ میں آیا جیسے دیوانہ دم بھر میں ہوشیار ہوتا ہے اور دم بھر میں بیہوش جا جا دور
جان جلدی میرے واسطے زنجیر لا لگے زنجیر بھی زلف دلبر کی ہو اگر یہ زنجیر عرفی ہوئی
تو ایسی میں سیکڑوں توڑ بھاڑ ڈالوں گا میرے توپاے دل پر عشق سے بند ہے مجھکو یہ وعظ
و پند کب سود مند ہوگی اس کے عشق کا قصہ ایسا نہیں جس کا مطلع ہو اور نہ مثل مطلع کے اسکا
مقطع جو راد ا بتدا انتہا سے ہو

حکمت نظر کرنا چارق و پوستین پر فلینظر الانسان ما خلق چاہیے کہ انسان
غور کرے جس چیز سے پیدا کیا گیا ہوں

قولہ باز گردان قصہ عشق ایاز کا کہان کے نجست مالامال راز بزمیہ و ہر روز در حجبہ درین پناہ بیند
چارتے یا پوستین بنانا کہ ہستی سخت مستی آور و عقل از سر شرم از دل سے بردہ صد ہزاران
سرن پیشین راہمین بستی ہستی بزدلہ از کمین بستی عزازیلے ازین مستی بلیس بستی کہ چہ سرا
آدم شود بروے رئیس بنخواجہ ام من نیز و خواجه زادہ ام بصد ہزار قابل و آمادہ ام بصد ہزار
من از کسے کہ نیستم بستانجد مت پیش دشمن بیستم بستان زاتش نادہ ام ادا و حل بستان پیش آتش
مرو حل را چہ محل بستان کجا بود اندران دورے کہ من بصد عالم بودم و فخر زین بستان مٹھے
مولانا ج فرماتے ہیں کہ قصہ عشق ایاز کا پھر لوٹا کس واسطے کہ وہ ایک حزن زدہ مالامال راز
سے چنانچہ ایاز ہر روز چارق و پوستین دیکھنے اس حجب میں جسکو لوگوں نے بتایا تھا جاکر تاعقا
اس سبب سے کہ ہستی آدمی کو نہایت ہی مست کر دیتی ہو نہ سر میں عقل رکھتی ہو نہ دل میں شرم
چھوڑتی ہو نہ نامہ پیشین سے اب تک کہ لاکھوں صدیان گذر گئیں ان صدیوں کی اسی مستی ہستی نے
لگھات سے نکل نکل کے راہ ماری ہے لفظ سرن سے اہل قرن مقصود ہیں بقاعدہ
نوکر طروت دارادہ منظوف دیکھو اسی مستی سے عزازیل کہ فرشتوں کا سامام رکھتا تھا جیسے جبرائیل
دیکھا ٹیل اور معلم الملائکہ اس نام و رتبے سے تغیر ہو کے ابلیس ہوا کہ آدم کیسے مجھ پر

رہیں ہوگا میں خواجہ ہون اور خواجہ زادہ بھی کہ وہ آتش ہے جس سے اسکی خلقت ہے اور
سیکڑوں علم و ہنر کا قابل و آئادہ بین علم و ہنر میں کسی سے کمتر نہیں تا بندگی کی راہ سے
دشمن کے سامنے کھڑا ہوؤں میں آگ سے پیدا ہوں وہ گل سے پھر آگ کے
سامنے گل کا کیا رتبہ ہے وہ اُس زمانے میں کہ ان تھا جس زمانے میں صدر عالم
اور مخبر زمانے کا تھا

اس آیت کے بیان میں خلق الجان من مارح من نار پیدا کیا جان کو
مارح یعنی آتش ہے دود سے اور حق تعالیٰ نے ابلیس کے
حق میں فرمایا ہر کان من الجن ففسق افتتن ذنوبہ و ذریعہ اولیاء من
دو نے تھا ابلیس نوع جن سے آیا پکڑتے ہو تم اُسکو اور اُس کی
ذریات کو دوست

قولہ شعلہ میزد آتش جان سفیدہ کا تفسیر بود الولد سرابہ نے غلط گفتہ کہ بدتمہ خدا بنے علت را
پیش آوردن چہ را بہ کار بے علت مبرا از غلط پستمر و مستقر است انرا زل بہ در کمال صنع
پاک مستح بہ علت حادث چہ گنج در حدیث بہ ستر آب چہ بود آب ماصنع اوست بہ
صنع مغنہ است و آب صورت چوپوست بہ عشق دان اے فندق تن دوستت بہ
جانت جوید مغنہ و گوید پوست بہ دوزخ کہ پوست باشد دوستش بہ داد بد لہنا جلودا پوستش بہ
معنی و مغنہ بر آتش حاکم است بہ لیک آتش را قشورت ہمیز مست بہ کوزہ چوبین کہ دروے
آبجو است بہ قدرت آتش ہمہ بر ظرف اوست بہ معنی انسان بر آتش مالک است بہ
مالک دوزخ دران کے مالک است بہ پس میفراتو بد ن معنی فزا بہ ناچو مالک باشی
آتش را کیا بہ پوستما بر پوست می افزودہ بہ لاجرم چون پوست اندر دودہ بہ زانکہ
آتش را علت از پوست نیست بہ تمہ حق آن کہ را گردن نیست بہ این تکرار نتیجہ پوستت بہ
جاہ و مال آن کہ را ازان دوستت بہ این تکرار چسیت غفلت از باب بہ نتیجہ چون غفلت رخ
ز آفتاب بہ اللغات سفیدہ احمق و نادان مستح بالضم برا نگیزندہ و برا نگینہ شدہ حدیث
بفتح تین بے وضو ہو جانا مراد نا پاک سے حادث نو پیدافندق بضم اول و وال میوہ
سرخ رنگ برابر کنار قشورت پوست پن مالک نام موکل دوزخ اے معنی کیسی آگ اس
بیوقوف ابلیس کی جان کی بھرک رہی تھی اور کیوں نہ بھڑکتی آخر تھا بھی تو آتش زادہ

اور بیٹے میں صفت باپ کی ہوئی ہے پھر فرماتے ہیں نہیں یہ بات میں نے غلط کی باپ بیٹا
کیسا اس پر قہر خدا کا تھا یہ کیا ضرور ہے جو کوئی علت پیش کیجائے کہ آگ سے پیدا تھا لہذا
اس نے سرکشی کی اس واسطے کہ ازل سے جو کام ہوتے ہیں وہ مستمر و مستقر یعنی
ہیشگی والے لازمال اور قرار گرفتہ بے علت اور جمیع علل سے پاک ہوتے ہیں جہلا اس
صنعت پاک کے کمال میں جو برائگیز نہ ہے لے پیدا کرنے والی علت حادث و حدوث کی
کیا گنجائش ہے یہ جو کہا ہے اولد ستر لابیہ بیٹا باپ کا بھید ہے یہ بھید باپ کا کیا چیز ہو
باپ ہمارا تو خود اسکی صنع سے ہے اس لیے کہ صنع مغز ہے اور باپ ظاہر کا پوست کے
مثل بس عشق وہ چیز ہے اسے فلان کہ فندق تن کا تو نہایت دوست ہے جان و مغز تیرا
ڈھونڈھتا ہے اور پوست کو کچلتا ہے جیسے میوے کا پوست توڑ کے مغز نکالتے ہیں اسی
سبب سے وہ دوزخی جسکو اپنا پوست دوست ہے اسکو بدلتا جلود کا پوست دیا ہوا بہت
سے پوست پاتا رہے جیسا کہ فرمایا کما الضحیٰ جلود ہم بدلتا ہم جلودا غیر ہاہر گاہ کہ جلدین دوزخیوں کی
پک جائیگی یعنی متحل عذاب آگ کی ہونگی تو ہم ان کی جلدین تبدیل کر دینگے اور یہ تبدیل ہر لحظے میں ستر
ہا رہو گی مگر تجھیں اگر معنے ہو اور مغز تو یہ معنی آگ پر حاکم ہو آگ تیرا کچھ نہیں کر سکتی بلکہ محکوم ہو لیکن پوست
و بھوسی اسکا ایندھن ہو مثلاً لکڑی کا کوزہ ہو اور اس میں پانی نہ رکھا ہو تو قدرت آگ کی اسکی طرف
ہی تک ہو گی علیٰ ہذا معنی انسان کے ایسے ہیں جیسے آگ پر مالک موکل ہے پھر بتا تو مالک کو اس میں
ہلاکت کب ہو کب ہر گاہ معلوم ہوا کہ پوست مالک ہے تو تو بدن کو مت بڑھا مغز کو بڑھا تو مالک
کی طرح کار گزار آتش کا ہو جائے تو نے تو پوست پر پوست بڑھایا ہے لا جرم پوست کے مثل
آتش و دود میں پڑا ہے بدن وجہ کہ آگ کی خوراک پوست ہی ہے اور قہر حق کا اس کبر و غور کا
گردن مارنے والا یہ تکبر و تجر پوست کا ہی اسی سے یہ پیدا ہوتا ہے اور جاہ و مال کبر کو اسی سبب سے
دوست ہے کہ یہ سب کا رکن پوست کے ہیں اور تکبر کیا ہے خلاصی اور مغز سے غفلت کرنا اور
کیسی غفلت کہ نجم جیسے رخ آفتاب سے غافل ہو کے نجم ہوتا ہے قولہ چون خبر شد ز آفتابش
رخ مانند بزم گشت و زمر گشت و تیز رائد شد ز دید لب حلقہ تن طبع نہ خارا عاشق شد کہ ذل من طبع نہ
چون نہ بیند مغز قانع شد پوست نہ بند خرمین تیغ زندان اوست عزت اینجا کبر پوست
و ذل دین نہ سنگ تا فانی نہ شد کہ شد نگین نہ در مقام سنگ و اللہ انا نہ وقت مسکین
گشت تست و فنا نہ کبر زان جوید ہمیشہ جاہ و مال نہ کہ ز سر گین است گفن را کمال نہ کین دودانہ

پوست را افزون کند بشم و لحم و کبر و شهوت آگند و دیده را بر لب لب نفراشتند و پوست را از ان
 روے لب پنداشتند و پیشوا ابلیس بدان راه را بناد و شکار آمد شبیکه جاہ را بنال چون مار سست
 داین جاہ اژدہا بنسایہ مردان ز مرد این دورا بنان ز مرد مار را دیدہ چمدن کور گرد مار و زہر و وارہد
 چون برین رہ خار نہاد آن رئیس بنہر کہ خست او گفت لعنت بر بلیس بنہر یعنی بر من این غم
 از عذر و لیست با عذر را آن مقتدا عمل پیست بنہر بعد از ان خود ترن بر قرن آمدنہ چلکان
 بر سنت او باز دند بہر کہ بند سنت بدای فتا بناد و افتد بعد و خلق از عمارت جمع گرد و بروے آن
 جملہ بڑہ بنکو سرے بودست و ایشان دم غزہ بنلیک آدم چارق و آن پوستین بنہر پیش ہی آمد
 کہ ہستم من ز طین بنال لغات شبیکہ دام نمر و ایک جوہر ہے جس سے افعی اندھا ہو جاتا ہے
 اور افعی ایک قسم مار ہے کہ اسکا زہر آنکھ میں ہے جس کے دیکھ لینے سے آدمی مرجاتا ہے اسلئے
 یعنی اُس مخ پنجر کو جب آفتاب سے خبر ہوتی ہے تو کچھ نہیں رہتا گرم ہو کے پگھلا اور پانی
 ہو کے بہگیا ایسا تیز کہ جس سے سیلاب اٹھتا ہے اس ابلیس نے جو لب و خلاصہ کو دیکھا
 غلب جاہ میں ہمہ تن طمع ہو گیا اور کبر سے انا خیر منہ کہا بس خار عاشق ہوا کس واسطے کہ
 ذل من طمع فرمایا ہے یعنی ذلیل ہوا جس نے طمع کی جو کوئی مغر کو نہ دیکھے اور پوست پر قانع ہو گیا
 تو قید غم من قنع کی اُسکے حق میں زندان ہو لینے عزت پائی جس نے قناعت کی وہ قناعت
 سے ایسا گھبراتا ہو جیسے قیدی زندان سے یہاں تو عزت کبری ہے اسے کبرین اور ذلت دین
 دیکھ لے پھر کو جب تک فانی نہیں ہوتا انگین نہیں ہوتا آخر اُس میں سے پھیلا ترا شا جاتا ہے
 تب نگین بنتا ہے اور جو کہ ابھی تو مقام سنگ ہی میں ہو نگینہ نہیں بنا اور پھر تو کہے انا کہ میں
 ہی ہوں تو نگینہ کیسے ہو سکے یہ دقت تو تیرے سکین بننے اور فنا ہونے کا ہو جسکو کبر ہے وہ
 ہمیشہ جویان مال و جاہ کا رہتا ہے اس سبب کہ جو کہ گھورے پر جتنا گو بر پڑے اتنا ہی اسکو کمال ہو
 کسوا سٹے کہ یہ دونوں دانے اسے جاہ و مال پوست کو بڑھاتے ہیں گوشت و چربی اور کبر و
 شہوت سے بھر دیتے ہیں ایسے لوگوں نے آنکھیں لب لب پر نہیں اٹھائی ہیں پوست
 ہی کو پلے سرے کالب جان لیا ہے لب اول مراد جان سے لب ثانی خداے تعالیٰ اول
 اس راہ کبر کا پیشوا ابلیس ہوا کہ خود ہی شکار جاہ کے جال کا ہو گیا مال مثل مار کے ہے اور جاہ
 اژدہا ہے لیکن سایہ مردوں کا دونوں کے لیے نمر ہے جس سے یہ مار و اژدہا کور ہو جاتے
 ہیں اور راہگیر بچ جاتے ہیں کہتے ہیں وہ مار جس کے دیکھنے سے آدمی مرجاتا ہے نمر و

سے اندھا ہو جاتا ہے جو کہ اس راہ میں اُس رئیس نے جو طرزِ شیطان کو کہہ رہے ہیں جھانک کر لگا رکھے
 ہیں لہذا جسکو ایذا پہنچتی ہو یہی کہتا ہے لغتِ برابیس اسی پٹھکار میں پڑا ہے یعنی کتاب ہے کہ یہ غم و
 ایذا جھکو اُسی کی دغا سے پہونچا اس لیے کہ دغا کا پیشوا وہی مہلِ قدم ہے بعد اسکے صدیوں پر
 صدیان گزریں کہ جو آئے اسی کی راہ پر قدم رکھتے رہے بس آئے فتنے جو کوئی راہ بد نکالتا کر
 بدین نظر کہ بعد اس کے مخلوق اندھے پن سے اس راہ میں پڑیں تو سارے گناہ مخلوق کے
 اُس پر ہی جمع ہوتے ہیں کس واسطے کہ یہ قدم ہے اور وہ سب اسکی دم غنہ ہیں
 لیکن جو آدم ہو وہ اپنا چارق و پوستین پیش نظر رکھتا ہو کہ میں طین مہین ہی ہوں کبر نہیں کرتا
 قولہ چون ایا زمان چارقش مورد بود و لا جرم او عاقبت محمود بود ہست مطلق کار ساز نیستی ست
 کار گاہ ہست کن جز نیست چہیست ہر نوشتہ ہیج بنوید کسے بنیا نہانے کار و انداز فرست
 کاغذ ہے جوید کہ او بنوشتہ نیست ہر تحم کار و موضع کہ کشتہ نیست ہر اے برادر موضع ناکشتہ
 ہاش ہر کاغذ اسپید نا بنوشتہ ہاش ہر تا مشرف گردے از نون والقلم ہر تا بکار و در تو تخم
 آن ذوالکرم ہر خود ازین بالودہ نالیدیدہ گیر ہر مطبخہ دیدہ نادیدہ گیر ہر زانکہ زین بالودہ سستیما بودہ
 پوستین و چارق از یاد ت رو و ہر چون در آید وقت نزاع ہے کئے ہر ذکر دلق و چارق آن گاہی
 کئے ہر تا نگردے غرق موج زشتی ہر کہ نباشد ازینا ہے پستی ہر یا و نارے
 از سفینہ راستین ہر تنگرے در چارق و در پوستین ہر چونکہ در مانے بقرباب بلا ہر پس ظلمت
 و در سازے پر دلا ہر دیو گوید بگرید این خام را ہر بر بید این مرغ بے ہنگام را ہر و در این خصلت
 ز فرہنگ ایا نہ کہ پدید آید غارنش بے نیاز ہر اوج و س آسمان بودہ ز پیش ہر نعرایے او ہمہ
 در وقت خویش ہر اللغات مورد و بر وزن موجود و رد کیا ہوا مترس ہندی تھا لا درخت کا اور جگہ
 درخت لگانے کی تون والقلم تون و دوات و قلم معروف و کنایہ از دنیا و نام دنیا و نام سورہ قرآن
 المعنی او پر جو فرمایا ہے کہ آدمی اپنے چارق و پوستین کو دیکھے رہے جیسے ایا زکا و درخت
 کہ ہر روز دیکھتا تھا لا جرم وہ محمود و العاقبت تھا اب فرماتے ہیں کہ ہست مطلق یعنی خدائی تعالیٰ
 کار ساز نیستی کا ہے اور یہ کار گاہ اس ہست کن کی جس میں لاکھوں قسم کے کام جاری ہیں سوا
 نیستی کے اور کیا ہے یعنی نیست کو ہست کیا ہے اور بے وجود کو وجود میں لایا ہے ظاہر ہے
 لکھے ہوئے کاغذ پر بھی کوئی کچھ لکھتا ہے یا کسی درخت کے تھالے میں کوئی درخت لگاتا ہے وہی
 کاغذ ڈھونڈھتا ہے جو کھھا ہوا نہیں ہے اور وہی موضع جہاں کسی نے کچھ پو یا نہیں ہے بس اے برادر

تو بھی موضع ناکشتہ بن اور کاغذ سپید نا نوشتہ تو تو اس ذات و قلم سے مشرف ہوئے جس کا ذکر کتاب میں ہو کہ تیرے کاغذ سپید پر لکھے اور تیری زمین ناکشتہ میں تخم اپنا وہ ذوالکرم بوئے تو اس پانودہ دنیا کو جو مراد نعمتوں لذیذ سے ہے ایسا سمجھ لے کہ میں نے کبھی چاٹا چکھا بھی نہیں اور اس باور پہنچانے کو جو دیکھ رہا ہے ناویدہ مشرف کرے اس واسطے کہ ان پانودہوں سے تجھ کو مستیان لاحق ہوں گی پوستین دچارق کو بھول جائے گا پھر جب وقت نزع کا آئے گا تو ہاے ہاے کرے گا اور اس وقت ذکر دلق دچارق کا کرے گا یعنی عجز و ناری تا موح رشتی میں نزدوب جاؤں کہ اس وقت میں کسی پناہ کی پستی نہوگی اس وقت میں تو جو سفینہ راستین میں داخل نہوا کہ وہ طریق محمدی ہو اور اپنی اصل کو نہیں دیکھا جو چارق و پوستین ہے جب غرقاب بلا میں پڑے عاجز ہوگا تو رہنا ظلمنا انفسا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرین کا بڑی محبت سے ورد کرے گا یعنی لے رہا ہے ہمارے ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اگر نہیں بخشے گا تو ہمو اور نہیں رحم کرے گا تو ہم زبان کارون سے ہو جائیں گے اس وقت میں یہ دیو تیرے سر پر موجود ہوگا اور کہے گا دیکھو تو اس خام کو اب کیسی ناری کر رہا ہے یہ بے وقت کا مرغا ہے اسکا سر کاٹو بس ایسی خصلت فرہنگ ایاز سے دور ہو کہ نماز اسکی بے نیاز کے ظاہر ہو وہ خروس آسمانی ہو اس کے نرے وقت کے ہیں بے وقت کوئی نہیں

اس بیان میں کہ ارنا الاشیاء کما ہے دکھا ہمو جیسی کہ وہ ہیں اور اس بیان میں لو کشف الغطاء ما ازودت یقینا اگر کھول دیے جائیں پردے تو ہم اپنے یقین کو نہیں بڑھا سینگے اس لیے کہ حق الیقین کو پہونچے ہیں اور معنی اس میت میں ہے درہر کہ تو ازویدہ بدے نگرے پناز چہرہ وجود خود سے نگرے پناز یہ کثر کثر سایہ افکند

قولہ اے خردسان ازوی آموزید بانگ بانگ بہر حق کند بے ہر دانگ بے صبح کاذب آید و نفر یہ پیش بے صبح کاذب عالم نیک و بدش بے اہل دنیا عقل ناقص داشتند پناز کہ صبح صادق انکاشتند بے صبح کاذب کاروانہا رازدہ است پناز کہ بہوے روز بیرون آمدہ است بے صبح کاذب خلق را رہر مبادی کہ دہد بس کاروانہا مبادی اے شدہ تو صبح کاذب را رہن بے صبح صادق را تو کاذب ہم مبین پناز کہ نادرے از لفاق ہدایان پناز چہ دارے ہر بردر ظن ہمان پناز ہر گمان باشد ہمیشہ زشت کار پناز نام خود خواند اندر حق یار پناز آن خسان کا ندر کثر یہا

مانندہ اندہ انبیاء سحر و کثر خواندہ اندہ وان امیران خسیس و قلب ساز بنان گسان بروند بر حجبہ ایاثا
 کو دینہ دارد و گنج اندمان بنائینہ خود منکر اندر دیگران بنائینہ المعنی اہر جو خروس آسمانی کہا ہے
 اسی کے مطابق فرمایا کہ اے خرو سوامی مرغ آسمانی سے ہانگ سیکھو کہ وہ خدا کے واسطے ہانگ
 کرتا ہے اور وہ کی ہانگ واسطے دانگ کہے اس مرغ کے سامنے صبح کا ذب
 آتی ہے اور اسکو فریب نہیں دے سکتی اور اس کے لیے صبح کا ذب کیا ہے یہی عالم نیک و
 بد بس مرغ آسمانی مراد اہل اللہ سے ہے ان اہل دنیا ناقص عقول نے اسی صبح کا ذب کو صبح
 صادق جانا ہوا اور اس صبح کا ذب نے قافلے کے قافلے مارے ہیں جو کہ دن ہونے کی
 اسید پر چل کھڑے ہوئے ہیں اب دعا کرتے ہیں خدایا صبح کا ذب خلق کی راہر نہو کہ قافلے کے
 قافلے برباد کر دے آے فلان تو صبح کا ذب میں کو پھنسا ہوا ہے مگر صبح صادق کو بھی کا ذب
 مست سمجھ اور اگر تھکو نفاق بدون سے امن نہیں ہوا اس سبب سے بدگمان ہو تو پھر اپنے بھائی پر
 گمان بد کیوں کرتا ہے جو زشتکار ہے وہی بدگمان ہوتا ہے کہ اپنی کتاب یار کے حق میں پڑھتا ہے
 یعنی جیسا آپ ہو ویسا ہی اُسکو جانتا ہے وہ ناجیز لوگ جو خود کچی میں پڑے تھے وہی انبیاء کو
 سحر و کج کہتے تھے ایسے ہی ان امیرون خسیس کھوٹوں قلب ساز نے ایاز کے حجرے پر
 گمان بد کیا کہ اس کے حجرے میں دینے اور گنجینے شاہی ہیں بس تجھ کو لازم ہے کہ اپنے آئینے سے
 اور وہ کو نہ دیکھے یعنی اپنی طرح اور وہ کو نہ سمجھے قولہ شاہ میدانست خود پایا کی او بیہر
 ایشان کرد او ان جستجو کاے امیران حجرہ بکشا ئید در بنیم شب کہ باشد اوزان چرخ تا پدید آید
 سکا لشمارے او بیہر ازان بر راست مالشمارے او بیہر شمارا دادم این زر و گہر و من ازان نہ رہا
 نخواہم جز خبر بنامین ہی گفت و دل و بی طہید بنابر اسے آن ایاز بے ندید کہ منم کاین برز باغم
 میرود بنامین جفا گر بشنود او چون شود بنامی گوید بحق دین او بنام ازمین افزون بود تمکین او بنام کو بقذف
 زشت من طہر شود بنام و رخص در سر من غافل بود بنام بتلا چون دید تا ویلات رنج بنام بدین
 کے شود اوانات رنج بنام صاحب تاویل ایاز صابرست بنام کو بھر عاقبتہا ناظرست بنام بھو یوسف خواب
 این زندانیان بنامست تعبیرش بہ نزد اوعیان بنام خواب خود را چون نداند مرد خیر بنام کے بود واقف
 ز شر خواب غیر بنام گزرم صد تیغ اور از اسخان بنام نگردد و صلت آن مہربان بنام داند او کان تیغ بر خود
 میزنم بنام ویم اندر حقیقت او نم بنام اللغات قذف دشنام دنیا اور زنا اور کسے بدی سے
 نسبت کرنا نہ بد مثل دماند اس کے معنی امیرون نے گویا ز پر گمان بد کیا لیکن پادشاہ خود اُسکی

پاک کو خوب جانتا تھا مگر یہ جستجو اخصین کے معقول کرنے کو کرتا تھا اور کمد یا لکڑے امیر و ادھی رات کو دروازہ حجرے کا کھولو کہ اُسکو خبر نہو تا جو کچھ اُس نے سوچا اور سمجھا اپنا ظاہر ہو جائے بعد اسکے اسکی مالش و سزا ہمارے ذمے ہے جو کچھ حجرے میں زر و گوہر سے نکلے وہ ہم نے تھین کو دیدیا ہم میں سے سوا خبر کے کہ یہ نکلا اور کچھ نہیں چاہتے اور اس بات کو اپنے دل میں کہتا تھا اور دل اُسکا ایاز کے واسطے کہ جسکا مثل نہ تھا تڑپتا تھا کہ تین ایسا ہو گیا جو یہ بات میری زبان سے نکلی اگر یہ ظلم میرا وہ سُنے تو کیسا ہو پھر کہتا تھا کہ قسم ہے اُسکے دین و آئین کی کہ اُس میں وقار و تمکین میرے خیال سے بہت بڑھکے ہے وہ ایسا ہلکا سبک آدمی نہیں ہے کہ میرے قذف زشت سے غصہ ہو جائے اور میرے غرض اور میرے بھید سے غافل ہو یہ نہ جانے کہ کوئی مصلحت ہوگی اگر کوئی شخص کسی رنج میں مبتلا ہو اور اُس سے تاویلین رنج کی بیان کی جائیں کہ یہ دھجین تیرے رنج کی تھین تو اپنی برویکھ لے گا رنج کا مات نہو گا جان لے گا کہ میں تھوڑے رنج سے اور بلیات میں نہ پڑا نہ کہ ایاز جو بڑا صابر اور بڑا صاحب تاویل ہو اور ناظر دریا عاقبت اندیشوں کا جیسے یوسف اور خواب ان زندانیوں کے جسکی تعبیر اُنکے سامنے ظاہر تھی ایسے ہی میں ان امیروں کی کیفیت سے واقف ہوں اور ہر گاہ کہ آدمی اپنے خواب خیر کو نہ جانے تو دوسرے کے خواب شر کو کیا جانے گالیغے جب یہ لوگ اپنے حال کو نہیں جانتے کہ چھا ہے یا بڑا تو اُس کے حال کو کیا جانیں گے ایاز ایسا میرا مہربان محبت والا ہے کہ اگر سیکڑوں تلواریں اٹھانا اُسکے ماروں تب بھی تو وصلت اسکی جو مجھ سے ہے ہرگز کم نہو گی وہ جان لے گا کہ یہ تیغ وہ اپنے ہی اوپر پارتا ہی کس واسطے کہ ہم اور وہ ایسے ایک ہو رہے ہیں کہ وہ میں ہوں اور میں وہ ہوں حقیقت میں

جدا ئی نہیں ہے گو بظاہر ہے

حکایت بیان اتحاد حقیقی عاشق و معشوق میں گو بظاہر ہر متزاد ہیں اس سبب سے کہ نیاز ضد بے نیازی کی ہے جیسے آئینہ بے صورت و سادہ ضد صورت کی ہے لیکن ان میں ایک اتحاد ہے کہ شرح اُس کی بیان میں نہیں آتی

تو کہ جسم مجنون ماز رنج دوریے ہ اندر آمد علت رنجوریے ہ خون بچش آمد ز شوق و اشتیاق ہ تاکہ پیدا شد دوران مجنون خنق ہ پس طیب آمد بدار و کردنش ہ گفت چارہ نیست غیر از رگ زلش ہ رگ زلش باید ہر اے دفع خون ہ رگ زلے آمد در انجبا و دفنون ہ بازو ش

بست دکنشادکن نیش او بڈ بانگ برزد بردے آن معشوق جو بڈ مزد خود بوستان و ترک فصد
کن بڈ گریمیم کو بر جسم کن بڈ گفت آختر تو چمے ترسی ازین بڈ چون نئے تر سے توار
شیر عین بڈ شیر و خرس و خوک و ہر گرگ و دودہ بڈ گرد و گرد تو شب گرد آندہ ہنمے نیاید شان
ز تو بوسے بشر بڈ نابہ عشق و وجد اندر جگر بڈ گرگ و شیر و خرس داند عشق چیت بڈ کم زنگ
باشد کہ از عشق او تہیست بڈ گرگ عشقے نبودے کلب را بڈ کے بختے کلب کعب
قلب را بڈ ہم زجنس او بصورت از سگان بڈ گر نہ شد مشورہست اندر جہان بڈ تو بر دے بوسے
دل از جنس خویش بڈ کے برے تو بوسے دل از گرگ و میش بڈ گر نبودے عشق ہستی کے بدی بڈ
کے زدے نان بر تو و تو کے شدے بڈ نان تو شد از چہ عشق و اشتہی بڈ ورنہ
نان را کے بدے در جان رہے بڈ عشق نان مردہ را جان کند بڈ جان کہ فانی بود
جاویدان کند بڈ گفت مجنون من نئے ترسم ز نیش بڈ صبر من از کوہ سنگین ہست بیش بڈ
من یلم بے ز حنم نا ساید تنم بڈ عاشق قدم بر زخم ما برے تنم بڈ لیک از لیلے وجود من پرست بڈ
این صدف پر از صفات آن درست بڈ ترسم اے فساد اگر فصدم کنے بڈ نیش را ناگا دیر لیلے
زنے بڈ داند آن عقلے کہ او دل روشنیست بڈ در میان لیلے دمن فرق نیست بڈ من کیم لیلے
و لیلے کیست من بڈ مایکے روحیم اندر دویدن بڈ اے لمعتے فرماتے ہین مجنون کو کہ جو لیلے
دوری ہوئی تو رنج دوری کے سبب سے جسم مجنون کو بیماری ورنہ دوری عارض ہوئی
یعنی بہ سبب شوق و اشتیاق کے خون اُسکا جوش میں آیا تا آنکہ اسی سبب سے خفاق
پیدا ہوا پس طیب دوا کرنے کو آیا اُس نے کہا کہ سو افسد کے کوئی علاج نہیں سے اس کی
فسد کرنا چاہیئے تا خون فاسد دفع ہو جائے آخر ایک فساد و ذنون بھی وہاں آیا اور اُس نے
باز و مجنون کا باندھا اور شتر کھولا تو اس معشوق جو یعنی مجنون نے اُس سے لکار کے کہا کہ
اپنی مزدوری لے لے مگر فصد میری مت کھول اگر میں مر جاؤں تو کدے ایک پڑانا جسم
حقا گیا تو جانے دے کچھ پروا نہیں فساد نے کہا تو اس شتر سے کیون ڈرتا ہے جب کہ تو جنگل
کے شیر سے نہیں ڈرتا آخر یہ اُس سے تو زیادہ نہیں شیر اور رچھ اور گرگ و خوک و
ہر دردے رات کو تیرے آس پاس جمع ہوئے اُن کو تجھ سے بوسہ ہی کی نہیں آئی ایسا تیرے
جگر میں ابوہ عشق و وجد کا ہے کہ گویا بشر ہی نہ رہا عشق و وجد ہی ہو گیا اب
مقولات مولانا راج کے ہین کہ گرگ و شیر و خرس یہ تو جانتے ہین کہ عشق کیا ہے جیسے کہ

مجنون سے بوعشق کی سونگھتے تھے پھر جو عشق سے خالی ہے سگ سے کمتر ہو دیکھو اصحاب کہکے
گئے میں اگر رگ عشق کی نہوتی تو کتنا بھلا اُس غارتلب تنگ کو کیوں ڈھونڈھتا اور اختیار کرتا اور
اسی کی جنس سے بصورت اور گئے جہان میں ہن اگر چہ مشہور نہیں ہوئے اب انھیں
کتوں پر طنز فرماتے ہیں کہ جب تم نے اپنے بوجس کے دل کی بو نہیں پائی تو تم گرگ ویش
کی بویا پاؤ گے غرض عشق سے سب کچھ ہے اگر عشق نہوتا تو ہستی کب ہوتی کب
روٹی تیرے اوپر عاشق ہو کے گرتی اور ٹوکب عاشق ہوتا روٹی جو تیری عاشق ہوئی کیس
سبب سے عشق و اشتما سے در نہ روٹی کو جان میں دخل ہی کیسے ہوتا عشق ہی نان
مردہ کو جان کر دیتا ہے اور جان کہ فانی ہے اُسکو جاودانی بناتا ہے جیسا کہ کہا ہے شعر
ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق بخت ست بر جریدہ عالم دوام ما بپھر استیناف ہو
مجنون نے کہا میں نشتر سے نہیں ڈرتا میرا صبر کوہ سے بھی سنگین تر ہے کسی بلا کے ٹالے
نہیں ٹلتا میں سرتاپا ایک پھوٹا ہوں کہ بے زخم و شکاف کے میرے تن کو چین نہیں میں تو
عاشق ہوں زخمون کو اپنے اوپر پٹیتا ہی رہتا ہوں لیکن وجود میرا لیلے سے بھرا ہوا ہے
اور اس صدف میں صفات اُس موتی کے ہیں بس اسے فساد میں اس سے ڈرتا ہوں
کہ تو فصد میری کرے اور ناگاہ نشتر لیلی کے مار دے اس لئے کہ وہ عقل جو روشن دل ہو
وہ جانتی ہے کہ مجھیں اور لیلی میں فرق نہیں ہو میں کون ہوں لیلے ہوں اور لیلے کون ہے میں ہوں
ہم دونوں ایک روح اور دو بدن ہیں

یو چھنا ایک معشوق کا عاشق سے کہ تو آپ کو دوست رکھتا ہے
یا مجھ کو کہا میں آپ سے مردہ ہوں اور تیرے ساتھ زندہ جو اپنا
دوست ہوں تب دوست ہوں اور جو تیرا دوست ہوں تب
تیرا دوست ہوں

قولہ گفت معشوقے عاشق زامتحان بد در صبح کاے فلان ابن الفلان بد مر مر تو دوستداری
عجب بد یا کہ خود را باز گواے بوا اگر ب بد گفت من در تو چنان فانی شدم بد کہ پر م من از تو
از سر تا قدم بد بر من از ہستی من جز نام نیست بد و وجودم جسد تو اے خوش کام نیست
نران سبب فانی شدم من این چنین بد بچو سر کہ در تو بحر انگبین بد بچو سنگے کو شود گل حل ناب
پر شود او از صفات آفتاب بد وصف آن سنگے ٹاندا اندرو بد پر شود از وصف

خود را پشت و رو بنام برادران گرد دوست دارد خویش را بدوستی خود بود آن ای قلمانی در کہ خور را دوست دارد او بجان بدوستی خویش باشد بے گمان بدخواہ خود را دوست دارد و لعل ناب بدخواہ با او دوست دارد آفتاب بداندین دودوستی خود فرق نیست بدودو جانب جز ضیاء شرق نیست بدانہ شد او لعل خور را دشمن است بدانکہ یک من نیست اینجا دو من است بدانکہ ظلمانی ست سنگ ای بے حضور بدوست ظلمانی حقیقت ضد نور بدوستی را دوست دارد کافر است بدانکہ او متاع شمس اکبر است بدین نشاید کہ بگوید سنگ انا بدو ہمہ تاریکیست اندر فنا بدالمعنی ایک معشوق نے عاشق سے امتحاناً پوچھا کہ اے فلان ابن فلان بتا تو مجھ کو زیادہ دوست رکھتا ہوں یا اے ابوالکرب آپ کو زیادہ دوست رکھتا ہے اس بات کو ظاہر کرنا ابوالکرب کے معنی باپ کرب کا بنظر نہایت اتحاد باپ بیٹے کے اسکو باپ کسا گویا تو کرب کا باپ ہو کرب تجھی سے پیدا ہے عاشق نے کما میں تجھ میں ایسا فانی ہو گیا ہوں کہ سر سے ہاتھ تک تجھی میں محو ہوں اور تجھی سے بھرا ہوں میری جو ہستی ہے ایک براے نام ہے مگر وجود میں میرے سواے تیرے اے خوش کام کوئی نہیں ہے تو ہی سمایا ہوا ہے اور اسی سبب سے کہ تو مجھ میں سمایا ہوا ہر میں ایسا اے بحر انگبین تجھ میں سمایا ہوا ہوں جیسے سرکہ کنجبین میں کہ براے نام ترشی ہوتی ہے اور ایسا ہوں جیسے کوئی پتھر کل لعل ہو جائے اور چمک دمک سے جو صفات آفتاب کی ہر بھر جائے سنگ کا جو وصف ہو وہ اُس میں نہ رہے پشت درود و نون طرفین اسکی وصف آفتاب سے مالا مال ہو جائیں بعد حصول اس اتحاد کے اگر تجھ پر آپ کو دوست رکھے تو وہ دوستی آفتاب کی ہو اور اگر آفتاب کو دوست رکھے تو دوستی اپنی ہے بیشک دیگمان اب لعل ناب چاہے آپ کو دوست رکھے چاہے اسکو آفتاب دوست رکھے ان دونوں دوستیوں میں کچھ فرق نہیں ہے دونوں طرف سواے ضیاء و روشنی کے کچھ نہیں ہے دونوں مساوی ہیں اور جب تک کہ یہ سنگ لعل نہیں ہوا ہو آفتاب کا دشمن ہے اس سبب سے کہ اسوقت میں دو من جمع میں ایک من تو خورشید کہ وہ آپ کو کہتا ہے کہ میں ہوں اور سنگ آپ کو کہتا ہے کہ میں ہوں اس وجہ سے کہ سنگ ظلمانی شے ہے بس اے بے حضور اسکو سوچ کہ شے ظلمانی بد حقیقت ضد نور کی ہر بھر کیسے دشمن نہوگا اگر یہ آپ کو دوست رکھے تو کافر ہے اس سبب سے کہ شمس اکبر کا مانع ہے اکبر اس سبب سے کہما کہ قرآن شریف میں بھی بقول حضرت ابراہیم کے لفظ اکبر کا اسکی صفت میں وارد ہے

چنانچہ فلما راى الشمس بازغة قال ہذا کبر ہر گاہ کہ دیکھا ابراہیم نے آفتاب روشن کو کہا یہ پروردگار میرا ہے اور یہ بہت بڑا ہے بس لائق نہیں ہے کہ سنگ ہو کے انا کے کس واسطے کہ وہ بالکل تاریکی ہے اور فنا میں قولہ گفت فرعون نے انا الحق گشت پست نہ گفت منصور کے انا الحق اور پست نہ آن انا لعنت اللہ از عقب نہ دین انا رحمت اللہای عجب نہ زانکہ آن سنگ سیہ بدین عقیق نہ آن عدد نور بود و این عشیق نہ این انا ہو بود در سرا کے فضول نہ ز اتحاد نور ز راہ حلول نہ جہد کن تا سنگیت کمتر شود نہ تا بلعے سنگ تو نور شود نہ صبر کن اندر جہاد و در غنا نہ و مبدمے بن بقا اندر فنا نہ و صفت ہستی مے رود از پیکرت نہ و صفت مستی می فراید در سرت نہ و صفت سنگے ہر زمان کم مے شود نہ و صفت لعلے در تو محکم مے شود نہ سمع شو کی بارگے تو گوشش وار نہ تا ز حلقہ لعل یا بے گوشش وار نہ ہجو چو کن خاک میکنی گر کسی نہ زمین تن خاک کے کہ در آبے رسی نہ گرسی جذبہ خدا مے بین نہ چاہہ ناکندہ بجوشد از زمین نہ کارگے میکن تو و کاہل سباش نہ اندک اندک خاک چہ راسے تراش نہ خاک میکن گوش آن از بہر آب نہ اندک اندک دور کن خاک و تراب نہ ہر کہ ربغے برد گنجے شد پدید نہ ہر کہ جدے کرد در جدے رسید نہ گفت پیغمبر کوع است و سجود نہ برد حق کو فتن حلقہ وجود نہ حلقہ آن در ہر آنکو میزند نہ ہر او دولت سرے بیرون کند نہ باز گرد قصہ او باز گو نہ تا چہ شد حال ایا ز نیکی نہ اسلعتے قرأتے ہین انا کننے کے لائق ہر کوئی نہیں ہوتا دیکھو ایک فرعون تھا جس نے انا کہا انا ربکم الاعلیٰ میں تھا پروردگار اعلیٰ ہوں اور کیسا ناچیز ہوا اور ایک منصور تھا کہ اُس نے انا الحق کہا اور وہ جملہ ماخذ دن محاسبوں سے چھوٹ کے نجات پا گیا اور جو مولانا نے فرعون کے ذکر میں بھی لفظ انا الحق لکھا مطلب اُس کا اور آیت کا ایک ہی ہو چنانچہ فرعون کے انا کے پیچھے لعنتہ اللہ ہے اور منصور کے انا کے واسطے رحمۃ اللہ ہے اُس سبب سے کہ فرعون سنگ سیاہ تھا اور منصور عقیق وہ دشمن نور کا تھا اور یہ بہت بڑا عاشق منصور کی انا ہو تھی جو اسکے سر میں جمی تھی ہو کے معنے دیہی ہے اور اتحاد نور ذات سے ہر نہ لے فضول حلول کی راہ سے جیسے بعض لوگ اپنی روح کو دوسرے کے جسم میں ڈال دیتے ہین کہ یہ باطل ہے تجھ کو لازم ہو کہ گوشش کرتا سنگ پن تیرا جاتا رہے اور اسکی صورت یہ کہ کسی لعل کو ڈھونڈھ کر اُسکے طفیل سے سنگ تیرا روشن ہو جائے اور اُس میں جو کچھ جہاد و ربغ پیش آئیں اُن پر صبر کر اور اس فنا میں اپنی بقا کو تنکے رہ فنا میں ریاضت و جہاد اور دیکھ کہ

وصف ہستی کے تیرے پیکر سے جاتے ہیں یا نہین اور ہستی تیرے سر میں بڑھتی ہے یا نہین وصف سنگ کے تجھ سے ہر دم کم اور وصف لعل کے تجھ میں محکم ہوتے ہیں یا نہین تو کان کی طرح بالکل اس لعل کے سامنے سمع بن جا تو اس لعل کے حلقے سے گوشوارہ پائے یعنی باتیں اس کی دل لگا کے سن تو چاہن ہو جا اور چاہ کن کے مثل اگر آدمی ہے تو اس تن خالی کی خاک کھود کے نکال تا آب تجھ کو حاصل ہوئے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر کشش خدا سے تعالیٰ کی ہوتی ہے تو بے چاہ کئے کے بھی مامعین زمین سے اُجٹنے لگتا ہے لیکن تو کچھ کام کیے جا کاہل ست بن تھوڑی تھوڑی خاک اپنے کنوئین کی نکالے جا خبردار خاک کھودے جا اور کوشش کرے جا اور پانی کی خاطر خاک مٹی تھوڑی تھوڑی دور کرتا رہ اس لیے جس نے رنج اٹھایا ہے گنج پایا ہے اور جس نے جد کی ہے جد کو پہونچا ہے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ رکوع و سجود میں جو آدمی حلقہ بتاتا ہو گویا حلقہ وجود کو دروازہ حق پر کوٹتا ہے بس جو کوئی حلقہ اُس در کا بتاتا ہے دولت اس کے واسطے اس دروازے سے سر نکالتی ہے اب فرماتے ہیں کہ اس قصے کی طرف لوٹ جو کہ رہا تھا اور بتا کہ

حال ایاز نیک خو کا پھر کیا ہوا

آنا امیر دن کا جو تمام غماز تھے مع سر ہنگون کے اور کھولنا حجرہ
ایاز کا اور دیکھنا چارق و بوستین اور کھودنا مکان کا اور
پشیمان ہونا

قولہ آن امیران بردر حجرہ شدند طالب گنج و زرخمرہ شدند ثقل را بر مے کشادند
از ہوس بہاد و صد فرہنگ و دانش چہ کس بہ زانکہ ثقل صعب بر چیدہ بود بہ از میان
تقلہا بگریہ بود بہ نے ز نخل سیم و مال و زرخام بہ از براے کتم آن سردار عوام بہ کہ گروہے
بر خیاے بر تنند بہ قوم دیگر نام سا لوسم کنند بہ پیش ماہمت بود اسرار جان بہ فرخشان
محفوظ تراز لعل کان بہ زربہ از جان است نزد ابلہان بہ و زنتار جان بودیش شہان بہ
مے شتا بیدند تفت از حرص زربہ عقل شان مے گفت ہان آہستہ تر بہ حرص تازو
بیدہ سے سراب بہ عقل گوید نیک بین کین نیست آب بہ حرص غالب بود ز چون
جان شدہ بہ غرہ عقل آن زمان پیمان شدہ بہ حرص غالب بود ہزار چو جان بہ
گفت اینست این متاع را لگان ہگشتہ صد تو حرص و غوغا ہاے اد بہ گشتہ پیمان

حکمت و ایما سے او بڑا تاکہ در چاہے غم و راند رفتہ بہ دانکہ از حکمت ملامت بشنود با چون ز جس دام
پا سے او شکست بنفس لوا مہ برویا بید دست بن تا بدیوار بلانا یاد سرش بن نشنود پند دل آن گوش
کرش بن اللغات خمرہ خم کو چک نفس لوا مہ ملامت کنندہ کہ بعد صد و ر بدی کے آپ کو
ملامت کرے **المعنی** آقصہ وہ امیر حجرے کے دروازے پر گئے اور طالب حذائہ
نہ سو سیم خم کے ہوئے تاکہ ہوس کے چند آدمی بڑی دانش و فرہنگ کے ساتھ
تقل کو کھول رہے تھے اس سبب سے کہ حجرے پر قفل سخت لگا ہوا تھا اور بہت قفلوں سے
چھانٹا ہوا تھا سو ایسا قفل بنظر خجل سیم و مال و زر خالص کے نہ تھا بلکہ عوام سے اُس بھیہ
چھپانے کو کہ اگر دیکھیں گے تو اپنے اپنے خیال پرینگے بعض قوم میرا نام ساوس رکھیں گی ساکوس
مثل زید عدل کے ہے چنانچہ ہمارے سامنے تو اسرار جان کے یعنی جو ہماری جان میں ہیں
ہماری ہمت ہی ہیں اسے قصہ دل اور خسوں سے وہ ایسے محفوظ ہیں کہ ایسا محفوظ لعل بھی کان
میں نہوگا آتھقون کے نزدیک تو زر جان سے بہتر ہے چاہے جان جائے مگر زر ملے اور
جو ستارہ ہیں ان کے سامنے کچھ چیز نہیں جان کا تار ہے بس یہ احمق بھی بڑے
گرم اگر حصر زمین دوڑے چلے جاتے تھے مگر عقل ان سے کہتی تھی خبر دار ہو
آہستہ کی رو بہت دوڑت لیکن ہر یہ کہ حصر بیہودہ سراب کی طرف دوڑتی ہے اور عقل
کہتی ہے کہ خوب دیکھ لے یہ پانی نہیں ہے ان لوگوں کو حصر زر کی ایسی غالب تھی کہ انکی
جان ہو گئی بس عقل نے جو ایسا مغلوب پایا تو اپنے نعرے چھالیے اور جو کہ حصر زر کی
ان کی جان پر غالب ہو کے جان ہو گئی تھی تو وہ ان سے کہہ رہی تھی کہ وہ متاع مفت کی ہر
جانے مت دو جب ان کی حصر اور اس کی ابنوہ صد تو ہو گئی تو حکمت اور اس کے ایما سب
چھپ گئے کہ جو نہیں مانتا ہے تو جانے دو اور چاہے غم و رین گرنے دو جب گر جائے گا تو
چھ ملامت حکمت کی سنے گا اور جب حال میں پھنکے پاؤں ٹوٹ جائے گا تب نفس لوا مہ
اسیر قابو ملامت کا پائے گا اور جب تک نوبت دیار سے سر ٹکرانے کی نہ پہونچے گی تب تک
اسکے کان بہرے نصیحت دل کی نہ سنیں گے قولہ کو دکان را حصر لوزنیہ شکرہ از
نصیحتا کند دو گوش کو بچو نہ کہ درد و نبلش آغاز شد بن در نصیحت ہر دو گوشش باز شد بن حجرہ را
با حصر صد گونہ ہوس بن باز گردند آن زمان آن چند کس بن اندر افتادند در ہم نازد ہام بن امچاند
دو رخ کندیدہ ہوام بن عاشقانہ و رفت در کو فرہ خوردن امکان سے دبستہ ہر دو پر بن

بنگریدند از بسا راز زمین بچار تے بدریدہ بود و پوستین بچمکہ گفتند این مکان بے نوش نیست بچار ق
 انجبا غیر بے رو پوش نیست زمین بیاور سیخماے تیز را بامتحان کن حفرہ و کاریز را بہر
 طرف جستند کندند آن فریق بچفر را کردند و کوہاے عمیق بچفر را شان بانگ میزد ہر زمان بکند ہا
 خالیم اے کند ہاں بزان سگالش شرم ہم سے داشتند بکند ہا را باز نے انپاشتند بے باز در
 دیوار ہا سوراخما بچینین کردند از جہل و عما بے بعد و لا حول در ہر سینہ بماند مرغ حرص شان بے چینہ ب
 نان ضلالتماے یادہ تاز شان بچفرہ دیوار و در غماز شان بملکن انداے آن دیوار نے ب
 بار ایا ز اسکان بیج انکار نے بگر خد اع بیگنا ہے نے کنت بے حائل و عرصہ گواہی می دہند ب
 جملہ در حیرت کہ چہ عذر آورند بمانازین گرداب جان بیرون برند بے عاقبت رفتند دست
 و لب گزان بے دستہا بر سر زنان بچوزنان بے اسلئے پختہ بتا مید صد سرفراتے ہن کہ لڑکون کو
 حرص لوزینہ اور شکر کی بہت ہوتی ہے اور یہ حرص دونوں کان آن کے نصیحت
 سے ہرے کر دیتی ہے اور جب و نبل پیدا ہو کے درد شروع ہوتا ہے تب نصیحت کیلئے
 دونوں کان کھلجاتے ہن حجرے کو سیکڑن طرح کی ہوس کے ساتھ چند آدمیوں نے
 اس وقت کھولا حجرے کے کھلتے ہی تمام پھیر کی پھیر تے اوپر گڑ بڑ ہو کے گھسی جیسے سڑے
 مٹھے پر کھمیان وغیرہ گرتی ہن ہر کوئی چاہتا تھا کہ میں ہی پہلے گھسوں اور جو پاؤں لیلون پھیر
 اسی ہوام کی نسبت فرمایا کہ کیسے عاشقوں کی طرح اُس پر گرتے ہن اور جہاں اُس میں گرے
 اور دونوں پر اُس میں بندھ گئے تو اب اسکو کھا بھی نہیں سکتے پر پھر ٹرانے میں آلودہ ہو گئے اور
 چھوٹ بھی نہیں سکتے الغرض جب اندر گھسے تو دائیں بائیں دیکھنے لگے سوائے ایک چارق
 دریدہ اور پوستین کے کچھ نظر نہیں آیا پھر سب کئے لگے کہ یہ مکان نوش سے خالی نہیں ہے
 ضرور اس میں شہد ہے اور یہ چارق اس میں چھپاؤ گے واسطے ہی بان تیز تیز سین لائو اور گرٹھے اور
 نالیان کر کے ان سیخون سے اُن کا امتحان کرو غرض ہر طرف اس فہلوق نے ڈھونڈھا
 اور کھودا اور گرے گرے گرٹھے کھودے کہ ان کے گرٹھے ہی ہر دم ان کو لٹکا لٹکا رکے کتے تھے
 کہ یہ جو تم نے ہلکوندہ کیا ہو سو ہم سب کندہ تھا رے خالی ہن مطلب یہ کہ کچھ نکلتا نہیں تھا پھر
 اس تجویز و فکر دن سے شر مار کھودے ہوؤں کو پاٹے تھے ایسے ہی اپنی جمالت و کوری سے
 دیواروں میں سوراخ کرتے تھے اب بشمار لا حول ہر سینے میں ہے اس سبب سے کہ مرغ
 حرص کا ان کی بے دانہ بچلے رہ گیا اور ان کی ہر گراہیوں ہرزہ تاز کی وہی سوراخ دیوار کے

چغلی کھا رہے تھے اب نہ یہ امکان کہ ان دیواروں کو لیسین نہ یہ امکان کہ ایاز سے انکار کریں گویا گینا ہی کا
مکڑ ملاتے ہیں تو دیواریں اور مکان کا میدان گواہی دے رہے ہیں سب حیرت میں کہ
کیا عذر کریں تو اس گرداب سے جان بچائیں آخر کار دست و لب کاٹتے اور عورتوں
کے مثل سر پیٹتے گئے

لوٹنا نمامون کا ایاز کے حجرے سے شرمسار جیسے بدگمان انبیاء کے دن یوم
تبویض وجوہ و تسود وجوہ قیامت کا دن وہ دن ہے کہ بعض روسفید ہو گئے
بعض روسیہ

قولہ باز گردیدند سوے شہر یار پڑ گرد و روے درد و شرمسار پڑ قاصدا شہ گفت این احوال چیست
کہ بغل تان از روہ میان تہیست پڑ ورنہان کردید دینار و تسو پڑ فرشا دے در رخ و رخسار کو پڑ
گر چہ پنهان بیخ پر بیخ آو دست پڑ برگ سیمایم وجوہ اخضر است پڑ انچہ خور و آن بیخ از ہر زہر و
قند پڑ نگ منادے نے کند شاخ بلند پڑ بیخ گر چہ بے ہر از میوہ تہیست پڑ برگ سبزیش
بر شجرہ از ہر حیست پڑ بر زبان بیخ گل مہرے زند پڑ شاخ دست و پا گواہے دے و ہد پڑ
آن امیران جملہ در غدر آئند پڑ انچہ سایہ پیش مہ ساجد شدند پڑ عذر آن گرے و لاف مادمین پڑ پیش
شہ رفتند با تیغ و کفن پڑ از خجالت جملہ انگشتان گزان پڑ ہر یکے نے گفت کاے شاہ جہان پڑ
گر بریزے خون حلال است حلال پڑ و رہہ بخشے ہست انعام و نوال پڑ کردہ ام ما آن کہ از مامی سزید پڑ
تا چہ فرمائی تو اے شاہ مجید پڑ گر بہ بخشے جرم ماے دل فروز پڑ شب شبیہا کردہ باشد
روز روز پڑ گر بہ بخشے یافت تو میدے کشاد پڑ ورنہ صد چون ما فداے شاہ باد پڑ گفت نے
نے این نواز و این گدا پڑ من نخواہم کرد ہست این از ایاز پڑ این خیانت برتن و عرض لہیست پڑ
دخم بر گماے آن نیکو پیست پڑ گر چہ نفس واحدیم از روے جان پڑ ظاہر ادوریم ازین
سود و زیان پڑ تہمتے بر بندہ شہ عاریست پڑ جز مزید حلم و استظمار نیست پڑ تہمتہ را
شاہ چون قارون کند پڑ بیگنہ را تو نظر کن چون کند پڑ شاہ را غافل مدان از کار کس پڑ مانع اظہار
آن حلم است و بس پڑ اللغات تسو ریح دانگ اخضر سبز تو از گدازد و تو نون حاصل مصدر
المعنی الحاصل سب لوٹ کے اس حال سے یاد شاہ کے پاس گئے کہ گردین بھرے
تھے اور منجھ زرد اور نہایت شرمندہ پادشاہ سمجھ تو گیا تھا لیکن قصداً انجان بن کے پوچھا کہ
یہ کیا حال ہے کہ کسی کی بغل میں نہ رہے نہ ہمیان سب خالی ہیں بالفرض اگر کمین دینار

دستجو سرج دانگ ہوتا ہے کہ مراد کثیر و تلیل سے ہے چھپا آئے ہو تو آخر ملا ہے پھر اُس کی زیبائی
 شادی کی تھارے رُخ و رخسار میں کیون نہیں ہے جو تھارے چہرہ سے عیان نہیں اگرچہ
 چھپایا ہو مال پیچ پر پیچ میں ڈالتا ہے تاہم برگ اُن کی پیشانی کا اُن کی صورتوں میں نہایت
 سبز ہوتا ہے اس شعر میں اقتباس ہے آیت کریمہ سے سیماءم فے وجوہم من اثر السجود روشن ہونگی
 پیشانیان اُن کی نشانِ سجدوں سے مطلب یہ ہے کہ مال واے کی پیشانی سے چمک دمک
 اُس مال کی روشن ہوتی ہے جیسے درخت کی جڑ نے جس چیز سے پرورش پائی ہے خواہ نہر خواہ قند
 اُس کی شاخیں بلند دیکھ لو پکار پکار کے بتاتی ہیں نہر کو بھی قند کو بھی جڑ درخت کی اگرچہ پھل اور
 میوہ سے خالی ہے لیکن یہ سبز پتے اُس کے جو درخت پر ہیں یہ کس واسطے ہیں میوے ہی کو
 جتاتے ہیں کہ اس میں میوہ آئے گا اور میوے کا مادہ ہے گو جڑ کی زبان پر مٹی نے مہر
 لگا دی ہے جیسے کہ درخت کی جڑ پر مٹی چڑھا دیتے ہیں لیکن شاخیں اُس کی جو ہنزلہ دست و
 پا کے ہیں وہ تو گواہی دیتی ہیں اُس کے میوے پر پھر رجوع ہے طرف قصے کے کہ وہ
 سب امیر عذرین آئے اور سائے کی طرح ماہ کے سامنے سجدے کرنے لگے سجدہ سائے کا
 سامنے ماہ کے ظاہر ہے کہ اُس کے فروغ پر سر رکھے ہوتا ہے اور اس عذر میں کہ اُس کے سامنے
 بڑی تیزی و گرمی اور شیخی و اوسن کی کی جتنی تیج و کفن لیے گئے گویا ہم بیشک مجرم ہیں اسی سبب
 سے ہم اپنے مرنے کا سامان لیے آئے ہیں اور شرم سے اپنی اپنی انگلیاں کاٹتے تھے اور کہتے تھے
 کہ اے شاہ جہان اگر تو ہمارا خون بہائے تو تجھ کو بیشک حلال حلال ہے اور جو بخش دے
 تو تیرا احسان و نوال ہے ہم سے تو جو ہوا ہے وہ ہوا ہے یعنی ہمارے لائق تھا جیسے کہ ہم
 خطا دار ہیں وہ ہم سے ہوا آب تو اے شاہ مجید کیا حکم کرتا ہے اگر اے شاہ دل فرور ہمارا
 جرم بخش دے تو ایسا ہے کہ رات نے تو اپنی رات بنی کی جو اسکی خاصیت ہے اے سید کاہی
 اور دن نے اپنی خاصیت جو نور و فروغ ہے اگر بخش دے تو ہماری نو میدی کو کشاد و فتوح حاصل
 ہو نہیں تو ہماری جان حاضر ہے اور ہم سے سیکڑوں آپ پر فدایا دشاہ نے کہا یہ نوازش و
 گدازش دونوں ایاز سے ہو گئے میں کچھ نہیں کروں گا یہ خیانت تمھاری ایاز کے تن اور عرض پر
 اور اسی نیک پے کی رگوں پر یہ زخم تم نے لگائے ہیں اگرچہ از روے جان کے ہم اور
 وہ نفس واحد ہیں مگر ظاہر میں اس سود زیان سے دور ہیں اگر کوئی تمھت کسی بندہ
 شاہ پر رکھے تو عار کی بات نہیں ہے اس سے یہی ظاہر ہو گا کہ پادشاہ از بس حلیم ہے اور

بندے کو اُسکے حلم کی پشتی ہے اور جب شاہ متہم کو قارون بناتا ہے تو غور کر کہ بیگناہ کے ساتھ کیا کرے گا مگر یاد شاہ کو کسی کے کام سے غافل ست جان فقط حلم ہی اُسکا دفع اظہار کا ہے کہ وہ ظاہر نہیں کرتا جانتا سب ہے تم لوگوں نے مجھ کو غافل جانا

حوالہ کرنا شاہ کا قبولِ توبہ اور عذر گناہ ناموں یعنی سخن چینیوں اور غمازون کا ایاز کے کہ یہ خیانت تمھاری اُس کی عرض پر ہوئی ہے

قولہ من ہنا شیخ پیش علم او بیلا ابائے دارالاحلم او بیان گناہ اول زحلش سے حمد و در نہ آن ہیبت مجالش کے دہد بخونہماے جرم نفس قابلہ ہست برعاقبت دیت برعاقبت ہست بخود نفس مازان حلم بود و دیو درستی کلاہ از مار بود و ساقے حلم از نبودی بادہ ریزد دیو با عالم کجا کر دے ستیہ گاہ علم آدم ملائک را کہ بود و استاد علم و نقاد لقا و دہد چو نگاہ در جنت شراب حلم خورد و شد زیکبارے شیطان روے زرد و آن بلا در ہاے تسلیم و دود و زیرک و دانا و چستش کردہ بود و یا ازان انیون حلم سخت او و زرد و آو و دوسوے رخت او و عقل آمد سوے حلمش مستحیر ہست ساقیم تو بود و دستم تو گیر ہست اللغات بلا در فتنہ و ضم وال ہندی بھلا و ان مستحیر پناہ جویندہ المعنی یعنی اُسکا علم کہ عالم جملہ گناہ و خطا کا ہے اُس کے سامنے ایسے موقع پر کہ وہ جانتا ہے بید ہرک ہو کے لا ابالی کی طرح کون شفاعت کر سکتا ہو سو اس کے حلم کے کس واسطے کہ اول گناہ اُسی کے حلم سے پیدا ہوا ہے ورنہ ہیبت اس کی مجال گناہ ہی کی کب دے لہذا اگر کسی جرم میں نفس قابلہ کا خون کیا جائے اور نفس قابلہ انسان تو اُسکا خون بہا و دیت اُس کے حلم اور اسکی قوت عاقلہ کے ذمے ہے ہمارا نفس اسی حلم سے مست و بخود تھا جو اسی مستی میں شیطان ہمارے سر سے ٹوپی لے بھاگا اگر ساقی اس کے حلم کا بادہ ریز نہوتا تو شیطان کی بھلا مجال تھی کہ سارے جہان سے ایسا لڑتا پھرتا سب اسی شراب حلم سے مست و بخود ہو رہے ہین و نعت تعلیم کے آدم کہ ملائک کے استاد تھے اور علم کے نقدون کے نقاد یعنی پرکھنے والے جب جنت میں گئے اور شراب حلم کی پی تو ایک بازی میں شیطان کی روزِ رد ہو گئے یا تو اس معجون بلا و تعلیم و دود نے اُن کو زیرک و دانا اور چست کر دیا تھا یا اسی انیون یعنی حلم سخت سے اُسکے چر کو اُسکے رخت کی طرف لے آئی پھر عقل اُن کی حلم کی طرف اُسکے پناہ جو

ہوئی کہ تو ہی میرا ساقی تھا تیرے ہی جام سے بخود ہو کے گری ہوں تو ہی میرا ہفتہ پکڑ
فرمانا شاہ کا ایاز کو کہ تو چاہے عفو اختیار کر چاہے بدلے لے تجھ کو اختیار ہے
عدل و لطف جو کچھ تو کرے سب بہتر ہے ہر ایک مصالح اور ہر عدل
میں ہزاروں لطف درج ہیں و لکن فی القصاص حیلۃ جو کوئی قصاص
کو مکروہ رکھتا ہے شاید حیات قاتل کی دیکھتا ہے و ہزار
حیات دیکھ

قوله کن میان مجرمان حکم اے ایاز بڑا اے ایاز پاک با صد احترام بڑا گرد و صد بارت بچو شرم
و غسل بڑا در کف جوشت نیا بم یک دغل بڑا امتحان شرمندہ خلقے بیشمار بڑا امتحانہا کردہ
ایشان شرمسار بڑا بھرے قعر است تنہا علم نیست بڑا کوہ صد کوہ است تنہا علم نیست بڑا
گفت من دائم عطاے تست این بڑا در نہ من آن چہ ارقم دان پوستین بڑا ہر این پیغمبران را
شرح ساخت بڑا کانکہ خود شناخت یزدان را شناخت بڑا چارقت لطفہ است
و خونت پوستین بڑا بقیے اے خواجہ عطاے دوست این بڑا ہر آن دادست تا جوئے دگر بڑا
تو کو کہ نیستش جز این قدر بڑا نان ناید چند سیب آن باغبان بڑا تابا بے نخل و دخل بوستان بڑا
گفت گندم زان دہر خکارا بڑا تابا باند گندم انبار را بڑا نکلتہ زان شرح گوید استاد بڑا ناشناسی
علم اورا مستزاد بڑا در تو خود گوئی ہمینش بود و بس بڑا دورت انداز و چنان کز ریش خس بڑا
اللعغات مستزاد زیادہ کردہ شدہ المعنی یاد شاہ کہتا ہے اے ایاز ان مجرمین کے
حق میں تو حکم کر اور تو پاک ہے جرم سے اور سیکڑوں احترام پر ہیز والا اور تو وہ ہے کہ اگر دوسو
دفعہ تجھ کو چرخ و تار کسی عمل میں دن تو تیری جوش کی جھاگھ میں ذرا بھی دغل نہ پاؤں غنی
تو ہر دفعہ امتحان میں کھڑا ہی نکلے گا اور یوں تو ہمیشہ مخلوق تیرے امتحان میں شرمندہ
ہی ہوئی ہے گو ان کے امتحانوں نے انھیں کو شرمندہ کیا ہو تو ایک دریا بے تھاہ ہے
فقط علم ہی نہیں ہے تو کوہ صد کوہ ہو تنہا علم ہی نہیں ہو ایاز نے کہا میں جانتا ہوں یہ سب تیری
عطا ہے در نہ میں تو وہی چارق اور وہی پوستین ہوں اسی واسطے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اسکی شرح فرمائی ہو کہ جس نے آپ کو بچانا غلا کو بچا چنانچہ حدیث شریف ہو من عرف نفسه
فقد عرف ربه معنی اسکے وہی ہیں کہ جو اوپر کی سطح میں تحریر ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ
ایرا چارق لطفہ ہے اور خون تیرا پوستین باقی اور یہ جو کچھ ہے اے خواجہ اس کی عطا ہے

اور عطا اسکی بے انتہا تجھ کو چا سقد دیا ہے اس واسطے کہ اسکو پاک کے اور کا طالب ہوئے اور یہ مست کہ کہ جو
 مجھ کو دیا ہے بس اتنا ہی ہے سوا اسکے اور نہیں ہے یہ تو ایسا ہے جیسے باغبان کسی کو چنیدہ سب
 رکھتا ہے مادہ نخل و دخل بوستان کو جانے کہ ایسی آمدنی ہو جو گدھا کہ کھیتی کے کام میں رہتا ہے
 ایک ٹھی گیموں اسکو بھی دیدیتے ہیں تا جانے گیموں کے ڈھیر کے ڈھیر ہوتے ہیں استاد
 پڑھانے والا ایک نکتہ کسی شرح کا بیان کرتا ہے تو تو اس کے علم مستزاد سے واقف ہو اور پچھانے
 اور جو تو یہ کہے گا کہ اس کے پاس یہی تھا اور بس تو تجھ کو وہ ایسا نکال کے دور پھینک دے گا جیسے
 ڈاٹھی سے منکانکال ڈالتے ہیں قولہ اے ایاز انکون بیا و داد وہ بے دادا اور در جہان بنیاد نہ بے
 جہانت سستی کش متند و ز طبع بر عفو و حلمت مے تمنند بے تاکہ رحمت غالب آید یا غضب بے آب کوثر
 غالب آید یا لب بے از پے مردم رہا کی ہر دوست بے شاخ حلم و خشم از روز الست بے ہر
 این لفظ الست مستبین بے نفی و اثبات است و لفظے و فین بے زائد استفہام اثبات است این بے
 لیک و روے لفظ لیس ہم ہمیں بے ترک کن تا ما ندان تقریر خام بے کا سہ خاصان مے و بیش عام بے
 لطف و قمرے چون صبا و چون و با بے آن یکے آہن رہا این کمر بے مے کشد حق راستان را
 تار شد قسم باطل باطلان را مے کشد بے معدہ حلوائے بود حلوائے بے معدہ صفرائے بود سکہا کشد
 نر ش سوزان سروے از جان ش برد بے فرش افسردہ حرارت را خورد بے دوست بیٹے
 از تو رحمت مے جمد بے خصم بیٹے از تو سطوت می جمد بے نور ہینی سوشی بیرون زہد بے نار ہینی باد خان
 خلعت دہد بے خصم دیار و نور دنار و فخر و عار بے تخت و دار و برد و جار و ورد و حار بے مور و مار و تار و
 پود و زہر و نار بے ہر یکے با جنس خود بے شمار اللغات مستبین ظاہر و آشکار رش و بختین
 راہ راست پانا تہ اے جو شد و بیرون آید سکہا ایک قسم آتش کہ دلیہ اور سرکہ اور نبات
 و شمش سے بناتے ہیں **المعنی** یعنی ایاز یہ داد تیرے ذمے ہے اب اور یہ داد
 تو ہی دے اور نادردا کی جہان میں بنیاد رکھ جو ایسی کسی نے نہ کی ہو مجرم تو تیرے اس
 قابل ہیں کہ قتل کیے جائیں لیکن ان کو طمع تیرے عفو و حلم پر ہے اسی پر بھول رہے ہیں اور
 تاک رہے ہیں کہ دیکھے رحمت غضب پر غالب آتی ہی یا غضب رحمت پر آب کوثر غالب پڑتا ہی
 یا شعلہ آگ کا کس واسطے کہ روز الست سے یہ دونوں شاخیں حلم و خشم مردم رہائی کی بھوٹی ہیں
 یعنی لفظ الست سے ظاہر و آشکار ہے کہ ایک ہی لفظ میں نفی و اثبات دونوں مدفون و پوشیدہ
 ہیں اثبات کیا ہے استفہام اقراری جیسے فرمایا الست بر کلم کیسا نہیں ہوں میں

پروردگار تھا را یعنی ہون اور اسی میں لفظ لیس کا بھی موجود ہے جو نفی ہے عنرض یہ کہ اثبات
دفعی دونوں روایات سے چلے آتے ہیں اب فرماتے ہیں اس تقریر کو ایسے ہی چھوڑنا یہ تقریر خام
رہ جائے بہت پختہ مت کر یہ کا سہ خاصوں کے سامنے رکھنے کا ہی عوام کے سامنے مت
رکھ لطف و تہ و دونوں ایسے ہیں جیسے صبا اور وبا کہ لطف آہن رہا ہے اور تہ کمر رہا
حق تو راستوں کو رشتہ کی طرف کھینچتا ہے اور جو باطل لوگ ہیں ان کو باطل کھینچتا ہے
آدمی کا مہرہ اگر حلوائی ہے اسے شیعہ بنی دوست تو حلوا کھینچتا ہے اور جو صفراوی ہے تو سکبا
چاہتا ہے بستر اگر گرم ہے تو جان کی سردی نکال ڈالتا ہے اور اگر ٹھنڈا تو وہ اور حرارت کو کھاتا ہے
ہے تو اگر اپنے دوست کو دیکھتا ہے تو تیری طرف سے رحمت اچھلتی ہے اور دشمن کو دیکھتا ہے تو
سطوت و شدت پیدا ہوتی ہے تو دیکھتا ہے روشنی جوش کرتی ہے نار دیکھتا ہے تو وہ اور اس کا
دھواں ظلمت دیتا ہے عرض دشمن اور یار اور نور و نار اور فخر و عار اور تخت و دار اور سرد و
گرم اور گل و خار اور مور و مار اور تار و پول و دار و زیر و زار ہر ایک اپنے جنس کے ساتھ ہے

ایسے ہی شمار کرے کہ بشمار ہیں

تعمیل فرمانا شاہ کا ایاز کو کہ جلدی اس حکم کو فیصل کر

قولہ امی ایاز میں کار راز و تر گناہ ناکہ نوعی زانتقام است انتظار بوقت اسے شہ جنگی فرمان
تر است باوجود آفتاب اختر فنا است ہر کہ بود یا عطارد یا شہاب ہر کہ برون آید بہ پیش
آفتاب ہر کہ زد و بچ و پستین بگذشتہ ہر کہ چنیں تخم ملامت کشتہ ہر کہ قفل کردن بردر حجرہ چہ بود
در میان بدگمانان جسود دست در کردہ و روان آنچہ ہر کہ ز ایشان کلوخ خشک جوہ پس
کلوخ خشک در جوہ کے بود ہر کہ با آب عاصی کے شود ہر کہ بر من سکین جفا دارند و
نخن ہر کہ و فارا شرم مے آید ز من ہر کہ بودے رحمت ناخر مے ہر کہ چہ حرفے از وفا
دا گفتے ہر کہ چون جہان پر شبست و اشکال جوست ہر کہ حرف مے مانیم ما برون پوست ہر کہ تو خود
را بشکنے مغزے شوے ہر کہ استان مغز مغزے بشنوے ہر کہ جوڑا در پوستہا آواز ہا است ہر کہ مغز
روغن را خود آوازے کجا است ہر کہ اے پادشاہ نے کہا اے ایاز اس کام کو جلدی بجا لا
اس سبب سے کہ انتظار بھی ایک قسم انتقام سے ہے جیسا کہ فرمایا ہے الا انتظارا شد الموت یعنی
انتظار موت سے سخت تر ہے ایاز نے کہا اے پادشاہ جملہ فرمان تیرے واسطے مخصوص ہیں مگر
کوئی کیا ہے جیسے آفتاب کے سامنے جملہ اختر فنا ہوتے ہیں بجائے ہرہ یا عطارد

یا شهاب ثاقب کیا چیز ہیں جہاں کتاب کے سامنے طلوع کونین اگر دلق و پوستین سے درگزر کرتا
 تو ایسا تخم ملاست کا کب بوتاکوئی مجھ کو ملاست کیون کرتا اور جڑے کے دروازے پر قفل لگانا
 ہی کیا ضرور تھا اس حال میں کہ ایسے حاسد موجود تھے یہ وہ بدگمان حاسد ہیں کہ نہر میں
 ہاتھ ڈالے ہوئے ہیں اور سوکھا ڈھیلہ ڈھونڈتے ہیں پھر نہر میں سوکھا ڈھیلہ کیسے ملے
 بھلا کوئی بھلی بھی پانی کے ساتھ غاصی و نافرمان ہو سکتی ہے یہ لوگ مجھ پر کہ ایک مسکین و
 غریب ہوں جفا و گمان کرتے ہیں ایسے کہ وفا مجھے شر ماتی ہے کہ تو ایسا ہے جس پر
 یہ گمان ہو رہے ہیں اب جو کچھ وفا مجھے کہہ رہی ہے میں کیسے کمون کہ نا محرمون کا انہوہ ہے
 ورنہ چند باتیں وفا کی کتا لیکن اس صورت میں کہ جہاں پر شبہ ہے اور شکلیں ٹھونڈتا ہے
 تو ہم بھی وہ باتیں بیان کرتے ہیں جو پوست کے علاوہ ہیں اور وہ یہ کہ اگر تو آپ کو ٹوڑیگا
 یعنی مجز و انگسار کرے گا تو مغز ہو جائے گا اور جب مغز ہو جائے گا تو مغز نغز سے باتیں سنیکا
 جوز کے پوست میں تو آوازیں ہیں کہ جمع ہونے سے نکلتی ہیں اور وہ جو اسکے اندر مغز ہے
 اور مغز کے اندر روغن اسکی آواز کمان ہے پوست کی آواز تو نے سن لی قولہ دارد
 آوازے نہ اندر غور و گوش بہ است آواز شہان و در گوش ہوش پگرنہ خوش آوازے مغزی بودہ
 شغریغ آواز قشرے کہ شنود بغرغ شغریغ آن زبان تحمل مے کنی پتا کہ خاموشانہ بر مغزے
 زلے پچند گاہے بے لب و بے گوش شوہ دان گئے چون لب حریت گوش شوہ
 چند گئے نظم و نثر دماز قاش پخود یکے روز امتحان گوش باش پچند پختہ تلخ و شور و
 تیز و کدہ ہم یکے بار امتحان شیرین بہر پچند خوردے چرب و شیرین از طعام پچند امتحان
 کن چند روزے در صیام پچند روزے خواب راکشتی اسیر بیک شبی بیدار شو
 دولت بگیر پچند روز ہار و ہر در ہزل و جدہ روز کے دو جہد را شو مستعد پچند کے رادر قیامت
 زانتباہ پچند رکعت آید نامہ عصیان سیاہ پچند سر سید چون نامہاے تعزیہ پچند معاہدے متن آن
 با حاشیہ اللغات شغریغ آواز دانتون کی کہ جاڑے یا غصے یا سخت چیز جانے سے ہو
 یا گون ہلانے سے ہوئے آواز جو کہا ہو کہ جوز کے پوست کی آواز تو نے سن لی مغز و روغن کی آواز
 کمان ہی بس مغز و روغن کی وہ آواز ہے جس کے سننے کے لائق تیرے کان کمان ہیں وہ آواز گوش
 ہوش میں جھپی ہوئی ہی ہوش اسکو سنستا ہے اگر خوش آوازی مغز کی کسی میں نہ تو شغریغ
 آواز پوست کی کون سنے تو جو تحمل اسکی شغریغ کا ہوتا ہے تو یہی بات تو ہو کہ چپکے سے اسکا مغز

حاصل کروں تھوڑے ہی دنوں تو بے گوش و بے لب بجا نہ کسی کی سن نہ کسی سے کچھ کہہ پھر دیکھ تو
کیسا حریف اُس لب کا جو سراسر نوش ہی ہوتا ہے کب تک نظم و نشر کچھ کا اور راز فاش
کرے گا ایک روز امتحانوں کا بھی ہے اُسکو بھی سن لے کتنی دفعہ تو نے تلخ و شور اور تیز و کز
پکایا ہے ایک دفعہ امتحانِ شیریں بھی پکا بارہا چرب و شیریں طعام کھائے ہیں اب
اسکا امتحان کر روزوں میں کتنے دنوں خواب کا مقید ہو کے خوب دل بھر بھر کے سویا ہے
ایک ہی رات جاگ لے اور دولت حاصل کر بہت دن تو نے ہزل و جدیں تیر کیے ہیں وہی
دن جس کو شمش کو مستعد ہو یہ بھی جانتا ہے کہ قیامت کے دن کوئی تو ایسا ہوگا کہ واسطے
اگاہی اعمال کے نامہ اعمال سیاہ عصیان کا اُسکے ہاتھ میں دینگے جس کا سر سیاہ
مثال نامہ تغزیت کے ہوگا اور گناہوں سے بھرا اور متن اُس کا مع حاشیہ لینے

خوب مفصل و شرح

خاموشی کی فضیلت اور اُسکے بیان میں جیسے کہ حدیث شریف ہے
من سکت سلم جو کوئی خاموش ہو سلامت رہا اور اس بات
میں کہ اپنے نامہ اعمال کو دیکھ کہ کون سے ہاتھ کے قابل ہو

قولہ جلم فسق و معصیت آن یکسرے بھجی دارا حرب پر از کافرے بآن چنان نامہ پلید پر وبال
از زمین ناید درآید از شمال بے خود ہم ایجا نامہ خود را ہمیں بے دست چپ را شاید و یا در زمین بے موزہ چپ
کفش چپ ہم دروکان بآن چپ داینش پیش از امتحان بچون نباشد راست میدان کر چپے
ہست پیدا نعرہ شیر و کپے بآنکہ گل را شاید و خوشبو کند ہر چپے را راست فضل او کند
ہر شامے را یکنے او دہد بجر را ماو معینے او دہد بچپے با حضرت اداست باش پتانہ بینے
دست برد لطفہاش بے تور دادرے کہ نامہ آن ہمیں بے گداز چپ درآید درین باین چنیں
نامہ کہ بر ظلم و جفاست بے کے بے خود در خور آن دست راست بے المعنی آورده نامہ ایسا کہ بالکل
فسق اور بالکل معصیت اور ایسا کفر سے بھرا جیسے دارا حرب کفر سے بھرا ہوتا ہو پھر ایسا نامہ پلید
پد بال کبھی داہنی طرف سے نہیں آئے گا بائیں طرف سے آئے گا اب تجھ کو لازم ہے کہ اپنے
نامے کو آپ ہی یہاں دیکھ لے کہ اُسے ہاتھ کے لائق ہے یا سیدھے کے اگر موزہ اُلٹا ہے
یا جوتی اُلٹی تو اُسکو دکان ہی میں دیکھ لے جو چپ ہے اُس میں ادا چپ کی قبل امتحان سے معلوم
ہو جائے گی اگر راست نہیں ہے تو جان لے کہ تو چپ سے ہے اس لیے کہ نعرہ شیر کا اور ہو

اور انوار بندر کی اور ہر کچھ چھپی بات نہیں ہو پاؤں اللہ تعالیٰ کہ گل کو معشوق خوش رنگ و خوشبو کرتا ہو اور فضل اُسکا ہر چہ کو راست کر دیتا ہو اگر شمال ہوا کو بینی بخشتا ہو اور دریا کو دامعین کرتا ہو لاجرم اگر چہ ہے تو اُسکے حضور میں سیدھا رہ تب تجھ کو اُسکے لطفون کی دستبرد معلوم ہوگی تو کیسے ردا رکھتا ہے کہ ایسا نامہ ناچیز خوار بایان ہاتھ چھوڑ کے سیدھے ہاتھ میں آجائے لیکن ایسا نامہ جو ظلم و جفا سے بھرا ہے وہ خود لائق دست راست کی کب ہو

اس بیان میں کہ کوئی ایسی بات کہے کہ مناسب اُسکے دعوے نہ ہو چنانچہ وَلَكِنْ سَأَلْتُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لِيَقُولُنَّ اللّٰهُ اَگر تو ان سے پوچھے گا کس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ضرور کہیں گے اللہ نے پھر بت کی بندگی کرنا اور جان و زرنہ نثار کرنا کب مناسب اُسکے ہے جو خدا کو خالق زمین و آسمان کا جانتا ہے اور سمیع و بصیر و لکھبان و غیرت والا

قولہ زاہدے راجہ کیے زن بچہ جو رہ رشک ناک اندر حق اولیس غیور بنائے نہ زن را کنیز کے ہوشے نہ دل ناہد ہماز وے آتشے نہ زن ز غیرت پاس شوہر دشتی نہ با کنیزک خلوتش نگذاشتے نہ دستے شد زن مراقب ہر دورا نہ تاکہ شان نہ صفت نیفتد و رخلا نہ تا در آمد حکم تقدیر کہ عقل حارس خیرہ سرگشت و تباہ نہ حکم تقدیریش چو آید بے وقوف نہ عقل کہ بود در قمر افتد خسوف نہ بود در حمام آن زن ناگمان نہ یادش آمد طشت در خانہ بدان نہ با کنیزک گفت روہان مرغ وارہ طشت را از خانہ برگیر و بیارہ نہ آن کنیزک زندہ شد چون این شنید نہ کہ بخواجه این زمان خواہد رسید نہ خواجہ در خانہ است و خلوت این زمان نہ پس دوان شد سوئے خانہ شادمان بہ عشق شمش سالہ کنیزک را بہین نہ کہ بیا بہ خواجہ را خلوت چنین نہ گشت پزلان جانب خانہ شتافت نہ خواجہ را در خانہ خلوت بیافت نہ ہر دو عاشق را چنان شہوت رہوہ کا حقیاط و یاد در بستن نہوہ نہ ہر دو وہم و خزیدند از نشاط نہ جان بجان بہوست آن دم ز اختلاط نہ یاد در زمان زن را کہ من نہ چون فرستادم وراسوے وطن نہ پنبہ در آتش نہ دام من بخویش نہ در گلندم من تیج بزرایمیش نہ گل فروشت است اسرو بخود وید نہ از پے اورفت و چادرے کشید نہ آن ز عشق جان دودیدہ این ز نیم بہ عشق کو دہیم کو فرقتے عظیمہ اللغات مراقب بغم لکھبان حارس چو کید آسرو مخففت توج ہندی

مینڈھا اٹھنے ایک زاہد کی ایک عورت ایسی حسین تھی جیسے حورا در اپنے شوہر کے حق میں بڑی
 رشک ناک و غیرت والی اس سبب سے کہ اس عورت کی ایک چھو کرمی بیچواہ تھی اور زاہد کے
 دل میں اس کے عشق کی آگ تھی عورت غیرت کے سبب سے شوہر کی نگہبانی رکھتی تھی
 ایسا نہیں ہونے دیتی تھی کہ شوہر کنیز کو اکیلا پالے ایک مدت عورت نگہبان و دونوں کی رہی
 تا ایسا نہ ہو کہ تنہائی میں دونوں کو فرصت مل جائے یہاں تک کہ حکم تقدیر خدا سے نکلے گا
 نازل ہوا بس عقل حارس کی جو عورت تھی دیوانی و تباہ ہو گئی تھا ہر بے حکم تقدیر کا جب آتا ہر
 تو عقل کیا چیز ہے ماہ جیسی شے روشن و کامل تاریک ہو جاتا ہے اور گن میں پڑتا ہے
 اتفاقاً وہ عورت حمام میں تھی ناگمان طشت اس کو یاد ہوا جو گھر میں تھا چھو کرمی سے
 کہا جا چڑیا کی طرح اڑ جا اور طشت جو گھر میں رکھا ہے اٹھا لا چھو کرمی یہ سنتے ہی زندہ ہو گئی
 اور جانا کباب وقت ہے کہ خواجہ سے مل جاؤں گی خواجہ گھر میں موجود ہے اور گھر اس وقت
 خالی بس خوش خوش دوڑتی ہوئی گھر کو چل دی دیکھ تو کنیز کے عشق کو کہ چھو برس سے عاشق
 تھی کیسے خواجہ کو اس وقت خلوت میں پاتی ہے بس اڑتی ہوئی گھر کو آئی اور کیسی شاد و شاد
 اور خواجہ کو ظالی خلوت میں پایا جو کہ دونوں عاشق تھے ایسا ان کی خواہش و شہوت نے
 ان کو بخود کر دیا کہ کچھ احتیاط نہ کی جتے کہ دروازہ بند کرنا بھی بھول گئے بس دونوں مارے
 مستی و خوشی کے ایسے چپٹ گئے کہ گویا ایک دوسرے میں گھس گئے اور ایسے مٹکھٹ ہوئے
 کہ جان سے جان چپک گئی اب اس عورت کو اس وقت یہ بات یاد ہوئی کہ میں نے
 اس کو گھر کیوں بھیجا یہ تو میں نے اپنے آپ سے روئی میں آگ رکھ دی اور ہر نرمیش بڑا لایا
 سر میں جو مٹی ظالی تھی جھٹ پٹ دھو ڈالی اور بے اختیار چھو کرمی کے پیچھے چادر
 سنبھالتی دوڑی اب خیال تو کر دچھو کرمی تو عشق میں دوڑی تھی اور یہ خوف سے دوڑی
 پھر یہ اس کو بپاتی عشق اور ہم میں تو بہت بڑا فرق ہے کہاں عشق کہاں ہم
 قولہ سیر عارف ہر دے ماتحت شاہ پیر زاہد ہر سے یک روزہ راہ پیر گچہ
 زاہد را بود روزے شکر پے کے بود یک روزہ خمیں الف پے قدر ہر روزے زعفر
 مرد کا رہا با شاد سال جہان پنج ہزار پے عقلمازین سر بود بیر دان در پے زہرہ و ہم ار برد گوبد
 ترس ہوے نیست اندر پیش عشق پے جملہ قرباناندر کیش عشق پے عشق و صف ایزد دست آیا کہ
 خوف پے وصف بندہ بتلاے منج و جوت پے چون یجوت نہ بخواندے از بنے پے با بچہ

شو قمرین مطلبی بپس محبت وصف حق عشق تیرہ خوف نبود وصف یزدان اے عزیز یہ وصف
 حق کو وصف مشت خاک کو بہ وصف حادث کو و وصف پاک کو بہ شرح عشق ارمن بگویم بر
 دوام بہ صمد قیامت بگذرد و ان ناتمام بہ زانکہ تسبیح قیامت واحد ست بہ حد کجا آنجا کہ وصف
 ایزد ست بہ عشق ما پانصد پرست و ہر پرے بہ از فراز عرش تا تحت اثر ہے بہ
 زاہدے با ترس مے تازد و ہوا بہ عاشقان پران تراز باد صبا بہ چہ مجال بادیا
 برق اے پس بہ چونکہ اور راہ حق ہکشا دپر بہ کے رستہ این خائفان و در گرد عشق بہ کا آسمان
 نبرش سازد و عشق بہ جز مگر کا یاد عنایتہاے ضو بہ کو جہان داین روشن آزاد شو بہ افش
 خود و روش خود ہارہ بہ کہ سوے شہ یافت آن شہ ہارہ بہ این فش ووش ہست
 جبر و ہمتیاریہ از وراے این دو آمد جذب یاریہ اللغات فش مراد ووش مانند و شملہ
 دستار و موے یال اسب خنور و شنی آفتاب **المعنی** عشق ایسی چیز ہے کہ عارف
 ہر دم بین تخت شاہ تک پہنچتا ہے اور زاہد کہ بے عشق ہے یہ ایک دن کی راہ ایک مہینے میں
 چلتا ہے غرض دونوں کی سریع السیری و بطی السیری کے بیان سے ہے اگر چہ زاہد کا بھی
 ایک دن عجیب و غریب ہو جائے تاہم ایک روز برابر چار ہزار برس کے کب ہو گا کس واسطے
 کہ جو مرد کا روالے ہیں یعنی اولیا امور بخدمات باطنی اُن کی عمر کا ایک دن بقدر چار ہزار
 برس اس جہان کے ہوتا ہے اب عقلین اس بھید سے اگر کھڑے چھوڑ کے باہر دروازے
 کے نکلیں تو پڑی نکل جائیں اور وہم اگر اپنا کلیجہ پھاڑے تو کمرے پھاڑا
 اگر اس لیے کہ یہ بات دونوں کی حد سے باہر ہے عشق کے سامنے ہال بھرتوں و ترس نہیں
 ہے اور سب مذہب و کیش عشق پر قربان ہیں بتاؤ عشق وصف خداے تعالیٰ کا ہے
 یا خوف خوف تو وصف بندے کا ہے جو مبتلا منہ رخ و جوت یعنی شکم کا ہو دیکھ تو جب
 تو نے پچھو نہ و مجھم قرآن سے پڑھا ہے یعنی دوست رکھتے ہیں وہ اُسکو اور دوست رکھتا ہے
 وہ اُنکو تو اسی مطلب کو اسکا قرین و ہم نشین بنا پس محبت ہی کو وصف حق کا جان اور نیز عشق کو
 نہ خوف کو کہ اے عزیز خوف و وصف یزدان کا نہیں ہے بھلا وصف حق کا کہاں اور وصف
 خاک کا کہاں اور وصف حادث کا کہاں کہاں وصف پاک کا آپ فرماتے ہیں کہ یہ
 عشق وہ بے انتہا شے ہے کہ اگر وصف اس کا ہمیشہ میں کرتا رہوں تو سو قیامتیں گزر جائیں
 اور یہ وصف ویسا ہی نامتسم رہے اس واسطے کہ تاریخ قیامت کی حد ہی

کہ وہ دن بچاس ہزار برس کا ہوگا لیکن وہاں حکیمان ہے جہاں کہ وصف ایزد تعالیٰ کا ہی عشق کے پانسو پر مین ہر ایک پر بالائے عرش سے تحت اثرے تک بس یہ زیادہ بیچارہ ہو باخوف پائون سے دوڑتا ہے اور عاشق باد صبا سے زیادہ پڑاں چھر فرماتے ہیں کہ باد صبا یا برق کی مجال کب ہے جو اسے پسیرے راہ حق میں اپنے پر کھول سکین یہ خائف ہیں یہ تو عشق کی گرد کو بھی نہیں پہونچے عشق کا درد تو وہ ہے کہ آسمان کو سرش وزمین بنادے خائف اس سبب سے کہا کہ روز ازل میں سارے مخلوق عشق سے ڈر گئے تھے جیسا کہ آیہ انما عرضا الا انہ من سے ثابت ہے مگر سوائے اُس کے کہ جس پر آفتاب ازل نے اپنی عنایتوں کی روشنی ڈالی اور کہا کہ اس جہاں اور اس کی روشنی سے آزاد ہو جا اور اپنی فتنہ دوش سینے فروزیابی کی راہ کو لوٹ دے اُس شہباز نے اپنے شاہ کی طرف راہ پائی اور فتنہ دوش کیا ہے جسے اختیار کہ کسی نے جبر اختیار کیا کسی نے اختیار کیا لیکن جذبہ یار کا ان دونوں کے اُس پار ہواں کو نصیب نہیں

پہونچنا عورت کا گھر پر اور مجاہد ہونا زاہد کا کنیزک سے

قولہ چون رسید آن زن بخانہ در کشادہ بانگ در در گوش ایشان در فتادہ آن کنیزک
جست آشفتنہ ز ساز بہ مرد بہر جست دستاد اندر نماز بہ زن کنیزک را پڑ ولیدہ بدیدہ در ہم و آشفتنہ
دنگ و مرید بہ شوے خود را دید قائم در نماز بہ در گمان افتاد و اندر استراز بہ شوے را بردا
داعن بے خطر بہ دید آلودہ منی خصیہ ذکر بہ از ذکر باقی نطفہ سے چکیدہ ران و زانو گشتہ
آلود و پلید بہ بر سرش زد سیلے و گفت اے لعین بخصیہ مرد نماز سے باشند این بلائی ذکر و نماز
است این ذکر بہ دین چنین ران و زہار بہ قدر بہ نامہ پر ظلم و فسق و کفر و کین بلائی است انصاف
وہ اندر عین بگرہ پر سے بگرہ راکین آسمان بہ آفریدہ کیست دین خلق جہاں بہ گوید اینہما آفریدہ
آن خداست بہ کافریش بر خدائیش گواست بہ کفر و ظلم و استم بسیار او بہ ہست لائق یا چنین
است را او بہ ہست لائق یا چنین اقرار بہ ہست بہ آن فضیلت و آن کردار کا ست بہ فعل او کردہ و دروغ
آن قول را بہ تاشد او لائق عذاب ہول را بہ پس دروغ آمد ز سر تا پا کے او بہ کہ دروغ
کرد ہم اعضاے او بہ اللغات ساز موافقت پڑ ولیدہ بکسر بے رونق و بے طراوت
اہستہ از جنبش کرناق در نجاست اطمینان جب وہ عورت گھر پہونچی اور دروازہ
کھولا چھو کری تو اُس موافقت سے پریشان ہو کے جلدی سے علیحدہ ہو گئی

اور مروجہٹ پٹ نمازین کھڑا ہو گیا خورت نے جو چھو کر ماری کو دیکھا تو بے رونق پایا اور رنجیدہ اور
پریشان و حیران دس رکش اور شوہر کو دیکھا کہ نماز میں کھڑا ہے یہ دیکھ کر گمان و اہتسنا زمین
پر لگئی یعنی خیالات میں آخر بے خطر ہو کے دامن شوہر کا اٹھا دیا دیکھا تو خبیثے اور ذکر سب مٹی سے
آلودہ تھے وہ جو مٹی سے کچھ باقی رہ گیا تھا خبیثوں سے ٹپک رہا تھا ران و زانو سب اس
سے بھرے ہوئے اور پلید تھے ایک سیلی اس کے سر پر مار کے کہا اے لعین
خبیثے مرد نمازی کے ایسے ہی ہوتے ہیں اور یہ ذکر لائق ذکر و منازکے ہے اور یہ رانیں اور مونہ
زہا پر نجاست آب مقولہ مولانا کا ہے کہ تیرا نامہ اعمال جو ظلم و فسق و کفر و کین سے بھرا ہے
کب سیدے ہاتھ میں آنے کے لائق ہے تو ہی انصاف کر مثلاً اگر کو کسی گیر سے پوچھے کہ
یہ آسمان اور تمام خلق و جہان کس کا پیدا کیا ہوا ہے تو یہی کہے گا کہ سب پیدا کیا ہوا
خدا کا ہے جس کی خدائی پر ساری مخلوق گواہ ہے اب بتاؤ وہ کفر و ظلم اس کا اور ستم بسیار
لائی اس گفتگو کے ہے بھلا ایسے ایسے سچے اشرار کے ساتھ وہ فضیلتیں اور وہ ناکارہ
کام اُسکے اُس اشرار کے لائق ہیں لاجرم اُسکے فعل ہی نے اُسکے تول کو جھوٹا ٹھہرایا تو وہ
لائق عذاب ہولناک کے ہوا بس سر سے پاؤں تک وہ گہر دروغ ہے کہ اُسکے اعضا ہی
اُسکو دروغ کر دین گے قولہ روز محشر ہر نہان پیدا شود بے ہم ز خود ہر مجرمے رسوا شود بے دست
و پایہ ہر گواہ ہے با بیان بے برنسا داوہ پیش مستعان بے دست گوید من چنین و زویدہ ام بے لب
بگوید من چنین بوسیدہ ام بے پایے گوید من شد ستم تا سنا بے فرتج گوید من بکر و ستم زنا بے
چشم گوید غمزدہ ستم حرام بے گوش گوید چیدہ ام سو الکلام بے پس دروغ آمد ز سرتا پایے
خویش بچون گواہ ہے نے دہا اعضا ز پیش بے آن چنان کا نہ نماز نا فروغ بے از گواہ خصیہ شد
زرقش دروغ بے پس چنان کن فعل کان خود بیزبان بے باشد اشمہ گفتن و عین بیان بے تا ہمہ
تن عضو عضوت اے پسر بے گفتہ باشد اشمہ اندر نفع و ضرر بے رفتن بندہ پے خواجہ
گواہ است بے کہ منم محکوم و این مولاے ماست بے گریہ کر دے تو نامہ عمر خویش بے توبہ کن
وانا کہ کردستی بے پیش بے عمر اگر نگذشت بخیش آئند دست بے آب توبہ آتش دہ اگر او بے
منست بے پنج عمرست راہدہ آب حیات بے تا درخت عمر گردد با ثبات بے جملہ ماضیہا
ازین نیکو شوند بے نہر بارینہ ازین گرد و چو قند سیات را مبدل کردہ حق بے تا ہمہ طاعت
شوند آن ماسبق اے مے او پر جو کما ہے اُسکے اعضا ہی اُسکو جھوٹا کر دین گے موافق

اسی کے فرماتے ہیں کہ حشر کے دن ہر دھوکا چھپا ظاہر ہو جائے گا اور اپنے ہی آپ سے ہر مجرم مرسوا ہو جائے گا باخدا یا تون خوب بین گواہی دینگے ہر کسی کے فساد پر سامنے اس مستعان کے باخدا مفصل کے گا کہ میں نے اس طور سے مجرایا ہے اور لب صاف صاف کمین گے کہ ہم نے اس طرح بوسہ لیا ہے یا تون کیسنگے کہ ہم ایسے اپنی آرزو تک پہنچنے میں منسرج کے گے گی میں نے ننا کیا ہے انکھیں کھینگی ہم نے غمے حرام کیے ہیں کان کیسنگے ہم نے بری باقین چنی ہیں بس اپنے ہی آپ سے سرتا پا دروغ ہو گیا جبکہ اگلی باتون سے خود اپنے اعضا گواہی دیتے ہیں جیسے منازبے منسروغ میں زاہد کے خصبے گواہ ہوے جن کی گواہی سے کرا اس کا دروغ ہو گیا بس ایسا فعل کر کہ وہ جو تو نے اشد کہا ہے اسی کہنے کا یہ بے زبان فعل عین بیان ہو گیا یا یہ فعل وہی اشد ہو تو تو ایسا ہو جائے کہ جیسے کسی کے عضو عضو نے ہر نفع و ضرر میں اشد کہا ہے دیکھ تو بندے کا پیچھے پیچھے خواجہ کے چلنا ہی گواہ ہے کہ میں محکوم ہوں اور یہ میرا صاحب ہے اب فرماتے ہیں کہ اگر تو نے نامہ اپنی عمر کا سیاہ کیا ہے تو توبہ کر ان سب سے جو پہلے کیے ہیں عمر اگر تیری گذر گئی تو گذر جانے دے جس تو ابھی اس کی موجود ہے اگر بے غم ہے تو توبہ کا پانی اسکو دے کے تازہ کر اور اسی جھکو آب حیات سے شاداب کر تو درخت تیری عمر کا ثابت و قائم ہو جائے تمام گذری ہوئی باتیں اس سے نیک ہو جائیں گی اور سب پرانے زہر اس سے قند بن جائینگے اشد تعالیٰ تیرے سیئات کو ایسا مبدل کر دے گا کہ وہ اگلے گناہ سب تیرے طاعت و بندگی ہو جائیں گے

توبہ نصوح کے بیان میں کہ جیسے شیرستان سے نکلتا ہے پھر پستان میں نہیں جاتا
بس جس نے توبہ نصوح کی پھر اس گناہ کو یاد نہ کرے بطور رغبت کے بلکہ
ہر دم اس سے نفرت بڑھے کہ یہ نفرت دلیل قاطعہ توبہ کی ہو کس واسطے
کہ شہوت اول بے لذت ہو گئی اور لذت توبہ کی اسکی جانشین ہوئی اور جس نے
قبول توبہ کو نہ پایا اس حال سے بخیر ہو

قولہ خواجہ برتوبہ نصوحے خوش تن بہ کو ششے کن ہم بجان دہم تن بہ شرح این توبہ نصوح ازمن
شنو بہ بگوید سچی دے از نو گرو بہ بود مردے پیش ازین نامش نصوح بہ بدزد لاکے زنان اورا
نتوح بہ بود مردے او چور خسار زنان بہ مردے خود رائے کر دے زنان بہ

او کھام زنان دلاک بود بدردغا و حیلہ میں چالاک بود بدین سالما سے کر دولا کے وکس بد بود و از حالت آن
 بواہوس بد نالند آواز و خوش زن وار بود یک شہوت کامل دبیدار بود چادر و سر بند پوشیدی
 نقاب بد مرد شہوانے و در غرہ شباب بد دختران خسروان را ہر طریق بد خوش بوالیدے
 دم شست آن عشیق بد تو بہا سے کر دیا در سے کشید نفس کا فر تو بہ اش لامی درید بد رفت
 پیش عارفے آن زشت کار بد گفت مارا در دعاے یاد دار بد سراود انست آن آزاد مرد بد لیک
 چون حلم خدا پیدا نکرد بد بر لبش قفل است و در دل راز ہا بد لب خموش و دل پر از آواز ہا بد عارفان کہ
 جام حق نوشیدہ اندہ راز ہا دانستہ و پوشیدہ اندہ ہر کرا اسرار حق آموختند بہر کرد و دہانش
 دوختند بدست خندید و گفت اسے بد نہاد بد زن چہ دانے ایزد توبہ دہاد بد المعنی یعنی
 یہ تو ہر کہ توبہ سے سیئات طاعت ہو جاتے ہیں لیکن ای خواجہ اگر تیری توبہ نصوحی ہے جب بھی
 اس پرست بھول اور جان و تن سے کوشش کیے جا اور بیان اس توبہ نصوح کا مجھے سن کر دیدہ
 تو تو شوق خدا میں ہو ہی رہا ہے اسے نو بھر کر دہو چنانچہ فرمایا کہ ایک شخص نصوح نامے لکھا
 عورتوں کی دلاکی یعنی ٹکٹ نہلا یا دھلا کر لے کر تھا یہی اسکی آمدنی تھی صورت اسکی تھی جیسے رخسار
 عورتوں کے مردی اپنی چھپائے عورتوں کے لباس میں رہتا تھا اور عورتوں کے حمام میں
 دلاک تھا نہلانے بدن ملنے دالا اور دغا و حیلہ میں بڑا چالاک چلتا ہوا برسمین دلاکی کرتے
 ہو گئی تھیں مگر اس بواہوس کی حالت سے کسی نے بھی نہ پالی اسی سبب سے کہ اسکی
 آواز اور اسکی صورت عورتوں کی طرح تھی مگر شہوت پوری اور خوب جاگتی ہوئی تھی چادر
 اور سر بند اوڑھتا تھا اور نقاب بھی مرد شہوتی تھا اور غرہ شباب سینے آغاز جوانی میں بادشاہوں
 کی لڑکیوں کو یہ عشیق بڑے شوق اور اچھی راہ سے ملتا دلتا تھا اور خوب نہلاتا تھا بارہا تو بہ کرتا
 تھا اور اس بات سے رکن چاہتا تھا لیکن نفس کا فر اسکا توبہ کو بھڑاتا تھا آخر وہ بدکار
 ایک عارف کے پاس گیا اور خواستگار ہوا کہ مجھ کو دعائیں یاد رکھو اس عارف نے بھید تو
 اسکا جان لیا لیکن مثل حلم خدا کے کہ دیکھتا ہے اور چھپاتا ہو ظاہر نہ کیا کس واسطے کہ اس کے
 سینے عارف کے لب پر تو قفل ہے اور دل میں راز بھرے ہیں بس لب تو خاموش ہیں
 اور دل میں سیکڑوں آواز جن عارفوں نے کہ جام حق پیا ہے بھید جانے ہیں اور جان بوجھ
 کے چھپائے ہیں اور جن کو قضا و قدر نے بھید حق کے سکھائے ہیں اُنکے منہ بند کر دیے
 ہیں اور ہر نگار ہی ہو انہیں عارف نے اسکی خواستگاری سن کے تبسم کیا اور کہا کہ جو کچھ

تو جانتا ہے یعنی ایسا نہ ہونا اور عورت بنا خدا اس سے تجھ کو توبہ بخشے کہ تو پانا آئے
 اس بیامین کہ دعا عاروت و اصل کی حق سے ایسی تیر جیسے درخواست حق کی آپ گنت
 سمعاً و بصراً و لساناً ویدیعنی میں اسکی کان و آنکھ اور زبان اور ہاتھ ہون و قولہ مار میت
 اور میت و لکن اللہ رحیمی نہیں تیر پھینکا تو نے جس وقت پھینکا لیکن اللہ نے پھینکا
 قولہ ان دعا نہ ہفت گردون در گذشت ہکا ان سکین باثر خوب گشت ہکا ان دعاے شیخ نے
 چون ہر دعا ست ہکا فی است اد گشت اد گشت خداست بیچون خدا از خود سوال و گد کند ہا پس
 دعاے خویش را چون رد کند ہک سبب گنجت منع و الجلال ہکا رہا نیدش ز نفوس و وبال اندران
 حرام پرے کر و طشت ہکا ہرے از دختر رشہ یادہ گشت ہکا ہرے از حلقہائی گوش او ہکا یادہ
 گشت و ہر ز نے در جستجو ہا پس در حرام ہر بستند سخت ہکا تا بجویند اول اندر پنج و رخت ہکا رخت
 بستند و آن پیدا نہ شد ہکا دزد گوہر نیز ہم رسوا نہ شد ہکا پس بجد جستن گرفتند از گزاف ہکا از دہان
 و گوش اندر ہر شگاف ہکا در شگاف فوق و تحت و ہر طرف ہکا جستجو کردند و از ہر عذت ہکا ہانگ آمد
 کہ ہمہ عریان شوند ہکا ہر کہ ہستند از مجوز و از لونہ یک بیک را حاحبہ جستن گرفت ہکا تا پیدا آید گھر
 بنگر شگفت ہکا آن نصوص از ترس ہکا در خلوت ہکا ہر دے زرد و لب کہو و از خشت ہکا ہا پیش
 چشم خویشتن مے دید مرگ ہکا سخت مے لرزید بر خود ہکا ہر گ ہکا گفت یارب بار ہا ہر گشتہ ام ہکا
 تو بہا و نذر ہا ہکا شکستہ ام ہکا کوہ م آنہا کہ از من مے سزید ہکا تا چنین سیل سیاہ مے رسید ہکا
 نوبت جستن اگر من در رسد ہکا وہ کہ جان من چہ تھیما کشد ہکا در جگر افتاد ہکا مہم صد شر ہکا
 در منا جا تم بہین خون جگر ہکا اللغات گد خف گد یہ توند مراد جوان مے خشتیہ خوف اسعنے
 فرماتے ہن وہ دعا جو عارف نے کی تھی کہ اللہ تجھ کو توبہ بخشے یہ ساتون آسمانوں کے پار نکلتی
 اور انجام کار اس سکین کا خوب ہو گیا کس واسطے کہ دعا شیخ کی مثل دعا اور لوگون کے
 نہیں ہو اس لیے کہ وہ فانی بحق ہو پس بات اسکی خدا ہی کی بات ہو اور ہر گاہ خداے تعالیٰ
 اپنا سوال و گد یہ آپ سے کرے پھر اپنی دعا کو آپ کیسے رو کرے گا لہذا اس ذوالجلال کی صنع
 نے ایک سبب پیدا کیا کہ مقتضا عالم اسباب ہی ہو اور بذریعہ اس سبب کے اسکو
 اس نفرین و وبال سے بچھڑا دیا یہ اس حمام میں طشت چھڑا عطا نا گمان ایک گوہر یا دشاہ
 کی لڑکی کا گم گیا اسکے کاؤن میں جو حلقے تھے ان میں کا وہ گوہر تھا اب ہر عورت اسکی جستجو
 میں پڑ گئی دروازہ حمام کا خوب مضبوط کر کے بند کر دیا کہ کوئی جانے نہ پائے تا اول ہر پنج

دیوار وغیرہ اور ہر ایک کے رخت میں ڈھونڈھیں جو جو سوراخ تھے اُن میں ڈھونڈھا لیکن نہ کوئی
گوہر ملا نہ کوئی چور گوہر کا معلوم ورسوا ہوا پھر بڑی کوشش و کراف سے ڈھونڈھنے لگیں کانون
میں اور ٹھہرے میں اور ہر شکاف میں پہنچے اوپر کے شکاف جو اشارہ قبل و دبر سے اور ہر طرف
ہر صدف سے اُس دُر کی جستجو کی اُس میں آواز آئی کہ سب ننگی ہو جائیں جو بڑھیاں ہیں وہ بھی
اور جو جوان ہیں وہ بھی اور ایک ایک کو درباغین ڈھونڈھنے لگی تاگوہر ظاہر ہوئے اب عجیب
معاملہ یہ دیکھو کہ نصوص دُر کے مارے ایک خلوت میں جا چھپا اور مارے خوف کے یہ حال ہوا
کہ ٹھہرے نہ ہو گیا ہونٹھ نیلے پڑ گئے موت کو اپنے سامنے دیکھتا تھا اور پتا سا اپنے
حال پر کانپتا تھا اور کتا تھا اے رب میرے بارہا میں اپنے عہد سے پھر پھر گیا ہوں اور
توبہ اور نذرین توڑی ہیں میں نے ہمیشہ وہ کام کیے ہیں جو میرے لائق تھے جب تو ایسی سبیل
سیاہ نے بھٹکوا لیا اگر نوبت جستجو کی مجھ تک پہنچی تو ہاے جان میری کیسی سختیاں اٹھاتی
میرے جگر میں اس وقت سیکڑوں چنگاریاں پھیلی ہوئی ہیں میری مناجات ہی کو دیکھ کر کیسا
خون جگر اس میں ہے قولہ این چنین اندوہ کا فرامادہ دامن رحمت گرفتار داد داد پکا شکے
مادر نژادے مرادے مارا شیرے بخوردے در چراہ اے خدا آن کن کہ از توے سزودے کہ زہر
سوراخ مارے میگردہ جان سنگین دارم و دل آہنیں بدور نہ خون گشتے دین دردے چنین بد
وقت تنگ آمد مرا و یک نفس بدادشاہی کن مرا فرما در سبب گر مرا این بار ستاری کنے بد
کہ کہ مردم من زہر ناکردنے بد توبہ ام بندہ ام این بار گردنہ ماہ بندم بہر توبہ صد مکرمین اگر زین بار
تقصیرے کنم بد پس دگر مظلوم دعا و گفتنم بد او ہی زار یہ صد قطرہ روان بد کا نہ دریافت آدم بجلا د
دعوان بد تا نہیر و ہیج افرے چنین بد ہیج طہر امباد این چنین بد لوحہ ہامی کردا و بر جان خویش بد روے
عزرائیل دیدہ پیش پیش بد اے خدا و اے خدا چندان بگفت بد کان در و دیوار با و گشت جفت بد
در میان یارب و یارب بد او بد بانگ آمد از میان جستجو بد اے کبھی کتا تھا ایسا اندوہ خدا کسی
کا فرکو بھی نہ دے گر میں نے تیرے دامن رحمت کو بکرا ہے اور داد داد کرتا ہوں کیا اچھا ہوتا جو مار
بھٹکوا نہ ہنسی یا بھٹکوا کسی چپرا گلہ میں شیر کھا لیتا اے بار خدا یا تو میرے ساتھ وہ کر جو تیرے لائق ہو
کس واسطے کہ میرے صلح سے بھٹکوا سانپ کاٹ رہے ہیں کیسی تھک جان میری ہے اور کیسا
ول آہن کا نہیں تو اس درد غمناک سے غون ہو جاتا آب بھیر پڑا تنگ وقت آگیا ایک دم
بادشاہ بن لدر میری فرما دہی کر اگلوب کی دفعہ میرا عجب اپنی ستاری سے چھپاے گا تو

تیری رحمت ہو کہ میں نے جملہ ناکردنی سے توبہ کی تیری توبہ قبول کر اور اس دفعہ بخش دے تو میں توبہ کے لیے سیکڑوں ٹپکے اپنی کمر بندھوں پھر اگر اس دفعہ سے کوئی کوتاہی و تقصیر کروں تو تو ہرگز میری دعا مت سنو نہ میری بات مانو ایسا ہی روتا تھا اور سیکڑوں آنسو بہتے تھے کہ اب جلا دے چاہیوں سے کوئی دم میں پالا پڑتا ہے جیسا میں مرتا ہوں خدا کرے ایسا کوئی فرنگی بھی ہرگز نہ مرے اور کسی لمحہ کو بھی یہ رنج و غم نصیب نہ ہو غرض عزرائیل کو اپنے سامنے ہی دیکھتا تھا اور اپنی جان پر نوچے کرتا تھا اس قدر اے خدا اور اے خدا کہام کہ دیوار و درجی اُس کے جفت ہو گئے اور اُن سے بھی یہی نکلتا تھا جیسا کہ لداؤ کے مکان میں جیسی آواز دکر دہیسی ہی اُس مکان سے آتی ہو بس یہ تو اسی یارب یارب میں عقاب کہ اسی جستجو سے ایک آواز آئی جو آئینہ مذکور ہے

توبہ ڈھونڈھتا نضوح کا اور آواز آتا کہ سب کو ڈھونڈھ لیا اب نضوح کو لاؤ اور بیہوش ہو جانا نضوح کا

قولہ جملہ راجستیم پیش آئے نضوح بگشت ہوشش آن زمان پرید روح بہ ایچو دیوارے شکستہ در فتادہ ہوش و عقلش رفت و شد بچون حمادہ چونکہ ہوشش رفت از تن آن زمان بہ ستراد و باقی بہ پیوست از نہان بہ چون تنی گشت و خود سے او نمادہ باز جانش را خدا در پیش خواندہ چون شکست آن کشتے او بمرادہ و رکنا رحمت دریا فتادہ جان بچ پیوست چون بیہوش شدہ موج رحمت آن زمان در جوش شدہ چونکہ جانش دارہید از تنگ تن بہ رفت شادان پیش اصل خویش تن بہ جان چو بازو تن مرادہ کندہ پائے بستہ پر شکستہ بندہ بہ چونکہ ہوش رفت بالش بر کشادہ سے پردہ آن بازو سے کی قبادہ چونکہ آن دریا سے رحمت جوش کردہ سنگھا ہم آبیوان نوش کردہ ذرہ لاغر شگرت و زفت شدہ فرش خالی اطلس و زربفت شدہ مردہ صد سالہ بیرون شدہ زگورہ دیو ملعون شدہ نجو بہ بچو جوش جملگی رو سے زمین سوز شدہ شاخ خشک اشکو نہ گیر و گز شدہ گرگ بارہ حریت مے شدہ بہ با امید آن خوش رگ و خوش پے شدہ اللغات گزینگان فارسی و ہاتھ فریب و سطر المے آورہ آواز یہ تھی کہ سب کو ڈھونڈھ چکے اے نضوح اب تیری باری نہ تو سامنے ۱ سنتے ہی ہوش اُسکے اُڑ گئے اور روح ہوا ہو گئی ایسا گر پڑا جیسے ٹوٹی دیوار نہ ہوش رہا نہ عقل رہی پھر کے شل ہو گیا بہلکہ ہوش اُسکے تن سے جاتا رہا تو بھیدا سا آسوت جو پوشیدہ تھا خدا سے جالما بھیدا پوشیدہ

مراد جان سے ہوا اور ہر گاہ کہ آپ سے خالی ہو گیا اور خودی اُسکی نہ رہی تو خدا سے تھائے نے پھر
 اسکی جان کو اپنے سامنے بلایا جیسے روزِ است میں سب ارواح کو بلایا تھا اور جب یہ کشتی
 بے مراد اُسکی جوتن ہے ٹوٹ گئی تو بحرِ رحمت کے کنارے جا پڑا جان اُسکی بیہوش ہوتے ہی
 حق سے وصل ہو گئی اور موجِ رحمت اُس وقت جوش میں آئی جو کہ جان اسکی ننگ تن سے
 کہ اس دربار میں اسکا گذر نہیں ہے پھٹ گئی خوشِ نجوش اپنی اصل کی طرف گئی جان تو
 ایسی تھی جیسے بازو در تن اسکے حق میں ایسا تھا جیسے قیدی کے پائوں میں کاٹھنہ کہ جب تک
 یہ تن ہے تو جان پابستہ اور پر شکستہ قیدی ہے جب ہوش جانتا ہے اور بازو کھولے تو
 اب کیقباد یعنی پادشاہ کی طرف اڑنے لگے اور جب اُس دریا سے رحمت نے جوش مارا
 تو اور کیا ہی پتھر ناچیزوں نے بھی اب حیاتِ پیا ڈرہ ناچیز غیبِ دقوی ہو گیا یا تو خاک پر
 سرش کی طرح پڑا تھا یا اطلس وزرِ بفت اسے قدر و قیمت والا ہو گیا گویا سو برس کے مردے
 نے قبر سے سر نکالا دیو ملعون خوبصورت حور بنا ایسی سربسزی اُسکو حاصل ہوئی کہ گویا
 تمام زمین سربسز ہو گئی اور سوکھی شاخ میں شگوفہ آیا جو میوے کے پھول کو کہتے ہیں اور
 شاخِ محکم و سطر ہو گئی بھیر یا برے کے ساتھ شراب پینے لگا یعنی معاملہ بالعکس ہو گیا اور امید
 کے ساتھ وہ خوش رگ و خوش پے ہو گیا یعنی امید کے اور اُسکے رگ پٹھے ایک ہو گئے اور
 خوب وصل ہو گیا

ملجانا گوہر کا اور معالی حاجیوں کی نصوح سے

قولہ ہانگ آمد ناگمان کہ رفت بیم شد پید آن گم شدہ دستیم بہ بعد از آن خوفِ ہلاکت جان مدہ
 خود آمد کہ اینک گم شدہ بہ حزن رفت و در منرح در تاقیم بہ مزدگانے دہ کہ گوہر
 یا قیم بہ از غرور و نرہ و دستک زدن بہ پر شدہ حمام قد زال الحزن بہ آن نصوح رفتہ باز آمد بخویش بہ
 دید چشمش تابش صد روزہ بیش بہ سے خلا سے خواست ازو سے ہر کس بہ بوسہ سے دادند
 بدستش سے ہمد گمان بودیم مارا کن طلال بہ محرم تو خوردیم اندر قیل و قال بہ زانکہ ظن جسم
 برو سے بیش ہو بہ زانکہ در قریت ز جسم پیش بود بہ خاص دلاکش بدو محرم نصوح بہ بلکہ بچون
 دو تن و یک گشتہ روح بہ گوہر از ہر دست او بردست بس بہ زو ملازم تر بجا تو نیست کس بہ
 اہل اودا خواست جستن در ہر دہ بہ ہر حرمت داشتن تا خیر کرد بہ تا بود کان را بیند از دیکجا بہ
 اندران مہلت را ہامد خویش را بہ بس حلا ہما ازو سے خواستند بہ و ہر اسے عذر برے خواستند بہ

اللغات مزدگان جو غرض مژدے کے مژدہ رسان کو دین حلالے خواستن معانے چاہنا
 جیسے کہ مرنے کے وقت عادت ہوا یعنی نصوح تو بخود ہو رہا تھا یکا یک آواز آئی کہ لو اب
 خوف و بیم جاتا رہا وہ درتیم جو کم گیا تھا لگیا اب اس خوف ہلاکت سے مرے مت جاؤ تو خبری
 آگئی کہ وہ کم شدہ یہ موجود ہے بس غم گیا اور ہم خوشی کی طرف دڑے کچھ مزدگان دے
 کہ گوہر ہم نے پالیا جیسے یمان کا محاورہ ہے کہ کوٹھائی کھلاؤ شور اور نفرے اور تالیان
 بجانے سے حسام بھر گیا ہر کوئی کہتا تھا کہ بیشک حسن ددر ہو گیا یہ نصوح جو بخود پڑا تھا
 آپ میں آیا آنکھیں اسکی تابش دروشنی سے ایسی بھری ہوئیں کہ سوروز مجموع میں بھی یہ
 تابش نہوگی اس سے بھی زیادہ اب اس سے سب حلالی جاہتی تھیں یعنی ہمارا قصور
 معاف کر دے اور ہاتھ اسکے چومتی تھیں اس واسطے کہ ہلو بدگمانی ٹھہر بہت تھی ہکو معاف کرے
 ہم نے تیر گوشت اپنے قیل و قال میں بہت کھایا ہے یعنی غیبت بہت کی ہے جیسا کہ
 غیبت کرنے والے کے حق میں فرمایا ہے یا حب ان یا کل لحم اضیۃ آیا دوست رکھتا ہوا اپنے بھائی
 مردے کے گوشت کھا لیکو اور اس سب سے سب کا گمان اسی پر زیادہ تھا کہ یہ زیادہ مقرب اس
 شاہزادی کا تھا خاص و لاک اسکا اور محرم و رازیہ نصوح تھا بلکہ ایسا کہ دو تن اور ایک روح پس
 سب کتنی تھیں کہ اگر گوہر لیا ہے تو اسی نے لیا ہے کہ ایسا ملازم خاتون کا اور کوئی نہیں ہی چنانچہ
 اب بھی رعایت اسکی مرعی تھی کہ اس جھکڑے میں اول اسکی تلاشی چاہی تھی پھر اسکی حرمت کا
 لحاظ کر کے اس میں تاخیر کی تا شاید کہیں اسکو خود ڈال دے اور اس مہلت میں آپ کو بچائے
 لا بد بہت سی معافیان اس سے جاہتی تھیں اور ہر کوئی عذر کے واسطے کھڑی ہوتی تھی قولہ گفت
 بد فضل خداے داد گز ورنہ زانچم گفتہ شد ہستم تہرہ چہ حلالی خواست مے باید ز من ہ کہ نم مجرم
 ترا ز اہل ز من ہ انچہ گفتہ م بدان از صد یکیست ہ بر من آن کشف است اگر بر کس شکست
 کس چہ مے داند ز من جز اند کے ہند ہزاران جرم دیدہ فطے یکے ہ من مے آن داند ہستار
 من ہ جہر ہا و زشتی کو دار من ہ اول ابلیسی مرا استاد بود ہ بعد ازان ابلیس پیشم باد بود ہ
 حق بدید آن جملہ نادیدہ کرد ہ تانہ گردم در فیضمت روے زرد ہ تاز رحمت پوشین دوزیم کرد ہ
 تو بہ شیرین چو جان روزیم کرد ہ ہر چہ کردم جملہ نادیدہ گرفت ہ طاعت نادیدہ آورد ہ
 گرفت ہ ہچو سر و وسوسہم آزاد کرد ہ ہچو بخت و دولتم دلشاد کرد ہ نام من در نامہ پاکان کوشت
 دوزخ بودم ہچشم بہشت ہ عفو کرد آن جللی جرم و گناہ ہ شد سپید آن نامہ و روے

سیاہِ آہِ کروم چون رسنِ شہادہ من بگشت آذینِ رسن در چاہ من بآن رسن بگر قسم و
 بیرون شدم بے شاہ و زلفت و نہ رہ و گلگون شدم بے در بن چاہے بے بودم اسیر بے روز و شب
 اندر فغان و در اندیشہ از ہوس و رتنگ نابودم زبون بے در ہمہ عالم بے گنج کنون بے آفرینہ بار تو بادا
 لے خدا بے ناگمان کردے مرا از غم جدا بگر سر ہر موے من باشد زبان بے شکر با سے تو نیا بد
 در بیان بے زخم نعرہ درین روضہ و عیون بے خلق ریا لیت توے تعلون بے اے مغنی تعویج نے
 اے گنجِ جواب میں کہا کہ یہ سب فضلِ خدا عادلِ حاکم کا تھا ورنہ میں تو جو کچھ تم نے کہا ہے اُس سے
 بھی تبرہوں تجھ جیسے سے معافی مانگنے کی ضرورت کیا ہو کہ سارے زمانے سے زیادہ مجرم میں ہی ہوں
 مجھ کو جو کچھ تم سب نے کہا ہے میرے کل جرموں سے سوانِ حصہ ہر مجھ پر تودہ سب کھلا ہوا ہے
 اگرچہ تمہارے نزدیک کچھ شک ہے بھلا کوئی میرے جرموں سے کیا جانتا ہے مگر تھوڑا سا اور
 ہزار دن گناہوں اور بد فعلیوں سے سوا ایک کے لیکن میں خوب جانتا ہوں اور میرے عیب
 چھپانے والا جو جو جرم اور بد کردار یاں میری ہین اول میں اس فن کا ایک ابلیس میرا استاد
 تھا پھر تو خاص ابلیس میرے سامنے باد و بیودہ ہو گیا میں ایسا چالاک ہوا حق سبحانہ نے
 یہ سب میرا دیکھا اور دیکھے ہوئے کو بے دیکھا کر دیا تا میں رسوا ہو کے زرد و ہونو جاؤں جیسے
 اپنی رشت سے پستین میرا سیائب سے بھکو تو بہ جان سے بیٹھی روزی کی جو کچھ میں نے
 کیا تھا سب اُس نے نادیدہ فرض کر لیا میں نے طاعت نہیں کی اُس نے بے طاقت کو
 طاعت کر دیا بھکو شل سر و دوسن کے آزاد کر دیا اور مانند بخت و دولت کے دلشاد تیرا نام
 پاکون کی کتاب میں لکھ دیا میں فی نفسہ ایک دوزخ تھا بھکو ہشت عطا کی سارے جرم و
 گناہ میرے معاف کر دیے جس سے نامہ اور دوسیاہ میرا دونوں سپر ہو گئے میں نے
 ایک آہ کی وہ آہ میرے حق میں رستی ہو کے کنوئین میں ٹنک گئی کہ میں اُسکو پکڑ کے باہر نکل آیا اور
 محسوس اور سوٹا اور مضبوط اور گھرنک و سرخ رو ہو گیا ورنہ چاہ بن میں اسیر تھا اور
 رات دن فغان و غم میں تین ہوس کے سبب سے عاجز ایک تنگ گلی میں پڑا تھا
 اب وہ ہوں کہ تمام عالم میں نہیں سماتا اے خدا لا کھن آنہ میں تجھ کیسی ایک
 مجھ کو غم سے جدا کر دیا اگر سیر ہر بال زبان ہو جائے اور تیرا شکر کروں کبھی بیان میں نہ آئے
 اب میں اس روضہ اور چشمون میں خلق سے نعرے مار مار کے کہتا ہوں یا لیت توے
 تعلون کاش اے قوم میری تم جانتے

پھر بلانا شاہزادی کا نصوص کو اور عذر کرنا اُسکا

قولہ بعد ازان آمد سے کہ مرحمت ہے دختر سلطان مای خواندت ہے دختر شاہت سے ہمے خواہد بیاید
 تا سرش شوئے کنی اسے پارسا ہے جز تو دلا سے نے خواہد دلش ہے کہ ہالہ پاشوید با گلش ہے گفت
 رور و دست من بیکار شدہ این نصوص کو کون بیکار شدہ ہے رو سے دیگر جو بھیل و نفست ہے کہ مراد شد
 دست از کار رفت ہے ہادل خود گفت کہ صرفت جسمم ہے ازل دل من کے رو دکن سرس و گرم
 من مردم بیکرہ و باز آمد ہم چشیدم تلخی مرگ و عدم ہے توبہ کروم حقیقت با خدا ہے لشکر تاجان شود
 از من جدا ہے بعد ازین محنت کرا بار در گریار و دوسوے خطر الا کہ حشر اللغات کرم بالشر
 غم و اندوہ اے معنی بعد اس واقعہ کے ایک شخص آیا اور بڑی مرحمت سے کہا کہ ہمارے
 پادشاہ کی دختر تجھ کو بلاتی ہے میرے ساتھ آؤ دختر ہمارے پادشاہ کی تجھ کو بلاتی ہے تو اسے پارسا
 تو اسکا سر دھلائے سوا تیرے اور کسی دلاک سے دل اسکا راضی نہیں ہو جو اسکو ہلائے اور
 مٹی سے سر دھلائے کہا جا چلا جا میرا ہاتھ بیکار ہو گیا ہو کہدے نصوص تیرا ہمارے جا جلدی اور
 اگر اگرم اور کسی کو ڈھونڈھ لے واند میرا ہاتھ کام سے جاتا رہا اور دل میں کہا میرے جرم کو خدا سے
 بڑھ گئے بھلا میرے دل سے وہ خوف و غم کب جائے گا میں تو ایک دفعہ مر کے پھر لوٹ آیا
 ہوں اور تلخی مرگ و عدم کی چکھ چکا ہوں اور وہ توبہ خدا سے کی ہے جو حقیقت توبہ کی ہے
 کہ جب تک جان تن سے نہ نکلے گی توبہ نہیں توڑون گا اس لیے کہ جب ایسی
 محنت کوئی اٹھائے اور پاؤں اُسکا پھر خطر کی طرف جائے تو وہ سوائے گدھے
 کے اور کون ہے

اس شخص کے بیان میں کہ توبہ کرے اور پشیمان ہوئے پھر اسنیشانی کو
 بھلا دے اور خسارت میں پڑے جیسا کہ کہا ہے من جرب المجرب
 حلت بہ الندامتہ

قولہ گاؤرے بود مرا و ایک خرے ہے پشت ریش اشکم تہی چون لاغرے ہے در میان سنگلاخی
 بے گیاہ ہے روز تا شب بینوا بے پناہ ہے ہر خوردن غیر آب آغا بنود ہے روز و شب حشر بد دران
 کو رو کہو ہے آن حوالے نیستان و بیش بود شیرے آغا بود و صیدش پیشہ بود شیر با پیل نہ جنگی قتادہ
 خستہ شد آن شیر ماندا صلیا و مدتے و اندانان ضعف از شکارہ بینوا ماند و داز چاشت خوان
 نازک باقی خوار شیر ایشان بندہ شیر چون رنجور شد تنگ آمد نہ شیر یک رو باہ را فرود رو ہے دگرے را

برسن صیاد شوہ گزرے یا بے بگرد مرغزار پڑو فسوش خوان فریبانش بیارے یا خرے یا گا کوہر بن بگو پڑ
 نران فسو نہا یکہ مے دانی بگو پڑ چون بیام قوتے از لحم حنر پڑ پس بگیرم بعد از ان صید سے دگر
 اندکے من مے خورم ہاتے شمایہ من سبب باشم شمار ادر نو اہ از فسو نہا در سخنا کے خوشش پڑ نرم
 گردان زود ترا بچا کشش اللغات اصطیاد بالکسر صید کرنا ملعے ایک دصولی تھا اور ایک
 اُسکا گدھا پشت ریش تھا لاغز آدمی کی طرح پیٹ خالی پیچہ کو لگا ہوا ایک سنگلاخ بیگیاہین
 رہتا تھا رات دن بھوکا اور بے پناہ سوا کے پانی کے اور کچھ وہاں کھانے کو نہ تھا اُس میں وہ
 گدھا خوار خستہ رہتا تھا اُس حوالی میں ایک نیستان ویشہ بھی تھا اُس نیستان میں ایک
 شیر تھا جسکا پیشہ شکار ہے اتفاقاً شیر پیل نر کی لڑائی ہوئی شیر زخمی ہو کے شکار سے عاجز
 ہوا ایک مدت مارے ضعف کے شکار سے رہ گیا اور شکار نہ کرنے سے اور درندے بھی
 چاشت کی خورش سے بے توشہ ہوئے اس سبب سے کہ شیر کا بچا ہوا یہ کھاتے تھے جب
 شیر بیمار ہو گیا تو یہ تنگ ہوئے شیر نے ایک روباہ کو حکم دیا جا تو کسی گدھے کی میرے واسطے
 شکاری بن اگر تجھ کو اس مرغزار کے گرد کوئی گدھا لھانے کو جا کر فسون سے فریب دے کے
 میرے پاس مے آآپ چاہے کوئی گدھا ہو یا کوئی بیل میرے لیے ڈھونڈھ اور فسون کہ
 تجھ کو آتے ہیں وہ اُس سے کہ جب میں قوت گدھے کے گوشت سے پا جاؤں گا
 تو پھر اور شکار پکڑے گا میں تو ذرا سا کھا لیتا ہوں باقی تعین سب کھاتے ہو میں
 تھارے تو شے میں ایک سبب ہوں تو اپنے فسون اور باتوں سے نرم کر کے اُسکو
 مجھ تک جلدی لگا لا

تشبیہ کرنا قطب جو عارف واصل ہے راتبہ دینے مخلوق میں قوت
 رحمت اور مغفرت سے اُس مرتبے پر جیسا کہ حق نے اُسکو الہام کیا کہ
 سب باقی خوار اُسکے ہیں موافق مراتب قرب بشر کے تقرب
 مکانی بلکہ قرب صفتی اور اسکی تفصیل کین بہت ہیں

قولہ قطب شیر و صید کروں کارا و پڑ باقیان این خلق باقی خوار اہ تا توانی در رضاے خود بکوش پڑ
 تا تو سے گرد کند در صید جوش پڑ چون بر نجد مینوا مانند خلق بکرفت عقلست چندین زندق خلق پڑ
 وانکہ حملہ خلق ہاتے خوار و دست پڑ این نگہ دارد دل او صید جو ست پڑ او چو عقل و خلق چون اجزا
 تن پڑست عقل است تدبیر بدن پڑ ضعف قطب از تن بود از روح مے پڑ ضعف در گشتی پڑ

بود در نوح نے قطب آن باشد کہ گرد خود تند گردش افلاک گردا و زندہ یارے کن در مرست کشتیش
 گر غلام خاص و بندہ گشتیش بیاریت در تو فزایدے درو بخفت حق ان منصور اللہ نصیر
 ہجور وہ صید گیر کن فدیش بتا ہزاران در حوض گیرے تو بیش در وہمانہ باشد اے صید مرید
 مردہ گیر صید کفتار مرید مردہ پیش او کشتے زندہ شود چسک در فالیر رویندہ شود بخشی
 بتطبیق صدر فرماتے ہیں کہ قطب ایسا ہے جیسے شیر اور شکار کرنا اسکا کام یعنی خدا سے
 فیض حاصل کرنا اور باقی لوگ جو مخلوق کے ہیں اُسکے باقی خوار ہیں یعنی جو اُس سے بچا
 بس تا امکان قطب کی خوشنودی میں کوشش کر تو قوی ہوئے اور شکار میں خوب جوش
 کرے اگر وہ ریغیدہ ہو تو مخلوق مینوار بجا کینے کس واسطے کہ وہ عقل ہے اور یہ سب رزق
 خلق کا عقل ہی سے ہے بس تو اس بات کو جان کہ جملہ خلق اُسکا بچا ہو کھاتی ہو اور باقی خوار ہو
 اور یہ جو اُسکے دل کا نگہدار صید جو شل عقل کے ہے اور خلق ایسی جیسے اجزائے تن جس
 تدبیر بدن کی ساری عقل کے متعلق ہو اور جو بظاہر اُس میں ضعف ہو تو وہ ضعف تن ہے نہ ضعف
 روح جیسے ضعف اگر ہے تو کشتی میں ہے نہ نوح میں قطب وہ ہوتا ہے جو اپنی گرد پورتا ہے جیسے
 اس قطب کے گرد قدین اور نباتات الغش بھرتے ہیں اور وہ جنبش نہیں کرتا ایسا ہی اُسکا حال کہ
 کہ گردش افلاک کی گرد اُسی کے پھرتی ہے تو اسکی کشتی کی مرست میں جو تن ہے مدد کر اگر اُسکا
 غلام خاص اور بندہ ہو گیا ہے تو کچھ یاری اُسکی کرے گا تو ہی ترقی پائے گا نہ وہ جیسے حق تعالیٰ نے
 فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا ان تصروا اللہ نصیرکم و مثبت اقلکم اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد
 کرو گے وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمکو ثابت قدم کر دے گا تو رو باہ کے مثل شکار پر کمر اور اُس پر
 سربان کر اور ہزاروں بیشیان اُسکے حوض میں لے مرید جو صید اُسکے سلنے بیجا ہے
 وہ اُس رو باہ کا سا شکار ہے اور جو مثل بچے کے ہے وہ مردے کو شکار کرتا ہے لیکن وہ ایسا شخص ہو
 اگر تو مردہ اُسکے سلنے لائے گا وہ زندہ ہو جائے گا دیکھے چرکین فالیر میں جا پڑتا ہے

جتاؤ ہو جاتا ہے

اطاعت شیر کی حکم کرنا رو باہ کا اور روانہ ہونا اور دیکھنا
 ایک گدھے کا

قولہ گفت رو بہ شیر را خدمت کنم بہ حیلہ یا سازم در عقلش بر کنم بہ حیلہ و انسون گرے کار میں آست
 کار میں دستان و از رہ بدن است بہ از سر کم جانب جوئے شتالت بہ آن

خوسکین لاغرا بیاخت بنیس سلامی گرم کرد پیش رفت پیش آن سادہ دل درویش رفت بگفت
چونے اندرین صحراے خشک بن در میان سنگلاخ و جاے خشک بگفت حشر گرد غم در در
ارم بن قسم حق کرد من زان شاگرد بن شکر گویم دوست را در خیر و شر بنانکہ ہست اندر قضا
از بدتر بن چونکہ قسام اوست کفر آندگہ بن صبر یاد صبر مفتاح الصلہ بن بازگفت اے صبر
مفتاح الفرج بن صابران را کے رسد جو روح بن راضی من قسمت قسام را بن کو خداوند
است خاص و عام را بن بہرہ ورا ز نعمت او خاص و عام بن میرساند روزے وحش و ہوام بن مرغ و نا
قسمت خودے خورد بن مار و مور از نعمت اوے چرند بن خوان او سر تا سر عالم گرفت بن بر سر خوانش
حسناق در شگفت بنے خورد و ہج کم ناید از ان بن کیست بیروزے بگو اندر جہان بن باش
راضی اگر توئی دل زندہ بن کورساند روزے ہر بندہ بن غیر حق جملہ عدو و دوست اوست بن باعد
از دوست کے شکوہ نکوست بن شکر کن تا نایدت از بدتر بن ورنہ مانے ناگمان در گل چو خر بن تا دہد
دو غم نخواہم انگبین بنانکہ ہر نعمت غمے وارد قرین بن گنج بے مار و گل بخار نیست بن شادی بے غم
درین بازار نیست بن یک حکایت یاد دارم از پدر بن در نصیحت گفت روزے کاے پسترا ملعے
رو بہ نے شیر سے کہا میں تیری طاعت کرونگی اور حیلے کر کے اسکو عقل سے اکھڑ دونگی
حیلے اور افسون گری میرا یہی تو کام ہے اور باتیں بنا کے بہکا دینا القصہ ایک روز پہاڑ
سے اتر کے نہر کی طرف جاتی تھی کہ اس گدھے مسکین لاغر کو پالیا بس سلام گرم بڑے تپاک سے
کر کے سامنے گئی اور اس احمق محتاج سے کہا کہ تو اس صحراے خشک اور سنگلاخ و جاے
خشک میں کہ نہ سبزہ ہے نہ گیاہ کیسے رہتا ہے اور تیرا کیا حال ہے گدھے نے کہا کہ اگر
غم میں ہوں یا ارم میں ہر حال میں شکر گزار ہوں حق تعالیٰ نے جو حصہ میرا کر دیا ہے میں اس پر
شاگرد ہوں میں اپنے دوست کا ہر خیر و شر میں شکر کرتا ہوں اس سبب سے کہ حکم الہی میں وہ
چیزیں بھی ہیں جو بد سے بدتر ہیں یعنی جب تو کسی بد میں مبتلا ہوا اور شکایت کرے تو ایسا نہو کہ
وہ بد سے نکال کے بدترین ڈال دے اور ہر گاہ کہ قسام وہ ہے تو گلہ کرنا کفر ہے صبر چاہیئے
کس واسطے صبر کبھی عوض و انعام کی ہو چہر کہا ہو کہ صبر کبھی کشود کی ہے تو صابر دن کو اس میں ظلم و
تنگی ہی کیا ہے میں اپنے قسام کی قسمت پر راضی ہوں کس واسطے کہ وہ خداوند خاص و عام کا
جس کی نعمت سے خاص و عام حصہ پار ہے میں اور ہر وحشی و گس کو روزی پہونچاتا ہے تمام
مرغ و ماہی اپنا حصہ کھاتے ہیں اور مار و مور اسکی نعمت چرتے ہیں اس کا خوان نعمت

اس سرے سے اُس سرے تک عالم کو گھیرے ہوئے ہیں اور ساری مخلوق اُس بخوان پر خوش
روزمرہ کھاتے ہیں اور ذرا کم اُس سے نہیں ہوتا آپ بتا تو ایسا جہان میں کون ہے جو بے روزی
ہے بس اگر تو زندہ دل ہے تو سپر راضی ہو کہ وہ روزی ہر بندے کی پہونچاتا ہے سوائے
حق کے سب دشمن اُس کے ہیں اصل دوست وہی ہے جو پھر دشمن سے شکوہ دوست کا کرنا کہ
اچھا ہے تو اپنے اس حال پر شکر کر جو موجود ہے تا مباد اس سے بدترین نہ بن جائے اور ناگہان
گرمے کی طرح کیچڑ میں اندھے رہے جب تک وہ مجھ کو مٹھا دے گا جو ترش ہے شہد ہرگز نہیں
مانگوں گا کس واسطے کہ ہر نعمت کا مصاحب غم ضرور ہے جھلا کہیں بھی گنج بے مار اور گل بیخار ہوتا ہو
کوئی شادی بھی اس بانار میں بے غم کے ہے اب ایک حکایت جو مجھے میرے باپ
ایک روز نصیحتا کرتی تھی مجھ کو یاد ہے وہ مجھے کہوں

دیکھنا گدھے سقا کا گھوڑوں تازی بانو کا آخر میرا اور تمنا کرنا اُس نوایر
اور تمنا سوائے مغفرت کے اور کی نہیں چاہیے اگر تو سیکڑوں بیج
میں ہے تمنا مغفرت کی شیریں کرے

قولہ بود سقائی مراد ایک خرے ہر گشت از محنت دو تا چون چنبرے ہر پستش از بارگران وہ
جائے ریش ہر عاشق جو تا ہر روز مرگ خویش ہر جو کجا از کاہ خشک او سیر نے ہر در عقب
زخمی ز سیخ آہنے ہر میرا خسر دید اور رحم کر دے کا شناسے صاحب خر بود مرد پس
سلاش کر دے پر سیدش ز حال ہر کز چہ این خرد و تا شہ چون ہلال ہر گشت کر دے ویشے و فقیر
سن ہر خود کے یا بد جو این بستہ دہن ہر گشت بسپارش میں تو روز چند ہر تا شود در آخر شہ زور مند ہر
خسر بد و سپرد از زحمت برست ہر در میان آخر سلطان نش بہت ہر چند زہر سومر کب
تازے بدید ہر بانو و فریہ و خوب و جدید ہر زیر یا شان رفتہ و آبے زدہ ہر کہ بوقت و جو ہنگام آمدہ ہر
خارش و مالش مرا سپان را بدید ہر پوز بالا کر دے رب مجید ہر آنکہ مخلوق تو ام گیرم خسر ہر
از چہ زار و پشت ریش و لا غرم ہر شب ز درد و پشت و از جوع شکم ہر آرزو مند ہر بدن و ہر دم ہر
حال میں سپان چنین خوش بانو ہر من چہ خصوصم تعذیب و بلا ہر ایک سقا ہر
اور اُسکا ایک گدھا کہ محنت کے مارے مثل داری کے دہرا ہو رہا تھا تجارتی ہو جہ اٹھاتے
اٹھاتے پیٹھ اُسکی دس جگہ زخمی تھی عاشق داسے کامرتے دم تک بچھڑ فرماتے ہیں جو
کہان نہو کھی گھانس بھی تہ بیت پھر نہیں ملتی تھی اور پیچھے اُسکے ایک زخم سیخ آہنی کا تھا

بادشاہی میرا آخر نے جو اس گدھے والے کا آشنا تھا گدھے کو دیکھ کر اس پر رحم کیا اور اس کو سلام کر کے پوچھا کہ یہ گدھا تیرا کیوں ایسا ہلال کی طرح دھرا ہو گیا ہے کہا میری محتاجی و فقری سے دانہ اسکو نہیں ملتا مٹھ باندھے کھڑا رہتا ہے اور خود وہ بستہ دھن ہے بھی اسے غیر ناطق کہا چند روز کہ میرے حوالے کر دے تو میں آخر بادشاہی میں لیجاؤں تا قوی ہو جائے اس نے گدھا اس کے حوالے کیا اور رحمت سے چھوٹ گیا میرا آخر نے اسکو آخر سلطان میں باندھ دیا اب اس گدھے نے جو دیکھا کہ ہر طرف تازی گھوڑے بندھے ہیں اچھے اچھے خوب فرہ اور نئے نئے اور دانہ کھانسی موجود پائون کے تلے جھاڑا ہوا جھڑکا دیا ہوا وقت پر کھانسی پڑتی ہی وقت پر دانہ آتا ہے خوب کھرہا ہوتا ہے اور مالش کی جاتی ہے یہ دیکھ کر اس نے مٹھ اوپر اٹھایا اور کہا اسے پروردگار بزرگ میں نہیں کہتا کہ تیری مخلوق ہوں آخر ایک ناچیز گدھا تیرا ہوں پھر میں کیوں ایسا پشت ریش و رنجور ہوں رات بھر بیٹھ کے درد اور پیٹ کی جھوک سے یہ حال کہ ہر دم آرزو مند موت کا ہوں اور ان گھوڑوں کا ایسا اچھا حال کیسے باؤا ہو رہے ہیں مجھ کو تو نے تعذیب و بلا سے مخصوص کیا ہے قولہ ناگمان آوازہ پیکا رشہ تازیان را وقت زین و کار شدہ زخمائے تیر خور و نماز عس و بد رفت پیکانہا در ایشان سولس و از غوا باز آمدند آن تازیان بہ اندر آخر جملہ افتادہ ستان بہ پائماشان بستہ محکم باؤارہ نعلبندان ایستادہ در قطار بہ سے شگافیدند تنہا شان بنیش بہ تابرون آرد پیکانہا ز ریش بہ چون حذر آن را دید بس گفت اے خدا ہمن فقر و عافیت دادم رضا بہ زان نواہیز ارم و زین در خم رشت بہ ہر کہ خواہد عافیت دنیا بہشت بہ اللغات نوار بالفم و بالغ ہندی نوار بکسر خطا المعنی یعنی گدھا تو خداے تعالیٰ سے اپنی شکایت کر رہا تھا کہ یکا یکا سی اٹھائیں آواز لڑائی کی ہوئی اور گھوڑوں نے زین و وقت کام کا اگیا کہ لڑائی میں گئے اور دشمنوں سے تیر کھائے ایسے کہ ہر طرف سے پیکان زخموں میں رہ گئے جب وہ گھوڑے عسرا سے لوٹ کے آئے اتے ہی سب اپنے تھانوں پر لیٹ گئے اب پائون انکے نوار سے مضبوط باندھے اور نعلبند قطار باندھے کھڑے تھے کشتہ سے بدن انکے چیرتے تھے تا پیکان انکے زخموں سے نکالیں جب گدھے نے یہ حال دیکھا تو کہا اے خدا میں اپنی محتاجی پر راضی ہوں کہ وہ با عافیت تو مجھ میں اس کھانے سے بزار ہوں جس کی بدولت یہ زخم بہکھانا پڑیں ایسے ہی جس نے عافیت چاہی دنیا چھوڑ دی

جواب رو باہ کا حشر کو

قولہ گفت رو بہ جستن رزق حلال بہ فرض باشد از برای امتثال بہ عالم اسباب رزق بے سبب بے نیاید پس ہم باشد طلب بہ وابتغوا من فضل حق کردست امر بہ تا نہاید غصب کردن تجھ مخبر گفت پیغمبر کہ ہر رزق ای فتاویٰ در فرو بستست و ہر در قفلہا بہ جہش دآمد شد ما بین اکتساب بہ مست مستاجے برین قفل و حجاب بہ بے کلید این و کشادن راہ نیست بہ بے طلب نان سنت اللہ نیست اگر تو نشینی بجای ہے اندرون بہ رزق کے آید برت اسے ذوقیوں اسلئے رو باہ کے گدھے کے جواب میں کہا کہ رزق کا ڈھونڈھنا فرض ہے بس فرمانبرداری حکم کی ہما کو ضرور ہے یہ دنیا عالم اسباب ہو بس رزق بے سبب نہیں مل سکتا لاجرم طلب ضرور چاہیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہو فاذا قضیت اصولہ فانتشر واوابتغوا من فضل اللہ جب ادا کرو نماز تو اپنے اپنے کام کو چلے جاؤ اور ڈھونڈھو فضل خدا سے یہ امر سب حق نے کیے ہیں تو کوئی شیر کی طرح کسی سے کچھ غصب کرنے نہ پائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فتا فرمایا ہو کہ رزق کا دروازہ بند ہے اندر دروازہ پر قفل پڑے ہیں یہ حرکت اور آمد شد ہماری اور کسب کرنا یہی اُس قفل و حجاب کی کنجی ہے جسے اس کنجی کے اس دروازے کے کھلنے کی کوئی راہ نہیں ہے بے طلب کے روٹی کا ملنا سنت اللہ تعالیٰ کی نہیں اگر تو کسی کو مین کے اندر بیٹھ جائے تو اسے ذوقیوں رزق میرے پاس خود تو آنے سے رہا

جواب حشر کا رو باہ کو

قولہ گفت از ضعف توکل باشد آن بہ در نہ بدہد نان کسی کو داد جان بہ ہر کہ جوید پا دشا ہے و خضر کہ نیاید لقمہ نان اسے پس بہ دام و دو جملہ شدہ اکال رزق بہنے پے کسب اندونے حامل رزق بہ جملہ مار زاق روزے مے دہد بہ قسمت ہر یک بہ پیشش مے نہد بہ رزق آید پیش ہر کہ صبر بہست بہ رخ دکو ششاد بے صبرے تست بہ گفت رو بہ آن توکل نادرست بہ کم کسے اندر توکل ماہر بہست بہ گردنا در گشتن از نادانست بہ ہر کسے را کے رہ سلطانست بہ المعنی گہ سے نے جواب دیا کہ یہ بات جو تو نے کہی حسب اقتضائے ضعف توکل کے ہے تیرے توکل میں ضعف ہو نہیں تو جس نے جان دی ہو وہ روٹی بھی ضرور دے گا خیال تو کر جان آدمی کی کہ طالب پا دشا ہی اور ظفر کی ہوتی ہے تو اسے پسر کیا وہ لقمہ نان بھی نہ پائیگی اُس سے بھی کیا کم ہوگی تا کہ دام و دو در زاق ہیں لیکن نہ کسی کے پیچھے کسب لگا یا ہے نہ کوئی رزق لا دے پھر تا ہر سب کو وہ رزاق

روز می دیتا ہوا اور ہر ایک کا حصہ ہر ایک کے سامنے رکھتا ہے جس نے صبر اختیار کیا اُس کا رزق اُس کے سامنے بھی آتا ہے لیکن رنج و کوشش یہ سب تیری بے صبری سے ہے پھر رو باہ سے کماؤ توکل ناور ہے کم ایسے لوگ ہیں جو اُس سے واقف ہیں بس نادر کے گرد پھر نا اور نادر تسک کرنا نادانی ہے اس لیے کہ ہر کسی کو راہ سلطانی کی کمان ملی ہے یہ تو ان کا حصہ ہے جو پادشاہ مغنی کے ہیں

پھر جواب دینا رو باہ کا گدھے کو

قولہ چون قناعت را پیمیر گنج گفت ہر کسے را کے رسد گنج نہفت ہذا خود بشناس و ہر بالا پیر تا نیفتے در نشیب شود و شر ہذا جہد کن اندر طلب سے نما ہذا چون ندرے در توکل صبر ہا ہذا اٹھنے رو باہ کہتی ہے جب پیمیر نے قناعت کو گنج کہا تو یہ گنج پوشیدہ ہر کسے کو ٹھوڑی ملا جاتا ہے تو اپنی حد کو پہچانے رہ بہت اونچی اڑان میں مت اڑے تا شور و شر کی پستی میں نہ پڑے تو طلب میں سعی و کوشش کر اس لیے کہ توکل کے صبر شامت تجھ میں کسان ہیں

جواب حشر کا رو باہ کو

قولہ گفت خرمعکوس می گوئی بدان ہذا شور و شر از طمع آید سوے جان ہذا از قناعت ہیج کس بیجان نہ شد ہذا و زحریص ہیج کس سلطان نہ شد ہذا نان زخوکان و سگان بنود در یغ ہذا کسب مردم نیست این بالان و سیغ ہذا آن چنانکہ عاشقی بر رزق دزار ہذا ہست عاشق رزق ہم بر رزق خوار ہذا گر تو نشتا بے بیابے بر درت ہذا و در تو بشتا بے دہد و در سرت ہذا اٹھنے پھر گدھے نے کہا یہ تو اٹھی بات کہتی ہو جان لے کہ شور و شر میں ہر کوئی لالچ سے پڑتا ہو قناعت سے کبھی کوئی مر نہیں گیا اور حرصی بن کے کوئی پادشاہ نہیں ہو گیا گتے مسودے سے بھی تو روٹی دینے میں دریغ نہیں یہ ابرو باران تو کسی آدمی کے کسب سے نہیں ہے جو بالکل روٹی کا سامان اور اصل ہے خوب جان لے جیسا تو رزق پر عاشق نار ہے ایسے ہی رزق رزق خوار پر عاشق ہے اگر تو دودڑا دوڑتا نہ پھرے رزق ضرور تیرے دروازے پر خود آئے گا اور جو تو دودڑے کا تو جھکے در و در دے گا

حکایت ایک زاہد کی جس نے توکل کا امتحان کیا تھا اور اسباب ترک کر کے شہر سے نکل گیا اور راہ سے دور ایک پہاڑ میں مجبور

دستارِ نجیب
ایک پتھر پر سر رکھ کے کہا کہ میں نے خدا پر توکل کیا دیکھوں کیسے رزق
مجھ کو ملتا ہے

قولہ آن کے زاہد شنیدار مصطفیٰؐ کہ بجان آمد یقین رزق خدا بگرتو خواہے در نخواہے رزق تو بہ
پیش تو آید دوان از عشق تو بہ از برائے امتحان این مرد رفت بہ در بیابان نزد کو ہی خفت
تفت بہ کاہے بہ بنیم رزق چون آید بمن بہ تا قوے گردد مرا در رزق ظن بہ کاروائے راہ گم کردہ
رسید بہ سوے کوہ آن متحن را خفتہ دید بہ گفت این مرد آن طرف چون است عورہ در
بیابان از رہ و از شہر دور بہ اسے عجب مرد است یا زندہ است او بہے نترس
بیچ از گرگ و عروہ آمد و دست بروے میزد نہ بہ قاصد چیزے نگفت آن ارجمند بہ ہم نجیب
و نجیبانہ سر و اندک را ز امتحان بیچ و نظر بہ بس بگفتند این ضعیف بے مراد بہ از جماعت سکتہ
اندر اوقات بہ نان بیاورد و در دیگے طعام بہ تا بریزندش بخلقوم و بکام بہ بس بقاصد مرد و ندان
سخت کرد بہ تا باند صدق آن میعاد مرد بہ جسم شان آمد کہ از بس بیواست بہ از جماعت
ہالک مرگ و فناست بہ املعنے ایک زاہد نے حضرت مصطفیٰؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سنا کہ یقینی بات ہے کہ رزق ہر کسی کی جان کے واسطے ضرور آئے گا اگر تو چاہے یا نہ چاہے
رزق تیرا تیرے عشق سے بیشک تیرے سامنے دوڑتا ہوا آئے گا زاہد یہ سن کے
اور امتحان ایک بیابان میں ہو کے پہاڑ کے پاس جا کے خوب گرم دستعد ہو کے سو رہا
اور دل میں کہا دیکھوں تو کیسے رزق میرے پاس آتا ہے تاجو گمان کہ مجھ کو رزق میں ہے
قوی ہو جائے اتفاقاً ایک قافلہ راہ بھول کے اُس پہاڑ کی طرف پہونچا اور اس متحن کو
سو تے دیکھا کہ آیا یہ شخص یہاں کیسا ننگا پڑا ہے اس بیابان میں کہ راہ سے بھی دور ہے
اور شہر سے بھی دور آئے عجب مرد ہے یا زندہ نہ کسی دشمن سے ڈرتا نہ بھڑیے سے
عرض سب اسکے پاس آئے اور ہاتھ اس پر مارتے تھے اس ارجمند نے قصداً کچھ نہ کہا
نہ خود ہلانہ سر ہلایا اور ذرا بھی آنکھ نہ کھولی اُس لیے کہ اپنے امتحان میں عتاب سب نے
کہا کہ یہ بیمار و ضعیف بھوک کے مارے سکتے میں پڑا ہو روٹی لائے اور ایک ہانڈی میں کھانا لائے
تو اُسکے منھ اور حلق میں ڈالیں اُس نے قصداً دانت بند کر لیے تا یہ شخص صدق اُس
وعدے کا دریافت کرے یہ دیکھ کر اُن کو رحم آیا کہ نہایت ہی بھوکا ہے بھوک کے مارے
مرتا و مرگ و فنا کا ہو رہا ہے قولہ کا در دند قوم اشتافت بہ دند نہاش

را بشکا فتنہ نہ رنجیت نہ اندر دہانش شور باہرے فشر و نہ اندران نان پارہا نہ گفت اسے دل
گزیر خود تن سے ز نے ہزارے دانی و نازے مے کئے نہ گفت دل دائم بقاصد مے کتم نہ
رازق است اللہ بر جان و تم نہ امتحان زمین بیشتر خود چون بود نہ رزق سوے صابران خود
مے رود نہ تابدا نے وز توکل نگذرے نہ حرص آوردن چہ باشد از خرے نہ بعد ازان بکشتاد
ین سکین دین نہ گفت کردم امتحان رزق من نہ ہر چہ گفت آن رسول پاک جیب بہست
حق نیست دروے پیج ریب نہ اے جب اسکے دانت بند دیکھے تو دوڑ کے چھری
لائے اور اسکے منہ کو جو بند تھا پیر اور پھری سے دانت کھول کے شور با منہ میں ڈالا اور اس میں
کچھ روٹی کے ٹکڑے بھی ملائے تھے جب یہاں تک نوبت پہونچی تو اس نے اپنے دل سے
کہا کہ اب کیا سبب ہے جو تو خاموش ہو رہا ہے تجھ کو تو جانتا ہے کہ اللہ نے رزق
تیرے منہ میں ڈال دیا پھر بھی ناز کیے جاتا ہے دل نے کہا میں جانتا ہوں کہ اللہ میرے
جان و تن کا رازق ہے مگر قصدا کرتا ہوں اس سے زیادہ اور امتحان کیا ہوگا بیشک
رزق صابرون کے پاس خود جاتا ہے تو تو جان مے اور توکل سے الگ ہوئے
اور جانے کہ حرص کرنا گدھا بن ہے پھر اس سکین نے منہ کھولا اور کہا کہ میں نے
اپنے رزق کا امتحان کیا تھا سو بیشک اس رسول پاک جیب نے فرمایا ہے سب

حق ہے کچھ شک و شبہ نہیں

پھر جواب رو باہ کا خر کو اور تحریص کسب

قولہ گفت رو بہ این حکایتا ہل نہ دستا در کسب زن جہد المقل نہ دست داد ست حلا
کارے بکن نہ کسی کن یارے یارے بکن بہر کہ او در کسبے یارے نہد یاری یاران دیگر
مے دہ نہ نالکہ جملہ کسب ناید از کیے نہ ہم در و گرا ہم سقا ہم جانگے نہ چون بانبا زیست عالم
برستہ را نہ ہر کسے کارے گزیند لا افتقار نہ طبل خوارے در میانہ شرط نیست نہ راہ سنت
کار و کسب کر نیست نہ اللغات افتقار بالکسر محتاجی اے پھر رو باہ نے کہا یہ حکایتیں
چھوڑ اور ہاتھ کسب میں ڈال اور تھوڑی جہد و کوشش تو کر خدا نے تجھ کو ہاتھ دیے ہیں
چاہیے کہ کچھ کام کر کسب کر اور یاری اپنے کسی یار کی کر جو کوئی کسی کسب میں قدم رکھتا ہے تو اپنے
اور یاروں کا مددگار ہوتا ہے اس واسطے کہ جملہ کسب ایک شخص سے نہیں ہو سکتے چاہیے
جڑھی ہو چاہے سقا چاہے کوئی تجلہا اور ہر گاہ کہ یہ عالم ایک دوسرے کی شرکت سے

دائم و برقرار ہے لاجرم ہر کوئی اپنی حاجت سے کام اختیار کرتا جو طبل بخاری ہو یا خوار میہان شریعتین ہے جو چاہے کہ سب سے بچا کے میں ہی کھالوں یعنی سب کام آپ ہی کروں کسی کو کچھ نہ دون طریقہ سنت یہی ہو کہ کوئی پیشہ یا کسب کرے تا اور دن کو بھی نفع پہنچے

جواب خسرو کا رو باہ کو

قولہ گفت خیرہ از توکل بر ربے ہا من ندانم درد و عالم کسے پکسب شکرش را نمی دانم مزید ہے تا کشد شکر خدا رزق جدیدہ خود توکل بہترین کسبہا است ہا زانکہ در ہر کسب دستت بر خداست کا کے خدا کار مرا تو راست آئید وین دعا است از توکل پر سرار ہا در توکل پہنچ بنود احتیاج ہا غار غی از نقص و ریح از خراج ہا بحث شان بسیار شد اندر خطاب ہا ماندہ گشتہ از سوال و ان جواب ہا بعد از ان گفتش کہ اندر ملکہ ہا نمی لائقوا بایدے ملکہ ہا صبر و صحرای خشک سنگلاخ ہا محققہ باشد جہان حق سراخ ہا نقل کن زینجا بسوے مرغزار ہا پیچرا آئینجا سبزہ گرد جو ہا ہا مرغزار سبز مانند جہان ہا سبز رستہ اندر آئینجا تا میان ہا خرم آن حیوان کہ آن آئینجا رود ہا کا شتر اندر سبزہ نا پیدا شود ہا ہر طرف دروے یکے چشمہ روان ہا اندر ان حیوان مرفہ درساں ہا اٹھنے کہتے نے کہا میں دونوں عالم میں توکل سے جو اپنے خاص رب پر رکھتا ہوں کوئی کسب بہتر نہیں جانتا ہوں میرا بڑا کسب اُسکا شکر ہے جسکا کوئی مثل نہیں جس سے نیا نیا رزق سامنے آئے یہ توکل خود سارے کسب و پیشوں سے بہتر کسب ہو اس واسطے کہ ہر کسب میں ہی ہاتھ اٹھا اٹھا کے تو دعا مانگتا رہتا ہے کہ اے خدا میرے کام کو خشک کر بس دعا میں توکل ہی کے توجہ بھرے ہیں تو جانتی ہے توکل بڑی بخت شے ہو نہ نقصان کا خوف نہ کسی محصول و خراج کا کھٹکا القصہ بڑی بحث اس خطاب میں دونوں کے ہوئی دونوں سوال و جواب سے تھکے بعد اسکے رو باہ نے کہا کہ اس محل ہلاکت میں پڑا ہو تو نے نہی لائقوا بایدیکم اے اتملکہ نہیں سنی مت ظالمو ہا عہ اپنے طرف ہلاکت کے ایسا سراخ ملک حق تعالیٰ کا ہے اور تو ایسے سنگلاخ خشک و صحرای بے گیہا ہا میں صبر کیئے پڑا ہے تیری بڑی حماقت ہے یہاں سے کسی مرغزار کو چلا جا وہاں نہروں کے آس پاس سبزہ چاکر وہ مرغزار سبز جو مثل جنت کے ہو جس میں سبزہ کمر کر تک جا ہوا ہو کیا اچھا وہ حیوان ہے جو وہاں جا پڑے جسکے سبزے میں اونٹ سا طویل القامت غائب ہو جائے ہر طرف اس میں چشمہ روان اور اس میں حیوان آسودہ اور در لائق قولہ از خورے اور انی گفت

اے لعین بن چون کو نا بچائے چرا زارے چنین بگو نشاط و فرہی و فر تو بچیت این لاغر تن مضطر تو بچ
 شرح روضہ گرد و رخ و زور نیست پس چرا چشت ازان مخمور نیست ہا این گدا چشمے داین
 ناویدگی ہا از گدائے است نے بکھر گئے بن چون ز چشمہ آمدی جو نے تو خشک بگو نواف آہوی
 کو بوسہ مشک بگو تو مے آئے ز گلزار جنان ہا دست گل کو از براے ارمان ہا دا بچہ
 مے کوئی و شرحش نے کنی ہا چہ نشاء تو مامدے سے ہا اللغات بکھر گئے سردار و سپہ سالار
 اے لعین مولانا فرماتے ہیں یہ بحث و قیل و قال تو کرتا تھا مگر گدے بن سے یہ نہیں کہتا تھا کہ
 اے لعین اگر تو ایسے غرہ زار سے ہے تو تو ایسی نار و لاغر کیوں ہے تیری وہ خوشی و فرہی نیائی
 وہاں کی کہاں ہے اور یہ تن لاغر و مضطر کیوں ہے تو جو شرح روضے کی کرہی ہے اگر
 بھوٹ اور فریب نہیں تو تیری آنکھیں اُس سے مخمور کیوں نہیں ہیں بس یہ گدا چشمہ اور
 ناویدہ ہونا تیرا تیری گدائی سے ہے نہ سرداری سے تو تو چشمے میں سے آئی ہے پھر خشک
 کیوں ہے تو اگر نواف آہو ہے تو بتا دے مشک کہاں ہے اور جو گلزار جنت سے آئی ہے
 تو دست گل تیرے پاس بطور تحفہ کیوں نہیں ہیں بہر حال جو کہتی ہے اور جو میان کرتی اور اسکا
 کوئی نشان بھی تجھ میں لے سکتی ہی نہ سکتی بزرگ روشن

اس بیان میں کہ مخمور جو بیان کرے اور اسکا اثر اُس میں نہ دیکھے تو
 قابل شہرہ رکھنے کے ہر اس لیے کہ وہ مقلد ہی

قولہ آن یکے پر سید اشتر کہ ہے ہا از کجائے آئے اے اقبال پہ بگفت از حمام
 گرم گویے تو بگفت خود پیدا است از نانوے تو ہمارو سے دید فرعون عنودہ مہلتے می خواست
 نرے مے نمودہ دیر کان گفتند بایستی کہ این ہا تند تر گشتی چو بہست اور ب دین ہا معجزہ کو از دوا
 گر مار بکند بخوت و خشم خدائیش چہ شد ہا رب اعلیٰ گردیست اندر جلوس ہا بہر یک کرے
 چہیست این چا پلوس ہا نفس تو باست نقل است و نبیذ و انکہ روح و خوشہ غیبی غیبہ
 کہ علامات است زان دیدار نور ہا التجانی منک عن دابر الفود ہا مرغ چون بر آب شورے
 مے تندہ آب شیرین را ندیدہ است او مودہ بلکہ تقلید است آن ایمان او ہر وے ایمان را ندیدہ جان
 او ہا بس خطر باشد مقلد را عظیم ہا از رہ و رہن ز شیطان رحیم ہا چون بہ بیند نور حق این شود ہا
 ناضطرابات شک او ساکن شود ہا اے لعین ایک شخص نے اونٹ سے پوچھا کہ اے اقبال
 قدم بتا تو کہاں سے تو آتا ہے کہا تیرے کو بچے میں جو حمام گرم ہے وہاں سے آتا ہوں کہا

میشک تیرے زانوؤں سے خود یہ بات ظاہر ہے جس جیسا جواب لخواؤنٹ کا ہے ویسا ہی اس کا
ایجاب ہے طنز کہ کمان حام کمان اونٹ اور کمان زانوؤں کے جیسے یہاں کسی سے کسی بات پر
کہتے ہیں تھوڑی صورت ہی کہ رہی ہے جیسے فرعون سرکش نے مار کو دیکھا ڈنڈا اور مہلت چاہی
زمری کی لیکن اُس کے یہاں جو دانا تھے انھوں نے علامتیں ڈھونڈیں اور کہا کہ یہ اگر رب دین ہر
تو چاہیے تھا کہ نہایت تند ہوتا اس سے جیسا کہ اب ہے یہ معجزہ اگر اڑدھا ہے جب اور مانگو
جب اس کی نخوت کیا ہوئی اور شتم خدا کمان گیا جو نہیں ہے اگر وہ رب اعلیٰ ہے تو پھر اُس نے
ایک کپڑے کے لیے یہ لکرو فریب کیوں کیا اور باتیں بنائیں ایسے ہی نفس تیرا جب تک نقل و
شراب ست میں ہر روح تیری ایک خوشہ بھی غیبی نہ پائے گی اُس واسطے کہ جو دیدار اُس کا پاتا ہو
وہ فور والا ہوتا ہے اور جدائی ہو جاتی ہے اُس سے اس دارا فرور دنیا کی جو مرغ کہ آب شور پر
پھولا ہوا ہے اُس نے آب شیریں کی مدد نہیں دیکھی ہے بس مرغ آب شور کا مقلد ہے کہ اس کی
جان نے صورت بھی ایمان کی نہیں دیکھی بلکہ تقلید اُس کا ایمان ہو کر لا بد مقلد کے واسطے بڑے
اندیشے راہ درہزن یعنی شیطان رجیم کے ہیں اور جو نور حق دیکھ لیتا ہے وہ جملہ اضطرابات شک
سے ساکن ہو جاتا ہے اُس کو اضطراب شک کا نہیں ہوتا قولہ تاکف دریا نیاید سوے خاک ہ
کا اصل و آمد بود در اصطکاک ہ خاکیت آن کف غریب است اندر آب ہ در غریبے چارہ نبود
از اضطراب ہ چونکہ چشمش باز شد وان نقش خواند ہ دیور ابروے در دوستی نمائند ہ گر چہ بار بار ہ خمر
اسرا گرفت ہ سرسری گرفت و مقلد وار گرفت ہ آب را بستود و تالیق نبود ہ رخ درید و جامہ
او عاشق نبود ہ از منافق حذر و آمد غروب ہ زانکہ در لب بود نے آن در قلوب ہ بوی سبیش
ہست جز و سب نے ہ بود و جز از پے آسیب نے ہ حملہ زن در میان
کارزار ہ نشکند صف بلکہ گردو کارزار ہ گرچہ مینی چو شیر اند صفش ہ تیغ بگرفتہ ہے اندر کفش ہ
دائے آنکہ عقل او مادہ بود ہ نفس رشتش زو آئادہ بود ہ لاجرم مغلوب باشد عقل او ہ جز سوے
خسران نباشد نقل او ہ حملہ مادہ بصورت ہم جریست ہ آفت او ہچو آن خرد و خریست ہ اللغات
اصطکاک وہ آواز جو بر ہم کرنے دو چیز سے مکملے تائیں بروزن و سنے شایق المفعی جب تک
جھاگہ دریا کی خاک کی طرف نہیں آتی جو اصل جھاگوں کی ہے اصطکاک میں رہتی ہیں سینے شور و
اضطراب میں اور ظاہر کہ چھرون پر پانی گرنے سے جھاگہ اٹھتی ہیں اور شور بھی ہوتا ہے
در حقیقت جھاگہ خاکی ہیں پانی میں ایسی ہیں جیسے مسافر پھر مسافر کو مسافرت میں

اضطراب سے کیا چارہ ہے اور جب اسکی آنکھیں کھلیں اور اس نقش کو پڑھائیے اپنی اصل کو جانا پھر
 دیو کا اسپر قابو نہیں رہتا ایسے ہی یہ گدھا تھا اگرچہ اس نے روباہ سے بھیڑ کی باتیں کہیں لیکن
 سرسری کہیں اور مقلد کی طرح پانی کی تعریفیں تو کہیں مگر شائق اسکا نہ تھا مٹھ نچا کپڑے پھاڑے
 لیکن عاشق اسکا نہ تھا منافق تھا اور منافق کا عذر دہوتا ہے نہ خوب اس واسطے کہ وہ عذر
 اسکے لب میں ہے نہ قلوب میں اور جو بات دلی نہیں ہوتی مردود ہوتی ہے اس لیے کہ
 بوسیب کی تو اس میں ہر مگر جزیب کا نہیں ہر جس بوجہ اس میں سبب کی ہر وہ اسبب ہی اسبب ہی ہوتی
 اگر صفت جنگ میں حملہ کرے تو حملہ اسکا صفت شکن نہیں ہوگا بلکہ کام اور لڑائی دونوں خراب ہونگے
 اگرچہ تو اسکو ایسا صفت جنگ میں دیکھے جیسے شیر تیغ ہاتھ میں لیے ہوئے یہ دونوں شعر
 تمسید واسطے اشعار ابجد کے ہیں پس واسے اس شخص پر جس کی عقل مادہ ہو اور نفس زشت
 اسکا نرا مادہ کہ ضرور ہی عقل اسکی مغلوب ہوگی اور اسکی نقل خاص زیان کاری کی طرف ہوگی سوا
 زیاں کاری کے کچھ نہیں حملہ مادہ کا اگر بظاہر جری ہے لیکن آنت اس کی مثل اس خرقے
 خری میں ہے قولہ وصف حیوانے بود بر زن فزون نہ زانکہ سوسے رنگ و بودار در کوٹ
 اے خنک آن کس کہ عقلش ز بودہ نفس ہشتش مادہ مضطربہ عقل جزویش نو غالب بودہ
 نفس اسٹے راحہ و سالب بودہ رنگ و بوے سبزہ زار آن خرشنیدہ جملہ جتنا ز طمع
 اور میدہ تشنہ محتاج مطر شد و ابر نے نفس را جوع البقر بد صبر نے اسپر آہن بود
 صبر اے پسرت حق نوشتہ بر سپر جاوا الظفرہ صد دلیل آرد مقلد در بیان ہذا قیاسے گوید اور
 زعمیان ہشتک آلودہ است اما شک نے پوے شکتش وے جو پیشک نے ہ
 تاکہ پیشکے شک گرد و اے مرید ہ سالما باید دران روضہ چرید ہ کہ نباید خورد و جو پانچون حیران ہ
 آہواز درختن چار غوان ہ و در بھجراے ختن با آن نفرہ جزو قفل یا سمن یا گل مخورہ مسدہ را خون
 بدان ریجان و گل ہ تا بیاے حکمت قوت و رسل ہ غوے معدہ زین کہ وجوہ از کن ہ خورون
 ریجان و گل آغاز کن ہ معدہ تن سوے کمدان مے کشد ہ معدہ دل سوے ریجان می کشد
 ہر کہ کاہ و جو خورد و ستر بان شود ہ ہر کہ نور حق خورد و ستر آن شود ہ نیم تو مشک است و شمع
 پیشک بین ہ ہین میفرایند پیشک افزا مشک چین ہ آن مقلد صد دلیل و صد بیان ہ ہر زبان آرد ندارد
 پیچ جان ہ چونکہ گویندہ ندارد جان و نہ ہا گفت اور اسکے بود برگ و ثمر ہ مے کند گتلخ
 مردم سا براہ ہ او بھان لزان تر بہت از برگ کاہ ہ اگر حدیشش نیز ہم ہا ضرر بودہ در حدیشش

رنگہ ہم مضمر بود واللغات رنگون پچھتین میل کرنا جو ع البقہ ایک مرض ہے جس میں تمام
اعضا بھوکے ہو جاتے ہیں کتنا ہی کھائے سیر نہیں ہوتا اسٹھٹے فرمائے ہیں وصف حیوانی
غیرست میں زیادہ ہوتا ہے اس سبب سے کہ اسکی رغبت و میل رنگ و بو کی طرف ہوتی ہے
بس کیسا خوش اور آرام میں وہ شخص ہے کہ جس کی عقل نر ہے اور نفس بد اسکا مادہ مضطر ہے
عقل جزوی تو اسکی نر و غالب ہے اور نفس جو مؤنث ہے اسکی خرد کی نیست و نفی کنندہ اس
گرمے کی عقل بھی مؤنث تھی اس سبزہ زار کا رنگ و بو سننے ہی جملہ جھتین اسکی مارے طمع کے بھاگ گئیں
حالانکہ یہ تو تشنہ اور محتاج باران کا ہوا اور وہاں ابر ہی نہیں نفس مؤنث کو جو ع البقر تھی اور اسکو
صبر ہی نہ تھا آئے پسر میر لوہے کی سیر ہے حق تعالیٰ نے اس سپر پر جاہ الظر لکھ دیا ہے
یعنی جہان صبر آیا بس خضر یاب ہوا مقلد کی عادت ہے کہ سیکڑوں دلیلین اپنے بیان میں لانا کر
مگر سب تیا س سے کتا ہے نہ آنکھ کا دیکھا ہوا وہ دلیلین ہیں تو مشک اکودہ سیفے فصاحت
و بلاغت کے ساتھ لیکن مشک نہیں تو مشک کی تو اس میں ہے مشک اکودہ ہونے
سے مگر سوا سے پیشک کے کچھ نہیں آب اسے مرید اگر چاہے کہ یہ پیشک مشک ہو جائے
تو ہر سون روغنہ عشق میں چرنا چاہیے گھانس دانہ گدھون کی طرح چرنا چھوڑ کے اہوس کے مثل ختمین
ارغوان چہرہ اور صحراے فتن کو اس نفس کے ساتھ جو پیر ہے جا اور سوا سے لونگ اور سمن
اور گل کے اور کچھ مت کھا کہ ان سب سے مراد ذکر یا انوار و ارادات قلبی ہیں تو اپنے سدا کو
خوگر اسی ریحان و گل کا کر تو حکمت اس قوت کی جو رسولون کا ہے حاصل کرے اس
گھانس دانے سے عادت معدے کی توڑ دے بس ریحان گل کھانا شروع کر دے تو
خیال نہیں کرتا معدہ تن کا تھکوکہ ان کی طرف گھسیٹتا ہے اور معدہ دل کا ریحان کی
طرف کھینچتا ہے دیکھ تو گامے بکری جو دانہ گھانس خوب کھاتی ہیں متربان کی جاتی ہیں اور
جو نور حق کا کھانا ہے شران ہو جاتا ہے اسے کتاب اللہ جو مستدام ہے ظاہر ہے کہ
نصف تیرے جسم کا مشک ہے اور نصف پیشک بس خبردار ہو پیشک مت بڑھائے مشک
چین بڑھا مقلد کی مت سن گو سیکڑوں دلیل اور سیکڑوں بیان اپنی زبان پر لائے اسلیئے
کہ وہ سب بیجان ہیں ذرا جان نہیں کیونکہ جب گویندہ ہی جان و سر سے خالی ہی تو اس کے
کلام و بیان میں برگ و ثمر گمان سے آئینگے ہر چند گستاخ ہو کے لوگوں کو اپنی راہ پر لگاتا ہے
لیکن جان کے ڈر سے تنکے کے مثل کانپ رہا ہے بلکہ تنکے سے

بھی زیادہ اگرچہ بابتیں کسی کی ہی بظاہر یا فریب ہوں لیکن ان میں بھی وہ لرزہ ضرور
پوشیدہ ہوگا

فرق درمیان سخن کامل و حاصل و سخن نامعقول جو آپ اپنے
اوپر لگائیں

قولہ شیخ نورانی زہرہ کہ نہ پائے سخن ہم نور را بھرہ کند بہ ہر کن تاست نورانی مشوے
تا حدیثش را شود نورش روے بہ ہر چہ در دو شباب پوشیدہ شود بہ در عقیدہ طعم دو شبابش بودہ
از گزردن ز سب و بہرگز گردگان بدلت دو شباب یا بے توازان بہ علم چون در نور حق
نہر غرہ شدہ پس ز غفلت نور یا بد قوم لد بہ ہر چہ کوئی باشد انہم نور پاک بہ
اکاسمان بہرگز بہار و سنگ و خاک بہ آسمان شواہر شوباران بہار بہ نادان بارش
آئندہ ہو و بکار بہ آب باران باغ صدر رنگ آورد بہ نادان ہمایہ در جنگ آورد بہ
باز گردم سوے آن رو باہ و حشر بہ تاجسان از راہ رفت آن حشر مگر بہ اللغات
نہر غرہ سرشتہ و پیچیدہ دو شباب شیرہ انگور و خراجس پر ایک شب گذر کے ترش ہو گیا ہو
لذیج الدس کش ناودان ہندی پر نالہ اسلئے جو شیخ نورانی ہے اسکو ڈھونڈو وہ تجھ کو
راہ راست سے آگاہ کرے گا اور جو جواب دے گا اسکے ساتھ نور ہوگا تو کوشش کر اور ایسے
نورانی کا عاشق بن جس کی بات کا نور روی ہو رومی وہ حرف جس پر بنا قافیے کی ہوئی ہو
مطلب یہ کہ نور انکی بات کے ساتھ لگا ہوا ہے قاعدہ ہے جو چیز دو شباب میں جوش
کیجاتی ہے وہ عقیدے میں طعم دو شباب کھاتی ہو چاہے اس میں گڑ ہو چاہے سبب چاہے
یہی چاہے گردگان سب سے تولدت دو شباب ہی کی پائے گا ایسے ہی علم بھی جب نور حق
میں سرشتہ و پیچیدہ ہو گیا تو اس علم سے کسی ہی کوئی قوم سرکش ہو ضرور نور پائے گی
اور جو کچھ تو کہے گا وہ بھی نور پاک ہوگا کس واسطے کہ آسمان سے خاک پھر نہیں برستے ہیں
بس تو آسمان ہو جا ابر ہو جا اور باران پر سانہ مثل پر نالے کے کہ وہ بھی بارش تو کرتا ہے
لیکن کسی کام کی نہیں آب باران سے تو باغ سیکڑوں رنگ کے رنگ لاتا ہے اور
آب پر نالہ سے اکثر بیڑوسی لٹنے کو مستعد ہوتا ہے آب ہم پھر حکایت رو باہ و حشر
کی طرف لوٹیں کہ وہ رو باہ دیکھو تو کسی اس گدھے کو راہ سے بے راہ لے گئی

عاجز ہونا گدھے کا رو باہ کے ہاتھ میں حرص علف کے

قولہ شدہ نسبت بروہ جملہ کردہ چون مقلد بد فریب اور بخوردہ غلط ادراک و بینائی ہذا شمسیت بد و ناموس
روہ پر و سکتہ گماشت با حوص نمودن آن چنان کردش دلیل با کہ زیویشش کرد با یا انصد و دلیل
اسلمنے گدھے نے دوئین با مرد و باہ پر حملہ کیا لیکن مقصد تھا فریب زین اس کے آگیا چونکہ غلط
ادراک و بینائی کا اس میں نہ تھا وہ باہ کے فریب نے اس کو سکتے میں ڈال دیا حوص غلط نہ واسی
ایسا اس کو دلیل کیا کہ یا نسو دلیلین لا کے عاجز کر دیا

حکایت مخنث کی اور پوچھنا لو طحی کا اس سے حالت لواطت میں کہ تیری
کمر میں خنجر کیوں ہے گنا اس واسطے کہ اگر میرے ساتھ بداندیشی کرے
تو اس کا پیٹ پھاڑ ڈالوں لو طحی اس پر آمد و شد کرتا تھا اور کہتا تھا
الحمد للہ میں نے تیرے ساتھ کوئی بداندیشی نہیں کی شہریت من
بیت نیست اقلیمست ہزل من ہزل نیست تعلیمست ہذا ان اللہ
لا یتحیی ان یضرب مثلاً ما بوضہ فافوقہا اس تفسیر میں جو منکر ہے
ما ذرا و اللہ بہذا مثلاً بس فرمایا کہ ہم نے یہ چاہا یا فضل بہ کثیرا و یہدی
بہ کثیرا کہ ہر نقتہ مثل میزان کے ہے بہت اس سے سرخرو
ہوتے ہیں اور بہت زور و اگر تو اس میں تامل کرے گا تو بہت
نتائج شریف پائے گا پس سمجھ اور جس نے سمجھا اس کو اللہ السلام
کرے والا ہو اور سلام

قولہ گندہ مالو طے درخانہ بروہ سرنگون افگندہ دروے نے فشرودہ از میان شخیرے دید آن
لعین پے پس بگفت اندر میانست چہوست این پے گفت آنکہ با من از یک بدشش پے بد بیندیشد بدرم
اشککش پے گفت لو طحی حمد شد ناگہ من پے بد بیندیشد یہ ام با تو نفس پے چونکہ دروے نیست خنجر با چہ سودہ
چون نماز و دل نماز و سو خود پے از سطلے میراث دار کے ذوالفقار پے بازو سے شیر خدا
ہستت بیار پے اگر فسو نے یا دوارے از سبج پے کوب و دندان سے اے و قیج پے کشتی سازی
ز تو زلیج و فتوح پے کو یکے ملارج کشتی چھو نوح پے بت شکستی گیرم ابراہیم وار پے کو بت تن
فدا کردن بنار پے گرد دلیست بہت ہند فعل آری تیغ جو میں با پو کن ذوالفقار پے آن وسیلے
کو تر مانع شود پے از عمل آن نعمت صلح شود پے اللہ العالیست گوزلیج پے آگندہ کرنا اور تقسیم کرنا
فتوح کشائش و شادی و قیج بے شرم اسلمنے پوشیدہ نہ رہے کہ اس حکایت کی

سُرخِ مین جو ایک شعر اور آئیہ کریمہ ایراد فرمائی ہے اس نظر سے ہے کہ کوئی حکایت کی ہزل پر مقرر نہیں بلحاظ اسکے کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ لایستیخی ان یضرب مثلاً ما یجوہرہ
 فما یوقھا فاما الذین آمنوا فیعلمون انہ الحق من ربہم واما الذین کفروا یقولون ما ذا اراد اللہ بهذا
 مثلاً یفضل بہ کثیرا ویدہر بہ کثیرا بیشک اللہ نہیں شرارتا ہے مثال دینے سے کسی مثال ٹھہر
 وغیرہ یا اُس سے زیادہ کے سوجو لوگ کہ ایمان لائے ہیں وہ جانتے ہیں کہ بیشک وہ حق ہے
 اور اُن کے پروردگار کی طرف سے ہے اور جو لوگ کافر ہیں وہ کہیں گے کیا ارادہ کیا
 اللہ نے اس مثل سے اور وہ گمراہ کرتا ہے اُس سے بہتوں کو اور ہدایت کرتا ہے بہتوں کو چنانچہ
 مولانا ج بھی فرماتے ہیں کہ ایک گندے کو ایک لوطی گھر میں لے گیا اور اُسکو سرنگوں کیے اغلام
 کرتا تھا اُس لعین نے اُسکی کر میں ایک خجرو دیکھا پوچھا یہ خجرتیری کر میں کیوں ہے کہا اسو اسطے
 کہ اگر کوئی بد منش میرے ساتھ بداندیشی کرے تو اُسکا پیٹ پھاڑ ڈالوں لوطی نے کہا الحمد للہ
 کہ میں نے تیرے ساتھ کوئی بُدی اور بداندیشی اپنے پیشے میں نہیں کی ہے آپ بقولات
 مولانا ج کے ہیں کہ اگر ٹھہرین مودی نہیں ہے تو کتنے ہی خجرو ہوں اُن سے کیا فائدہ اور
 دل نہیں رکھتا ہے اور خود رکھتا ہے تو خود محض بے سود ہر ہم نے مانا کہ ذوالفقار حضرت علی سے
 تیری ہی میراث میں چلی آتی ہے لیکن بازو شیر خدا کے سے بھی تو لا با افرض تو نے افسون حضرت
 مسیح سے یاد کیا مگر اسے بے شرم مسیح کے سے لب و دندان بھی تو پیدا کردہ لب و دندان تیرے
 کمان ہیں تو نے خرچ کر کے خوشی سے نوح کی سی کشتی بنائی لیکن کوئی ملاح نوح سا تیرے
 پاس کمان ہے اور نہ رہن کیا کہ تو نے ابلاہیم کی طرح بت تو توڑ لیکن اُس تن کے بہت کو
 آگ پر فدا کیا ہے اگر تیرے پاس دلیل ہے تو اپنے فعل میں اُسکو لاینے اُس پر
 عمل کر تو یہ تیغ چوہن تیری بدولت اسکے ذوالفقار ہو جائے اور جو دلیل کہ تیری مانع ہوئے اور
 عمل نہ کرنے دے اُسکو جان لے کہ یہ ایک بلا صانع کی طرت سے ٹھہر چکی ہے قولہ خائفان
 راہ را کردے دلیر از ہمہ لزان ترے تو زیر دیر از ہمہ درس تو کل نے سکنے
 در ہوا تو پشہ مارگ میزنے بلے تخت پیش رفتہ از سپاہ بدو روغ ریش تو گیزد گواہ
 چون ز نامر دے دل آگدہ بودہ ریش و سبلت موجب خندہ بودہ تو بکن اشک باران چون
 مطرہ ریش و سبلت را ز خندہ باز جترہ داروے مردے بخور اندر عمل پناہ شوی
 خورشید گرم اندر محل بہ معہہ را بگزارو سوے دل حرام نہ تاکہ بے پردہ زحی آید سلام

رستمی گریادت غنجر بکیر پڑور بجزے مائلے چادر بکیر پڑرستمی گریائے جوشن بہوش پڑ در بجزے
 راجھے روکون مندوش پڑیک دو گائے رو توکل ساز خوش پڑ ۲۲ تر بخشش کشر اندر برش
 بر سر میدان چو مردان پاٹھارے تا بگڑے بتلا در پاے دار پڑ تاکہ اندجامہ زنان ہچون زنان پڑ
 در صف مردان در آنچون سنان پڑ اٹھے جو لوگ اس راہ میں ڈرے تھے انکو تو نے
 اپنی باتوں سے دلیر کر دیا اور ان سب سے زیادہ تو چپکے چپکے ڈر رہا ہے اور کا پتہ ہے
 سب کو سبق توکل کا پڑھا تا ہے گویا اڑتے پھسر کی فصہ کو لتا ہے آے محنت تو نے محنت
 ہو کے سب سپاہ سے قدم آگے بڑھایا تیری ریش کے دروغ پر خود گواہ گرفت کرے گا
 جب نامردی سے دل بھرا ہوتا ہے ڈارھی موچھ دو نون سبب خندہ کی ہوتی ہیں خوب تو بہ کر اور
 دفعہ کی طرح اشک برسا اور اپنی ڈارھی موچھ کو خندہ سے چھڑا اپنے فعل و عمل کے لیے
 وہ دوا کھا جس سے تو فعل و عمل میں مرد ہو جائے اور جیسے خورشید برج محل میں جا کے
 گرم ہو جاتا ہے ایسا ہی گرم ہو جائے معدے کو چھوڑ دل کی طرف رجوع ہوتا ظاہر ہے پردہ حق
 سے جھٹکو سلام آئے اگر رستم بنا چاہتا ہے غنجر بکیر اور جو چیزی کی طرف راغب ہے چادر
 اوڑھ لے جیسا کہ طالب الدنیا کوٹ و طالب الحقے محنت و طالب المولے مذکر اگر رستمی
 کی طرف مائل ہو جوشن ہیں ادہ اگر چیزی کی طرف جھکا ہوا ہے جا کون بیچتا پھسر دو ایک قدم
 چل اور اچھی طرح توکل کر تو عشق اُسکا تجھے بنگلیہ ہوئے مردوں کی طرح بر سر میدان
 کھڑا ہو تو پاے دار میں بتلا نہوئے کتب تک عورتوں کے کپڑے عورتوں کی طرح پہنے
 رہے گا مردوں کی صف میں شل سنان کے داخل ہو

غالب ہونا بکر و باہ کا گدھے پر اور لیجانا اس کا

قولہ رو بہ اندر چارہ پاے خود فشرد پڑ ریش خر گرفت و بیش شیر مرد و مطرب آن خالقہ کو تاکہ
 تفت پڑ دت زمد کہ خر گرفت و خر گرفت پڑ چونکہ خر گوشے برد شیرے بچاہ پڑ چون نیار درو بھی
 جند تا گیاہ پڑ گوش لہر بند و افسوننا خور پڑ جز فسون آن دے داد گرد آن فسون خوشتر از
 حلوائے او پڑ نانکہ صد حلوائے خاک پاے او پڑ خمہاے خسروائے پر زے پڑ مایہ بردہ از
 دم بہماے دے پڑ عاشق مے باشد آن جان بید پڑ کوئے بہماے لعلش را ندید پڑ آب
 شیرین چون نہ بیند مرغ کور پڑ چون نگر دگر چشمہ آب شور پڑ موئے جان سینہ را
 سینا کند طوطیان کور را بینا کند پڑ خسرو شیرین جان نوبت دہ است پڑ لاہرم

در شہر قندازان شدہ است بذو سغان غیب لشکرے کشندہ ٹنگھاکے تندر مصرے سے چشنند
 اشتران مصر مارو سوے است بذو سغان غیب لشکرے کشندہ ٹنگھاکے تندر مصرے سے چشنند
 ابلعے فرماتے ہیں اس رو باہ نے ایسا قدم اس تدبیر میں جمایا کہ آخر ڈاڑھی گدھے کی پکڑ کے
 شیر کے پاس لے ہی گئی آب فرماتے ہیں مطرب اس خانقاہ کا کمان پر جو گرا گرم دف بجا کے
 کے کہ خبر نیت خبر نیت اسکا قصہ اگلے دفتر میں مذکور ہو چکا ہے اور ہے بھی تو یہ کہ جب خرگوش
 شیر کو گنوین پر لے گیا تو رو باہ گدھے کو گھانس تک کیوں نہ لے آئی اسکا قصہ بھی
 دفتر اول میں گذرا ایتندہ مقولات ان کے ہیں تو اپنے کان بند کرے اور کسی کے
 افسون میں مت آسواے افسون ولی دادگر کے اُس کے وہ افسون خوشتر از حلوایں
 کہ سیکڑوں حلوے اُس فسون کی خاک پاہن یہ ختم خسروانی پر از مے اُسکے لب میگون
 سے مایہ پائے ہوئے ہیں لیکن عاشق اس مے کی وہ جان یعد و دور افتادہ ہے
 جس نے کہ شراب اُن لب لعل کی نہ دیکھی جو مرغ کا مدھا ہے اور آب شیریں اُس نے نہیں دیکھا
 وہ اندھا گرد آب شور کے کیسے نہ پھرے مگر مے جان کا وہ ہے جو سینے کو طر سینا بناتا ہے
 جس پر تجلی حق کی پڑی تھی اور اندھی طوطیوں کو بینا کرتا ہے خسرو شیریں جان نے نوبت بجادی ہو
 اسی سبب سے اس شہر میں قندازان ہو رہا ہے معمول ہے کہ سوداگر جب کوئی متاع گران
 بہا لاتا ہے تو تقارہ واسطے اطلار خریداروں کے بجاتا ہے غیبی یوسف جو نوار تجلیا ستا ہیں
 لشکر کشی کر رہے ہیں اور گزین تندر مصری کی چمکتے ہیں اور مصر کے اونٹ ہماری طرف
 متوجہ ہیں اسے طوطیوں کو آواز ان کے گھٹنوں کی سنو قولہ شہر ما فردا پیراز شکر شود بذو سغان
 است و از ان تر شود و در شکر غلطیدے حلوایان بذو طوطی کو رہے صفرائیان بذو شکر
 کو بیحد کار نیست دیس بذو جان برفشانید یا رانیست دیس بذو یک ترش در شہر یا اکنون
 نمائندہ چونکہ شیریں خسروان را بر نشانہ نقل بہ نقل است و مے برے ہلا بذو ہر منارہ
 رو بہ زن بانگ صلاہ کہ نہ سالہ شیریں مے شود بذو سنگ مر مر لعل زمین مے شود بذو آفتاب
 اندر فلک دستک زنان بذو ہا چون عاشقان بازی کنان بذو چشمہا بخور شد اسبوز نارہ
 گل شکوفہ مے کند بر شاخسار چشم دولت سحر مطلق مے کند بذو روح شد منصور اتا الحق مے زندہ
 شد بذو یوسف آن زلیخا نوجوان بذو عشرت از سر گہ خوش خوش شادمان بذو آتشے اندر دل
 خود بر سر و زہ در قہ چشم بد سپند را نے بسوزہ بذو بحال خویشتن مے باش شاد بذو تا بیا بے

در جهان جان مراد اگر خرے راے بر در و بر دسر و گوهر تو خر و باش و غم بخور یعنی شکر ہمارا
کل کو شکر سے بھر جائے گا ویسی ہی شکر یہاں ارزان ہے اور زیادہ ازان ہو جائے گی آب
اسے حلوائی و شیرینی میں لڑیو مثل طویون کے حلوائی مراد خوش افلاکون سے اور کوری ہے
صفرائیون کو صفرائی ترخو کوری اس سبب سے کہ شکر صفرائی کو مضر ہے آب نیشکر جابو بس یہی کلمہ ہے
اور جان قربان کر دے یا رہی ہے کوئی ترش ہمارے شیرین اب نہیں رہا کہ شیرین نے
اپنے خسر و بٹھا دیے جن سے سب شیرین کار ہو گئے آب نقل بر نقل ہے اور مے بر مے دونوں
بافراط خبردار ہو منارے پر چڑھ جا اور بانگ صلا کی پکار دے کہ آؤ لو سرکہ نو برس والا پڑانا
شیرین ہوتا ہے اور جو سنگ مرمر ہے لعل ندین ہوتا ہے آنتاب آسمان میں تالیاں بجاتا ہو
ڈرے عاشقون کی طرح لوٹ پوٹ ہونے میں چشم دولت کی سحر مطلق کرتی ہر روح منصور ہو گئی غرہ
انا الحق کا مار رہی ہے یوسف سے وہ زینجا جو بڑھی بڑائی تھی کہ مراد روح سے ہے نوجوان ہو گئی
آب تو از سر نو عشرت اختیار کی بڑی خوشی و شادمانی سے یوسف مراد معشوق حقیقی سے ایک
آگ اپنے دل میں بھڑکا اور واسطے ملے چشم بد کے سپہند جلا تو اپنے حال میں شاد رہ تو جہان
جان میں اپنی مراد پائے اگر گدے کی رو باہ عقل کاٹے لیے جاتی ہے لے جانے دے
بلکہ کہہ دے بجا تو گدہ صامت بن اور اسکا غم مت کھا

حکایت اس شخص کی کہ خوف سے ایک گھر میں گھس پڑا صاحب خانہ نے
پوچھا کیا خوف ہے کہا گدے سے یگا ریکڑے ہیں کہا تو گدھا نہیں ہے
پھر کیوں ڈرتا ہے

قولہ آن کے درخانہ ناک گرخت ہند و دلب کیو و رنگ ریخت ہ صاحب خانہ گفتش میراست
کہ ہے لڑ و ترا چہن پیروست ہ واقعہ چون است چون بگرختی ہ رنگ رخسارہ بگو چون
ریختے ہ گفت بہر رخہ شاہ حرون ہ خرہ ہے گیرند از مردم برون ہ گفت سے گیرند خراس
جان گم ہ چون نہ خرد توازین چیست غم ہ گفت بس چند و گرم اندر گرفت ہ اگر خرم گیرند
ہم بنود شکفت ہ بہر خند گیرے بر آوردند دست ہ جد جد تمیز ہم برخاستست ہ چونکہ بے تمیز
مایان سرور ہ صاحب منرا بجاے خبر نہ نیست شاہ دشہر ایہودہ گیر نہ است تمیزش
سمیع است و بصیر ہ آدے باش و زخیر گیان ترس ہ خرہ اے عیسے دمدان ترس ہ چرخ
چارم ہم نہ تو پرست ہ حاش خدا کہ مقامات آخرست ہ تو ز چرخ و اختران ہم بر ترے ہ

اگرچہ ہر مصلحت در آخرے ہر میرا خورد دیگر و خورد دیگرست ہر آنکو کاندرا آخر شد خست ہر المعنی
 ایک شخص ناگاہ ایک گھر میں بھاگ کے گھس گیا اور یہ حال کہ کھنڈر و ہونٹھ نیلے رنگ اڑا ہوا
 صاحب خانہ نے دیکھ کر کہا خیر ہے کیون تیرے ہاتھ پڑھون کی طرح کاپتے ہیں کیا واقعہ ہے
 جس سے تو بھاگا اور تیرے کھنڈر کا رنگ کیوں اڑا ہوا ہے کہا باہر لوگ بادشاہ سرکش کے
 واسطے گدھے لوگوں کے بیگاں پکڑتے ہیں کہا اے جان عم جب تو گدھا نہیں ہے تو
 تجھ کو کیا غم ہے تو جا آخبر وہ تو گدھے پکڑتے ہیں کہا وہ بڑی جدوجہد میں ہیں گویا خود ہی جہنم
 اور نہایت گرم ہیں اس پر دھک دین اگر کبھی کو گدھا فرض کر لیں تو ان سے کچھ عجیب نہیں
 ان لوگوں نے گدھے پکڑنے میں ہاتھ نکالا ہے ایسا کہ جد ہی جد ہے تمیز بھی اٹھ گئی ہے اور
 جب کہ ہمارے سردار ہی بے تمیز ہیں تو ایسا نہ کہیں صاحب جس کو بچاے خر کے لوجا میں
 اب مقولات مولانا رح گے ہیں کہ ہمارا شہر اور ہمارا شاہ یہودہ گہر نہیں ہے بلکہ
 اسکو تمیز ہے اور سمیع و بصیر ہے تو آدمی بن چھدر خیر دن سے مت ڈر تو گدھا نہیں ہے
 عیسے وقت ہے تو ہرگز مت ڈر تیرے ہی نور سے چوتھا آسمان بھرا ہے حاش شد تیرا
 مقام یہ آخر نہیں ہے تو تو چرخ اور جہلم اختر دن سے بڑھے اگرچہ مصلحتاً چندے اس آخر
 میں ہے خیال تو کر میرا خرد اور ہوا خرد اور ہے نہ یہ کہ جو کوئی آخر میں گیا وہ خربے قول میرا کھو گرجہ
 در آخر کو نہ ہر کہ اور آخر کو یہ جہلم بود ہچہ در افتادیم در و نبال حشرہ از گلستان گوے و ز
 گھماے تر از اذانہ تر ترخ و شمشاخ سیب ہر شراب و شاہان بے حبیب ہا یا انان بازان
 کہ بکان پروردہ ہم نگوں اشکم عم آسان سے چرہ عیالان دریا کہ موجش گوہرست ہر شش
 بیندہ بینش درست ہا یا اذان مرغان کہ گھن سے کنند بیضہ نازین و سیمین مے کنند
 نزد بارتائست پیمان در جہان ہا یا یہ تا عنان آسمان ہر گرہ زازد بانے دیگرست ہ
 ہر روش را آسمانے دیگرست ہ ہر یکے از حال دیگر بخیر ملک با پنا و بے پایان و سرہ
 این دران حیران کہ او از جہیت خوش ہان درین خیرہ کہ حیرت چہ حیرت ہن ارض اللہ واسع
 آمدہ ہر درختے از زمینے سرزدہ ہر درختان شکر گویان برگ و شاخ ہ کہ زہے ملک و
 وزہے عرصہ فراخ ہ این سخن پایان ندارد کن رجوع ہ سوے آن روداہ و شیر
 و سقم جوع ہ اللغات عنان ذراع آسمان و ابر المعنی بتائید صدر پھر فرماتے ہیں کہ میر
 آخر اگرچہ آخر میں ہو لیکن اسکو جو کوئی خر کے وہ خود خربے آب فرماتے ہیں عجیب حال ہر

کیسے ہم خرسکے تیجھے پڑ گئے ہیں کہ خروقی کا ذکر کیجئے جاتے ہیں اسے دل اُسکو چھوڑ کچھ گلستان کا
یا گلگون تر و تازہ کا یا انار و ترنج اور شلخ سیب کا اور شراب و معشوق بے حساب کا ذکر کر
گلستان عبارت جنت سے ہے یا اُن بازون کا ذکر جو کباب پرور ہیں کہ اپنے شکم کو نگون
کیجئے ہوئے ہیں اور سہل طور پر چستے ہیں کہ عبارت انہیا سے ہے یا اُس دریا سے کچھ کہ
جس کی موج گوہر ہے اور گوہر اسکے بیان کرنے والا بیش در ہے جس دریا سے ارادہ
کتاب اللہ کا ہے یا اُن مرغون سے جو گھوڑا گرید تے ہیں اور انڑے زرین و سیمین دیدیتے ہیں
جن سے مرغ زرین اور سفید پیدا ہوتے ہیں یہ سب سیڈھیاں جہان میں چھپی ہوئی ہیں اور
پایہ پایہ حوالی آسمان تک ہیں پھر ایک آسمان کی گرہ سے دوسرے آسمان
کی گرہ تک ہر گرہ کی دوسری سیڈھیاں ہیں اور ہر روش کا آسمان دوسرا ہے ہر ایک
ایک دوسرے کے حال سے بیخبر اور ہر ایک ایک ملک پہناؤ و منساخ جس کی نہ حد نہ سرا
یہ تو اُس میں حیران کہ یہ کس بات میں خوشش اور وہ اس پر حیران کہ یہ حیران ہی کیوں ہے
ایسے ہی صحن زمین کا نہایت وسیع ہے جیسا کہ فرمایا ارض اللہ واسعة اور ہر درخت نے
زمین سے سرنکا لا اور درختوں پر شاخ و برگ جو شکر خدا کا کہ رہے ہیں کہ عجب ملک ہے اور
عجب میدان فراخ آب فرماتے ہیں اس سخن کی تو نہایت نہین لہذا تو حکایت شیر و روباہ
اور سقم بھوک کی طرف رجوع ہو کہ بھوک سے کیا سقم پیدا ہوا

یہ جانار و روباہ کا خرگوشا منے شیر کے اور جست کرنا خرگوشا شیر سے اور
عتاب و روباہ کا شیر پر کہ کیوں جلدی کی اور خوشاں شیر کی کہ اب کی دفعہ
پھر اُسکو لگا کے لا

قولہ چونکہ روباہش بسوے مرغ بروہ تا کند شیرش بحملہ خرد مردہ دور بودار شیر و آن شیر از نبرد
تا بہ نزدیک آید آن صبرش نگرہ گندے کرد از بلندے شیر ہول بہ خود نبودش
قوت امکان حول بہ خرد و ورش دید و برگشت و گریخت بہ تاباے کوہ تا دان نعل
ریخت بہ گفت روبہ شیر رائے شاہ ما بہ چون نگرہ سے صبر و وقت دعا بہ تا بہ نزدیک
آید آن غوے بہ بس بانگ حملہ غالب شوے بہ مکر شیطانست تعیل و شتاب بہ لطف
رحمانست صبر و احتساب بہ و بود و حملہ دید و گریخت بہ ضعف تو ظاہر شد و آب تور یخت بہ
گفت من پنداشتم بر جاست زور بہ خود بدم از ضعف خود نادان و کورہ نیز رجوع و جاسم

ماوراء کردگار لطف خود با علم الانسان خم طغرائے ماست با علم عند اللہ مقصد ہمارے ماست تربیہ کن
 آفتاب روششم بذربے الاعلیٰ ازان برے زخم بذخبرہ گردار و او باہمہ بذشکنندہ مدد تجربہ نین
 و در مسہ بذبوکہ توبہ بشکند آن مست خود در رسد شوشے اشکستن در دالمقاسات مغلطی ہضم
 جس کے اعضا خوب چسپان شون تربیہ اسے تربیت المعنی رو بہا کہتی ہوں اسکو لائن تو لیکن
 تو بہر جلدی مت دوڑ پڑو تو پھر اسکو جلدی کر کے نہ کھو دے شیر لے کہا بیچ کتنی ہے مین نے بھی
 تجربہ کیا مین سخت رنجور ہوں میرا جسم غفل ہو گیا لینے اعضا اپنی جگہ نہیں رہے قوت باطل
 ہو گئی ہے جب تک تو اسکو پورا پورا میرے پاس نہ لے آئیگی مین ہونگا نہیں ایسا ہو جاؤں گا
 جیسے تختہ پروام سینے مردہ آب رو بہا چلی اور شیر سے کما دغا کرتا اسکی عقل کو غفلت خوب چھپا لے
 اس نے خدا کے سامنے بہت سی توبہ کی ہیں کہ پھر مین فریفتہ کسی ناکارہ شے پر نہ لگا کر مین اسکی
 توبہ کو دیکھے گا کیسے خراب کرتی ہوں مین عقل در عمدہ روشن کی دشمن ہوں یہ تو ایک ہی گدھا ہو
 میرے تو گلے کے گلے گدھوں کے ایسے ہیں جیسے فرزند اسے پروردہ مثل بچوں کے
 کہ ذرا مین انکو پھسلا دیتے ہیں اور اسکی جو کچھ فکر تو میری فکر و فریب کی کھلونا ہے اب فراسے مین
 جو عقل کہ دور زحل سے حاصل ہوتی ہے کہ جس سے دورہ سیاروں کا شروع ہوتا ہو اور سب سے
 بلند فلک ہفتم بر اس عقل کا ہماری عقل کے آگے کیا رتبہ ہے وہ تو عطارد اور زحل سے داٹا
 ہوا ہے کہ عطارد و زحل و زہر فلک ہو اور ہم داو خدا سے نکلائے سے کہ لطف جس کی خوبی ہمارے طغرائے
 بیچ و خم خلق الانسان علمہ اطمینان سے ہیں اور العلم عند اللہ کل مقصد ہمارے ہیں اہل تربیت
 و تعلیم اس آفتاب روشن سے ہو اسی سبب ہم ربی الاعلیٰ کہتے ہیں کیسا ہی تجربہ اسکو ہے
 باوصف اسکے سیکڑوں تجربے اسکے اس دم دے سے پکڑ جائینگے تجھ کو امید ہے کہ وہ مست خو
 توبہ توڑ دے اور شومی شکست کی خود بخود اسکو پہونچے

اس بیان میں کہ عہد و توبہ کا توڑنا ہلا ہے بلکہ موجب مسخ جیسا کہ اصحاب
 سبت کے حق ہوا نقلنا لہم کو لو اقر وہ خاسئین اور مایہ مسیح کے مقدمے
 مین فرمایا و جعل منہم القروۃ و الخنازیر و عبد الطاغوت اور کیسے ہم نے
 ان سے بند را و رخوک اور عبد الطاغوت

قولہ نقض یشاق شکست تو ہمارے موجب لغت بود و راتھا با نقض عمد و توبہ اصحاب سبت بہ موجب
 مسخ آندہ ہلاک و کبت بہ پس خدا ان قوم را بوزینہ کر دہ چونکہ عمد خود شکستہ از بندہ

اندرین است نہ بدسخ بدن بلکہ سخی دل بود اسے ذوالفطن چون دل بوزینہ گردو آن دلش
از دل بوزینہ شد خوار آن گلش بگرہنر بودے دلش را از اختیار بنخوار کے بودے ز صورت
آن حسارتہ آن سگ اصحاب خوش بدسیرتش پہنچ بودے نقصت زان صورتش پہنچ
صورت بود اہل سبت را بہ تاپہ بند خلق ظاہر کبت را بہ از رہ شر صد ہزاران دگر بہ گشتہ از
توبہ شکستن شوک و حسرت اللغات نقص توڑنا یشاق عمد سبت روز شنبہ تسخ بھی
صورت بری صورت سے بدل جانا نقصت نقصان کبت بافتح خوار کرنا المعنی قرآنے
ہین عمد و توبہ کا توڑنا آخرین موجب لعنت کا ہو جانا ہے دیکھو اصحاب سبت نے عمد و
توبہ توڑے موجب سخی دہلاک و خواری کے ہوئے اور یہ اصحاب سبت اُمت داؤد علیہ السلام
سے ہیں کہ ان کو سینچر کے دن ٹھیلی کے شکار کھیلنے کو نہی کی گئی تھی اور یہ داؤد بیچ کر کے کھیلنے
رہے آخر کار سخی ہو کے بندر ہو گئے جیسا کہ فرمایا ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت
تقلنا لم کو نوافسردہ خاصین تحقیق جانا تم نے اُن لوگوں کو جنھوں نے تم میں سے زیادتی
کی تھی ہفتے کے دن میں سو ہم نے کہا بندر ہو جاؤ پھٹکارے ہوئے اور اُن کو خدا کے تعالیٰ
نے بند رکھ دیا اسی سبب سے کہ اُنھوں نے عمد اپنا رٹائی سے توڑا اُس اُمت محمدیہ میں
سخ بدن نہیں ہے لیکن اسے دانا سخی دل ہو اور جب کہ اُسکا دل سخی ہو کے بندر کا دل ہو جاتا ہو
بس اُس بند کے دل سے اسکی مٹی خوار ہوتی ہو اگر اس کے دل کو ہنر اختیار ہوتا یعنی ہنر مند
دل ہوتا تو صورت سے وہ گدھا خوار کیوں ہوتا دیکھو اصحاب کفت کا کتا خوش سیرت اُسکو
اسکی صورت نے کیا نقصان کیا اور سخی صورت کا اہل سبت کو اس سبت سے ہوا تو
مخلوق ظاہر ان کی خواری و خرابی کو دیکھو اُسکے اور اُن کے سوالا کھوں اپنی شر سے شوک و حسرت
ہو گئے جنھوں نے توبہ توڑی

عتاب کرنا خیر کار و یا ہ سے

قولہ پس بیا ز دور و بہ پیش خرہ گفت خراز چو نتویاری الحذر بہ تا جو اندر اچہ کردم من ترا نہ کہ بہ پیش
شیر زبردے مرا بہ موجب کین تو با جام چہ بود بہ غیر خبث گوہر تو اے عنود بہ بچو کردم کو گرد
پاے فتنے بہ نار سیدہ ازوے اورا آفتے بہ یا چود یوے کو عدوے جان ماست بہ
نار سیدہ ز حمتش ازنا و کاست بہ بلکہ طبعاً خصم جان آدمیست بہ از ہلاک آدمی در خیرست بہ
جد پے ہر آدمی او نگلد بہ خوب و طبع زشت خود را کے ہلد بہ نالکہ خبث ذات ادبی ہو جی بہ

سادہ دل بدور نہ ہونے کے غم نہ غل بہ از خیال زشت خود منکرین بہ بر عہد ان از چہ داری سوی
 سخن بہ طعن نیکو بر براخوان صفا بہ گویہ آید ظاہر از ایشان جفا بہ آن خیال دوہم بد چون شد بدیرہ ص
 ہزاران یار را از ہم بریدہ بشفقے کر کرد جور و امتحان بہ عقل باید کہ نباشد بہ لگان بہ خاصہ من بدرگ
 خود زشت قسم نہ آچہ دیدہ سے بد بندہ و آن طلسم بہ در بدی بدان سگاش قدر را بہ عفو فرمایند از
 یاران خطا بہ عالم دہم و خیال و طبع و ہیم بہ ہست رہر در ایسے سدرے عظیم بہ نقشہا سے این خیال
 نقشہ بہ چون غلطی تاکہ کہ بد شد گزند بہ گفت ہزار بی ابراہیم زاد بہ چونکہ اندر عالم دہم او فتادہ ذکر کو کب
 را چہین تاویل گفت بہ آن کسی کو گوہر تنویر سفت بہ عالم دہم و خیال دہم بندہ آن چنان کہ راز ہائی
 خویش کند تاکہ ہزار بے اندقال او بہ خریط و خراچہ باشد حال او بہ اللغات سترزل قرآن مجید
 تشریط بطلان اسلحے کو بہاہ نے کہا ہم صاف ہیں ہم میں گا دو کہ ورت نہیں ہی لیکن تیرے
 خیالات وہی کا کیا علاج کہ وہ بڑے بڑے ہیں آسے احمق سادہ دل یہ سب تیرے دہم ہیں ورنہ
 میں تو تیرے ساتھ کوئی دغا اور فریب نہیں رکھتی تو اپنے خیال بد سے بھوکوت دیکھے دوستوں
 بد گمانی کا کیا موقع ہے چاہیے کہ جو اخوان صفا ہیں ان پر گمان نیک کرے اگرچہ بظاہر ان سے کوئی بھلا
 بھی ہوئے یہ جو یاروں میں جدائی ہو جاتی ہے کہ لاکھوں بار ایسا ہوا ہے یہی خیال دہم بد تھا جو ظاہر ہو چکا
 ایسا ہوا ہے اگر کسی مشفق نے جو رو کا امتحان کیا آزمائش کے واسطے تو عقل چاہیے کہ وہ بد گمان نہ ہو
 خاص کر میں بد اصل اور بد قسم سے نہ مٹی جو ایسی ہرائی کرتی تو نے جو کچھ دیکھا وہ کوئی بد نہ تھا طلسم محقا
 اور جو وہ سگائش آسے تجویز اپنے قدر و اندازہ میں بد ہی مٹی تو ایسی بات کی یاروں سے امید عفو خطا
 کی ہوتی ہے تو بھی معاف کر وہ عالم جو دہم و خیال و طبع دہم کا ہے خوب جان لے کہ راہرو کے حق
 میں یہ سب ایک موانع عظیم ہیں اس دنیا کے نقشوں نے جو خود ایک خیال نقشہ ہی غلیل شد
 جیسے کہ کوہ اپنی جگہ سے ہلنے والے نہ تھے انکو بھی گزند میں ڈالا تھا یعنی ابراہیم نے جو بڑے جواہر و
 دسخی تھے ہزار بے کام کیسے عالم دہم میں پڑے تھے اور ایسے ہی کو کب کی نسبت انھوں نے
 تاویل کی ہے جنھوں نے گوہر قرآن مجید کے پروئے ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس
 عالم دہم و خیال دہم بند نے ایسے کہ کو اپنی جگہ سے ہلا دیا جسکے سبب سے ہزار بی آنھوں نے کہا
 پھر اگر کوئی خریط ہو یا جزو اسکا کیا حال قولہ غرق شدہ عقلماء چون جبال بہ در بخار و ہم و گرداب
 خیال ہ کہ وہ ہمارا ہست زمین طوفان نضوج بہ کو امانے جز کہ در کشتی نوح با زمین خیال را بہ زن راہ
 یقین ہا گشت ہفتاد و دولت زابل دین بہ فرد ایقان رست از دہم و خیال بہ مولی ابرو رانچی گوید

ہلال کا نام نہ لے کر فرعون نے فرعون جیسی فیلسوف کا ماہ اور برج زہری ریشوسٹا پاکس نما اور روسی زنت
 کیست ان کا نام نہ لے کر فرعون نے فرعون جیسی فیلسوف کا ماہ اور برج زہری ریشوسٹا پاکس نما اور روسی زنت
 عاجز من اس نے غولیشن کا چہ نشینی پریشی تو پیش من کا اس من دماہر کا من در میز بندہ عاشق غولیشن است
 و ہر بالائے من و مانی بھی جو ہم بجان کا تا شوم من کو سے ان خوش صور بجان کا ہر کہ بے من چہ
 ہم متبادر دست کا یار جملہ شہ چو در دست دوست کا آئندہ بے نقش شد یا بد بہا کا نام نہ لے کر فرعون نے
 فرعون نقشاہ اللغات فصوح یغمتیں رسوائی تمام خلیفہ دوم روسی زن قحبہ صو کجاں مغرب
 چو گان حاکم کندہ اسے بہت عقلیں ایسی جیسے پہاڑ مستحکم اسی دہم کے دریاؤں اور گوان
 خیال میں ڈوبے ہیں یہ دہم و خیال بسا طوفان ہے کہ پہاڑ جس سے رسوا نصیحت ہوئے ہیں جیسے
 کنعان نے پہاڑ پر جھروسا کیا تھا لیکن امان کمان ہو سوزے کشتی نوح کے اور اسی خیال ماہرین کے
 راہ یقین کی اہل دین میں بہتر ملت پر ہو گئی مگر جو دریا یقان کے ہیں وہ دہم و خیال سے چھوٹے ہیں
 وہ ابرو کے بال کو ہلال نہیں کہتے اور جسکو نور عمر سے سند نہیں ہو وہ ٹیڑھے بال ابرو کو ہلال کہتا ہے
 یہ تو ہے کج اسکی راہ مارتا ہے اور اس سے یہ اشارہ ہو کہ حضرت عرش کے وقت میں راہ صیام
 دیکھتے تھے ایک شخص نے کہا کہ ہلال وہ ہو حضرت عرش کے آسمان پر نظر کر کے کہا کہ ہلال نہیں ہے
 تیرے ابرو کے سوزے کج شدہ کو تیرا خیال ہلال بتا رہا ہو چنانچہ یہ نقل مفصل سابق مذکور ہو چکی ہے انتہی
 لاکھوں کشتیاں بڑی ہول دہیبت والی تختہ تختہ ہو کے دریا سے دہم میں بہ گئی ہیں آؤں جن میں
 فرعون جیست و فیلسوف تھا کیسا ماہ آسکا برج دہم میں پر کے خسوف میں آیا کی کوئی نہیں جانتا کہ
 روسی زن کون ہو اور جو جانتا ہو اُسکو اپنے اوپر گمان نہیں ہوتا اور جب تجھ کو تیرا دہم دیوانہ بنائے
 تو تو اور دن کے دہم کے گرد کیوں پھرے مثلاً میں تو اپنے ہی منی سے عاجز ہو رہا ہوں تو منی سے
 ہر میرے سنے کیا بیٹھا ہو خوب جان لے کہ ماؤں کے ساتھ جو کوئی یہ دروازہ بجا تا ہو وہ عاشق
 اپنا ہی بالائے کرتا ہو یعنی لبیان لیتا ہو میں تو اُسکو بے من و ما کے بجان ڈھونڈتا ہوں تو اُسکے چو گان
 خوش کا گیند بنوں چاہے جد صر وہ بھینکے آوریہ بھی ہو کہ جو کوئی بے من ہو جاتا ہو سب من و ما کے
 کے ہوتے ہیں اور جو شخص اپنا دوست نہیں ہو وہ سب کا یار ہو دیکھ لے آئندہ جب بے نقش ہوتا ہے
 روشنی پاتا ہو اسی سبب سے کاس نے جہا نقش حک کر دیئے

حکایت شیخ محمد سررزی کی اور اسکی ریاضت کی کہ ہر شب برگ رز سے

افطار کرتا تھا

قولہ ناہد سے دروغ نے از دانش مزیٰ بن پر محمد نام و کنیت سرزئی بن بود ز افطارش سرز ہر شبی بہ ہفت سال او دائم اندر مطلبی بن پس عجائب دیدار شاہ وجود یک مقصودش جمال شاہ بود بر سر کہ رفت آن از خویش سیر بن گفت بنمایا تمام بن بنیر بن گفت نامہ نوبت آن مکرمت بن در فروافتی نمیرے نکشمت بن او فرو افتند خود را از دواوہ در میان عمق آبے در قناد بن چون مرد از نکس انجا سیر مرد بن از فراق مرگ با خود نوہ کر بن کاین حیات اور با جو مرگی سے نمود بن کار پیشش باز کو نہ گشتہ بود بن موت را از غیب سے کر دواوہ بن بن آن فی موتی حیاتی میزدی بن موت را چون زندگی قابل شدہ بن با ہلاک جان خود یکدل شدہ بن سیف و خنجر چون علی ریحان او بن تر کس و سر بین عدوی جان او بن بانگ آمد روز صحر سوسے شہر بن طرفہ بانکی از دورای سر و چہر بن گفت اسی دانای لازم ہو ہو چہر کم در شہر خدمت گوے تو بن گفت خدمت آنکہ ہر ذل نفس بن خویشتن را سازی تو عباس دس بن مدے از اغنیازر سے ستان بس بدرویشان و سکین میقتان بن خدمت اینست تا بچند گاہ بن گفت سمعا طاعنہ اے جان پناہ بن پس سوال و پس جواب و اجراء بن بد میان ناہد و رہا اورے بن بن کہ زمین و آسمان پر نور شدہ بن در مقالہ ایشہ مذکور شدہ بن یک کوہ کوہم آن گفتار بن بن تا بنو شد ہر خسی اسرار بن اللغات مزیٰ مرید بن سنا نکس بافتح سرنگونی عباس دس بافتح وال نام ایک گدا کہ بڑا مانگنے والا تھا کنیت بانضم فارسی مین معنی لقب اسے ایک ناہد غنی مین تھا بڑا دانش جو سنے والا یعنی علم والا محمد اسکا نام تھا اور کنیت سرزئی ہر شب زندگی کو پہل سے روزہ افطار کرتا تھا اسی سبب سے اسکی کنیت سرزئی تھی سات برس ہو گئے کہ وہ ہمیشہ اپنے مطلب مین رہا اس در میان مین بہت عجائب پا دشاہ عالم وجود سے دیکھے لیکن مقصود اسکا یہ تھا کہ جمال شاہ کا دیکھوں ایک دن پہاڑ پر چڑھ گیا آپ سے سیر تو ہو ہی رہا تھا کما کہ تو مجھ کو اپنا یا تو جمال دکھایا مین سچے گرا پڑتا ہوں حکم ہوا بھی اس مکرمت کی نوبت نہیں پہونچی ہو اور اگر تو گریٹے گا تو نہ مرے گا نہ ہم تجھ کو مار ڈالینگے اس نے مارے محبت کے آپ کو پہاڑ سے گرا یا کرتے ہی ایک آب عمیق مین پڑا مرنے سے بچ گیا جب وہ از جان سیر و نہ ہا گرنے سے نہ مرا تو فرق مرگ سے بہت ہی نوہ کیا کس واسطے کہ یہ حیات اسکو مثل مرگ کے معلوم ہوتی تھی اس سبب سے کہ یہ معاملہ اس کے سامنے اٹھا ہو گیا تھا یعنی موت حیات تھی اور حیات موت اپنی موت غیب سے مانگتا تھا اور کستا تھا بیشک موت مین میری حیات ہو جب زندگی اسکی موت کے قابل ہو گئی تھی لہذا ہلاک جان سے یکدل ہو رہا تھا مثل علی شیر خدا کے کہ سیف و خنجر انکو ریحان گل تھے

اور زکریا سرحد میں دشمن اُسکی جان کے ناگمان آواز آئی کہ جنگل چھوڑا اور شہر کی طرف جا اور عجیب آواز تھی کہ
 یہ لطف کسی آواز ظاہر میں ہو نہ پوشیدہ میں اُس نے کہا کہ لے دانا تو میرے بال بال کا بھید جانتا ہو
 شہر میں جا کے کیا خدمت بجا لاؤں یہ بھی تو بتا حکم ہوا کہ خدمت یہ ہو اپنے نفس کے ذلیل کرنے کو عباس دس
 ہنجا کہ اُس جیسا کوئی مانگنے والا نہ تھا ایک مدت اسودہ لوگوں سے زریا کر اور درویشوں سکیٹوں کو دیا کہ
 چند زمانہ یہی تیری خدمت ہو کہا اے جان پناہ میں نے بطوع و خوشی اسکو سنا ضروریہ خدمت بجا
 لاؤں گا غرض بہت سے سوال و جواب اور معاملے اس میں اور حضرت رب الہی نے میں رہے ایسے
 جنکے نور سے آسمان وزمین بھر گئے اور اُن کا ذکر ہم نے مقالات میں کیا ہے اور یہ جو مقالات کا لفظ ہے
 اس سے ایسا معلوم ہوا کہ انھیں کی کتاب ہے لیکن اُن باتوں کو میں نے کوتاہ کیا تو ہر خس اُن اسرار کو
 کتنے نہ پائے

آنا شیخ کا بعد چند سال کے غزنین میں اور حسب اشارت غیبی زمییل لیکر
 گدا کی کرنا اور اُسکو گداؤں پر باٹنا اور بچھٹنا شعر ہر کراچان زور بیک است
 نامہ برنامہ بیک بریک است

قولہ رو بہر آرد آن فرمان پذیرہ شہر غزنین گشت از دولیش میخ از فرح خلقے باستقبال رفت
 اور آرد اندہ دزدیدہ گفت بہ جملہ اعیان وہمان برخاستند قصر از بہر آراستند گفت من از خود نمائے
 نادم بہ جز بخواری و گدا کی نادم بہ شتم بر عزم قاتل و قیل من بہ در بدر گرم بکھت زمییل من بہ بندہ فرمانم کہ امر است
 از خدا بہ تا گدا باشم گدا باشم گدا بہ از گدا کی لفظ نادم بہ جس طرح طریق جز گدا یاں لپیہم بہ تا شوم عرق
 مذلت من تمام بہ تا سقما بشوم از خاص و عام بہ امر حق جانست دمن اور اتبع بہ اولیٰ من مود
 ذل من قنع بہ چون طمع خواہد زن سلطان دین بہ خاک بر فرق تمناعت بعد ازین بہ او مذلت خواست
 کی عزت نہم بہ او گدا کی خواست کی میری کفم بہ بعد ازین گدیہ و مذلت جان من بہ بست عباس بہت
 در انبان من بہ شیخ درمی گشت و زبیلے بہست ہائے شد خواہ توفیقیت بہست بہ برتر از کرسی و عرش
 اسرار او ہائے شد ہائے شد کا راوہ انبیا ہر یک ہی فن میزدندہ خلق مفلس گدیہ ایشان می گفتند اقرضوا اللہ
 اقرضوا اللہ میزدندہ بازگون بر تنصرو اللہ میزدندہ در بدایں شیخ سے آرد نیا بہ بر فلک صدور ہر اسے
 شیخ باز بہا لہعنے بموجب فرمان کے وہ فرمان پذیر بہتوجہ طرف شہر کے ہوئے شہر غزنین انکی صورت سے
 روشن ہو گیا ہر اسے خوشی کے ایک مخلوق اسکے استقبال کو گئی اور یہ اُن سے دزدیدہ راہ پر گرم و تیز چلے
 آئے سب سردار و بزرگ لوگ اُسٹھ اور قصر کے واسطے آراستہ کیے کہ امین خود نمائی سے نہیں

ایک ہون میں تو نحاسی و گدا کی کو کیا ہوں میرا رافہ کسی سے قال و قیل کا نہیں ہی میں تو در بدر نہیں سیلے
 گدا کی کرونگا جھکو حکم خدا کا یہ کہ گدا ہو نہ اور تکرار بنا بر تا کید مبالغہ ہو جس میں بندہ فرمان ہوں اور گدا کی
 میں کوئی نقطہ نہ لاکوں جیسے فقیر قسم قسم کی صدا بناتے ہیں سو اسکے کہ جیسے بڑے بڑے
 گدا گدا کی کرتے ہیں سو اسے گدا کی کے اور کوئی تباہ ہی نہ چلوں گا تا میں مذلت میں ڈوب جاؤں اور
 جی ہا میں لوگوں سے سنوں خاص کی بھی عام کی بھی آخر حق کا جان ہوا اور میں اسکا پسرو اس کا جھکو حکم
 طبع کا دیا اور ہر ذل میں رقع یعنی ذلیل ہوا جس سوال کیا لیکن ہر گاہ سلطانین جھکو طمع کا حکم دے تو تنہا عت
 سر پہ خاک پر خیمے میں ایسی تنہا عت کو کیا کروں جب وہ مجھے مذلت چاہے تو میں عزت اپنی کیسے کسی پر
 رکھوں اور خواہاں اسکا دکا ہوؤں وہ گدا کی مجھے چاہے پھر میں امیر کب ہوں اب جو اسکی یہ رضا ہو
 تو بعد اسکے گدا کی کہے اور میری جان اور مذلت اور عباس دس بیسے بیس میری جھولی میں پڑے
 میں میں وہ گدا کی کیسے والا ہوں بس شیخ پھرتے تھے اور ذلیل ہاتھ میں لیے کہتے تھے اے خواجہ
 کچھ ترفیع ہو جو اللہ کے واسطے دے مولانا فرماتے ہیں دیکھو وہ شخص کہ جسکے اسرار عرش و کرسی سے ہر
 تھے اسکا کام تھے رشتے رشتہ ہوا انبیاء و سلف بھی یہ ہنر و پیشہ کیے ہیں اور ہا وجود اسکے کہ مخلوق اسکے
 مقابل مفلس تھی ان سے گدا کی کی ہو اقرضوا اللہ اقرضوا اللہ کہتے ہیں یعنی قرض دوا اللہ کو اور بشکر ارا اور آٹ
 سالہ تنصروا اللہ بدو کرو اللہ کی لاجرم یہ شیخ بھی اب در بدر حاجت یو ہاتا ہو اور حال یہ کہ فلک پر اسکے لیے
 سیکڑوں دروازے کھلے ہیں قولہ کان گدا کی کہ مجھ سیکڑا و بیہر نزدان بود نے ہر کلوٹ و ہر کدی نیز از
 ہر کلوٹ آن کلوٹ بہر حق دادہ کلوٹ در حق او خورد نان و شہد و شیر و ہر چہم در سہ روزہ صد فقیر بے نوری نوشد
 کو نان می خورد بے لالہ می کار و بصورت می چرد بے چون شراری کو خورد و رخن ز شمع بے نور بفراید ز خورد و شش
 بہر جمع بے ناغوری را گفت حق لا تسرفوا بے نور خوردن را نگفتست اکتفوا بے این کلو می استلا بدوان کلوٹ فارغ
 اذا سرافت و امین از غلوٹ مرد فرمان ہووے حرص و طمع بے آن چنان جان حرص را بنود تیغ بے گر بگوید کیما
 س را بدہ بے تو میں خود را طمع بنود فرہ بے آن گدا کی کہ مجھ می کروا و بے بودا از آثار حکمتاے ہو بے گنجھاے خاک
 تا ہفتم طبع بے عرضہ کردہ بود پیش شیخ حق بے شیخ گفتا خالقاس عاشق بے در بجوم غیر تو بس فاسق بے ہشت جنت
 گرد آرم در نظر بے در کتم خدمت من از خوف سقر بے مونی باشم سلامت جو می من بے زانکہ این ہر دو بود و خط بدن
 عاشقی کر عشق یزدان خورد و توت بے صد بدن پیش نیر ز در توت بے اللغات قرہ بوزن کرہ زیادتی
 و غلبہ نافرونی اسلئے یعنی شیخ جو گدا کی بجد کرتا تھا خدا کے واسطے کرتا تھا نہ اپنے حلق و گلو کے واسطے
 اور بالفرض اگر وہ اپنے حلق و گلو کے واسطے کرتا تو وہ گلو بھی اسکا ایسا تھا کہ حق کے واسطے بڑا سلو

رکھتا تھا وہ جو روٹی یا شہد و شیر کھا تا تھا وہ ایسا تھا کہ جیسے سو فیہ چلے یا خلوت سہ روزہ میں بیٹھ سکے
کھائیں اور انکو نفع بخشے وہ نور نوش کرتا ہو اسکی روٹی کو روٹی مست کہ وہ نالہ بردہ ہو گو بظاہر تاجر جیسے
شمع کے شہر کہ روغن کھاتے ہیں اور مجلس کے لیے نور بھاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان خوری کے
واسطے لائبر فو اکما ہو کہ بیہودہ مست خرچ کر و لیکن نور خوری کے واسطے انکفوائتین کما کہ بس کر و کلو اتلا
کا ہو کہ بسیا خوری سے ہر طرح درد و بیماری میں مبتلا ہوتا ہو اس سبب سے لائبر فو اکما ہو اور یہ کلو اسراف و
غلو سب سے نارغ و نچست ہو یہ شیخ مرد فرمان بر تھا حرص و طمع کا نہ تھا اس لیے کہ ایسی جان تابع حرص
کی نہیں ہوتی مثلاً اگر کیمیا سے کہے کہ تو اپنے آپ کو میرے حوالے کر دے تو یہ طمع نہ ہوگی بلکہ غلبہ اور فروغی
ہوگی وہ گمائی جو وہ کرتا تھا اللہ تعالیٰ کی آثار حکمتوں سے تھی اللہ تعالیٰ نے خزانے خاک کے
ہفتم طبق تک اُسکے سامنے کیے تھے شیخ نے کہا اے خالق میں عاشق ہوں اگر تو میرے سوا کسی اور کا طالب
ہوں تو عاشق نہیں بن سکتا ہوں اگر بہشت جنت کو دیکھوں اور جو دوزخ کے خون سے طاعت کروں تو
ایک سو من سلامت جو ہوں بچاؤ ڈھونڈھنے والا اس سبب سے کہ یہ دونوں حصہ بدن سے ہیں اور جس
عاشق نے عشق بزدان سے قوت کھایا ہو اس کے سامنے سیکڑوں ایسے بدن قوت کے ساگ برابر بھی
نہیں رہے قولہ دین بدن کہ دارد آن شیخ فطن بہ چیز دیگر گو دم خوانش بدن بہ عاشق عشق خدا وانگا ہر دہ
جبریل موئن وانگا ہر دہ عاشق آن لیلی کو رکب و بدہ ملک عالم پیش او یک ترہ بودہ نزد او یکسان شدہ
ہر خاک و زر بہ زرچہ باشد کہ بند جان را خطر بہ شیر و گرگ دروازہ واقف شدہ بہ ہچو خوشی شان کرد و جمع آمدہ بہ
کین شدہ از خوے حیوان پاک پاک بہ پرد عشق و لحم و نجش زہر ناک بہ زہر دہ باشد شکر زہر خوردہ نالکہ نیک
نیک باشد ضد بدہ لحم عاشق را نیار و خوردہ بہ عشق مودت بہت پیش نیک و بدہ و خوردہ و خوردہ فی المثل
حام و دوش بہ زہر گرد لحم عاشق بکشدش بہ ہرچہ جز عشق بہت شد اکل عشق بہ دو جہان یکدہ بہت نول عشق بہ
دانہ مرغ را ہر گو خوردہ کا بدان مرا سب را ہر گو خوردہ بندگی کن شوی عاشق لعل بہ بندگی کسب بہت آید و
عمل بہ بندہ آزادی طمع دارد و زہد بہ عاشق آزادی نخواہد تا ابد بہ بندہ دائم خلعت دارد و جو بہت بہ خلعت عاشق بہ
ویدا را دست بہ در گنج عشق و گرفت و شنید بہ عشق دریا بیست تفرش ناپدید بہ قطر ہای بحر را نتوان شمر
ہفت دریا پیش آن بحر بہت خردہ این سخن پایاں ندارد ای فلان بہ باز رو در قصہ شیخ زمانہ اللغات
نزل بود و مجہول متعارف لعل بمعنی شاید و امید | **معنی** اور یہ بدن جو اس شیخ فطن اسے داناکا ہو اسکو
کچھ اور کہ یہ اور ہی چیز ہو جو عاشق عشق خدا کا ہو بھلا وہ اور مزدوری کمان جبریل امین اور پھر جو رکب و
تو مجنون جو عاشق لیلی کو رکب و بدہ کا تھا اُسکے سامنے ملک عالم کا ایک ادنی ساگ کی طرح تھا اور خاک و زکیا

ہر گیا تھا بلکہ زکریا چیز ہی جان کا اندیشہ نہ تھا اگر شیر اور سارے درندے اُس سے واقف تھے مثل اپن کے اُسکے پاس جمع ہوتے تھے کہ یہ خوے حیوان سے بالکل پاک ہو گیا ہو عشق سے بھرا ہو اسکا لحم شحم زہر ناک ہو اُس لیے کہ عشق بھی زہر ہو خود کا زہر شکر ہے اور ایسا زہر جیسے دو کا زہر اس سبب شکر اچھی چیز ہو اور شیرین اور اچھی چیز کی ضد بُری چیز ہوتی ہو یہاں کے لذائذ وہاں کے لیے مہر تلخ ہیں مگر عاشق کے گوشت کو کوئی درندہ نہیں کھا سکتا کیہ ہر نیک و بد میں مشہور ہو اور مثلاً اگر دام و دودا اُسکو کھا بھی لیں تو وہ گوشت عاشق کا اسکے حق میں زہر ہو کہ اُسکو مار ڈالے گا اُس لیے کہ عشق کے سوا جو چیز ہو سب خوراک عشق کی ہو اسکی سفار کے سامنے دونوں جہاں ایک دانہ ہیں بچھرتا تو وہ دانہ بھی کسی مرغ کو کھا لیتا ہو اور گھوڑا بھی کہیں کا بدان کو چر لیتا ہو جو عشق کو کوئی کھائے یا چرے تو اگر عاشق ہونا چاہتا ہو تو بندگی کر شاید عشق تجھکو حاصل ہو جائے بندگی حصول عشق کے واسطے کسب ہو کہ یہی اس کام میں آتی ہو یہ بندگی ایسی ہو کہ کوئی بندہ جو کسی کا ہو تو بے ہمیشہ آزادی کی بکوشش تمام طلب رکھتا ہو عاشق اپنی آزادی ابد تک نہیں چاہتا وہ بندگی میں آزادی جاتا ہو بندہ اپنے مالک سے ہمیشہ خلعت و روزیہ ڈھونڈتا ہو عاشق کا خلعت بس اُسکا دیدار ہے اب فرماتے ہیں عشق ایسی چیز نہیں ہو جو گفت و شنید میں سما جائے عشق ایک دریا ہے تھاہ ہو پھر دریا کے قطرون کو کون شمار کر سکتا ہو ساون سمندر اسکے سامنے ایک چھوٹی سی مٹی ہیں غرض عشق کی تو کچھ حد نہیں ہو اب ای فلان بھر

قصہ شیخ زمان کی طرف چل

حکایت لولاک لما خلقت الافلاک کے معنی میں

قولہ شد چنین شے گدای کو کہو یہ عشق آمد لا ابالی اتقوا یہ عشق جو شد بحر را ماند دیگ یہ عشق شاید کوہ را ماند ریگ یہ عشق بشگا فذ فلک را صدر شکاف یہ عشق اندازد زمین را از گراف یہ باغ ہو بد عشق پاک جفت یہ بہر عشق اور اخدا لولاک گفت یہ ملتے و عشق او چون بود فرو و پس مراد از دنیا تخصیص کر دہ کر نمودے بہر عشق پاک را بہ کی وجودی دادی افلاک را بہ من بدان افراشم چرخ سنی بہ تا علو عشق را فنی کنی بہ منفعتاے دگر اندیز چرخ بہ آن جو بیضہ تابع آداین جو فرخ بہ خاک را من خار کردم یکسری بہ تازول عاشقان بودے برے بہ خاک را دادیم سبزی دلی بہ تاز تبدیل فقیر اگر شویے بہ باتو گویند این جبال را سیات بہ وصف حال عاشقان اندر ثبات چہ اگر چہ آن ہیبت این نقش امی پس بہ تا بفہم تو شود نزدیک تر بہ غصہ را باخار تشبیہ کنند آن نباشد لیک تشبیہ کنندہ آن دل قاسی کہ سنگین خواہد نہ تا مناسب ہد مثالی را ندند بہ در تصور در نیاید عین آن بہ غیب بر تصویر نفیض مدان بہ اللغات سنی بزرگ قرخ جو زہ مرغ را سیات بلند قاسی سخت اے فرماتے ہیں دیکھو عشق ایسی شے ہو کہ ایسے شیخ کو گلی گلی کا کد بنا یا یہ عشق بڑا لا ابالی ہو

کسی سے ڈرتا ہی نہیں بس اس سے بچتے رہو عشق سمندر جیسی چیز کو ایسا کھولا ڈالتا ہی جیسے دیگ کھولتی ہو اور پہاڑ کو ریگ کے مثل گھس ڈالتا ہی عشق آسمان سے مستحکم محو شے میں سرشگاف کرتا ہو اور اسکے پار ہوتا ہو اور عشق زمین کو شیخی سے گرد دیتا ہو کوئی شیخی نہیں چلیے دنیا یہ عشق پاک محو کے ساتھ جفت تھا اسی عشق کے سبب سے خدای تعالیٰ نے انکو دلاک کما محو ہی عشق میں منتی اور گیتا تھے اسی واسطے انکو انبیا سے مخصوص کیا کہ اگر تم عشق پاک کے واسطے ہوتے تو میں افلاک کو کب عالم وجود میں لاتا میں نے اسی واسطے چرخ کو بلند کیا ہو اور بزرگ تو تو انکے علو عشق کو سمجھے اور سوا اسکے اور شفقتیں ہیں جو اس چرخ سے ہوتی ہیں کہ وہ مثل بیضے کے تابع ہیں اور یہ مثل مرغ کے خاک کو میں نے بالکل مثل خار کے کر دیا تو اسکو دیکھ کے دل عاشقوں سے بڑھ حاصل کرے کیا ہے ہی اس میں خار بھرے ہیں پھر خاک کو سبزی و تازگی بھی دی تا جائے کہ فقیر کو بھی ایسی ہی تبدیل ہوتی ہے یہ پہاڑ بلند جو پر ثبات و قرار ہیں وصف حال عاشقوں کے ہیں کہ وہ بھی ایسے ہی عشق میں ثابت و قائم ہیں اگرچہ وہ ثبات سے ہی اور یہ ظاہر صورت پہاڑ کی نقش نگارے پس یہ اس واسطے کہا کہ تو اسکو خوب سمجھ لے اور تیری فہم کے نزدیک تر ہو جیسے خضے کو خار سے تشبیہ کرتے ہیں غصہ خار نہیں ہوتا مگر آگاہی کے واسطے ایسا کہتے ہیں ایسے ہی دل سنگین کو جو قاسی کہتے ہیں وہ دل کہ مناسب دل کے نہ تھا ایک مثال قاسی کے ساتھ جاری کر دی آئیے کہ جب تصویر میں ذات کسی شے کی نہیں آتی تو ایسے کہہ دیتے ہیں بس عیب تصور کا ہی نفی عین کی مت جان

جانا شیخ کا ایک امیر کے مکان پر گدالی کو ایک دن میں چار دفعہ باشارت اور عتاب امیر کا شیخ پر

قولہ شیخ روزی چار کرت چون فقیر بہر گدیہ رفت برتھر امیر در کفش زنبیل شے شد زنانہ خالی جان مے بجوید تلے نان نہ نقلماے باز گونہ است ای پسو عقل کلی را کند ہم خیرہ سر چون امیرش دید گفتش اے در قیچہ گویت چیزے منہ نام شیخ دای خس بے شرم چندین گفتگو تاسکے و تا چندین زندی دو تو انچہ سفری وچہ رویت وچکارہ کہ روزی اندر آئی چند بارہ کیست اینچا شیخ اندر بند تو بن من ندیدم نر گدا مانند توہ حرمت دآب گدایان بردہ داین چہ عباسی زشت آدوہ د غاشیہ بروش آن عباس خس د شیخ محمد رامباوین خس نفس د گفت امیر ابندہ فرام نم خوش د تاشی آگہ د چندین کوش د بہر تان در غویش سرص اردیدے د اہلک نان خواہ را بریدے د غشت سال از سوز عشق جسم بزدہ دریا بان خوردہ ام من برگ رزہ اللغات تا بظہر عد جیسے یکتا دوتا شیخ بخیل سفری با فقر سخت ردولی و عیالی املعے

فرماتے ہیں ایک دن شیخ چار دفعہ دن میں فقر کی طرح ایک امیر کے مکان پر مانگنے گیا زنبیل ہاتھ میں لیے
 شے لٹکاتا کہ خالق جان کا ایک عدد روٹی مانگتا ہے دیکھو ایسے اٹے معاملے ہیں جس میں عقل کلی بھی حیران
 و دنگ ہوئی اور عقل کلی عقل کل جو کتنا یہ حضرت جبریل سے ہے اور حیرانی یہ کہ خالق جان کا روٹی مانگنے
 جب امیر نے اسکو دیکھا کہا اے بے شرم اگر میں تجھکو کچھ کہوں کہ تو چار دفعہ آجکا ہی تو جھگو جھیل مت کیو تیری
 حرکت قابل کئے کے ہے اسے نا چیز بے شرم کتنی باتیں تجھکو آتی ہیں کب تک اور کہاں تک اس مکر کو دہرا
 اور مضبوط کرے گا یہ کیسی بھیلیاں کیسی تیری صورت ہو اور کیسے تیرے فعل ہیں کہ ایک دن میں بار بار مانگنے کو
 آتا ہے اے شیخ یہاں کون ایسا ہے جو تیری فکر میں بیٹھا ہو اور تیرے بند میں ہو میں نے تجھ سادہ فقیروں
 فقیروں میں کوئی نہیں دیکھا تو نے تو عنایت و آبرو اور فقیروں کی بھی آٹا رلی یہ کیسی عیاسی بد تو نے ظاہر کی
 اور کہاں سے لایا ہے تو تو عباس غس کا بھی مرشد ہے اور وہ تیرا غاشیہ بردار مثل غلام اور خدشکار کے
 جیسے تیرے نفس میں ناچیزی ہے خدا کسی ملحد میں بھی نہ کرے شیخ نے کہا اے امیر چپ رہ میں بندہ
 فرمان کا ہوں تو میری آتش درونی سے آگاہ نہیں ہے پھر کیوں بہت سی کوشش گفتگو میں کرتا ہے میں وہ
 ہوں کہ اگر آپ میں روٹی کے واسطے یہ حرص پاتا تو اس شکم نان خواہ ہی کو بھار ڈالتا میں نے تو سات
 برس جنگل میں بسبب سوز عشق کے جو جسم کا پکانے والا ہے پتے انگور کے کھائے ہیں پھر حرص کیسی قول
 تازہ برگ خشک و تازہ خوردہ ام ہر گشتہ بود این رنگ تنم ہوتا تو باشی در حجاب بولہ بشری سرسری در
 عاشقان کمتر نگاہ زیر کان کہ موی را بشکا تشدد علم ہیئت را بجان در یافتند علم نیر خجالت و سحر و فلسفہ گر جبر
 تشناست حتی المعر فہد لیک کو شید نہ تا مکان خود ہر گز تشدد از ہمہ اثران خود ہر عشق غیرت کرد و خود را در
 کشید ہر شد چنین خورشید را نشان نا پدید ہر نور چشمے کو بردن استارہ دیدہ آفتابی چون از و در کشیدہ زین
 گذر کن پند میں پذیر ہیں ہر عاشقان را تو چشم عشق میں ہر وقت نازک گشتہ دجان در رصد ہا تو نتوان گفت
 این دم عذ خود فہم کن موقوف این گفتن مباشرت سینہاے عاشقان کمتر تراش ہر بے کمالی بردہ تو زین
 نشاطہ حزم را گذار و لیکن احتیاطہ واجبست و جائزہست و استحیل ہر دو سطر اگر در حزم و دخیل اللغات
 نیر خجالت سحر و افسون و شعبہ و طلسم رصد امید رکھنا و منتظر ہونا فلسفہ حکمت مستحیل محال و نامکن و حیلہ گزار
 و منتظر منتظرین میانہ حقیقی ہر چیز کا باطل عرض فرہی لاغری وغیرہ میں در میان ہو و دخیل وہ کہ کسی کے کار و عمل
 میں دخل رکھتا ہو اور دوست و خاص اہل معنی میں نے اس قدر خشک و تازہ پتے کھائے ہیں کہ میرے
 جسم کا رنگ سبز ہو گیا تو جب تک حجاب بولہ بشری میں نے زندہ بصورت بشری ہو تب تک سرسری
 نظر سے عاشقوں کو مت دیکھو ان زیر کون نے کہ ہال کی کھال نکالی ہے اور علم ہیئت کو بجان و دل بڑی

توجہ سے حاصل کیا ہو اور علم طلسم و سحر اور حکمت سیکھی ہو اگرچہ جوتی اسکے بچانے کا تھا ویسا نہیں بچانا لیکن
حتی الامکان نہایت کوشش کی ایسی کہ اپنے اثران و امثال سے گو بڑھ گئے لیکن عشق نے جو اصل شے ہو
غیرت کی اور اُن سے آپ کو کھینچا بچایا اور ایسا آفتاب اُن سے ناپدید ہو گیا وہ تو چشم کا جو ن کو تارے دیکھے
دیکھ تو آفتاب نے اُس سے کیسا منحصر پھر لیا کہ وہ اُس کو چشم کو نہیں سوچتا یہ طعن ہیست و فلسفہ والوں پر ہو
اب اسکو جانے دے اور خبردار میری نصیحت مان عاشقوں کو جب دیکھے تو چشم حشر ہی سے دیکھ وقت
نازک ہو گیا اور میں بجان اپنی امید و انتظار میں ہوں اس وقت عذر اپنا تجھے نہیں کہہ سکتا تو سمجھ
میرے کئے پر موقوف مت رکھ اور سینے عاشقوں کے مت نوچے عاشقوں کو جو نشاط حاصل ہو اسکا
کچھ نہ کچھ تو آخر تک گمان ہی اسی کے موافق ہو شیاری کو مت چھوڑا رعایا طیکے جا تین باتوں سے کوئی
شے خالی نہیں ہو واجب ہو یا جائز یا محال دمتنع تو اپنے خرم میں اور جس کام میں دخیل ہو وسط کو اختیار کر
جیسا کہ فرمایا ہے خیر الامور اوسطها

گریبان ہونا امیر کا نصیحت شیخ سے اور عکس اسکے صدق کا اس پر پڑنا
اور ایثار کرنا مخزن اپنا شیخ پر اور قبول نہ کرنا شیخ کا بے امر غیب سے

قولہ این بگفت و گریہ در شدہای ہای بذاشک غلطان برخ ادجای جای بصدق اہم بر ضمیر میرزد
عشق ہر دم طرفہ دیگے پزد بصدق احمد بر جمال ماہ زوہ بلکہ بر خورشید رخشان راہ زوہ بصدق عاشق
بر عبادی سے تندہ چہ عجب گیر دل دانا ز ند بصدق موسیٰ بر عصا و کوہ زوہ بلکہ بردیا سے پراشکوہ زوہ
ردبر و آوردہ ہر دور در نفیہ گشت گریبان ہم امیر و ہم فقیر بساتی بسیار چون بگریستند بگفت میرا کہ
خیزای ارجمند بہرچہ خواہی از خزینہ برگزین بگرچہ استحقاق داری صد چنین بخانہ زان تست ہر چیت
میل است بگرگزین خود ہر دو عالم اندکست بگفت دستوری نہادند چنین بکہ بدست خویش چیزے
برگزین بمن ز خود نتوانم این کردن فضول بکہ کم من این دخیلانہ و خول باین بہانہ کرد و مہرہ در بودہ مانع
این بدکہ عطا صادق بنوہ بگرچہ صادق بود و بیغل بود و چشم بشیخ را ہر صدق می ناید بچشم بگفت سرانہ
چنین دادہ است کہ بکہ گدایانہ برد چیز می بخواد بکہ ما گدایانہ انان در خواستیم ورنہ انا موال بے پروا ستیم
اللغات فضول اپنی طرف سے کچھ زیادتی کرنا لغت شیخ نے جو او پر مذکور ہوا کہا اور ہاے ہاے
کر کے ایسا رویا کہ اُس کو اسکے چہرے پر جا بجا بننے لگے اسکی گریہ کے صدق نے امیر کے دل پر بھی اثر
کیا اس واسطے کہ عشق بھی عجیب عجیب ہا ہا بیان پکاتا ہے اور مزے چکھاتا ہے دیکھو حضرت احمد کے
صدق نے جمال ماہ پر کیسا حملہ کیا کہ دو ٹکڑے کر دیا جیسا کہ معجزہ شوق القمر کہ ہوا اور ماہ کیا بلکہ خورشید رخشان کی

راہ ماری کہ چلتے نہ دیا چنانچہ عصر کے وقت آپ کی نماز تک ٹھہرا رہا تھا عاشق کا صدق تو جمادی پر اثر کرتا ہے جو کہ دانا و جاندار نہیں مثلاً مہر و ماہ پھر دانا و جاندار کے دل پر کیسے نہ اثر کرے ایسے ہی موسیٰ کے صدق نے عصا و پہاڑ میں اثر کیا کہ عصا سواے اتر دہا بننے کے ہر جہت کی چیز ان کی بنجائا تھا مثلاً کشتی دگھوڑے وغیرہ کے اور پہاڑ اپنے طور انھیں کے سبب سے ہنگام بجلی اتنی ناچنے لگا اور دریائے نیل جو پر شکوہ ہی پھیٹ گیا لڑا ہن خشک اُس میں بن گئیں اور سواے کوہ طور کے پتھروں سے چشمے جاری ہوئے علیٰ ہذا شیخ کے صدق نے دونوں میں اثر کیا دونوں روبرو ہو گئے یعنی امیر و فقیر چلا چلا کے رونے لگے ایک ساعت جب بہت سارے لیے تو امیر نے اُس فقیر سے کہا کہ اے اب اٹھ اے ارجمند جو چاہے سو میرے خزانے سے لے لے اگرچہ میرا خزانہ تیرے لائق نہیں ہے تو تو ایسے ایسے سیکڑوں کا ستحق ہو میرے گھر کا تو مالک ہو جو تیری خواہش ہو لے لے اور یہ کیا ہے تیرے مقابلے میں تو دونوں جہان کچھ چیز نہیں شیخ نے کہا مجھ کو یہ اجازت نہیں دی ہے کہ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز کسی کی لیلوں میں اپنی طرف سے بہ زیادتی نہیں کر سکتا ہوں کہ دخیلون کی طرح اپنا دخل کروں تبس یہ بہانہ کر کے مہرہ اپنا بچا لیا اور مانع اسکی یہ بات ہوئی کہ وہ عطا صادق نہ تھی اگرچہ نے افسہ صادق اور بغل و خشم تھی یعنی گھٹائی و برائی اور بے رضائے تھی تاہم شیخ کی نظر میں ہر صدق کب آتا ہو گنا مجھ کو تو خداے تعالیٰ کا یہ حکم ہو کہ فقیروں کی طرح پھر کے مانگ اسی سبب فقیروں کی طرح مانگتا ہوں ورنہ میں جملہ اموال دنیا سے بے پروا ہوں

اشارہ ہونا شیخ کو کہ دو برس تو تو نے ہمارے حکم سے لیا اور دیا بعد اسکے نہ کسی سے لے نہ کسی کو دے بس پورے کے کٹنے ہاتھ ڈال کہ ہم اُسکو انبان ابوہریرہ کی کر دین تا جو کچھ تو اُس سے مانگے پائے تا لوگوں کو یقین ہو کہ سواے اس جہان کے دوسرا جہان بھی ہے کہ خاک ہاتھ میں لے کر رہو جائے اور مردہ اس میں آئے زندہ ہو جائے نحس اکبر سعد اکبر ہو جائے اور کفر ایمان اور زہر تریاق اور وہ عالم نہ اس عالم میں داخل ہے نہ خارج نہ فوق نہ تحت نہ متصل نہ منفصل بیچون و چکون ہر خطہ اُس کے ہزار عمر اور نمونے جیسے صنعت ہاتھ کی ہاتھ کے ساتھ اور غمزہ چشم کا چشم کے ساتھ اور فصاحت زبان کی زبان کے ساتھ نہ داخل ہے نہ خارج نہ متصل نہ منفصل

تو کہ تا دو سال این کار کرد آن مرد کارہ بعد از ان امر آمدش از کردگار پند ازین میدہ دلی از

کس نخواہد با باد میت ز غیب این دستگاہ ہر کہ خواہد از تو از یک تا ہزار ہ دست و در حیرت کن ہزار
ہین ز گنج رحمت میرد ہ ہ در کف تو خاک کرد و زربہ ہ ہر چہ خواہندست بدہ مندیش ازان ہوادیزدان
تو میش ازیش دان ہ در عطاے مانہ تخییر و کم ہ نہ پیشانیِ نحسرت نہ ندہ ہ دست زیر پوریا کن لے
سند ہ از برای روے پوش چشم بدہ پس ز زیر پوریا پر کن تو مش ہ دہ بدست سائل شکستہ پشت ہ
بعد ازین از اجنا ممنون بدہ ہ ہر کہ خواہد گوہر لکنون بدہ ہر وید اللہ فوق ایدیم تو باش ہ ہچو دست حق
گرافہ رزق پاش ہ وام دارا از زعمدہ وار ہان ہ ہچو باران سبز کن فرش جہان ہ ہ بود یکسال دگر کارش
ہمین ہ کہ ہادی ز زکیسہ رب دین ہ ز رشیدی خاک سیہ اندر کفش ہ حاتم طائی گدای دھنش ہ حاجت
خود گرنہ گفتی کن فقیر ہ و بدانتی و دادی از حصیر ہ اللغات تخییر ہ ہونا حصیر پوریا سند تکیہ گاہ
گرافہ بضم یوزن و بے تخمین ا لمعنی فرماتے ہین دو برس اُس مرد کار نہ یہ کام کیا بعد اسکے حکم
کردگار کا کیا کہ اب کسی سے مت لے مت مانگ لیکن تو ادرون کو دیا کہ تم نے مجھ کو غیب سے یہ مقدور دیا
جو کوئی تجھے ایک سے ہزار تک مانگے چٹائی کے پیچے ہاتھ ڈال اور نکال دے میری رحمت کا
گنج بیشمار ہر دے تیرے ہاتھ میں خاک زربہ کی زربہ کر اور دیے جا جو کوئی تجھے مانگے دے اور دے
مت خدا کی دین بیش ازیش ہی ہماری عطامین نہ کوتاہی ہو نہ کمی نہ بیشیانی نہ حسرت نہ ندامت کہ یہ سب
اور دن کی عطا کے ساتھ لگی ہوئی ہین تو ہاتھ بڑیے کے نیچے ای تکیہ گاہ خلاقی ڈال اور نکال وریہ ہاتھ چٹائی
کے پیچے ڈالنا ایک رو پوشی ہو چشم بد کے لیے کردہ نہ دیکھنے پائے تو بڑیے کے پیچے سے مٹھی بھر کے
نکال لے اور جو سائل پشت شکستہ ہو اُسکے ہاتھ میں دے دے تیری گدائی کا جو ہم نے مجھ کو چہر
تا ممنون دیا ہوا اب اُس میں سے تو دے اگر کوئی دُر لکنون تجھے مانگے تو دہ بھی دے اب توید اللہ فوق
ایدیم ہچا یعنی اللہ کا ہاتھ ہو تمہارے ہاتھوں پر اور مثل دست خدا کے بے وزن و تخمین رزق سے
قرضدارون کو قرضداری سے چھڑا اور مثل باران کے فرش جہان کو سبز کر بس ایک سال سکا
یہی کام رہا کہ اُسکورب دین اپنے کیسے سے مدد دیتا تھا کہ خاک سیاہ اُسکے ہاتھ میں زربہ آتی تھی
اور ایسی سخاوت کرتا تھا کہ حاتم طائی اُسکی صفت گدایان سے ایک گدا تھا یعنی گدا غنی ہو کے
حاتم کی طرح سخی ہو گئے تھے جو فقیر حاجمند جا آوہ اپنی حاجت کئے نہیں پاتا تھا کہ یہ جان کے
چٹائی کے پیچے سے نکال دیتا تھا

جاننا شیخ کا ضمیر سائلوں کو بدون کے کہ اخراج بھفائے الٰہی خلقی فمن
راک فقد رآئے

قولہ پیش اور دشمن ضمیر سے ہر کسی کا از فیہ و دام دارد مفلسی ہے ہر چہ در دل داشتی کن پشت خم بہ قدر آن داد
 نہ بسیار دم پس گفتندش چہ داشتی کہ او بہ این قدر اندیشہ دارد ای عمو بہ ادب گفتی خانہ دل خلوت است بہ خلصے
 از گدیہ مثال جنت است بہ اندران جز عشق یزدان کار نیست بہ جز خیال وصل و دیار نیست بہ خانہ را
 من رفتم از نیک و بد بہ خانہ ام برگشت از نور احد بہ ہر چہ بنیم اندر و غیر خدا بہ آن من نبود بود عکس گدا بہ
 گرد آبے نخل یا ع چون نمود بہ جز عکس نخل بیرون نبود بہ درنگ آب از بہینی صورتے بہ عکس بیرون
 باشند آن نقش اسے فتنے بہ لیک تا آب از قدر خالی شدن بہ تنقیہ شرط است در جوی بدن بہ تا ماند تیر گے
 و خس درو بہ تا امین گرد و نمای عکس رو بہ جز گلابہ در تنست کو ای بقل بہ آب صفائی کن تو زود ای خصم دل بہ
 تو برانی ہر دے کن خواب خور بہ خاک ریزی اندرین جو بیشتر بہ چون درون آب انا نما خالی است بہ عکس
 رہا از برون در آب جست بہ اللغات ضمیر از دیار باشند خانہ بچون چوب خشک حسر ما
 قدر گندگی کو برو غیرہ نقل بضم و کسر قاف درویش اطمعے یعنی شیخ کے سامنے ضمیر ہر کسی کا یعنی جو جسکے
 دل میں ہوتا تھا روشن تھا چاہے فقیر ہو چاہے قرضدار چاہے کوئی مفلس جو کچھ کسی پوڑھے ضعیف کے
 دل میں ہوتا تھا اتنا ہی اُسکو دیدیتا تھا تھوڑا بہت لوگ کہتے کہ تو نے کیا جانا ای عمو کہ اتنا ہی اُس نے
 سوچا تھا تو شیخ کہتا کہ خانہ دل کا ایک خلوت ہے گداگری و حاجت سے خالی مثل جنت کے اُس میں
 سوائے عشق خدا کے اور کام نہیں ہے سوائے وصل یار کے کوئی اس گھر کا گھر والا نہیں سو میں نے
 اس گھر کو جملہ نیک و بد سے جھاڑ کے صاف کیا اور یہ گھر نور پاک احد سے بھر گیا آب جو کچھ اُس میں
 علاوہ نور خدا کے دیکھتا ہوں وہ میری ملکیت سے نہیں ہے ملکیت گدا سے ہو شلگ پانی میں اگر درخت
 خرے کا معلوم ہو یا کوئی سوکھی لکڑی اُسکی تو وہ جو باہر پانی سے درخت ہو اُسکا یہ عکس ہی ایسے ہی اگر
 پانی کی تھا وہ میں کوئی صورت دکھائی دے تو اسے فتنے وہ عکس اُس نقش بیرون کا ہے لیکن پانی کا
 تا و دات سے خالی ہونے تک تنقیہ اپنی نہ بدن کا ضرور ہو تو گاؤ کو گھڑا اس میں نہ رہے اور وہ امین ہو جائے
 اور عکس رو کو دکھائے آب اسے درویش تیرے تن میں تو سوائے گلابہ کے اور کچھ نہ لینے نور کمان ہو
 بجھکے دشمن دل کے لازم ہو کہ آب صفائی کر لیکن تو تو ہر دم اس بات پر زیادہ مستعد ہو کہ خواب و
 خور سے اس نہر میں خاک ہی ڈالتا رہوں اور جب درون آب کا ان سب سے خالی ہو تو ضرور عکس
 صورت بیرونی کا اس سے ظاہر ہوگا

بیان اس سبب میں جس سے ضمیر دل خلق جابجا ہے

قولہ بس مصفا کن ضمیر خویش را با تا بدانی سر ہر درویش را بس ترا باطن مصفا نا شدہ بہ خانہ پرا دیو و سناس

ودودہ: اے خزانہ ستیزہ ماندہ ازخرمی ہنگے زار و احسیحا بوبری ہائے شناسی گز خیالی نہ کنند بکڑکدامی کینے
سر برزند چون ظلالی می شود و در زہدن پناہیاست از دروند و رفتن پناہیست یعنی اگر ضمیر دل خلوق کا جانا
چاہتا ہو تو اپنے دروند کو مصفا کر تو بھید ہر درویش کا جانے کا اور جب تیرا باطن مصفا نہیں ہوا اور گھبریں
تیرے دیو اور بنمائن اور درندے بھرے ہیں جو عبارت خیالات بیہودہ وغیرہ سے ہی تو کیسے یہ بات
میسر ہو اسے گدھے تو اپنے گدھے میں سے اس تیز زہ میں ٹھکا ہوا ہی پھر تو مسیحا کی ارواح سے بویسے پائیگا
اور کیا جانے گا اگر کوئی خیال ظاہر ہوگا کہ یہ کس ٹھکالے سے ہی آیا دیو اور نسانس و دوسے ہے یا ارواح سے
اور یہ بات کب حاصل ہوتی ہو کہ جب زہر سے تن مثل خلال کے لاغر ہو جائے تو خیال دروند سے
صاف ہو پاتے ہیں

غالب ہونا مکر و باہ کا اور عاجز ہونا گدھے کا حرص سے

قولہ خربسے کو شدید اور ارفع گفت بذلیک جوع الکلب باخبر و جفت بذغالب آمد حرص و صبر ش
شد ضعیف پاسب کلوارابر و عشق غیث بذان رسولی کش جہالت دادوست بذکا و فقر آن مکن کفر آمدہ
گشتہ بود آن خر جماعت را اسیر بذگفت اگر مکرست یکہ مردہ گیر بذزین عذاب جوع یکہ دار ہم بذکریات
انیست من مردہ ہم بذخرکز اول توبہ و سوگند خورد بذعاقبت ہم ازخرمی خبطی بکرو بذحرص کو رواحق و
نادان کند مکر را براحقان آسان کند بذنیست آسان مکر برجان خزان بذکہ نہارند آب جان
جاودان بذچون نہار دجان جاویدان شقیست بذجرات اور اجل از حقیست بذچمکن تاجان بخلد کردست
تا بروز مکر برگی باشد بذاعتمادش نیز بر خاق نبود بذکہ برانشاند بروز غیب جو بذکا کنوش فضل بیروزی
نداشت بذگرچہ کہ برتنش جوعی گماشت اٹھنے فرماتے ہیں گدھے نے بہت کوشش کی اور اسکے قول کو
رفع کیا لیکن یہ بھی ٹھکا جوع الکلب سے خود بھی جفت ہو رہا تھا بس حرص غالب پڑی صبر کو اسے
ضعیف پا کے دبا لیا اور کیون نہروٹی کے عشق نے یہ کیا بہت سے گلے کاتے ہیں وہ رسول جن سے
حقیقتیں اشیا کی ہلکو حاصل ہوئی ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انھوں نے فرمایا کہ کا و الفقراں کیوں
کفر آفریب ہو یہ کہ فقر کفر ہو جائے یہ گدھا بھی بھوک میں اسیر تھا دل میں کہا کہ اگر وہ باہ کا مکر ہی ہو تو بلا سے
آخر ایک دفعہ مرنا ہو اس بھوک کے عذاب سے جو ہر وقت ہو ایک بار کی چھوٹ جاؤں اس لیے کہ اگر
ہی زندگی ہو تو اس سے مرنا ہی اچھا دیکھو خرنے کہ پہلے توبہ کی ہو اور قسم خدا کی کھائی تھی جیسا کہ اوپر گذرا
اب اس خط میں پڑ گیا لا جرم حرص ایسی چیز ہو کہ آدمی کو اندھا اور نادان و احمق کر دیتی ہے یہاں تک
کہ مرنے کو احمقوں پر آسان ٹھہر دیتی ہو اور حالانکہ مکر جان احمقوں پر آسان نہیں ہو اس لیے کہ اب

حیات جان جاودان کی انکو حاصل نہیں اور جب جان جاودان نہیں ہے یعنی عشق تو شقی ہی پھر شقی اگر اوجرات
مرنے پر کرے تو اسکی حماقت ہی اس واسطے کہ بحالت حیات عذابات الہی سے بچا ہوا ہو اور عاشق دیدار
الہی سے مرنے تک فراق میں ہی لا بد اسکا مرگ کو آسان جاننا صحیح ہی نا جلدی وصل کو پہونچے لہذا
کوشش کرو تو جان تیری مخلد ہو جائے اور بروز مرگ تیرے واسطے برگ و سامان بچائے اس
گدھے کو اعتماد خالق پر بھی نہ تھا کہ وہ غیب سے جو داسپر بٹونگا اب تک تو اسکے فضل نے اسکو بیروزی نہیں بکھا
گو کبھی کبھی بھوک کو اسکے تن پر تعین کیا

جوہر و احتما کی فضیلت میں

قولہ گر نباشد جوہر صدر بنج دگر تا از پے ہیضہ برآرد از تو سر بنج جوہر اور بنجا پاکیزہ تر نہ خاصہ در جوہر است
صدر فضل و ہنر بنج جوہر اسے بود خود نان علل بنج ہم بلطف و ہم بغفت و ہم عمل بنج خود در مان و دار و ہاست
ہین بنج جوہر بر جان نہ چنین خوارش میں بنج جوہر نوز چشم باشد در بصر بنج جوہر باشد قابلیت در نظر بنج حلقہ ناخوش
از جماعت خوش شود بنج حلقہ خوشابے مجاعت است رد اللغات ہیضہ مرض معروف علل جمع علت بیماری
بصر بینائی جماعت بھوکا ہونا رد بتشدید دال شے ناگوار اسلئے اگر بھوک نہ تو اور سیکڑن بنج ہیضے کے
واسطے ٹھکے سر نکالیں پس بنج بھوک کا سب رجحون سے پاکیزہ تر ہے کہ مذمت نفی اور خصوص بھوک میں
سیکڑن فضل و ہنر ہیں لہذا بنج بھوک کا اسے ہی اس راہ سے سب علتوں سے پاک ہوتا ہے اور سیکڑن کی
راہ سے بھی اور عمل کی راہ سے بھی خبردار ہو جان لے کہ بھوک خود عللج و دوا ہر مرض کی ہے تو بھوک کو
انہی جان پر رکھ اور ذلیل و خوار مت جان بھوک بینائی کے واسطے نوز چشم ہے اور بھوک ہی بصر میں قابلیت
نظر کی ہے جتنی چنیون ناخوش ہیں بھوک سے سب خوش ہو جاتی ہیں اور جتنی خوش ہیں بھوک سے سب
سب رہو جاتی ہیں

تمثیل صبر و جماعت میں

قولہ آن کی می خود نان تحفرہ بنج گفت سائل چون بدین دارد شرہ بنج گفت جوہر از صبر چون دوتا شود بنج نان
جوہر پیش من حلوا شود پس تو اتم کہ ہمہ حلوا تو ہم بنج چون کتم صبر صبری لاجرم بنج خود نباشد جوہر ہر کس را زبون بنج
کاین علف زاریست زانداہ ریز بنج جوہر مرخصان حق را دادہ اند تا شود از جوہر شیر زور مند بنج جوہر حلف
گداز کے دہند بنج چون علف کم نیست پیش او نہند کہ بخور تو ہم بدین از زانی بنج تو نہ مرغاب مرغ نایسے بنج
ہو داند سر ترا جز فکر نان بنج ناید اندر خاطر جز ذکر آن بنج بعد چندین سال حاصل چیست بنج جوہر مردن پر بود
زین زیست اللغات تحفرہ بالفتح جوہر جو گندم اسلئے ایک شخص روٹی بھوسی کی کھاتا تھا

ایک سال نے کہا کہ بھوکا اسکے کھانے پر عرض کیوں ہو کہا بھوک جب صبر سے عاجز ہو جاتی ہو تو جو کی روٹی میرے سامنے حلو ہو جاتی ہو پس جب کہ میں صبر صبری کا کروں تو ضرور ہو کہ ہر شے سے حلو اٹھا سکتا ہوں ہر شے حلو کا مراد ہے کی بھوک چاہیئے کہ کسی کو زبون نہواس سبب سے کہ یہ خود ایک علت مراد ہے اندازہ ہو جس میں ہر قسم کے مزے ہیں یہ بھوک ایسی پسندیدہ چیز ہو کہ قضا و قدر نے خاصون کو دی ہو نہ عوام کو تا وہ اسکی بدولت شیر زور مند ہو جائیں اور ہر مسخرے کو کہ بھوک کب دیتے ہیں جو کہ علت کی خدا کے یہاں کمی نہیں ہو لہذا بہت سی اس کے سامنے رکھ دیتے ہیں اس میں بھی فاعل قضا و قدر ہیں کہ کئے کھا تو اسی کے لائق ہو تو مرغ آب کا نہیں ہی جیسے آنحضرت اکثر چاہ زمزم پر تشریف لیجاتے تھے اور پانی پر کثافت فرماتے تھے تو مرغ روٹی کا ہواے شک بندہ تیرے سر میں بھر فکر نان کے اور کچھ نہیں ہو اور ہر وقت اسی کا ذکر تیرے دل میں گذرتا ہو خدا کے ذکر و فکر سے کچھ خبر نہیں لیکن یہ ابھی ہے بعد چند سال کے دیکھا جائے گا کہ تیرا حاصل و آمدنی اس قدر کھانے سے کیا ہو پس بھوک مرنے کی اچھی جس قدر ہو اور ایسی

زیست اچھی نہیں

حکایت ایک مرید حریص اور شیخ کی

قولہ شیخے شد بامریدے بید رنگ بہ سوی شہری نان درانجا بود تنگ بہ ترس جوع و غوطہ در جان مرید بہ ہر دمی می گشت از غفلت مرید بہ شیخ واقف بود و آگاہ ضمیر و گفت اورا چند باشی در حیرت ابر برای غصہ نان سوختی بہ دیدہ از صبر و توکل و وحشی بہ تونہ نان نازنینان عزیز کہ ترا درند بے جود و مویزہ جوع رزق جہان خاصان خداست بہ کے زبون اچھو تو کیج گداست بہ ہاش فارغ توانا نہایتی بہ کاندین مطح توبے نان بیستی بہ کاسہ بر کاسہ است خوان بر خوان مدام بہ از برای این شکم خندان عام بہ چون بیری می دو دو نان پیش پیش بہ کاسے زہیم بینوای گشتہ خویش بہ تو بر فتنی ماند نان بر خیز گویای یکشتہ خویش را اندر حیرت بر سر ہر قدم بنوشتہ عیان بہ کو فلان بن فلان بن فلان بہ ہین توکل کن بلزان پا و دست بہ رزق تو بر تو تو عاشق ہر دست بہ عاشق است و میندا و مول مول بہ کو زبے صبریت و اندای فضول بہ گرتا صبری بدی رزق آمدی بہ خویش را چون عاشقان بر تو زدی بہ این تب دلرزہ زخوف جوع چہست بہ در توکل سیرے تا بند زیست بہ اللغات زحیر پیش مول درنگ و تاخیر اے معنی یک شیخ مرید کے ساتھ بے تامل ایسے شہر کی طرف جاتا تھا جہاں روٹی کی تنگی تھی یعنی قحط تھا اس مرید کے دل میں جوع و غوطہ کا بڑا خوف تھا اور ہر دم بسبب غفلت کے بڑھتا جاتا تھا شیخ واقف تھا اور ضمیر سے اسکی آگاہ اس سے کہا کہ کمان تک اس پیش میں پڑا ہے گا تو روٹی کے غم میں جلتا ہو اور صبر و توکل سے آنکھیں بند کر لی ہیں

کیا تو ان نازنینوں عزیز سے نہیں ہو جو بھوکو بے جود و میر کے رکھیں بھوکو نہ دین اسے احمق جوع تو رزق خاصان
خدا سے ہو تجھ سے احمق گدا کا رزق جوع کب ہو تو بھوکا نہیں رہے گا نجات رہ اس لیے تو ان سے
ہمیں ہو جنکا رزق جوع ہو تو اس مطیع میں بھوکا بے نان نہیں کھڑا رہا ایسا گناہ کا سہ پر کا سہ اور خوان پر خوان
ہیں ہمیشہ ان کے لیے جو شکم خوار ہیں اور عام جب تو مرتا ہو تو روٹی تیرے آگے آگے دوڑتی ہو اور کتنی ہو
کر اسے شخص تو نے بیٹھائی کے خوف سے آپ کو مارا ہے تو تو چل دیا اور روٹی رکھی اب اٹھ
اور لے کہ تو نے آپ کو اسی روٹی کی پیش میں مارا ہو اور روٹی کا آگے آگے ہوتا یہ کہ بعض جھلما مردیکے
ساتھ روٹی بنام نہاد توشے کے رکھ دیتے ہیں تو نہیں جانتا ہر تھے کے سر پر لکھا ہو کہ یہ قلمہ فلان بن فلان
بن فلان کا ہے پھر تیرا قلمہ اور کون لے سکتا ہے اور اور کا تو کب لے سکتا ہے خبردار ہو توکل کہ
بہت ہاتھ پاؤں دست کپکپاے تیرا رزق تجھ سے زیادہ تجھ پر عاشق ہے عاشق تو ہے مگر وہ ناز و غریب
کرتا ہے اس لیے کہ تیری بے صبری سے اے فضول خوب واقف ہے کہ اس سے رہا نہیں
جائے گا ورنہ اگر تجھ کو صبر ہوتا تو رزق خود آتا اور عاشقوں کی طرح آپ کو تجھ پر ڈالتا بھوکو یہ تپ دلرزہ
بھوک کے خوف سے کیوں ہو توکل کہ توکل میں زیست سیری سے کر سکتا ہے

حکایت اس گاؤں حریص کی کہ ہر روز صبح پر علف دیکھتی ہو اور چرتی ہو تا فرہ ہوئے
اور غم روزی فردا سے لاغر ہوتی ہو

قولہ یک جزیرہ سیر بہت اندر جہان باندرو گاویست تنہا خوش دہان بہ جملہ صحراراجہ و اواسشب بہ تاشود
رفت و عظیم و منتخب ہر شب ناندیشہ کہ فردا چہ خورم بہ گرد و اوچون تار مولا غرغم بہ چون برآید صبح بیند سیر و شست
تا میان رستہ تفصیل و سیر گشت بہ اندر افتد گاؤں جوع البقر بہ تاہ شب اور اچرد او سر بسر بہ تاکہ زفت
و فرہ و لمر شود آن تنش از پیہ و قوت پر شود بہ ہا شب اندر تپ افتد از فرزع بہ تاشود لاغر
از خوف نتیجہ کہ چہ خواہم خورد و فردا وقت خورہ سالما ائیست خوف آن بقرہ و بچ مندیشد کہ چندین سال
من بہی خورم زمین سبز و زار و زمین چمن بہ ہیج روزی کم نیابد روزیم بہ پیست این ترس و غم و دلسوزیم بہ باز
چون شب می شود آن گاؤں زفت بہی شود لاغر کہ آدہ رزق رفت بہ نفس آن گاؤں دست و این دشت این
جہان بہ کہ بھی لاغر شود از خوف نان بہ کہ چہ خواہم خورد مستقبل عجب بہ لوت فردا از کجا سازم طلب بہ
سالما خوردی و کم ناند خورد ترک مستقبل کن ماضی نگذرت پوت خوردہ را ہم یاد داری منکر اندر عتاب بہ
کہ ہاش تارہ قصہ این گاؤں ایکسو بندہ نان خرد نان شیر ز پیام دہ بہ اللغات تفصیل غوید کمتر فرہ و توے
فرزع غم و اندوہ نتیجہ جائے گاہ آب و گیاہ آدہ کلمہ افسوس لوت نعمت لذت لوت پوت نعمت غابر آئندہ

المعنی بطور تشبیل فرماتے ہیں کہ مثلاً ایک جزیرہ سبز ہی جہان میں اور اس میں ایک گاؤں خوب تنہا کرنے والی تمام صحرا کو وہ رات تک چرتی ہو تا خوب فریہ اور جہیم اور تنہب سب میں برگزیدہ ہو جائے لیکن رات بھر اس سوچ میں کہ کل کیا کھاؤنگی تارو کی طرح لاغر ہو جاتی ہو جب صبح ہوئی دشت کو ویسے ہی سبز دیکھا کہ کرم تک نوید اور کھیت خوب سبز رہے ہوئے ہیں پھر اس میں جمع البقر ٹپکٹی جو تمام اعضا کا بھوکا ہو جانا ہوا اب رات تک خوب اُسکو چرتی رہی یہاں تک کہ بالکل چر لیا تا قوی اور فریہ اور موٹی ہو جائے اور جسم اُسکا چربی و قوت سے بھر جائے پھر رات کو اُسی غم و اندوہ کی تپ میں مبتلا ہوئی کہ خوف آپ گیاہ سے لاغر ہوئی کہ کل کو وقت خورش کیا کھاؤنگی ایسے ہی برسوں اُس گاؤں کا بھی خوف ہوا اور ذرا نہیں سوچتی کہ برسوں میں اس سبزہ نارا اور اس چمن سے کھایا ہو اور کسی دن میری روزی سے ذرا کم چھو کہ نہیں ملا پھر میں کیوں بھون کیوں غم کروں کیوں اپنا دل جلاؤں میں بعد جب رات ہوتی تو وہ گاؤں فریہ لاغر ہو گئی کہ افسوس رزق کیا جس اب فرماتے ہیں کہ وہ گاؤں یہ نفس ہے اور دشت یہ جہان کہ یہ نفس روٹی کے غم سے جو روز پاتا ہے تاہم لاغر ہوتا ہے کہ آئندہ کیا کھاؤں گا اب نعمت کل کے واسطے کہاں سے پاؤں کہاں ڈھونڈھوں یہ خیال نہیں ہو کہ برسوں کھاتا رہا ہے اور خوراک سے کبھی کم نہیں ملا لہذا آئندہ کو ترک کر اور گذشتہ پر نظر ڈال کیسا پاتا رہا ہو جو نعمتیں لذیذ کھا چکا ہو انکو بھی تو یاد کر آئندہ کو دیکھ دیکھ کے کیوں لاغر و زار ہو جانا ہو اب فرماتے ہیں اس گاؤں کے قصے کو الگ رکھ دے اُس خراور شیر نر کا ذکر سنا

لیچا نارو باہ کا خر کو اور مار لینا شیر کا

قولہ برد خراور و بہک تابیش شیر پناہ پناہ کردش آن شیر دلیر دشت شد از گوشش آن سلطان دشت رفت سوئے چشمہ تا آبے خورد و بہک خرد آن جگر بند دلش با چون زمان فرصت شد حاصلش پناہ شیر چون داگشت از چشمہ بخرچست دل از خرن دل بدے جگر گفت رو بہ را جگر کو دل چہ شد کہ نہا شد جا نور دین دو بدہ گفت اگر بودی دما دل یا جگر کے بد نجا آدی بار دگر پناہ آن قیامت دیدہ و آن رستخیز و آن زکوہ افتادن و ہول گریدہ گرو را بودی جگر یا دل بدی بار دیگر کے بد نجا آدی پناہ چون نادر نور دل دل نیست آن پناہ نبا شد روح جز گل نیست آن پناہ آن جلجے کو نادر نور جان پناہ بول قارورہ است قندیش مخوان پناہ نور مصباحست داد و ذوالجلال پناہ صنعت خلق ست آن شیشہ سفال بلا جرم در ظرف باشد اعتداد پناہ در لہسا بنود الا اتحاد پناہ ترشش تبدیل چون آسختند پناہ نیست اندر نورشان اعدا و چند پناہ آن جودا نظر نما شرک شدہ است پناہ نور دید آن مومن و مد رک

شدہ است چون نظر بروح افتد مرد را پس کی بند خلیل و مصطفیٰ چون نظر بر طرف افتد روح را بن پس
 دو بند شیشٹ را و لوح را چون دلش اینست خود چون آن بودہ آدمی آنست کوراجان بودہ این مرد
 رواست اینها صور تندہ مردہ مانند کشتہ شہوتہ اللغات قارورہ شیشٹ بول شیشٹ نام پیغمبر
 اسے قصہ وہ رو باہ ناچیز گدھے کو پاس شیر کے لے گئی شیر نے اسکو پھاڑ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا
 شیر نے جو اسکے مارنے میں بہت کوشش و محنت کی تھی پیسا ہوا لہذا ایک چشے کی طرف پانی پینے
 گیا تا پانی پیے رو باہ ناچیز نے کہ اسکو تھوڑی فرصت مل گئی اسکا دل و جگر بند کھا لیا جب شیر لوٹ کے
 اپنے شکا پر آیا اس نے جو ڈھونڈھا محاذ ہمس کا دل ملا نہ جگر بند ملا رو باہ سے پوچھا اسکا دل جگر کیا ہوا
 کہ ہر جانور کے فرومایہ ہوتا ہے ہر جانور کو ان دونوں سے لابر ہو گیا اگر اسکا دل ہوتا یا جگر ہوتا تو دوبارہ یہاں
 کیون آتا وہ قیامت اور وہ رستخیز اور وہ پہاڑ سے گرنا اور یہیبت کا بھاگنا تو ایک دفعہ اٹھا چکا تھا
 اگر دل جگر ہوتا تو دوبارہ یہاں کیون آتا اب مقولات مولانا کے ہیں جو دل کہ نور نہیں رکھتا وہ دل
 دل ہی نہیں ہے جیسے روح نہ تو پھر کیا ہے مٹی ہے جو شیشٹ کہ اس میں نور جان نہوا اسکو
 قارورہ بول کا کہ قندیل مست کہ نور چراغ کا جو دل ہو داد و الجلال ہو اور شیشٹ اور سفال صنعت
 مخلوق کی ہو اسی سبب سے طرف میں عدد و تعدد ہو اور وہ جو روشنی ہو ان سب میں اتحاد ہو وہ سب
 ایک ہیں شاکا چھ قندیلوں کا نور ملا دین تو انکے نور میں گنتی اور چندگی نہوگی سب کا نور یکساں ہوگا بس
 جو ہو وہ ہیں وہ طرف کو دیکھ کر شک ہوے ہیں اور جس نے نور دیکھا وہ مومن اور مددک ہو اس لیے کہ
 جب نظر آدمی کی روح بر پڑے گی تو خلیل و مصطفیٰ کو وہ ایک ہی دیکھے گا اور جب روح کی نظر طرف پر
 پڑے گی تو وہ شیشٹ و لوح کو دو دیکھے گا بس جب دل اسکا ایسا ہو تو پھر کیسا ہوگا لاجرم آدمی وہی ہے
 جس میں جان ہو اب جو مرنظر آتے ہیں یہ مرد نہیں ہیں صورت ہی صورت ہیں مردہ نان کے
 اور کشتہ شہوت کے ہیں

حکایت و اہب کی جودن کو شمع لیے آدمی کی جستجو میں پھر پھاٹھا

قولہ ان کی با شمع بر می گشت روزہ کہ در بازار دل بر عشق و سوزہ بوالفضولے گفت اوراکے فلان
 ہیں چہے جوئی بپیش ہرکان نہ ہیں چہ می جوئی تو ہر سو با چراغ نہ در میان روز روشن چیت لاغ نہ
 گفت سے جویم ہر سو آدمی کہ بودی ادحیات آن دے با گفت من جو یای انسان گشتہ ام نہ نے نیام پیچ
 و حیران گشتہ ام نہ نیست مردی گفت این بازار پرہ مردماند آخرای داناسے ترہ گفت خواہم مرد و بر جادہ
 دورہ نہ در رہ چشم و ہنگام شرہ نہ وقت خشم و وقت شہوت مرد کو با طالب مرد داند کو کو بونہ

کو دین دو حال مودی در جهان نہ تا خدا سے اونکم امروز جان نہ گفت ناد چیز سے جولی و لیک نہ غافل از حکم خدای
 نیک نیک نہ ناظر فرسے زاصلے بنجر نہ فرغ تا تم اصل احکام قدر نہ چرخ گردان راقضا کردہ کندہ صد عطار
 راقضا ابلہ کندہ تنگ گردان جهان چارہ را نہ آب گردانہ حدید و خارہ را نہ اسے فراری دادہ رہ را گام گام
 خام خامے خام خامے خام خام چون بدیدی گردش سنگ آسیا نہ آبجور ہم بہین آخر میا نہ خاک را بدیدی
 برآمد برہو نہ در میان خاک بنگر را نہ اسے لعلے ایک شخص دن کو ہر بازار میں شمع لیے پھر تا عضا
 اس حال سے کہ دل پر عشق و سوز تھا ایک بوالفضل نے اس سے کہا کہ فلان بتا تو ہر دکان کے
 سامنے کیا ڈھونڈھتا ہے اور خبردار ہو بتا تو چراغ لیے کیا ہر طرف ڈھونڈھتا پھر تا ہے روز روشن
 میں یہ کیسی تیری بیہودگی ہے کہا ہر طرف میں اس آدمی کو ڈھونڈھتا ہوں کہ خاص اس دم کی حیات
 سے وہ زندہ ہو یعنی لغت فیہ سے پھر کتا ہی کہ میں انسان کا تلاشی ہوں اور کہیں کسی کو آدمی نہیں پاتا
 حیران ہوں ایک شخص نے کہا کیا یہ بازار آدمیوں سے بھرا نہیں ہے یہ سب آخر اسے
 دانا آزاد مرد آدمی ہی ہیں کہا میں وہ مرد چاہتا ہوں جو در راہ کی راہ کا مرد ہو اور وہ دوسرا میں یہ ہیں ایک
 تو مرد راہ نشم کا اور دوسرا وقت حرص کے آب ہمارا وقت شتم و شہوت کا کون ہوں دونوں کے
 مرد کا طالب ہوں گلی گلی پھرتا ہوں آن دونوں حال کا مرد جان میں کون ہو تو میں اپنی جان اسپر آج
 فدا کروں کہا تو نا در چیز کو ڈھونڈھتا ہو لیکن حکم خدا سے نہایت ہی غافل ہو تو فرغ کو دیکھ رہا ہو اصل سے
 بنجر ہے اور وہ فرغ تو ہم ہیں اور اصل حکم قدر کا اور حکم قضا کا وہ ہے کہ چرخ کو بھی کہ جس کی گردش میں غلطی
 نہیں بہکا دیتا ہو اور سیکڑوں عطار و منشی فلک کو احمق بناتا ہو جان چارہ و تدبیر کا گویا ہی فراخ ہے
 اسکو تنگ کر دیتا ہو لوہے پتھر کو پانی کر کے بہا دیتا ہو ای فلان تو نے ایک راہ کو قدم قدم کر کے ٹھہرایا ہو
 اور ایک راہ وہی حکم قضا و قدر کا گام گام شتم و شہوت بس تو خام ہو تکرار بنظر مزید تاکید و مبالغہ
 جب تو نے گردش آسیا کی دیکھی تو آبجور کو بھی تو دیکھ جس سے آسیا کو گردش ہو خاک کو تو تو دیکھتا ہو کہ چون
 فلک تک چڑھ گئی اور اس کے بیچ میں جو ہوا بھری ہو کہ اسکو چڑھائے گئی اسکو نہیں دیکھتا قولہ دیکھا سے
 فکر سے بینی بھوش نہ اندر آتش ہم نظر سیکن بھوش نہ گفت حق ایوب را در لکرت نہ من ہر موسے تو
 صبر سے دادست نہ میں بصبر خود مکن چندین نظر نہ صبر دیدے صبر دادن را نہ چند بینی گردش دولا بہ
 سر برون کن ہم بہین میرا نہ تو ہے گئے کہ نے بنیم و لیک نہ دید آن را بس علامتہا ست نیک نہ
 گردش کف را چو دیدے مختصر نہ خبرت باید بدیا و در نگرا نہ کف را وید سر کو بان بود نہ وانکہ دریا دید او
 حیران بود نہ کف را وید نیتا کف نہ وانکہ دریا دید دل دریا کند نہ کف را وید با شد در شمس را نہ

وانکہ دریا دید شد بے اختیار بے آنکہ کف را دید در گردش بود و وانکہ دریا دید و نبش بود و آنکہ کف را دید و یکا کف را دید
 کند و وانکہ دریا دید و در گردش کند و آنکہ کف را دید و گردش بود و آنکہ کف را دید و گردش بود و آنکہ کف را دید و گردش بود
 آمد و سخن بے وانکہ دریا دید شد بے ما و من بے آنکہ کف را دید و گردش بود و وانکہ دریا دید و گردش بود و آنکہ کف را دید و گردش بود
 ہائیان فکر کی تو یکا تار ہتا ہی لیکن آگ میں بھی تو نظر کرتا رہ جس سے بکٹی ہیں فکر سے مراد فکر نیست طعام
 اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوبؑ کو براہ کرم فرمایا کہ میں نے تیرے بال بال کو صبر دیا ہو خبردار اپنے
 صبر کی طرف بہت سی نظر مت کرنا تو نے صبر تو دیکھا مگر ہمارے صبر دینے کو بھی دیکھ لو گردش چرخ کی
 کب تک دیکھے گا ذرا سر غفلت سے نکال اور میرا آب کو بھی دیکھ چرخ سے مراد وہ چرخ جو کون پر ہوتے
 ہیں میرا آب باغبان یا باغ کا پانی دینے والا اگر چہ تو کہتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں لیکن کچھ نہیں دیکھتا اگر
 دیکھتا ہو تو اسکی علامتیں اچھی کہاں ہیں تو نے دریا کی جھاگوں کی گردش دیکھ لی جو ایک مختصر بات ہے نہیں سمجھو
 ہو شیاری چاہیئے دریا کو دیکھ اس لیے کہ جس نے کف کو دیکھا وہ اپنا سر پیٹے گا اور جس نے دریا دیکھا وہ
 حیران ہے پھر کہتے ہیں جس نے کف دیکھے ہیں وہ نیقون اور اردن باطل میں پڑا ہو اور جس نے دریا دیکھا
 اسکا دل دریا ہو جاتا ہے ایسے ہی جو کف دیکھتا ہو وہ تعدد و شمار میں پڑتا ہو اور جس نے دریا دیکھا ہے اختیار
 ہوا علیٰ ہذا جس نے کف کو دیکھا گردش میں پڑا جس نے دریا دیکھا وہ غش و غل ہو گیا جس نے کف کو دیکھا کف کے سوا کچھ نہ
 اور جس نے دریا دیکھا اسولیٰ پر چڑھا جیسے منصور اور جس نے کف کو دیکھا اسی میں مست ہو گیا اور جس نے دریا دیکھا
 وہ ذات ہو میں ڈوب گیا جس نے کف کو دیکھا وہ لسان زبان دماڑ ہوا اور جس نے دریا دیکھا بے ما و من
 ہوا جس نے کف کو دیکھا یا لودہ ہوا اپنے رخ و محنت اٹھائی اور جس نے دریا کو دیکھا آسودہ ہوا

دعوت کرنا ایک مسلمان کا ایک مع کو اور جواب اسکا

قولہ مر مے را گفت مردے کا ی فلان بہرین مسلمان شویا باش از مومنان بے گفت اگر خواہ خدا مومن شوم بہ
 در فرزند فضل ہم موقن شوم بے گفت می خواہد خدا ایمان تو بہ تار ہدا دست دوزخ جان تو بے لیک نفس بہشت
 و شیطان لعین بے کشتہ ت جانب کفران و کین بے گفت ای منصف چو ایشان غالبند بے یار و با شتم کہ
 باشند ز درمند یار و خواہم بدن کہ غالبست بے آن طرف اقم کہ غالب جاذبست بے چون خدای خواست
 ارمین صدق زفت بے خواستش چہ بد کہ چون پیشش زفت بے نفس و شیطان خواہش خود پیش برویہ این عنایت
 فقر گشت و خرد مرد تو یکے قدر دمرے ساختی بے داند و صد نقش خوش افزا ختی بے خواستی مسجد بود آنجاے
 خیر بے دیگرے آمد اور اس ساخت دیر یا تو با فیدی کے کہ پاس تا بہ خوش بسازی ہر پو شیدہ قبا بے تو قبا
 سے خواستی خصم از بر دہ نعم تو کہ پاس ما شلوار کرو بے چارہ کہ پاس چہ بد جان من بے جز ہون این و آن

غالب شدن: ۱۱۔ **لمعنی** ایک رخ سے ایک مرد نے کہا کہ ای فلان خبردار مسلمان ہو اور مومنوں سے ہو جاگما
خدا چاہے تو مومنوں سے ہو جاؤں اور جو زیادہ فضل کرے تو ایقان و یقین والوں سے ہو جاؤں کہا
خدا تو ایمان تجھ سے جہاں ہوتا تو دوزخ کے ہاتھ سے جان تیری بچ جائے لیکن یہ انفسِ بد و شیطانِ لعین
تجھ کو کفر و کینہ کی طرف کھینچتے ہیں کہا کہ اے منصف جب یہ دونوں غالب ہیں تو میں اسی کا یا رہوں گا جو زور و آؤ
میں اسی کا یا رہونا چاہتا ہوں جو غالب ہو اور اسی طرف گردن گا اس لیے کہ غالب کھینچنے والی شے ہے
سب غالب کی طرف کھینچتے ہیں خدا نے مجھے ہر چند صدقِ مستحکم چاہا لیکن وہ چاہنا ہی اُسکا کیا ہے
جو پیش نہ کیا نفس و شیطان خواہش اپنی پیش لیکے وہ عنایت اُسکی تہر ہو گئی اور چور چور ریزے
ریزے مثلاً تو نے ایک محل و مکان بنایا اور اُس میں سیکڑوں نقش و نگار بنائے اور چاہا کہ اس
اچھی جگہ کو مسجد بناؤں اور دوسرا آیا اس نے اُسکو تجا نہ کر دیا تو نے ایک کپڑا بنا تو اُسکی پوشیدہ تباہناؤں
اور ہوا یہ کہ تو تباہنا چاہتا تھا اور دشمن نے تیرے لٹکے برخلاف اُس کپڑے کا پا جا رہا بنا لیا اب
بتا وہ کپڑا کیا کرے اُسکو کیا بن پڑتا ہے سوائے اپنے مغلوب ہونے اور اُسکے غالب ہونے کے
قوله رزبوں شد جرم آن کر باس چیست: ۱۲۔ **واکلا** و مغلوب غالب نیست کیست: ۱۳۔ چون کسے ناخواہ و
بروے براند: ۱۴۔ **خار بن** در بلخ ملک او نشانده صاحب خانہ بدین خواری بود: ۱۵۔ **کاین** چنین بروی خلافت میرد
ہم خلقِ کرم من از کارہ بوم: ۱۶۔ چونکہ یاری این چنین خواری شوم: ۱۷۔ چون کہ خواہ نفس آمد مستعان: ۱۸۔ **تسخیر** آمد ایش
شمار اللہ کان: ۱۹۔ من اگر رنگِ مغان یا کا فرم: ۲۰۔ آن نیم کہ برخدا این ظن برم: ۲۱۔ کہ کسے ناخواہ او در غم او: ۲۲۔ گرد
اندر ملکیت او حکم جو: ۲۳۔ ملکیت او را فرود گیر و چنین: ۲۴۔ کہ نیار و دم زدن دم آفرین: ۲۵۔ دفع اوے خواہد و می نایدش: ۲۶۔
دیو ہر دم غصہ می افزایدش: ۲۷۔ بندہ آن دیوی باید شدن: ۲۸۔ چونکہ غالب او ست در ہر مخم: ۲۹۔ تا مبادا کین کشد
شیطان زن: ۳۰۔ پس چہ دستم گیر و اینجا ذوالمنن: ۳۱۔ انچہ او خواہد مراد او شود: ۳۲۔ از کہ کار من و گرنیکو شود: ۳۳۔ حاش اللہ ایش
شا و اللہ کان: ۳۴۔ حاکم آمد در مکان و لامکان: ۳۵۔ پیکس در ملک او: ۳۶۔ امر او: ۳۷۔ در نیفزاید سر پیکار مو: ۳۸۔ **لمعنی**
بتائی رسالین یہ معنی کہ اگر وہ کپڑا اُس غالب سے مغلوب ہو گیا تو اُسکا جرم ہی کیا ہے اسوجہ سے وہ کون ہے جو مغلوب
غالب کا نہیں ہو جاتا کوئی شخص بخیر ایش کسی کے کسی پر دوڑ گیا اور اُسکے ملک کے بلغ میں اُس نے
کاٹنے لگا دیے تو صاحب خانہ اس سے ضرور خوار و ذلیل ہو گا کہ اُس پر ایسی تیرے خلاف چل جاتے
ہیں اور میں بھی بڑے کردہ و ناگوار ملاستوں سے پارہ پارہ ہوں گا کیونکہ ایسا یا موجود ہو اور میں ذلیل و خوار
ہوں پس جب کہ خواہش نفس کی استخوان ٹھہری تو یہ بات ایش شمار اللہ کان یعنی جو بات اللہ نے
چاہی سو ہوئی متخردا ستہ از ایش تحفہ امی شعی کا ہر مین اگر ایسا بد ہوں کہ ننگِ مغون کا ہوں

یا کافر ہی ہوں مگر ایسا پھر بھی نہیں ہوں کہ خدا یا ایسا لگان کروں کہ کوئی بے مرضی اور برعکس اُس کے اس کی ملکیت میں اپنا حکم ڈھونڈھے اور حکمرانی کر سکے اور ایسا اس کی سلطنت پر محیط ہو جائے کہ وہ دمِ آفرین سکے سامنے دم نہ مار سکے وہ تو اُس دم زفت کا دفع کرتا چاہے اور وہ دفع نہو سکے اور دیو ہر دم اُس کے رنج و غصہ کو قابو نہ پانے سے بڑھائے تو بس بندہ اسی دیو کا ہونا چاہیے کس واسطے کہ ہر انجن اور ہر مخلوق پر غالب ہو وہ ڈرتا ہو اس سے کہ ایسا نہو شیطان مجھ سے کینہ کشی کرے پھر ایسے موقع پر میری دستگیری و نوالمن کیا کرے گا جب سرکش اُس پر غالب ہو رہا ہو اور وہ اپنی حسب مراد اپنا کام کر رہا ہو لاجرم ایسے غالب کے سوا اور کس سے میرا کام سنبھلے گا جو کہ اوپر کے کلمات میں نوعِ سوراہی نسبت حضرت رب العزت کے عقی لہذا مولانا راج باریاد کلمہ تنزیہ حاش شد کے فرماتے ہیں کہ حاش شد ایش شار اللہ کان مکان و لامکان کا حاکم ہے کوئی شخص اُس کے حکم اور اُس کے ملک میں بال کے سر برابر نہیں بڑھا سکتا

در بیان مثل شیطان بر در گاہِ رحمن

قولہ ملک ملک اوست فرمان اُن اوئے کمترین سگ بر درش شیطان اوئے ترکمان را اگر سکے باشد بر در بر درش نہادہ باشد روئے و سر نہ کو دکان خانہ اش دم می کشند باشد اندر دست طفلان خوار مند بازار گریگانہ معبر کنند چہلہ بروئے ہچو شیر ز کندہ کو اشعار علی الکفار شدہ باولی گل باعد و چون خار شدہ ناب تمامی کہ وادش ترکمان بآن چنان وافی شد دست و پا سبان و پاپس سگ شیطان کہ حق ہستش کند اندر و صد فکر و حیلہ تند آبر و ہار غذای او کند تا بردا و آبروی نیک و بد بآب تمام است آب روی عام نہ کہ سگ شیطان انویا بد طعام نہ بر در خرگاہ قدرت جان او نہ چون نباشد حکم راقربان اوئے کلمہ گلہ از مرید و از مرید نہ چون سگ باسط ذراعہ بالو صید نہ بر در کف الو بیت چو سگ بے ذرہ ذرہ مر جو بے رگ بادی سگ دیوانخانہ میکن کہ تا نہ چون درین رہی اندر این خلق پا بچہلہ میکن منع مے کن مے نگز تا کہ باشد مادہ اندر صدق و وزہ پس عود از ہر چہ باشد چو سگ بے گشتہ باشد از ترغیب تیرنگ و اللغات ترکمان ایک قوم ہوتیوں سے کمتر معبر بالفتح گذر گاہ سماج نوع از آتش مرید بفتح مردود اے منع فرماتے ہیں ملک اُس کی ملک ہو ایسے ہی حکم کا بھی وہی مالک ہو یہ شیطان اُس کے در کا ایک گتہ ہو دیکھو ترکمان کے دروازے پر جو گتہ ہوتا ہو اُس کے دروازے پر مٹھا اور سر رکھے پڑا ہوتا ہو اُس کے گھر کے رکے دم پکڑ کر کے کھینچتے ہیں اور وہ اُن لڑکوں کے ہاتھ میں نہایت خوار ہوتا ہے کان نہیں ہلاتا پھر اگر وہ دروازہ کسی بیگانے کا گذر گاہ ہوتا ہے تو شیر زنی طرح اُس پر حملہ کرتا ہو کس واسطے کہ وہ کفار پر

سختی کرنے والا ہولی و دوست کے ساتھ گل ہو اور دشمن کے حق میں خارا اُس ترکمان نے جواب تمامج سے اُسکو دیدیا اُسکے سبب سے ایسا وفادار اور ایسا پاسبان ہوا ہر سو رہ گیا سگ شیطان کہ حق تعالیٰ اُسکو ہشت کرے اور وہ اسوقت میں اپنے سیکڑوں حیلے اور فکر میں بنائے اور لوگوں کی آبرو کو کھاجائے اور اپنی غذا کرے اور نیک و بد کی آبرو اتارے یہ آبرو جو عوام کی ہے یہ اُسکے لیے آب تمامج ہو البتہ اُس سے وہ طعام پاتا ہر نہ آبرو دے خواص اُسکے خیمہ قدرت پر تو اُس کی جان ہو یعنی اُسکے قبضہ قدرت میں پھر کیسے اُسکے حکم کا قربان نمونے گلے کے گلے مرید بھی اور مردود بھی دونوں ایسے جیسے کلمہ ذرا عیبہ بالوصید یعنی کتا اصحاب کف کا دولوں ہاتھ بڑھائے اور منہ رکھے بیٹھا ہو ایسے ہی اُسکے کف اکو ہیئت کے دروازے پر سگ کی طرح پڑے ہن اور ذرہ ذرہ اُسکے امر کا جو یا اور بربہ رگ کہ رگ رگ اُنکے امر کے لیے پھٹک رہی ہو اُسکو بھی حکم ہو کہ اری سگ دیو امتحان کرتا رہ کہ تو جو کوئی مخلوق سے اس راہ میں قدم رکھے تو حملہ کرتا رہ اور اُس نے مت دے اور دیکھے رہ تو صدق میں مادہ و نہ معلوم ہوئے اور اس نظر سے کہ اپنے ترفع میں جو مرد اُسکے بھونسنے سے ہر تیز قدم نہو جائے اعوذ ہر جو اسی واسطے نازل ہوئی اور حکم ہو استعذ باللہ من الشیطان الرجیم قولہ این اعوذ ائست کاے ترک خطا بنانگ برزن برسگت رہ بر کشا بناسیام بر در خرگاہ تو بنہ حاجتے خواہم زجو دو جاہ تو بنہ چونکہ ترک از سطوت سگ عاجزست ہا این اعوذ و این نغان ناجا زوست ہر ترک ہم گوید اعوذ از سگ کہ من بہم زسگ در ماندہ ام اندر وطن بنہ تو نمی یاری بدین در آمدن بنہ نمی یارم زدر بیرون شدن بنہ خاک اکنون بر سر ترک و قفق بنہ یکے سگ ہر دو را بند و عنق بنہ حاش شد ترک بانگے برزند بنہ سگ چہ باشد شیر نر خون تی کند بنہ ایکہ خود را شیر زدان خواندہ بنہ سالما شد با سگی در ماندہ بنہ چون کند آن سگ برای تو شکار بنہ چون شکارا شدستی آشکارا بنہ المعنی یہ اعوذ ایسی ہر شیطان کے لیے جیسے گتے کے لیے لکار مثلاً کوئی شخص کسی ترک خطا کے گھر گیا اور کتا مار نہو تو وہ کہتا ہو کہ اے ترک خطا اپنے گتے کو لکار اور میری راہ کھول دے تو تیرے در خیمہ پر آؤں اور تیری جو دو جاہ سے حاجت روانی کروں اور حال یہ کہ ترک خود غلبہ سگ سے عاجز ہو رہا ہے بس جب یہ خود کو عاجز ہے یہ اعوذ و فریاد سب ناجائز ہے ترک خود سگ سے عاجز ہے اور اعوذ کہتا ہو کہ میں اس سگ سے آپ عاجز ہوں اپنے وطن میں تو تو اس دروازے پر کتے کے مارے نہیں آسکتا اور میں دروازے سے نکل نہیں سکتا بس فرماتے ہن ایسے ترک و دھمان دونوں کے سر پر خاک پڑے کہ ایک کتے نے دونوں کی گردن باندھی ہو لیکن وہ ترک ہی نہیں ہو ورنہ حاش شد کہ ترک لکارے اور گتے

نہ مانے اسکی لٹکار سے تو کتا کیا چیز ہر شیر زخون کی تے کر دے اور اسکا دل ہیبت سے خون ہو کے
نکل پڑے یہ اشعار نسبت پر و مدیر مانہ کے معلوم ہوئے ہیں چنانچہ فرمایا کہ اے فلان تو شیر زیدان آپ کو
کہلاتا تھا اور برسوں سے ایک کتا ناچیز کا مغلوب ہو رہا ہے پھر یسا سگ تیرے واسطے شکار کیسے
کرے گا جب کہ تو خود اسکا شکار ہو

جواب مومن سنی کا کافر جبری کو ثابت کرنے اختیار میں اور دلیل کہنا کہ سبب
ایک راہ انبیاء کے قدموں کی کھونڈی ہوئی داہنی طرف اُسکے راہ بنایاں جبری ہی کہ
اپنا اختیار نہ دیکھے اور امو نہی کا منکر ہوا اور تاویل کرے اور امو نہی کے منکر ہونے
سے انکار بہشت کا اور دوزخ کا کہ بہشت بدلا مطیعوں کا ہی اور دوزخ جبر
مخالفتوں کی والعاقل تکفیر الاشارة اور بائیں طرف اُسکے راہ بنایاں قدر کی ہی
کہ قدرت خالق کو مخلوق کی قدرت کا مغلوب جانے

تو کہ گفت مومن بشنوائی جبری خطاب ہاں خود گفتی تک آدم جواب ہاں بازے خود کر دے اے
شطر غبار ہاں بازی خصمت بین ہن و درازہ نامہ عذر خودت بر خواندی ہاں نامہ سنی بخوان جہ مانی ہاں بچہ
گفتی جبر ہاں در قضا ہاں سر آن بشنوز من و زاجرا ہاں اختیارے ہست مارا در جہان ہاں جس را منکر تانے شد
عیان ہاں اختیاری خود بین جبرے مشو ہاں رہا کردی براہ کج مرد ہاں سنگ را ہرگز نگوید کس بیاد در کلوخی
کس نے جوید وفا ہاں آدمی را کس کجا گوید پیر ہاں بیایا ای کو رو در من در نگر گفت یزدان ما علی الا علی
حرج ہاں کہ نہ مرد ما حرج رب الفرج ہاں کس نگوید سنگ را دیر آمدی ہاں یا کہ جو باتو جبر بر من زدی ہاں بچنین ہاں جستا
مجبور را ہاں کس نگوید یا ز ند معتور را ہاں امو نہی و شتم و تشریف و عیب ہاں نیست جز مختار را ہاں
پاک جیب ہاں اختیار ہست در ظلم و ستم ہاں ازین شیطان و نفس این خواستم ہاں اختیار اندرونت ساکن
ہست ہاں تانید اویوسف کف را نخست ہاں اللغات جبر یہ بفتح تین ایک فرقہ ہی کہ بندے کو بے اختیار
کہتے ہیں کہ خیر و شر سب خدا سے ہی ہندے کو ان دونوں میں کچھ اختیار نہیں ہو و اجستا میں ما زائد ہو
المعنی مومن نے اُس مع سے کہا کہ اے جبری اب میرا خطاب سن تیرے پاس جو کچھ تھا تو کہ چکا
اب میں جواب اسکا لایا تو تو اے شطر غبار اپنی چال چل چکا اب حریف کی لمبی چوڑی چالیں دیکھ تو
تو کتاب اپنے غد کی پڑھ چکا اب کتاب سنی کی پڑھ کیوں عاجز بن رہا ہے تو نے جو کچھ جبر یوں کی
طرح حکم آئی میں کہا اسکا مجید و ما جرا مجھے سنے کہ تم کو اس جہان میں قضا و قدر نے اختیار دیا پھر
تو جسی باتوں کا جو ظاہر ہیں کیسے منکر ہو سکے گا تجھ کو چاہیے کہ اختیار کو بھی اپنے دیکھ نہ

جبری مت ہو جائی یہی راہ ہو جسکو تو نے چھوڑ دیا اور طیر مٹی راہ چھنے لگا بس طیر بھی راہ مت چل پتھر کو جو بے اختیار ہے ہرگز کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میرے پاس آیا کسی کلوخ سے کوئی دفا کا کٹا لب ہوتا ہی آدمی سے کون کتاب ہے کہ تو اڑیا اندھے سے کہے کہ اٹھکو دیکھو خیال نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی باعلیٰ الہا سے حرج یعنی اندھے پر کچھ تنگی نہیں ہے اسی سبب سے کہا ہے کہ وہ بہت باتوں سے بے اختیار ہے پتھر ایسا خیال کرنے والا باوصف ہے اختیاری کے ہکو تنگی میں ڈالتا کس واسطے کہ وہ آفریدگار کشود و فوج کا ہے کوئی بھی پتھر سے کتاب ہے کہ دیر میں کیوں آیا یا لکڑی سے کہے کہ میرے کیوں لگ گئی ایسے ہی مجبور سے کون کتاب ہے کہ تو اچھل کود یا کسی معذور کو کوئی کچھ کہتا ہی مارتا ہے سارا مرنی اور شتم و عتاب اور خلعت و عنایت اسے پاک جیب سوائے مختار کے اور کسی کو نہیں ہے پاک جیب اس سبب سے کہا کہ تیری جیب نقد ایمان سے خالی ہو چھکو اختیار ہے کہ تو ظلم و ستم کر سکے اور ہم نے اس اختیار کو اس شیطان نفس سے ارادہ کیا ہے اور وہ جو درونی اختیار تیرا ہے وہ ساکن ہے اور ایسا کہ جب تک اُس نے یوسف کو نہیں دیکھا ہاتھ نہیں کاٹے اندرونی اختیار عقل جسکو حکمانے فرشتہ کہا ہے جو مانع شر سے ہے اور راجع الے الخیر یوسف اعمالِ حسنہ قولہ اختیار و داعیہ در نفس بود و روش دید آنگہ پر وہاںے کشود سگ بخفتہ اختیارش گشتہ گم نہ چون شکنبہ دید جنباں کر دم نہ اسب ہم جو جو کند چون دید جو نہ چون بہ بیند گوشت کرے کر دم و دیدن آمد جنبش آن اختیار نہ اچھو نفخ ز آتش آئیز و شرارت پس بخند اختیار چون بلیس نہ شد دلالہ آردت پیغام و یس نہ چونکہ مطلوبی بر اینکس عرضہ کر نہ اختیار خفتہ بکشاید نبرد و ان فرشتہ خیر ہا بر غم دیو نہ عرضہ داردے کند دل غلو نہ تا بخند اختیار خیر توبہ لاکہ پیش از عرضہ خفتہ است این دیو نہ بس فرشتہ دیو گوشتہ عرضہ دارد بہر تحریک عروق اختیار نہ می شود زالہا ہا و سوسہ نہ اختیار خیر و شر ت وہ کہ نہ وقت تحلیل نمازای بانگ نہ ان سلام آوردہ باید مالک نہ کہ زالہام و دعا سے خوب تان نہ اختیار این نماز شد روان نہ بازار بجد گنہ لعنت کنی نہ بر بلیس ازرا کہ ازوے منحی نہ این دو ضد عرضہ کنندہ در سر نہ در حجاب غیب آمد عرضہ دارد نہ چونکہ پردہ غیب بر خیزد پیش نہ توبہ بینی روی دلالان خویش نہ در سخن شان و شناسی بے گزندہ کان خنکو در حجاب اینہا بدند اللغات شکنبہ بکسر معده حیوانات ہندی او چھو اٹھے مثلاً ایک ارادے کا اختیار تیرے نفس میں محتاس جہاں اُس ارادے کی صورت نفس نے دیکھی اور پر بازو کھولے جیسے کوئی گنا سورہا ہوا اسوقت میں اختیار اسکا گم ہوا اور جہاں شکنبہ دیکھا دم ہلانے لگا یا مثل گھوڑے کے کہ جو دیکھتے ہی جو جو کرنے لگتا ہے جیسے بلی گوشت کو دیکھے موہو کرتی ہے یہ حال ہوتا ہی پس دیکھنا اُس دایے کا بھی جنبش اختیار کی ہوا اسی سے

اختیار حرکت کرتا ہی جیسے پھر کئے سے اگ چنگاریاں اٹھاتی ہی پھر وہ اختیار ایسی جنبش کرتا ہے جیسے ابلیس کے
 دلالہ بن کے پیغام دیس کا لائے اور جو بعد پیغام آوری کے مطلوب کو تیرے سامنے پیش کر دیا تو وہ اختیار
 خفستہ تیرا لڑائی و آفت اٹھاتا ہی اب اس وقت میں وہ فرشتہ خیر کا برخلاف دیو کے امر خیر تیرے سامنے
 پیش کرتا ہی اور دل میں شور ڈالتا ہی تا اختیار خیر کا تجھ میں جنبش کرے اس سبب سے کہ قبل ان کے
 پیش کرنے سے وہ سوتا تھا غافل بس فرشتہ اور دیو دونوں پیش کرنے والے ہوئے تاثیرے اختیار کی گین
 ہلین اب فرشتہ تو الہامات کر رہا ہی اور دیو دوسو سے ڈال رہا ہی جن سے میرا اختیار خیر و شر میں دو دلہ کیا وہ
 کسمہ ہو گیا یعنی نہایت ہی بگلیا اسی واسطے جب نماز کے احرام سے تحلیل پائے تو اسے با نکلان فرشتہ و پیر
 سلام کرنا چاہیے جیسے کہ بعد نماز السلام علیکم درجہ اللہ کتے ہیں کہ اس سلام سے شرعاً ارادہ سلام کا
 فرشتوں اور مقیدیوں اور امام پر ہوتا ہی تحلیل احرام نماز سے باہر آنا کہ تمھارے ہی الہاموں اور تمھاری ہی
 دعا و دعوت سے اختیار نماز مجھ سے روان ہوا اور بعد گناہ کے ابلیس پر لعنت کرتا ہے کس واسطے کہ
 اُس سے تو نغنی ہو رہا انرا مخفف ازیرا لیکن یہ دونوں پیش کرنے والے کہ با ہم ضد ہیں پوشیدہ ہیں اور
 پردہ پوشیدگی میں عرضہ دار ہیں جس وقت یہ پردہ غیب کا تیرے سامنے سے اٹھ جائے گا تو اپنے ان لالوکی
 صورت دیکھے گا اور ان کی باتوں کو بے گزند چھپائے گا کہ وہ جو پردے میں مجھ سے گفتگو کرتے تھے یہی تھے
 قولہ دیو گوید اسے اسیر طبع و تن و عرضہ می کردم نکر دم نور میں ہوا ان فرشتہ گوید تن گفتمت بکہ ازین
 شادی فزون گرد و غمت بکہ این فلان روزی گفتیم من چنان بکہ از ان سولیت رہ سوے چنان بکہ ماعب
 روح و جان افزای تو بکہ ساجدان و مخلص بابای تو بکہ این زمانت خدمتی ہم سے کنیم بکہ سوے محدوے
 صلایت می زیم بکہ این گرہ بابات را بده عدی بکہ در خطاب اسجد و اکرہ بابا بکہ ان گزشتی دان ما انداختی بکہ حق خدیتما
 ما نشناختی بکہ این زمان ما را و ایشان را عیان بکہ در نگریشتاس در جن و بیان بکہ نیم شب چون بشنوی زاری
 و دوست بکہ چون سخن گوید سحرانی کہ دوست بکہ در و د کس در شب خبر آرد ترا بکہ روز از گفتن شناسی ہر دورا بکہ
 بانگ شیر و بانگ سگ شب در رسید بکہ صورت ہر روز تاری نا پدید بکہ روز شد چون باز در بانگ
 آمدند بس شناسد شان زمانگ این ہوشمند بکہ مخلص آنکہ دیو و روح عرضہ دار بکہ ہر دو مستند از تہمتہ
 اختیار اختیار ہی ہست در ما نا پدید چون دو مطلب دید آید در مزید اللغات کہہ بکہ اسب و شر
 عدی بکہ ستر قعد و الملعنی یعنی بعد حجاب اٹھ جانے کے دیو تو کے گا کہ تو تو خود گرفتار طبع و تن کا تھا میں نے
 تیرے سامنے ایک بات عرض کی تھی کچھ نہ تو نہیں کیا تھا اور فرشتہ کے گا کہ میں نے مجھے نہیں کہا تھا
 یہ شادی اس وقت کی غم بڑھائیگی خبر دار ہو فلان روز میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ ادھر ادھر ہو کے

راہِ جنت کی ہر تہم تیری روح جان افزا کے دوست ہیں ہم نے تیرے باپا کو سجدہ کیا ہی اور ہم اُس کے دوست ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا مگر شیطان نے نہ کیا اسی کے موافق اس وقت بھی ہم تیری اطاعت کرتے ہیں اور ادھر تجھ کو بٹاتے ہیں کہ تو خود مہوئے یہ گدھے کا بچہ تیرے باپ کا دشمن تھا اور جب خطابِ اسجد واکا ہوا تو انکار کیا چنانچہ فرمایا ابی واسطیہ انکار کیا ابلیس نے اور آپ کو بڑا جانا تو نے افسوس دشمن کے کہنے کو مان لیا اور جو ہم نے کہا تھا اُس کو پھینک دیا اب یہ وقت ہے اس وقت ہلکے اور اُس کو دونوں کو ظاہر دیکھ اور محض و بیان کو ہمارے اُسکے دیکھ بس ایسا حال ہو گا کہ جیسے تو آدمی ات کو کسی دوست کی زاری سے اور جب صبح ہوئے اور وہ بات کرے تو جان لے گا کہ یہ وہی رات والا زاری کنندہ ہی یاد و آدمی تیرے لیے رات میں کوئی خیر لائیں جب دن ہو گا تو انکی گفتگو سے دونوں کو پہچان لے گا رات کا وقت ہے اور شیر کی آواز آئی اور کہنے کی آئی لیکن اندھیرے کے سبب سے صورت و لون کی نہیں معلوم ہوتی اور جب دن ہوا اور پھر دونوں کی آواز آئی بس انکی آواز سے ہوشمند انکو پہچان لے گا انقض خلاصہ یہ ہے کہ دیو و روح دونوں عرضہ دار ہیں اور دونوں تہمت اختیار کے اختیار ایسی چیز ہے کہ ہم میں اور ناپدید جب دو مطلب بنے دیکھتا ہے تو جو زیادہ ہوتا ہے زمین رجوع ہوتا ہے قولہ استادان کو دکا ترا میر نندہ ان ادب سنگ سپہ را کی کشند بیج کوئی سنگ را فردا بیابا ورنیائی من دہم ہداسنرا بیج عاقل مرکوخی رازندہ بیج با سنگی عتاب کس کشند درخود جبراز قدر سواترست پڑا نکہ جبرے حس خود را منکرست پڑا منکر حس نیست آنقدر قدر فعل حق حس نباشد لے پس پڑا منکر فعل خداوند جلیل پڑا ہست در انکار دلول و دلیل پڑا آن بگوید و دوست و ناری پڑا نور شمع نے و شمع روشنی پڑا وین بھی بیند معین نار پڑا نیست میگوید زمین انکار را پڑا دانش سوز بگوید نار نیست پڑا جامہ اش دوز بگوید نار نیست پڑا بس تسفط اکداین دعوی جبر پڑا جرم بدتر بوزین ہر دو گبر پڑا گبر گوید ہست عالم نیست رب پڑا یاربے گوید کہ بنود مستجب پڑا این بھی گوید جہان خود نیست بیج پڑا ہست سوسطائی اندر بیج بیج پڑا جملہ عالم مقدر اختیار امر و نہی این بیار و آن مبارک او بھی گوید کہ امر و نہی لائست پڑا اختیار نیست و بیچارہ طاقت پڑا حس را حیوان مقررست ای رفیق پڑا لیک اوراک دلیل آمد دقیق پڑا نکہ نحو مارا اختیار خوب ہے آید برو تکلیف کار اللغات تسفط سوسطائی ہونا اور سوسطائی ایک فرقہ ہی باطل ہے کہ منکر حقائق اشیاء کے ہیں اور وہ تین قسم ہیں تھنا دیر کہ قائل حقائق اشیاء کے نہیں ہیں کہتے ہیں یہ عالم ایک دہم و خیال ہے عند یہ منکر ثبوت اشیاء اور تابع اپنے اعتقاد کے یعنی جیسا ہم کسی

شے کو اعتقاد کہ لہجہ وہ دسی ہی ہو اگرچہ اعتقاد کو بہرہ اور عرض و عرض اور قدیم و قدیم اور حادث تو
حادث لا اور یہ کہ منکر بہین نہ ثبوت کے نہ نفی کے مستحب استجاب سے قبول کرنا اور جواب دینا قدر یہ
ایک فرقہ ہے کہتے ہیں یہ فاعل محتار ہے تمام امور میں خداے تعالیٰ کا محتاج نہیں ہوا المعنی استاد
جو تعلیم و ادب لڑکوں پر کرتے ہیں وہ ادب اور زد و ضرب سنگ سیاہ پر کب کرتے ہیں تو پتھر سے
یہ کب کہے گا کہ جاہل کو ایسا کہ لڑکوں سے کہہ دیتے ہیں اور اگر نہیں آئیگا تو بڑی سزا جھکو دوں گا اور کوئی
عاقل بھی کلوح کو مارنا ہی کہ کیوں میرے لگ گیا یا پتھر پر غصہ کرتا ہے جیسا کہ آدمی پر کرتا ہے عقل کے
نزدیک جبر قدر سے بہت ہی رسوا تر ہو اس سبب سے کہ جبری خود اپنے حس کا منکر ہر بات کو
خدا پر ٹاننا ہی لیکن جو مرد قضا کا یعنی قدری ہو وہ منکر حس کا نہیں ہو یا یہ ضرور کہ خدا کے فعل حس نہیں
ہیں واضح ہو کہ جب شخص واحد مقصود ہوگا تو جبری کیسے بیا اور جب عام مقصود ہوگا تو جبر ایسے ہی
قدری و قدر کس جو منکر فعل خداوند جلیل کا ہو اس کے انکار ہی میں بدلول و دلیل موجود ہے وہ ایسا کہتا ہے جیسے
کوئی کہے دھواں تو ہو آگ نہیں ہو جو اصل دھوئیں کی ہو تو شمع کا نہیں ہو شمع سے روشنی ہو اور یہ یعنی
مرد قدر کا کہتا ہو اور آگ کو مقرر دیکھتا ہو یہ نہیں ہو کہ اس کے انکار کے لیے کہتا ہو جیسا وہ کہتا ہو حالانکہ دامن تو اس کا
جل رہا ہو اور کہتا ہو نار نہیں ہو اور کپڑا رسل رہا ہو اور کہتا ہو نار نہیں ہو پس یہ دعویٰ جبر کا تفسط ہی یعنی
سوفسطائی ہونا ہو لا جرم آتش پرست ان دونوں سے بدتر ہو یہ کہتا ہو عالم تو ہو لیکن اس کا رب یعنی پیدا
کرنے والا کوئی نہیں ہو اب کون یا رب کہے جب کوئی جواب دینے والا نہیں ہو یہ یعنی سوفسطائے
کہتا ہو کہ جہاں خود کچھ نہیں ہو اور بیچ بیچ میں بڑا ہو تمام جہاں مقرر ہو اختیار کا اور امر و نہی کا کہ یہ عمل میں لا اور وہ
ست لا وہ کہتا ہو کہ امر و نہی سب لا و نیست ہیں کسی کا کچھ اختیار نہیں ہو سب خطا ہو لیکن جس کے سب جہاں مقرر
ہیں مگر ارادہ دلیل ہی بنا دلیل کا بہت باریک ہو اس سبب سے کہ اختیار اپنا ہو کو خوب محسوس ہو چہرہ تکلیف کا عمل کی ہو
اس بیان میں کہ درک وجدانی جیسے اختیار و ضبط ارادہ و خشم و اضطراب
بجائے حس کے ہو کہ زرد سرخ سے اور تلخ شیرین اور پشاک مشک اور
سخت نرم اور سرد گرم سے معلوم کرے بس منکر وجدان کا منکر حس
کا ہو اور زیادہ کس واسطے کہ منکر وجدان کا حس سے ظاہر تر ہو کہ حس کو
احساس سے باز رکھ سکتا ہو اور راہ و مدخل وجدان کا روک نہیں سکتا
قولہ درک وجدانی بجائے حس بود ہر دو دریک با جہد ول ایعم میرودہ تغیر سے آید بروکن یا ممکن ہو امر و نہی
و ما جہاں در سخن نہ اینکہ فردا آن کنم یا این کنم دین دلیل اختیار بہت اسے منہم نہ وان پیشمانے کہ خورد

کتاورد باہ مراد نفس و شیطان سے اگر سوائے حق کے اور کسی کو اختیار نہیں ہو تو اپنے تصور دار پر تجھ کو غصہ کیوں
آتا ہے اور کیوں اپنے دشمن پر دانت چا بتا ہے جب کہ اُس سے گناہ و جرم دیکھتا ہو اُس کا کیا اختیار ہو
قولہ گرز سفت خانہ چوبے بشکندہ بر تو افند سخت مجروح کند پہنچ خشم آیدت بر چوب سفت ہ
پہنچ اندر کین ادباشی تو وقت ہ کہ چرا بر من زد و دستم شکست ہ یا چرا بر من قتاد و کرد پست ہ او
عدو جان و خشم تن بدست ہ قاصد در بند خون من بدست ہ کو دکان خرد را چون میزنی ہ چون بزرگان را
منزہ میکنی ہ انکہ زد و مال تو کوئی بگیرد دست و پایش را بر سازش اسیر ہ و انکہ قصد عورت توے کند ہ
صد ہزاران خشم از تو سرزند ہ و بر بیاید سیل درخت تو برد ہ پہنچ با سیل آورد گیتی خود ہ گریاید باد و دستارت
رہود ہ کے ترا با باد دل خشمی نمود ہ خشم در تو شد بیان اختیار ہ تا کوئی جبر یا نہ اعتذار ہ اگر شتر بان شتری را میرد ہ
آن شتر قصد زندہ می کند خشم اشتر نیست با آن چوب ادب پس ز رفتاری شتر بدست بود چھپنیں گریہ سگے
سنگی ز نے ہ بر تو آورد و گرد میشن ہ سنگ را گریہ دار خشم تو است ہ چون تو دورے و نداد بر تو دست ہ
عقل حیوانے چو دانست اختیار ہ این لگوای عقل انسان شرم دار ہ روشنت این لیک از عجم
سحور ہ آن خوردندہ چشم بر بند ز نور ہ چونکہ کلی سیل آن نان خورد نیست ہ رو بہ تاریکے کند کہ روز نیست ہ
حرص چون خورشید را بہمان کند ہ چہ عجب گر پشت بر بہمان کند ہ این مثل بشو شو سنگریان ہ اختیار
خویش را در امتحان ہ **باللغات تنہی** ہ انعم دوتا و سرنگون طعم سحر سحری کھانا **الطعمے** بتائید صدر فرماتے ہیں اگر
نیرے گھر کی چھت سے کوئی کوئی ٹوٹ کے ٹچہ گر پڑے اور تجھ کو سخت زخمی کرے تو تجھ کو کچھ بھی غصہ
اُس گڑی پر آئے گا اور تو ذرا بھی اُسکے کہنے پر سیدھا ہو گا کہ کیوں مجھ پر ٹپری اور میرا ہاتھ توڑ دیا یا کیوں مجھ پر
گری اور مجھ کو پست کر دیا اور کہے کہ وہی دشمن میری جان و تن کی ہی قاصد اُس نے میرے خون کی فکر کی
تھوڑے چھوڑے لڑکوں کو قصور کیوں مارتا ہو جب بڑوں کو اُس سے پاک کرتا ہے جو کوئی تیرا مال چراتا ہے
کیسا اُس کو کستا ہو کہ اُس کو کڑوا ہاتھ پاؤں کا ٹوقید کر داور جو کوئی تیری عورت کا قصد کرے تو کیسے کیسے لاکھوں
غصے تجھ سے ظاہر ہونگے اور جو ہلائے اور اسباب تیرا ہمالجائے تو کچھ بھی تیری عقل اُس سے کیسہ
کرے گی اور جو ہوا تیرے کپڑے اٹھا لجائے تو تیرا دل کب ہوا پر کچھ غصہ کرے گا بس ہی غصہ جو تجھ میں ہو گا
خود بیان اختیار کا ہی ہر گز جبر یوں کی طرح عذرت کہ اگر شتر بان کسی شتر کو مارتا ہے تو وہ بھی قصد ہی
مارنے والے ہی کا کرتا ہے پس لکڑی کے ساتھ اُس کا غصہ نہیں ہوتا اسی سبب سے کہ اُس نے بھی تیرے
مختار ہونے کی پوچھائی ہو اسیسے ہی اگر کسی کتے کے تو چھ مارے تو وہ تیری ہی طرف مٹھ کر کے سر جھکا لیتا ہ
اور اگر وہ بچہ کو پکڑ لیتا ہے تو وہ غصہ بھی اس کا بھی پر ہے اس لیے کہ تو دور ہے تجھ پر قابو اُس کا نہیں

چلتا مجبور ہو درحالیکہ عقل حیوان نے تیرے اختیار کو جان لیا تو اوہ عقل انسان کی تو یہ بات مست کہ ذرا
شرمایہ ایسا ہی جیسے کوئی سحری کھانے والا نور و سفیدی صبح سے انکھ بند کر لیتا ہو اور کہتا ہو کہ رات ہو
اس لیے کہ اس کی رغبت کلی تو روٹی کھانے کی طرف ہو وہ تاریکی دیکھتا ہے اور ادھر ہی متوجہ ہو اور
یہی کہتا ہے کہ صبح نہیں ہو بس جب حرص بر ملا آفتاب کو چھپا رہی ہے تو اس سے کیا عجب ہو
جو حجت و برہان سے پیٹھ پھرے اب یہ مثل سن اور منکرست ہو اور جان لے کہ تیرا اختیار
امتحان میں داخل ہی خارج نہیں

حکایت تقدیر و امتحان بندہ میں

تو کہ گفت دزدے شمعہ را کا ی پادشاہ باچہ کردم بود تقدیر آہ کہ گفت شمعہ باچہ من ہم میگویم کہ حکم حق مست
اید و چشم روشنم از دکانے گر کسی تر بے بردہ کین ز حکم ایز دست ای باخروہ بر سرش کو بے دوسرہ مشت
گرہ کہ حکم حق مست اینکہ اینجا باز نہ دریکے تر بے چو این عذرای قبول ہی نباید نزد بقلے قبول ہو چون بدین
عذر اعتمادی میکنی کہ گرد مار و اژدہا برے تنی بہ چنین عذرای سلیم یا نیل و خون و بال و زن ہمہ کردی سبیل کہ
ہر کسی بس سنت تو بر کند عذر از دخولش را مضطر کند کہ حکم حق گر عذر می شاید ترا بس بیا موز و بدہ فتویٰ
مرا کہ مرا صد آرزو و شہوت است کہ دست من بستہ زنجیر و ہیبت است پس کرم کن عذر را تعلیم دہ کہ
بر کشا از دست دپای من گرہ کہ اختیارے کردہ ہر پیشہ کہ اختیارے دارم دانیشہ کہ ورنہ چون بگریزہ
ہر پیشہ را با از میان پیشہا اے کہ خدا کہ چونکہ آید نوبت نفس دہو کہ بست مردہ اختیار آمد ترا چون
برو کہ باز تو یار سودہ اختیار جنگ و رجالت کشو کہ چونکہ آید نوبت شکر نعم کہ اختیار نیست
و نہ سنگے تو کم کہ و زخمت را عذر این باشد یقین کہ کاندین سوزش مرا معذورین کہ کس بدین حجت
چو معذورت نہ داشت کہ و زلف جلا دین دورت نہ داشت کہ چون بدین داور جہان منظوم شدہ کہ
حال آن عالم یقین معلوم شدہ اللغات بنیل بزرگ و دانا تبیل وقف و آوری نیر شمعہ کہ سر پادشاہ
و محافظ و کوتوال اے ایک چور نے پادشاہ سے کہا اے پادشاہ یہ کام جو مجھے ہوا ہو میں نے نہیں کیا
تقدیر الہی سے ہوا پادشاہ نے کہا یہ جو میں کرتا ہوں اے و چشم روشن میرے میں نہیں کرتا ہوں حکم
حق کرتا ہوں یہ بھی تو حکم حق ہے کسی دکان سے اگر کوئی ایک مولیٰ اٹھا لے اور کہے کہ میں نے حکم خدا سے
اٹھالی ہے اے باخروہ تو تو اس کے سر پر دو تین گھونسے گھونکے گا اد کے گایہ بھی تو حکم حق ہو مولیٰ یہاں
رکھ دے بس جب ایک ادے مولیٰ میں یہ عذر تیرا دنی کج نظر اے فضول نہیں مانتا پھر تو اپنے عذر پر پھرتا
کیا گویا ہو اور گرد مار و اژدہا کیوں پھولا پھرتا ہی ایسے عذر نے تیرے اے سلیم وانا خون و مال و عورت

سب سبیل کر دیے اب جو کوئی تیری موت پس اٹھیرے وہ بھی ایسے ہی عذر لائیگا اور آپ کو مضطر بنائے گا مضطر یہ ایک فرقہ بھی ہے جبر سے حکم حق کا اگر تیرے عذر کے لائق ہو تو مجھ کو بھی سکھا دے اور فتویٰ دے کہ پھر میری خوب بن پڑے اس لیے کہ مجھ کو بھی سیکڑوں آرزوئیں اور خواہشیں ہیں مگر ہاتھ میرا خوف و ہیبت سے بندھا ہوا ہے کس سر ہائی کر کے وہ عذر مجھ کو سکھا دے اور میرے ہاتھ پاؤں کی گرہ کھول دے تا بے قید ہو جاؤں تو نے ہر پیشے کو اختیار کیا ہے جس سے تیرا اختیار و اندیشہ ظاہر ہے اگر وہ نہیں ہے تو اسے کد خدا در پیشوں سے اسکو کیسے چھانٹتا ہے اب جو باری حرص و ہوا کی آئی تو اسوقت میں تجھ کو کیسے بنیں آدمیوں کا اختیار ملتا ہے اگر کوئی یا تیرے پاس سے ایک حبہ لچائے بنظر فائدے کیے تو اختیار کا تیرے کیسا دروازہ جنگ کا کھل جاتا ہے اور اس سے لڑتا ہے اور جب کہ باری شکر نعمتوں کی آتی ہے تب تو بے اختیار ہو جاتا ہے ایسا کہ پھر سے بھی کم بنتا ہے و درخ کے لیے تو یہ عذر تیرا یقینی ہے کہ اس سوزش میں مجھ کو معذور رکھ میں تیرے جلالے میں بے اختیار ہوں اس حجت پر تیری کس نے مجھ کو معذور رکھا اور جلا دے کہ ہاتھ سے بچا لیا تیرا حال جبکہ جان اس نظم پر منظم ہوا ہے تو اسی سے حال اس جہان کا بھی یقیناً معلوم ہوا کہ ایسا ہی حال وہاں بھی ہوگا

حکایت جواب جبری اور ثبوت اختیار میں اور حجت امر و نہی و نیز امتیاز میں کہ عذر جبری کا کہیں مقبول نہیں

قولہ آن کے برفت ہالائے درخت بنے فشاں و میوہ را در دانه سخت ہ صاحب باغ آمد و گفت ای دے ہا خدا شریست کو چہ میکنی ہ گفت از بلغ خدا بندہ خدا ہ گر خور دہرا کہ حق کر دوش عطا ہ عامیانہ چہ ملاست میکنی ہ بخل ہر خوان خدا و ندغنی ہ گفت ای ایبک بیاد ران رس ہ تا بلگویم من جواب بواحسن ہ پس بہستش سخت آندم ہر درخت ہ میزدش ہر پشت و پہلو چوب سخت ہ گفت آخرا خدا شرمی ہدایہ میکنشی این میگنہ را ز زار ہ گفت کہ چوب خدا این بندہ اش ہ میزند ہر پشت و دیگر بندہ خوش ہ چوب حق و پشت و پہلو آن او ہ من غلام دالت و فرمان او ہ گفت تو بہ کردم از جبرائے عیار ہ اختیار ہست اختیار ہست اختیار ہست اختیار ہست کرد ہ اختیارش چون سوارے زیر کرد ہ اختیارش اختیار مانکند ہ امر شد برا اختیارے مستند ہ اللغات آیک غلام و نیز آقا ہوا حسن کسیت علی شہر خدا کہ ایک جبری کو اٹھون نے بھی نہایت معقول جواب دیا تھا اے شخص درخت پر چڑھ گیا اور چوہوں کی طرح میوہ درخت سے بھاڑنے لگا تاکہ باغ کا آیا اور کہا اے ناچیز خدا تجھ کو شرابے بتا ہ کیا کرتا ہے کما خدا کا باغ ہوا درین بندہ خدا کا بس خدا کے بلغ سے بندہ اسکا اگر خراب کھائے تو کیا

غضب ہو خدا نے اسکو عطا کیے تو عام لوگوں کی طرح مجھ کو ملا مت کیا کرتا ہو اور خداوند غنی کا خوان لگا ہوا ہو
تو اس میں بخل کرتا ہو صاحب بارغ نے غلام سے کہا وہ رسی لے آتا میں اسکو وہ جواب دوں جیسا کہ بولیں
نے اس جبری کو دیا تھا بس اس رسی سے اسکو درخت سے سخت باندھا اور اسکی پشت و پہلو پر نہایت
ڈنڈے مارتا تھا کما آخر خدا سے شرم کیوں تو اس یگنہ کو نہایت ہی مارے ڈالتا ہو کما کہ لکری بھی خدا کی ہو
اور یہ بندہ بھی اسکا اسکی پیٹھ پر یہ دوسرا بندہ اسی خدا کا خوشی سے مار رہا ہو کوئی اور نہیں ہو لکری بھی اسی
کی ہے دونوں بندے بھی اسی کے اور اسکی پشت و پہلو بھی اسی کی ملک اور میں غلام واکہ اسی کے
حکم کا تب کما کہ میں نے جبر سے توبہ کی اور اس عقیدے سے باز آیا بیشک اختیار ہو اختیار ہو اختیار
در حقیقت اس کے اختیار نے کہ مالک مختار ہو تیرے اختیار کو زندہ کیا اور اسکا اختیار ایسا ہو جیسے گرد میں سوار
چھپا ہوا اسی کا اختیار ہمارے اختیار کو کرتا ہو اور ہمارے اختیار پر اختیار اسکا ایستند یعنی سند پکڑنے والے
حکم ہو قولہ حاکمی بر صورت بے اختیار نہ ہست ہر مخلوق را در اقتدار نہ تا کشد بے اختیارے صید را نہ
تا برد بگرفتہ گوش اوزید را نہ لیک بی بیج اکتی صنع صمد اختیارش را کمن را کنت اختیارش زید را قیدی کند نہ
بے سگ بے دام چون صیدی کند نہ آن دروگر حاکم چوبے بود و ان مصور حاکم خوبی بود ہست ہنگر را بہن قیمتی ہست
بنام ہم برکت حاکمی نہ ماور باشد کہ چندین اختیار سا جگہ اختیارش بندہ دار قدرت تو بر جمادات آن چنان
نفی نکند اختیار را زدان نہ قدرت تو بر جمادات ازبر و نہ کے جمادی را زانما نفی کرد نہ خواستش سے گوی
بروجہ کمال نہ کہ نہ باشد نسبت جبر و ضلال نہ چونکہ گفتے کفر من خواہ ولیست نہ خواہ خود را نیز ہم می خوان کہ
ہست نہ زانکہ بے خواہ تو خود کفر تو نیست نہ کفر بخواہش تناقض گفتنیست نہ امر عاجز را قیجست و ذمیمہ ختم بدتر
خاصہ از رب رحیم نہ گا و گو یوغی نگیز و نیز نہ بیج گاوی کو بر دشمن نہ نہ گا و چون معزول بنود و فضول نہ صاحب
گا و از چہ معزولست و دول نہ چون نہ بخور سر را در بندہ اختیار ہست بر سبست محمد نہ جمد کن کو جام حق
یا بے نومی نہ بخور و بے اختیار آنگہ شوے نہ آنگہ آن سے را شود کل اختیار تو شوی معذور مطلق مست
دار نہ ہر چہ گوی گفتہ سے باشد آن نہ ہر چہ رو بے رفتہ سے باشد آن نہ کے کند آن مست جبر عدل و
صواب نہ کہ زجام حق چشیدہ است او شراب نہ جا و دان فرعون را گفتند بیست ہست را پر وای دست و پا
نیست نہ دست و پایے مائے آن واجد دست نہ دست ظاہر سایہ است و کاسد دست نہ چون بسریر شد
جام او دما نہ خانہ دل را فرو گیر و تمام اللغات یو رخ ہندی جو اول بود و مجبول دلو آبکش و در قاری
بیکار و بیجا دما بضم شراب و آجہ یا بندہ فرو گرفتہ گھیر لینا اسے یعنی وہی امر اختیار اسکا ہر صورت
بے اختیار پر ہر مخلوق میں اپنے اقتدار میں حاکم ہے تا وہ بے کسی اختیار کے صید کو

کھینچ لائے اور کان پکڑ کے زید کے واسطے لیجائے یہ تو سب آلات ہیں لیکن صنعت اس صمد پاک کی ہے کسی آلات کے مختار ہو کر اُسکے اختیار ہی کو کند اسکی کر دے زید کا اختیار زید کو قیدی بنائے اور بے سگ بے دام مثل صیدی کے کر دے دیکھو بڑھئی لکڑی پر حاکم ہے جیسی چاہتا ہے ویسی کرٹھتا ہے اور مصور صورت پر حاکم ہے جیسی چاہتا ہے بناتا ہے علی ہذا لوہار لوہے پر غالب ہے اور معمار اپنے آسے پر لیکن انکے واسطے یہ نہیں ہو کر اپنے اختیاروں کے سبب سے وہ مصنوعات اُنکے بندے کی طرح اُنکو سجدہ کرن تیری قدرت جمادات پر ایسی تو ہے کہ حسب دلخواہ اُسکو کرٹھتا بناتا ہے لیکن ایسی نہیں کہ اُسکے اختیار کی اُس سے نفی کر دے قدرت تیری جو جمادات پر ہے کیسے ہی اُس سے لڑے مگر اُسکی جمادی کی نفی اُس سے نہیں کر سکتی بس اسکی خواست کو بصورت کمال کے بیان کیا کہ جس میں نسبت جبر و کراہی کی نہ ہو اور یہ جو تو نے کہا کہ کفر میرا اسکی خواہش سے ہو تو اپنی خواہش کو بھی تو کہ جو اُس میں موجود ہو اُسواسطے کہ اگر کفر تیرا تیری بے خواہش کے ہو تو وہ کفر تیرا کفر ہی نہیں ہے اور یہ کہنا کہ میری خواہش نہیں ہے اور کفر یہ تناقض والی بات ہو کہ اپنی خواہش نہیں ٹھہراتا اور کفر ہو جب کوئی اپنے کام میں عاجز ہے اُسپر امر کرنا قبیح و ذمہ ہے اور غصہ تو اور بھی بدتر ہے خاص اُس پر درد گار سے کہ جو رحیم ہے ایسے شخص پر کیسے امر و غصہ کرے گا بیل اگر جو انہیں لیتا ہو تو مارتے ہیں اور کوئی بیل بھی جو جو ابھجائے وہ بد بخت و زبرد ہوا ہو بس خیال کر لے کہ وہ بیل جب اپنے فضول میں معزول و بیکار نہ رہا اور پٹا پھر بیل والا کیسے معزول و بیکار رہے گا جب تک کہ اطاعت نہ کر لگایہ کیسی بات ہے کہ بیمار تو نہیں ہے اور سر میں ٹپی بازو کے زبردستی بیمار بنتا ہے یعنی اختیار والا ہو کے بے اختیار ہوتا ہے اور اپنی موچھون پر آپ کیون متحر کرتا ہے شرما تا ہی نہیں تو تو ایسی کوشش کر کہ جام حق سے تازگی پائے تو اسوقت بے خود و بے اختیار ہو جائے اور اُس جام کی شراب کو کل اختیار ہو اسوقت میں تو معذور و مطلق دست کی طرح ہو جائیگا پھر جو کچھ کہے گا اُس شراب ہی کا کہا ہوا ٹھہرے گا اور جو کچھ جھاڑے گا اسی کا جھاڑا ہوا ہو گا اس لیے کہ وہ مست سواے مدد و صواب کے اور کچھ نہیں کر لگایگا سوا سٹے کہ اُس نے شراب جام حق کی چکی ہمیشہ فرعون سے کہا کہ بانا لیکن وہ خودی میں مست تھا اور دست کو پروا اپنے ہاتھ پاؤں کی کب ہوتی ہے ہمارے ہاتھ پاؤں شراب اُس واجد کی ہے کہ ہلکے بٹھائے ہوئے ہے اور یہ جو ظاہر کے ہاتھ ہیں اسکے سایہ میں اور ناقص اور کھوٹے کیونکہ جب اُسکے جام کی شراب ہمارے سر کو چڑھ گئی تو اُس نے خانہ بول کے بالکل گھیر لیا

بیان معنی ما شاء اللہ کان میں یعنی ہر خواہش خواہش اُسی کی ہو اور رضا

رضا اسکی پس اوروں کے حشم و ترود سے تنگ دل نہوکان اگرچہ فعل باضی ہے
لیکن خدا کے فعل میں افاضی و مستقبل نہیں ہے پس عند بنی صلیح

قوله قول بندہ ایش شاہ اللہ کان بہرآن نبود کہ منبل کن بردان بہر تحریض است و بر اخلاص و جدت کا نذران
خدمت فزون شو مستعد کہ گویند انچہ می خواہی کہ را و پکار کار راست بر حسب مرادہ آنکار منبل شوقے جائز
بود کہ انچہ خواہی کا پنچہ جوی آن شود چون گوید ایش شاہ اللہ کان بہرآن حکم حکم اوست مطلق جاودان نہ پس
چرا صدمہ اندر دوا و نہ بر نگردی بندگانہ گردا و نہ گویند انچہ می خواہد وزیر و خواست آن اوست اندر دار و
گیر گردا و گردان شوی صدمہ زود و نہ تا بریزد بر سر ت احسان وجود یا گریزی از وزیر و قهر و نہ این نباشد
جستجو و نظر و نہ باز گو نہ زین سخن کامل شوی پنہکس ادراک و خاطر اسے غوی بہ امر امر آن فلان خواہر است
ہیں نہ چہ نیست یعنی با جزا و کمتر نشین نہ گرد خواہر چون امر آن اوست نہ کو کشد دشمن رہا نہ جان دوست نہ ہرچہ
ادخواہد ہرمان خواہی یقین نہ یا وہ کم رو خدمت ادبر گزین نہ نے چو حاکم اوست گردا و گردا شوی نامہ سیاہ و
روی زرد نہ چونکہ حاکم اوست اورا گیر و پس نہ غیر اورا نیست حکم و دسترس بہ حق بود تا ویل کان کرمت کند نہ
بر امید و چست و پر شرمست کند نہ در کند سردت حقیقت این بدان نہ است تبدیل و نہ تا و نیست آن نہ
این برای گرم کردن آمدہ است نہ تا بگیر دنا امید از او دوست نہ معنی قرآن زقرآن پرس و پس نہ وز کے
کالتش ز دست اندر ہوس نہ بیش قرآن گشت قربانی و پست نہ تا کہ عین روح او قربان شدہ است نہ
روغنی کو شد فدای گل بگل نہ خواہ روغن پوی کن خواہی تو گل نہ اے ملحق یہ جو بندہ کتاہو ایش شاہ اللہ کان یعنی جو کچھ
چاہتا ہو وہ ہوتا ہو اس واسطے نہیں ہو کہ تو اپنے منبل و کاہلی کو جاری کرے اپنے بیکار بن بیٹھ بلکہ واسطے آوازہ کرنے
اور اخلاص و کوشش کے ہو کہ اُس خدمت میں جو کچھ بھل جودے ہی زیادہ مستعد ہو و اگر قضا و قدر تجھے کہیں
کہاے جو اندر جو کچھ تو چاہتا ہو جملہ کام حسب مراد تیرے تیرے ہی کام میں یعنی تیرے ہی واسطے اُس وقت
میں اگر تو منبل ہو جائے تو جائز ہے اس لیے کہ پھر جو کچھ تو چاہے گا اور جس کا طالب ہوگا وہی ہوگا اور جب کہنے
ہیں ایش شاہ اللہ کان تو اس صورت میں حکم مطلق ہمیشہ اُسی کے حکم کا ہو اور جب حکم اُسی کے حکم کا ہو تو کیوں صدمہ
بنگے یعنی جتنی کہ سو آدمی کوشش و محنت کر سکیں اسی کوشش کے ساتھ بندوں کی طرح گردا کے نہیں پھرتا اور
گھیرتا مثلاً اگر تجھے کہیں کہ پادشاہ کا وزیر حکومت پادشاہ میں ایسا دخیل ہو کہ جو چاہتا ہو وہ کرتا ہو اپنی خواست
و خواہش کا مالک و مختار ہو تو تو اسکے گرد و فرا صدمہ نہ بنے پھر لگا یا نہیں اس امید میں کہ وہ تجھے احسان و جود
کرتے یا کہ اُس وزیر اور اُس کے قہر سے بھاگا بھاگا پھرے گا یا مسکی جستجو و مدد کی صورت نہیں ہے بلکہ اُتنا اس بات کو
جان کے کاہل ہو جائے گا اور اپنی ادراک و فکر کو اسے غوی یعنی بے ہوش ہوے لوٹ دیکھا خلاف اسکے کرے گا پس

جب یہ ثابت ہوا کہ اب امرفلان وزیر کے امر کا ہو تو پھر کیا ہو سوا اسکے کہ جاسکا غیر ہوا اسکے پاس نشست
ایسی مست کر اسی خواجہ کو گھیر جو حکم کا مالک ہو کہ یہ خواجہ دشمن کا کشتہ دوست کی جان کا رہا مندرہ ہو جو چھ
وہ چاہے چاہیے کہ وہی تو چاہے یقیناً خلاف اسکے مست ہو مگر اہست بنے اسی کی خدمت اختیار کر پھر
منع کرتے ہیں جو واریا مست کر کہ جب حاکم وہ تو غیر کے پاس مست پھٹکے تانا مہ سیاہ و روزر دہنو جائے
کیونکہ جب حاکم وہ ہے تو بس اسی کو اختیار کر اس واسطے کہ اسکے غیر کو کچھ حکم و مقدر نہیں ہے اسکی
تاویلین حق ہیں اور حق ہی تاویل ہے جو تھک و گرم کر دے اور پر امید و چست و پر شرم بنائے اور جو تاویل
تھک و سرد کرے اسکی حقیقت مست جان یہ تاویل نہیں ہے تبدیل اسکی ہے یعنی ایش اشارہ قدگان یہ
لوگوں کے گرم و مستعد کرنے کی آہ ہو کہ راہ اطاعت میں گرم ہوئیں اور نا امید اسکو دو نون ہاتھوں سے
پکڑے تو معنی قرآن کے قرآن سے پوچھ بس اور کسی سے مست پوچھ اور اُس سے پوچھ جس نے
اپنی ہوس بھونک دی ہو وہ ٹھیک ٹھیک بتائے گا اور ہوس والا حسب اقتضا ہوس اور جس نے
قرآن کی آپ کو قربانی بنایا ہو اور اسکو بالا و اعظم جانتا ہو آپ کو پست و حقیر سمجھتا ہو یہاں تک کہ قرآن
عین اس کی جان و روح ہو گیا بس یہی صورت قرآن کے معنی قرآن سے پوچھنے کی ہے
مثلاً جب روغن بالکل گل میں مخلوط ہو کر سیر فدا ہو گیا تو اب چاہے اُس سے جو گل کی سونگھ
چاہے روغن کی دونوں پائے گا

بیان معنی جفت القلم و کتب ان لایستوی الطاعة والمعصية ولا یستوی
الامانة والسرقة جفت القلم ان لایستوی الشکر والکفر ان جفت القلم ان لایضیع
اجرا لمحسنین یعنی خشک ہوا قلم اور لکھا اُس نے کہ طاعت و معصیت
برابر نہیں ہوتی اور نہ برابر ہوتی ہے امانت و چوری اور خشک ہوا قلم کہ
برابر نہیں ہوتا شکر و ناشکری اور خشک ہوا قلم یہ کہ اجر احسان والون کا ضائع
نہیں کرتے

قولہ چنانچہ تاویل قد جفت القلم بہر تحریر است بر شغل ہا ہم بہ پس قلم نوشت کہ ہر کار را بد لائق آن ہست
تاثر و جزا کثرت و جفت القلم کثرت بد راستی آری سعادت زایدت بد چون بدزدے
دست شد جفت القلم بہادہ نوشی مست شد جفت القلم تور واداری روا باشد کہ حق بہر مجھ معزول آید از حکم
سبق بد ظلم آری مدبر جفت القلم عدل آری بر خوری جفت القلم گزند دست من برون رفتہ ہست کار
پیش من چندین میا چندین فرزند بلکہ آن معنی بود جفت القلم بد نیست یکسان نزد او ظلم و ستم فرق نہاد م

میان خیر و شر فرق نہاد م زبرد و بدترہ ذرہ گرد تو افزونی ادب نہ باشد از یار است بداند فضل رب نہ قدر آن
 ذرہ ترا افزون دہدہ و ترہ چون کہ ہے قدم بیرون نمندہ بادشاہی کہ پیش تخت ادب فرق نبود از این و ظلم جوہ
 آنکہ مے لرزد نسیم روا دہدہ و آنکہ طعنہ میزند بر جدا دہدہ فرق نکند ہر دو یک باشد برش نہ شاہ نبود خاک تیرہ
 ہر سرش نہ ذرہ اگر جہد تو افزون شودہ در ترازوی خدا موزون شودہ **المعنی** فرماتے ہیں جیسے کہ تاویل
 ایش اشارت اللہ کی ہو ایسی ہی جفت القلم کی ہو اور یہ بھی تحریر و آئادہ کرنا شغل اہم پر ہی بس قلم نے وہ لکھا کہ
 ہر کام کے لائق اسکی تاثیر ہو اور اسی کے لائق اسکا بدلہ اگر تو ٹیڑھا چلے گا تو جفت القلم ٹیڑھا ہی تیرے
 سامنے آئیگا اور اگر راہ راست پر چلے گا سعادت تجھ کو پیدا کرے گا مثلاً جب چوری کرے گا تو تیرے ہاتھ جفت قلم
 ہوے اور اگر شراب پیئے گا تو جفت القلم ہی مست ہوا آب اس بات کو روا رکھتا ہو اور تیرے نزدیک
 یہ روا ہو کہ حق تعالیٰ اس اگلے حکم کے سبب سے مثل معزول و بیکار کرے ہو گیا اگر ظلم کرے گا تو بد جفت القلم کا
 ہے عدل کرے گا فائدہ پائے گا یہ بھی جفت القلم ہو بس ہر گاہ تو یہ جانتا ہو کہ بد جفت القلم کے میرے
 اختیار سے ہر کام باہر ہو چھکو اختیار نہیں ہو تو میرے پاس کیوں آتا ہو اور کیوں ناری و خوشامد کرتا ہو ہر عالمین
 بلکہ جفت القلم کے یہ معنی ہیں کہ اس کے نزدیک عدل و ستم یکساں ہیں ہیں میں نے خیر و شر کے درمیان
 میں فرق رکھا ہو اور ایسا فرق کہ بد علیحدہ ہو اور جو بد سے بدتر ہو وہ علیحدہ ایک ذرہ ادب بھی اگر تیرے
 یار سے تخمین زیادہ ہو تو تو اسکی نسبت بھی فضل اپنے رب کا جانے گا اور سچو جایگا اُس ذرے کے
 بقدر تجھ کو زیادہ دے گا تیرے یار سے وہ ذرہ ادب تیرا پہاڑ کے مثل کہیں ٹل کے نہیں جاسکتا اب فرماتے
 ہیں جو بادشاہ ایسا ہو کہ اسکی عدالت میں امین و ظالم میں فرق نہو یعنی ایک ایسا ہو کہ دوسرے کے خوف
 سے لرزتا ہو کہ یہ مجھ کو مردود نہ کر دے اور ایک ایسا ہو کہ اسکے دادا پر طعنہ کرتا ہے اور دونوں اسکے نزدیک
 یکساں ہیں وہ بادشاہ نہیں ہو تیرہ خاک اسکے سر پہ اور خداے تعالیٰ وہ بادشاہ ہو کہ اگر ذرہ بھر بھی تیری کوشش
 افزون ہوگی تو وہ بھی اسکے عدل کی ترازو میں تولی جائے گی قولہ پیش آن شاہان ہمیشہ جان کنی ہر بخت
 ایشان ز غدر و روشنی ہر گفت عثمانی کہ بد گوید ترابہ صلح اردو خدمت راسا لما بہ پیش شاہی کو سمیعت
 و بصیرت گفت عثمان نہ باشد جاگیر ہر جملہ عثمانان انسان آتش شعلہ سوے مآئید افزا زندہ بندہ بد بھی گوین
 شدہ ہمیشہ مانتا کہ بد جفت القلم کن و قابہ معنی جفت القلم کے این بودہ کہ جفا با با وفا یکساں شودہ بل جفت ہا
 ہم جفا جفت القلم وان و قارہ ہم و قارہ جفت القلم ہر جفا جفت القلم کو فرامیدہ کہ بود بندہ ز تقویٰ رو سپیدہ
 و ز در اگر عفو باشد جان بردہ کے وزیر و خادان اخضرن شودہ اسے امین الدین ربانی بیابا کرمانست
 رست ہر تاج و لواحق و سلطان گر بد و خائن شودہ آن سرش از تن بردیا کن شودہ در غلام ہند و سے آرد

چنانچہ قرآن مجید سے ثابت ہے، لائق نظر آید کہ ہر ایک کے من و خلائق خیر الصالحین کے اجمعین ضرور کاٹ لگائیں یا تھوڑے اور یا کون تھوڑے، تھوڑے یا مبالغہ سے بھر سولی دو لگائیں تو سب کو اب کیسا عسقلان اگر سو برس کوئی عبادت کرے تو کب بیکر ہو ہم بھی سے پوچھتے ہیں تو نے بھی پچاس برس خدمت و بندگی کی ہر تو ہی تھکا جھکو

ایسا عسقلان داخل میں بیکر ہو کبھی تو اس رستے کو پہنچا

حکایت آس و رویش کی کہ ہر راست میں عمید خراسانی کے غلاموں کو آراستہ پیراستہ دیکھ کر کہتا ہے کون ہیں جب معلوم ہوا کہ غلام ہیں منہ آسمانی طرقت کر کے کہا کہ بندہ پروری عمید سے سیکھ

قولہ آن یکے گستاخ رواند ہرے بہ چون بدید او خود غلامی مہترے بہ جائے طلسم کر نترین روان بدوی کرد او سوی قبلہ آسمان ہر کامی خدازین خواجہ صاحب من بہ چون نیاموزی تو بندہ داشتی بندہ پروردن بیا موزای خدا زین رئیس و اختیار شہر مانا بود عثمان و برہنہ بیواہ درستان لرز لرزان از ہوا بہ انسا طے کرد آن از خود بری بہ جرائی نمود آن از مہتری بہ اعتمادش بہ ہزاران موہبت بہ کہ ندیم حق نابل معرفت بہ گزندیم شاہ گستاخی کند تو کن چو نتوانی آن سند حق میان داو و سیان بہ انکرہ کرے تاجی دہا داد و دشا تباہی کے روزے کہ شاہ آن خواجہ را بہ شہر کرد و بہ بستر دوست و پیادہ دان غلامانرا شکرچی نمود کہ دفت خواجہ بنا کید زود بہ سرا و با من بگوئیدی خدایان بہ و نہ ہم از شما دست و لسان بہ دے یک ماہ شان تعذیب کرد بہ روز و شب شکنجہ و تعذیب و درد بہ پارہ پارہ کرد شان و یک غلام ہزار خواجہ دانہ گفت از اہتمام بہ گفتش اندر خواجہ ہا گفت کا سے کیا بہ بندہ بدون ہم بیا موز و بیا بہ المعنی ایک شخص شیخ و گستاخ و تھابرات میں جب اس نے ایک غلام سردار کو دیکھا کہ طلسم کے کپڑے پہنے اور شہر چکا ہا ند سے چلا جاتا کہ مسیح طرف قبلہ آسمان کے کر کے کہا کہ اسے خدا اس خواجہ صاحب منت و احسان سے تو بندے کا رکھنا کیوں نہیں سیکھتا اسے خدا بندہ پروری اس سے سیکھ جو ہمارے شہر کا رئیس اور اختیار والہ ہے یہ بندہ اسکا کیسا پھر تار و قمارتے ہیں کہ یہ گویندہ ایک محتاج شگاہینا تھا کہ جاڑے میں ہوا کے مارے لپکا پاتا تھا لہذا اس از خود نیزارے براہ انسا و خوش طبعی ایسی گستاخی و جرات لہی لہری سے کی اپنے قوت و فرہی سے وہ ایسا بے اعتقاد نہ تھا بلکہ اسکا خدا کے شمس و مہبت بہ طرطن اعتماد و بھروسے تھے کہ اسطے کہ اہل معرفت سب ندیم حق کے ہیں اور خوش طبعی ندیموں کی عبادت پس اگر ندیم پادشاہ کا گستاخی کرے اسکی دیکھا دیکھی تو نہ کر اس سے کہ تیرے پاس وہ سے بنیں جو اس کے پاس تیرے حق تعالیٰ سے جھکو کر دی اگر وہ سر چکا جھکو دے تو پٹکے سے کراچی جو اگر کوئی جھکو تاج دے تو اس نے جھکو سردار کہ

بے کم اور سر کے تاج و چمکا کس کام کا آقصہ ایک روز ایسا ہوا کہ شاہ نے اس خواجہ کو کسی تہمت سے شہم کیا اور بدگمان ہو کے اُسکے ہاتھ پر لکھن باندھے اور اُسکے غلاموں کو شکنجہ کرنا تھا کہ اپنے خواجہ کا دھینہ جلدی بتاؤ لے ناچیز و بھیدا سکاٹھسے کہو ورنہ تمھارے ہاتھ اور زبان کاٹ ڈالوں گا انقض ایک مہینہ اُنکو تعذیب کی اور دکھ دیا اور رات دن شکنجے میں رکھا اور ٹکڑے ٹکڑے اُنکو کیا لیکر ایک غلام نے بھی راز خواجہ کا ظاہر کیا ایسا قصد اُٹھوں نے اپنے دل میں کیا بعد اُسکے خواب میں ایک ہاتھ نے اُس گستاخ رو سے کہا کہ تو کتا ہو بندہ پروری ہمارے شہر کے رئیس سے سیکھو تم کہتے ہیں تو پہلے بندہ ہو نا ان غلاموں سے سیکھو پھر ہمارے پاس آؤ کہ اے دریدہ پوستین پوشان بگریدو گرت آن از غولیش دان بڈ ناچہ می بانی ہمہ روزہ بپوش بڈ ناچہ می کاری ہمہ سالہ بنوش بڈ فعل تست این غصہ ما و مہم بڈ این بود معنی قد جفت القلم کہ نگرد و سنت ما از رشتہ نیک نیکی را بود بدرست بد بڈ کار کن دیوا سلیمان زندہ است بڈ تا تو دیوے تیغ او بزندہ است بچون فرشتہ گشت از تیغ ایمین است بڈ ز سلیمان ایمین و از خوف رست بڈ از سلیمان هیچ اور خوف نیست بڈ دشمن دیو است و از وی ایمینست بڈ حکم او بر دیو باشد نے ملک بڈ بیخ در خاکست نے فوق فلک بڈ ترک کن این جبر را کہ بس تہیست بڈ تابدا سر سر جبر چہیست بڈ ترک کن این جبر جمع بڈلان بڈ تا خبر با بڈ اذان جبر چو جان بڈ ترک کن معشوتے و کن عاشقے بڈ ای گمان برودہ کہ خوب و فائق بڈ ایکہ ومعنی زشب خامش تری بڈ گفت خود را چند خواہے مشتری بڈ سر بچنبا نہ پیشیت بہر تو بڈ رفت در سووے ایشان دہر تو بڈ مرا کوئی حسد اندر پیچ بڈ چہ حسد آرد سے بر فوت هیچ بڈ ہست تعلیم خسان ای بار شوخ بڈ جو نقش خوب کردن بر کلوخ بڈ اللغات پستین معروف و عیب رستوخ بڈ غمتین پابر جا بودن و استواری المعنی یعنی تو اورون کو دیکھ کے رشک کرتا یہ نہیں جانتا کہ یوسفون کا جو بے عیب ہیں عیب کرتا رہتا ہے پھر اگر گرگ بھگو بچاڑے تو اپنا ہی تصور جان جو دن بھ بڈتا رہتا ہے اُسی کو پین اور جو بوتا رہتا ہے اُسی کو سال بھر کھایا کرتے ہی فعل ہیں جو اس غصے کو مہم بڈ بڑھاتے ہیں بس یہی معنی قد جفت القلم کے ہیں کسٹل سٹے کہ ہماری سنت یعنی جو راہ ہم نے رکھی ہے وہ اپنی راہ راست سے تغیر نہیں ہوتی نیک کے واسطے نیکی ہے اور بد کے واسطے بدی ہے اے دیو تو اپنا کام کرے جا سلیمان بھی زندہ ہے اور جب تک تو دیو پر تیغ اسکی بزندہ ہاں جب تو فرشتہ ہو جائے تو تیغ سے ایمین ہو اور سلیمان سے بھی کوئی دشمن سب سے نچست اُس لیے کہ جب وہ فرشتہ ہو گیا تو دشمن دیو کا ہے پھر اُسکو سلیمان سے کیا خوف ہے سلیمان کا حکم تو دیو پر ہے نہ فرشتے پر سچ تو سارے اُس خاک پر ہیں جب تک آدمی اس خاک میں آلودہ ہو اور جب فرشتہ نوری ہو گیا تو پھر آسمان پر

سج کب ہن تو اس جبر کو ترک کر کہ یہ بالکل خالی چیز ہو بے مغز تو جانے کہ جب کے بھید کا بھید کیا ہے یہ خبر نہ ہون اور
 کالون کا کام ہر جن سے محنت ریاضت نہیں ہو سکتی وہ جبر اختیار کرتے ہیں اسکو چھوڑتا بھٹکواس جبر کا حال
 کھٹکے جو مثل جان کے ہو اسے محنت در ریاضت شرعیہ ناز اور عیش و آرام معشوقوں کا کام ہے اور محنت
 مشقت عاشقوں کا کام تو خواہ مخواہ معشوق مست بن عاشق بن ناحق بھٹکے یہ گمان ہے کہ میں خوب ہوں اور
 سب سے فائق تو تو در حقیقت رات سے بھی زیادہ خاموش ہو جیسے رات میں ہر شے خاموش ہوئی ہر
 پھر اپنے کام کا مشتری و خریدار کب تک چاہے گا یا تیری تحسین کریں اور تیرے سامنے ہاتھ مار پسند تیری
 خوشی کے واسطے سر ہلائیں اور تو اس کے سودا میں اپنا وقت کھو رہا ہے تو مجھ سے کہتا ہے کہ کسی سے
 حسد مت کر حسد تو دنیا کی چیزوں پر ہوتا ہے سو میرے سامنے سب بیچ ہن پھر بیچ تو تیر کوئی عاقل بھی
 حسد کرتا ہے اور جو لوگ خس و فاش چیز ہیں انکی تعلیم عبت وہ تعلیم ایسی ہو اسے یا رشوت جیسے کسی کلورج پر ہے
 اچھے نقش بنانا کہ محض بے فائدہ اور بے ثبات ہو قولہ خویش را تعلیم کن عشق و نظر کا کن بود کا نقش فی
 جرم الحجبہ نقش تو با است شاگرد و فانیہ غیر شغفانی کجا جوئی کجا بگرے مرغوش را جبر دسنی پھویش را
 بدخو و خالی نے کنی پھویش شد چون دلت با آن عدن پھویش بگو مہراس از خالی شدن پھویش زمان آمد
 است اسے راستین پھویش بخود شد بگو دریا ست این پھویش استوا یعنی کہ آیت را بلاغ پھویش تلفت کم
 کن کہ لب خشک است باغ پھویش سخن پایاں ندارد اسے پھویش این سخن را ترک کن پایاں نگرہ غیر تم آید کہ
 پیشست ہیستند بر تومی خندند عاشق ہیستند عاشقات در پس پردہ کم پھویش نعرہ زمان ہن و سبدم پھویش
 عاشق آن عاشقان غیب باش پھویش عاشقان پنج روزہ کمر آش پھویش بخور و مدت پھویش جذبہ پھویش لہذا نشان
 بندیرے حبلہ پھویش ہنگامی ہر راہ عام پھویش جیسے ہر نیامد بیچ کام پھویش صحت جملہ بارند و حریف پھویش
 در و غم پھویش کو الیبت پھویش در و غم پھویش پھویش پھویش پھویش پھویش پھویش پھویش پھویش پھویش
 رایا دار پھویش ایانا ز پھویش کن اعتبار پھویش پھویش پھویش پھویش پھویش پھویش پھویش پھویش
 اور اب دست پھویش اللغات خبر بالکسر و تشدید سنی بزرگ در و غم الیبت الیبت گیرند اسے
 تو آپ کو تعلیم عشق و فکر کی کو فکر وہ جسکو کہا ہو فکر وافی آلا و اللہ یعنی فکر و اللہ کی نعمتوں میں بھٹکوا اور کی تعلیم
 سے کیا جیسا کہ اوپر تعلیم عثمان کہا ہے کس واسطے کہ عشق و فکر دونوں ایسے ہیں جیسے پھر کا نقش کہ شہابی
 نہیں یہ نقش تیرا تیرے ساتھ ہے اس لیے کہ یہ شاگرد و فانیہ ہے اور غیر اسکا فانی ہے اسکو کہاں
 دھو نہ پھویش پھویش گاہ کب لے گا اگر آپ کو تو جبر و دشمنی بنانا چاہتا ہے اور بزرگ تو جان لے گا آپ کو
 بدخو بنانا ہے اور عقل سے خالی کرنا ہے جب دل تیرا واصل بحر عدن سے ہو گیا تو اللہ کے جا اور خالی ہونے سے

ست ڈراسی واسطے اسے راستی واسطے حکم قتل کا آیا ہو کہ اس وقت میں کم نہیں ہوگا کس واسطے کہ دریا ہے
بحر عدن ہرادر قرآن سے اور اس میں حکم الفتوا کا بھی ہو یعنی خاموش ہو جاؤ یہ اسی واسطے ہو کہ اپنے پانی کو یہود وہ
ضائع مت کر کہ تیرا باغ خود لب خشک ہو اسکو میراب کر آب فرماتے ہیں کہ اسے پدرا اس سخن کی تو کچھ حد نہیں
اسکو پھوڑا اور پایا ان کار کو دیکھو کچھ غیرت آتی ہے کہ تیرے سامنے کھڑے ہوں اور تجھے ہنسین اس لیے
کہ عاشق ان باتوں کے نہیں نہ میں تیرے جو عاشق ہیں بروہ کرم کی آثرین ہیں اور تیرے لیے چلاتے
ہیں لاجرم تو بھی عاشق ان غیبی عاشقوں کا ہوا در یہ جو عاشق پنچروہ ہیں یعنی چند دنوں کے ان سے امید
و طمع مت رکھ اس سبب سے کہ ہر سون اپنے لکے سے بخشے ایک جذبہ اور کشش پاتے رہے اور تو نے
ایک جہ ان سے نہیں دیکھا بے طمع اور بے امید جذبہ ہو چکا یا اب کب تک یہ ہنگامہ باہ عام پر رکھیں گے تو نے
جوابنا مقصدان سے ڈھونڈھا وہ کوئی ان سے نہ لکھا یہ لوگ سب بے کے یار ہیں اور صحت و عافیت کے
حریت و ساقی درد و غم کے وقت جو مرگ و گور و حشر ہے سوائے حق کے کوئی الفت کرنے والا نہیں ہو
جس وقت کہ تجھ کو درد و غم گھیرے گا اس وقت کوئی تیرا فریادرس نہوگا بس تو اسی درد و مرض کو یاد رکھو اور
ایاز کی طرح اپنے پوستین سے عبرت پذیر ہو اور پوستین جسکو کہ ایاز نے ہاتھ سے پکڑا ہے وہ
تیرا درد ہی جسکا کوئی شریک نہیں

پھر جواب دینا کافر جبری کا مومن سنی کو اور منع کرنا صار سے کہ مادہ اشکال کو
سوائے عشق کے کوئی کھونین سکنا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء یہ فضل خدا کا ہے
جسکو چاہتا ہو دیتا ہے

قولہ کافر جبری جواب آغاز کردہ کہ انان عاجز شد ان عیابہ مردہ لیک من اگر ان جوابات و سوال بہ جملہ والگویم
بما تم زمین مقال بہ ان مہم تر گفتینا ہست مان بہ کہ بدان نمی تو بہ یا بد نشان بہ اند کی گفتیم زان بحث عسل بہ
نائد کے پیدا شد قانون کل بہ در میان جبری دابل قدر بہ پچھنیں بخش تاحشری پس بہ گرفتہ مانی زد دفع خصم
خویش بہ مذہب ایشان برفقادی نہیں بیچون برون شوشان بودی در جواب بہ پس رسید جبری ازان ماہ
تباب بہ چونکہ مقضی بد رواج آن روش بہ امید بد نشان از دلائل پرورش بہ تا نگردد ملزم از اشکال خصم بہ
تا بود و جواب از اقبال خصم بہ تا کہ این ہفتاد و دہدیت دوام بہ در جہان ماندالی یوم القیام بہ چون جہان ظلمت
بغیب این بہ انیراے سایہ می باید زمین بہ عزت عزت بود اندر رہا نہ کہ ہر و بسیار باشد قضا بہ تا قیامت
ماند این ہفتاد و دہد حکم نیامد بتبرع را گفتگو بہ عزت مقصد بوداے متحن بہ بیچ تیج ماہ قصد رہزن بہ عزت کہ چہ بود
ان ناچہ بہ زدوے اعراب و طول ہادیہ بہ ہر روش ہر رہ کہ آن محمود نیست بہ عقبہ او مانے

اور ہر نیست باین روش ختم و حدود آن شدہ بتا مقلد در دورہ حیران شدہ بد صدق ہر دورہ بہ بنید و روش
ہر فریقے درہ خود خوش نش با اللغات متعل بضمین درشت آواز و تیرہ وسطہ کتاب ہلاکت و
زیانکاری مقضی بالفتح گزاردہ شدہ و تمام کردہ بہا بفتح روشنی و زیبائی و قیمت بفتح بالضم نوید کنندہ اطمینانی
آب فرماتے ہیں کہ کافر جبری نے ایسا جواب شروع کیا جس سے وہ مرد پچارہ عاجز ہو گیا لیکن میں اگر وہ جملہ
جوابات و سوال بیان کردن تو اس مقال سے رہا جاتا ہوں اور حالانکہ اُن سے زیادہ بڑی باتیں ہو سکتی ہیں
جو کہنے کے لائق ہیں کہ اُن سے تیری فہم کو اچھے پتے اور نشان بجا کیے البتہ کچھ تھوڑا اُس درشت دتیرہ سے
کہتے ہیں کہ تھوڑے سے قاعدہ کل کا معلوم ہو جاتا ہو اور وہ یہ کہ جبری اور قدری کے درمیان میں ایسی بحث ہو
اے پسر کہ مشترک ایسی ہی رہی اگر ایک دوسرا ایک دوسرے سے دفع کرنے میں عاجز ہو جائے تو یہ
مذہب ہی ان کا انکے لگے سے گر جاتا اگر جواب میں باہم کسی کو راہ نکلیجائے کی نہ ملتی تو اس راہ ہلاک
و زیانکاری سے بھاگ جائے اور چھوڑ دیتے لیکن جو کہ رواج اس چلن کا مقضی تھا اے قضاے
الہی سے لہذا ہر کوئی دلائل سے اُسکو پریش کرنا پڑتا تھا ہم کی مشکون سے بلوم نہوا اور اقبال ختم سے
محبوب نہوے تو یہ ہفتاد و دو ولایت ہمیشہ قیامت تک جہان میں رہیں جو کہ یہ جہان ظلمت و غیب کا ہی
یعنی جملہ چھپی چیزوں کا اور وہ غیب و ظلمت سوا یہ اعلیٰ چیزوں کی ہیں اور سائے کے نیچے زمین ضرور
چاہیے اس واسطے سب یہاں چھپے ہوئے ہیں جب صحیح قیامت کی ہوگی تو حق دباطل سب کھلی جائیگی جیسے
حزن کا سپر بہت سے قفل گئے ہیں تو کسکی عزت اپنی قدر قیمت میں بہت ہوتی ہی بخلات بے عقل کے
بس قیامت تک یہ ہفتاد و دو ولایت رہیں کہ انکے جو موجود و متدع تھے اُن سے کسی کی گفتگو کم نہوئی اور
لے متحون خوب جانتا ہو کہ ہر مقصد کی عزت اسی میں ہو جسکی راہ پیچ و پیچ صعب گزار ہو اور قصہ
راہزن کا خوف دیکھو کہنے کی عزت بھی اسی سے ہو کہ اُسکے نواح میں دزدی اسراب و طول باوہ کا
لگا ہوا ہے ایسے ہی جو روش اور چراہ کہ محمود نہیں ہوا اسکے لیے بھی کوئی امر سخت اور کوئی مانع و ہزن
ضرور ہے اور یہ روش دشمن اور حاسد اس راہ محمود کی ہو اسی سبب سے مقلد اس دورا ہے ہر اکے حیران
را جاتا ہے اور جو دونوں راہوں کے صدق کو اپنے چلن میں دیکھتا ہو تو ہر فہم کو اپنے اپنے چلن میں خوش نش
پاتا ہو قولہ در جوابش نیست مے بند و ستیزہ بہمان دم تا بروز رختیہ کہ ہمان ماہر اندان جواب ہر گرج
از ما شد ہما دجہ صواب بہنیز بند و سوسہ عشقت و بس بدور نہ کے و سواس بہت کس بے حاشقے
شو شاہد خوبی بچو صید مرغابی بھی کن جو پتو کی بردان آب کا بیت ماہر دے کے کنی نزل فہم کو قیمت خوردہ
غیر این معقولہا معقولہا یا بے اندر عشق با فرو بہا بہ عشر مثالت دہد تا مقصد چون بانی عقل و عشق

صمدؑ ان زمان چون عقلها در یافتند بر رواقِ عشقِ یوسف تا خندند عقلِ شان یک دم سدا ساقیِ عمر
 سیر گشتند از خرد باقی عمر بھل صمد یوسف جمال ذوالجلال بھای کم از زن شوقدای آن جمال بھ عشقِ بزمِ
 راس جان و لب بھ کو ز گفت و گو شود فریاد رس بھ حیرتے آید ز عشقِ آن لطف را بھ زہرہ بنود کہ کند آن ماجرا
 گو بترسد کہ چوانی واد بھ بھ گوہرے انکام او بیرون بھد لب بھ بند سخت ادا ز خیر و شر و تا سدا از دہان افتد
 گھر بھ چھنا کہ گفت آن یار رسول بھ چون نبی بر خواندی برافضل بھ آن رسول مجتبی وقت تبارخِ حواسی
 از احضور و صد وقار بھ آن چنانکہ بر سرست مرغی بو بھ کو فرائش جان تو لرزان شود بھ پس نیاری هیچ
 جنبیدن زجا بھ تا بگیرد مرغ خوب تو ہوا بھ دم نیاری زد بھ بندی سرفرا بھ تا نیاید ناگمان پردہا بھ در کست
 شیرین بھ بیدار ترش بھ برب انگشتی ہنی یعنی خش بھ حیرت آن مرغ است خاموشت کند بھ بر بند سر پوش
 دہر جوشت کند اللغات رفاق بھم و بکسردہ سقفت خار جھلی ہندی بھجا ہر و مطلق سقفت اورود
 عمارت جو دوسرے درجے میں ہوا اور ابراہیمؑ اور جو مقلد کو جواب نہیں بن پڑتا تو قیامت تک
 لڑائی ناندھتا ہر اور کتا ہر کہ جو ہمارے بزرگوار و پیشوا ہیں وہ اس جواب کو جانتے ہیں ہم سے اگرچہ یہ وجہ
 صواب بھی ہوئی ہے بس یہ اسی دوسرے میں رہا لیکن دوسرے کا ٹھوسو سننے والا سوا
 عشق کے کوئی نہیں ہر دور نہ دوسو اس کو کب کسی نے بند کیا ہر اچھا عاشق ہوا اور کوئی اچھا معشوق ڈھونڈ
 اور اس مرغابی کو نہ میں صید کرتا پھر اس لیے کہ جو تیری اب آب کھونے والا ہے اُس سے
 تو آب کیسے پائے گا اور تیری فہم کا کھانے والا ہر اُس سے فہم کب حاصل کرے گا یہ جو
 معقول دنیا والوں کی ہر انکے سوا عشق کی معقول اور ہیں کہ انکو عشق میں بڑے کرد فرود و درویشی
 کے ساتھ پائے گا اگر تو اپنی اس عقل کو عشق صمد میں کھودے گا تو دس گنی بلکہ سات سو گنی تک
 بھکو دے گا اُس لیے کہ جب لوگوں نے عقلیں اپنی اُسکے عشق میں کھودیں ہیں تو رواقِ عشقِ یوسف
 دوڑے ہیں اُن کی عقل دم بھر میں ساقیِ عمر کا لے لیتا ہے اور باقی عمر وہ خود سے سیر ہو جاتا ہے
 اب فرماتے ہیں کہ وہ معشوق وہ ہے کہ اصل سیکڑوں یوسف جمالوں کا ہے کہ وہ داست
 ذوالجلال کی ہے جس کم اے از زن اُس جمال پر فدا ہو گیا زنجار سے لو کہ ہر کسی یوسف پر فدا
 جتنی جھٹیں ہیں سب کو عشق ہی قطع کرتا ہر کس واسطے کہ بھشت کی جو گفتگو اسکا فریاد رس وہی ہے
 کیونکہ عشق سے ایسی حیرت آجاتی ہر کہ لطف کو بھ زہرہ نہیں رہتا کہ وہ اُس ماجرے کو کرے اُس سبب
 کہ بھ لطف کو ڈر ہو جاتا ہر کہ ایسا نہو میں جواب دون اور کوئی گوہر میرے ٹھوسے نکل پڑے نہ از خیر و شر
 دونوں سے سخت لب بند کر لیتا ہر تو ایسا نہو کہ کوئی گوہر دہن سے گر جائے نہ کیا کہ ایک محرابی رسول

مقبول سے منقول ہو کہ جب وہ رسول مجتبیٰ ہم فضولوں کے سامنے قرآن پڑھتے تھے اور گوہر شاکر کرتے تھے کہ وہ پڑھنا ان کا تھا تو ہم سے حضور و وقار کے خواستگار ہوتے تھے کہ سیکڑوں حضور و وقار کے ساتھ سنو اور ایسا ہو جا کہ گویا تیرے سر پر کوئی مرغ آ بیٹھا ہو جسکے اڑ جانے کے خوف سے تیری جان لرز رہی ہو اور تو اپنی جگہ سے ذرا ہل نہیں سکتا کہ ایسا نہ ہو یہ مرغ میرا اڑ جائے اور دم نہیں بارتا کھانسی کو بند کیے ہوئے ہو کہ مبادا ایک یا یہ مرغ اڑ جائے اور ہمارے ہاتھ سے جاتا رہے آپ جو کوئی بیٹھی بات مجھ سے کہتا ہو جب اور کڑوی کہتا ہو جب تو ب پر انگلی رکھ کے اشارہ کرتا ہو کہ خاموش ہو جا منہ سے نہیں بولتا جیسا کہ حضور صحابہ سے منقول ہو کہ انہم علی رؤسہم طیور گویا انکے سر پر طیور ہیں ایسے آنحضرت کے حضور میں بیٹھتے تھے بس ایسی حیرت عشق کی ہو کہ تجھ کو خاموش کر دیتی ہے اور اُسی خاموشی میں پرجوش جیسے ہانڈی کہ اُسکے اوپر سر پوش رکھ دیتے ہیں اور وہ اندر ہی اندر جوش کرتی ہے

رجوع بحکایت ایاز و سوال سلطان

قولہ ای ایاز میں مہر با بر چارتے ہر چیت آخر بچو برت عاشقی پہنچو مجنون برنخ لیلیٰ خویش نہ کردہ تو چارتے رادین و کیش نہ باد و کمنہ مہرجان انگینہ ہر دورا درجہ آؤینہ نہ چند گوئی باد و کمنہ تو سخن نہ درجادی دے دے سرگن نہ چون عرب با ریع اطلال ای ایاز نہ دے کشتہ از عشق گفت خود را نہ چارقت ریع کداین آصف است نہ یوسفین گوی قیص یوسف است نہ بچو ترسا کہ شمار و پاکشیش نہ جرم یکسالہ زنا و غش خویش نہ تا بیا مزن کشیش آن گناہ نہ عفو اور عفو داند انا نہ نیست آگہ آن کشیش نہ از جرم و داد نہ لیک در جادوست عشق و عفو دوستی دروہم صد یوسف تمنہ سحر از ہار و ست و مار و تش کند نہ صورتے پیدا کند بر یاد او نہ جذب صورت آردت در گفتگو نہ را گوید پیش صورت حد ہزارا آن چنانکہ یار گوید پیش یار نہ بد بخا صورتے نے سیکھ نہ زادہ از وی حدالست و صد علی نہ آن چنانکہ مادر دل بردہ نہ پیش گور بچہ زودہ نہ راز ہا گوید بجد و اجتہاد نہ می نماید زندہ اورا آن جماد نہ حی وقائم داند او آن خاک را نہ خوش نگارین عشق سحرناک را نہ پیش او ہر ذرہ ذراں خاک گور نہ گوش دارد ہوش دارد وقت شور و اللغات چارق پیرانی جو تیان ریع بالفتح سرا و خانہ و محلہ و منزل اطلال نشان سلمی کہنہ و ویران آصف نام وزیر حضرت سلیمان کشیش برد زن حلیص پیشوا و معلم ترسایان و ناہ نصرانیان و بت پرستان اسفندے نے اے ایاز یہ مہرین جو تو چارق پر کیے ہوئے ہو آخر بتا تو یہ کیا بات ہو کہ تو ایسا اسپر عاشق ہو جیسے کوئی کسی معشوق پر اور ایسا ہورہا ہے جیسے مجنون اپنی لیلیٰ کی صورت پر اور اُسکو

اپنا دین و مذہب کر رکھا ہو تو نے ایک دو پرانی چیزوں سے محبت پیدا کی ہو اور دونوں کو حجرے میں لٹکایا ہو
 آن دونوں پرانی چیزوں سے کمان تک باتیں کرے گا اور اس مجاہد بیجان میں کمنہ بھید بھونکے گا جیسے
 عرب کسی منزل دسرا کے گرے پڑے مکافون کے نشان دیکھ کے گفتگو بڑھاتے ہیں چنانچہ طویے
 قصائد عرب کے ہوتے ہیں ایسے ہی تو بھی اس چارق وغیرہ کے سلسلے لمبی چوڑی باتیں کرتا ہے
 تویہ چارق تیرا کون سے آصف کا نشان ہو اور پوستین کو یا قمیص یوسف کا ہی یا جیسے ترسا اپنے پیشوا
 کے آگے جرم سال بھر کے خواہ زنا ہو خواہ سوا زنا کے اور خیانت وغیرہ گناہوں کو بیان کر کے اس
 پیشوا سے اُنکو بخشا تا ہو اور غفور کرتا ہو اور اُسکے غفور کو غفور کا جانتا ہو حالانکہ وہ پیشوا اسکا جرم و داد سے
 اُسکے محض ناواقف ہو کہ بخشے گئے یا نہیں مگر اُس شخص کو جو اُس سے اعتقاد و عشق ہو وہ اس پر جادو کر رہا ہو
 کہ اُسکی بخش دینے سے بخش گئے اُس واسطے کہ دوستی و محبت ایسی چیز ہو کہ یہ اپنے دہم میں ہر تصور کی
 صورت سیکڑوں یوسف سے بڑھکے بتاتی ہو اور ہاروت و ماروت کا سا جادو کرتی ہو اور اپنے
 مطلوب کی یاد میں ایک صورت پیدا کرتی ہو اور کوشش صورت کی اُس صورت پیدا کر لیا ہے کہ
 گفتگو میں لاتی ہے کہ اُس صورت سے باتیں کرتا ہے جیسے ایاز چارق و پوستین سے کرتا تھا
 اب تو اُسکے سامنے ہزاروں باتیں اپنے دل کی کرتا ہے اور بھید کتا ہے جیسے کوئی یا کسی بار کے
 سامنے کتا ہو لیکن نہ وہاں کوئی صورت ہو نہ کوئی جسم ہو اور سیکڑوں الست و ہلی پیدا ہو رہے
 ہیں یعنی آپ ہی تو اپنے آپ سے سوال کر رہا ہو اور آپ ہی جواب دے رہا ہو سیکڑوں جواب سوال
 ہو رہے ہیں خود بخود پھر مثال ہو جیسے مادر فریفتہ اپنے بچے نو مردہ کی گور کے سلسلے بڑی جادو کوشش سے
 اپنے دل کی باتیں کرتی ہو وہ قبر جو مجاہد ہو اُسکو حی و زندہ معلوم ہوتی ہو اور اُسکو زندہ وقائم جانتی ہے
 اب ذرا اچھی طرح غور تو کر عشق کو کیسا سحرناک ہو کسی جادو خیالیان کرتا ہو جو وقت وہ شور و ناہ کرتی ہو
 تو اس گور کے ذرے ذرے کو خوب ہوش والا اور گوش دالا جاتی ہو کہ سب سنتے سمجھتے ہیں قولہ مستمع داند
 بعد آن خاک را بہ چشم و گوش داند آن خاشاک را بہ آن چنان بر خاک گور تازہ او بہ دمیدم خوش سے ہند
 با اشک رو بہ کہ بوقت زندگی ہرگز چنان بد روی نہ مادہ است بر پور جوان بہ از عز اچون بگذر و بچند روز
 کم شود آن آتش دامن عشق و سوز بہ بعد ازان نازان گور ہم خواب آیدش بہ از جادوی ہم جادوے
 ز آیدش بہ زانکہ عشق افسون چو بود و رفت بہ مانع خاستہ چو آتش رفت تفت بہ عشق بر مردہ نباشد
 پانڈارہ عشق را بر جی جان افزاے دارہ انچہ بیند آن جوان در آئینہ بہ پیر اندر خشت بیند عائنہ بہ
 پیر عشق تست لے موے سپید بہ دستگیر صد ہزاران نا امید بہ عشق صورتہا با زد و در سراق بہ

تا مصور سر کشد وقت تلاق پہ کہ خم حمل و حمل ہوش و مست بہ بر صور عکسی حسن ماہد مست بہ پردہ مالین زمان
 برداشتم چمن بلبلو واسطہ بفراشتم پہانکہ بس با عکس من و دیافتی بہ قوت تجرید ذاتم یافتی بہ چون ازین سو جذبہ من
 شد روان بہ او کشش رامی نہ بنید در میان بہ مغفرت خواہد ز جرم و از خطا بہ الپس آن پردہ از لطف خدا
 چون ز سنگی چشمہ جاری شود بہ سنگ اند چشمہ متواری شود بہ کس نخواہد بعد از آن آن را حجب نہ نماند
 جاری شدانان سنگش کہ بہ کا سہادان این صور را اندر دہانچہ حق ریزد بہان گیر و علو بہا اللغات
 مست با لضم غم و اندوہا طعنے چہ فرمایا کہ وہی بچہ کی مان اُسکی خاک کو بچہ جانتی ہو کہ یہ مہنتی ہو اور اُس
 خاشاک کی آنکھیں بھی ہیں اور کان بھی ہیں اب ایسی اُسکی خاک گور تانہ پردہ مہم رور و کے خوشی سے
 منحدر رکھی ہو کہ اپنی زندگی بھر میں ایسا سمجھ کر گزبور جو ان پر بھی نہیں رکھا جب اُسکے ماتم و غم میں چند روز
 گزر جاتے ہیں پھر وہ آتش و عشق و سوز کم ہو جاتا ہے اور ایسا کہ بعد اُسکے جو گور پر جاتی ہو تو اُس پہنچتی و
 بیتابی کے خلاف اُسکو اُس جواد یعنی گور سے پند آتی ہے اور عین ہوتی ہے اور جہادی سے جمادی
 پیدا ہوتی ہو کہ وہی عین و حرکتی خواب کی ہو اُس سبب سے کہ عشق نے جو اپنا فقر چھوٹا دیا تھا اُس
 منہ کو وہ نے کے چلا گیا اور وہ آگ جو گرما گرم تھی نہ رہی ٹھنڈی رہ گئی اب فرماتے ہیں دیکھو عشق
 مردے کا پاؤں نہ زمین ہوتا خواہ یہ بچہ جو مذکور ہوا خواہ اور جو زندہ کہلا رہے ہیں لہذا تو اپنا عشق اُس پر رکھ
 جو زندہ اور جان بڑھانے والا ہے عشق ایسی شے ہو کہ جو کچھ جو ان آدمی آئینے میں دیکھتا ہو یعنی حسن و
 جمال پیرا سکو خشت میں دیکھتا ہو جو تیرہ اور بی ہو اور سیر کو ان ہو تیرا عشق نہ سفید ہال کہ عشق و سنگ ہزاروں
 نا امید کا ہو اور امید کو پہونچانے والا دیکھو تو جب تجھ کو اپنے مطلوب سے جدائی ہوتی ہو تو زمان فراق میں
 کیسی صورتیں بناتا ہے تا مصور یعنی جسکی صورتیں بناتا ہو وقت ملاقات کے ظور کرے اور کہے کہ اصل و
 اصول تیرے ہوش و غم و اندوہ کا میں ہوں اور وہ صورتیں جو پیدا ہوتی تھیں ان پر میرے ہی حسن کا
 عکس پڑا تھا اب اس وقت وہ پردے میں بے اُٹھا دیے اور بے واسطہ حسن کو ظاہر کر دیا اس سبب سے
 کہ تو نے بہت دنوں میرے عکس سے صورتیں بنائیں تھیں کہ قوت تجرید میری ذات کی پائی مثل میرے
 مجرد ہو گیا اس واسطے میرا ہی جذبہ ادھر سے جاری ہوا ہو کہ تو اس کشش کو درمیان میں نہ دیکھے اب جو اُس
 صورت سے مغفرت اپنے جرم و خطا کی چاہے تو وہ مغفرت چاہنا اس پردے کی آئین لطف خدا
 ہی سے ہو جیسے کسی پتھر سے کوئی چشمہ جاری ہو تو پتھر اُس میں چھپ جاتا ہو پھر کوئی اُس پتھر کو پتھر نہیں
 کہتا وہ چشمہ ہی کہلاتا ہو اس سبب سے کہ اُس سنگ سے جو ہر اُسکا جو اصل اُسکی تھی جاری ہوا ہے
 بس ایسا جاننا چاہیے کہ جتنی یہ صورتیں ہیں گویا پیالے ہیں حق تعالیٰ جو کچھ ان میں ڈال دیتا ہو اُسی سے

یہ پیالے علو و بلندی پکڑتے ہیں

حکایت تسلی کرنا خوشیوں مجنون کا مجنون کو عشق لیلی سے

قولہ اہلبان گفتند مجنون راز جہل بہ حسن لیلی نیست چندان ہست سہل بہ بہتر از وی صد ہزاران دلربا ہے
ہست بچون ماہ و شہر اسے کیا ہے نازنین تر و ہزاران حور و شہ است بگویناں ہمہ یک یا خوش
و اہلبان مارا و خود را نیز ہمہ از چنین سودای ارشت شہم گفت صورت کوڑہ است و حسن می نہ سے خدا ہم
سے دہرا ظرف دے بہ مرثماں سرکہ دادا کوڑہ اش بہ تابنا شد عشق او تان گوش کش بہ از یکے کوڑہ دہہ
زہر و عسل بہر یکے را دست حق غر و جہل بہ کوڑہ می بینی ولیکن آن شراب بہ روی نمایہ چشم ناصواب بہ قاصرات
الطرف باشد ذوق جان بہ جز بہ خصم خویش نمایہ نشان بہ قاصرات الطرف باشند آن مدام بہ وین حجاب ظرفنا
بچون خیام بہ اللغات خیام جمع خیمہ المعنی احمقون نے بہ سبب اپنی جہالت کے مجنون سے کہا لیلی کچھ ایسی
حسین ہنیں ہزار و یہ بات کچھ ایسی شکل ہنیں بلکہ سہل ہے کہ اس سے بہتر اچھی اچھی لاکھون عورتیں دلربا ہیں اسی
ہمارے ہی شہر میں اسے دانا جو مثل ماہ کے ہیں ہزار و ن حور و شہ اس سے نازنین تر ہیں ان میں سے
کسی اچھی سی کو یا اپنا بنا ہم کو بھی اور آپ کو بھی ایسے سودا زشت و تمناک سے بچا مجنون نے کہا کہ صورت
تو ایسی ہی جیسے ایک پیالہ اور حسن ایسا جیسے پیالے میں شراب بس ٹھیکو خدا سے تعالیٰ اُسکے طرف سے
شراب دیتا ہے اور تم کو اُس پیالے سے سرکہ دیتا ہے تو عاشق اُسکا تھارے کان پکڑ کے اُسکی طرف نہ بجائے
یہ دست قدرت اُسی حق غر و جہل کا ہے کہ ایک ہی پیالے سے زہر دیتا ہے اور ایک ہی سے شہر تو
کوڑے کو تو دیکھتا ہے لیکن شراب کو نہیں دیکھتا اسکی وجہ یہ کہ وہ شراب چشم ناصواب میں ہنیں نظر آتی اس
داسطے کہ ذوق جان کا مثل حور و ن کے قاصرات الطرف ہے یعنی جنت میں وہ عورتیں مستورہ ہیں کہ سوا
اپنے شوہر کے سب سے آنکھیں چھپاتی ہیں کنیا کے بھی ہنیں دیکھتیں ایسا ہی حال ذوق جان کلہے
کہ وہ بھی سواے خصم یعنی شوہر کے اور کو نہ نہیں دکھاتا پھر تفسیر اسی کی ہے کہ یہ شراب بھی قاصرات
الطرف ہے اور یہ جو حجاب ظرفون کے ہیں یہی اُسکے خیمے ہیں جیسے فرمایا ہے مقصودات فی الخیام حورین
مقصودہ ہیں خیموں میں یعنی کو تاہ نظر غیر سے قولہ ہست دریا خیمہ دروی حیات بہ نظر لیکن کلاغان را
مات نہ زہر باشد مارا ہم توت و برگ بہ غر اور زہر اور دست و برگ بہ صورت ہر نعمت و محنت بہ ہست
آزاد و زرخ این را جستی بہ پس ہمہ اجسام اشیا بہ قوت ہست وہم لایہ جودن بہ ہست ہر جسے
چو کاسہ و کوڑہ بہ اندر وہم موت وہم ولسوڑہ بہ کاسہ پیدا و ندران پیمان رغبت طاعش دانہ کران چرمی خورد
صورت را سفت چو جامے کہ خوب بہ زان پدرے خورد صد باوہ طوب بہ بازاخوان بلا زان زہر آب

بودہ کا اندر ایشان زہر کیسے می فروزہ باز از وی مرزینجا را شکر می کشد از عشق انیونی دگر غیر آن چو بود مر یقوب را بد
 بود از یوسف غذا آن خوب را بد گونہ گونہ شربت و کوزہ یکے بد تا نماند در می غیبست شکی بد بادہ از غیبست و کوزہ
 زنجیران بد کوزہ پیدا بادہ از دوسے بس نمان بد بس نمان از دیدہ ناعمران بد یک بر محرم ہویدا و عیان بد
 اللغات رعد بختین عیش خوش و نعمت اے پھر بتائید سابق فرمایا کہ دریا ایک خیمہ ہے جس میں بط
 کی زندگی ہو اور کوسے کی موت ایسے ہی زہر سانپ کے لیے قوت و سامان ہو اور اُسکے غیر کے حق میں
 زہر اسکا درد و موت ہو غرض صورت ہر نعمت و محنت کی کسی کے حق میں دونوں ہی کسی کے حق میں جنت
 بس تمام اجسام اشیا کے جنگ و تم دیکھتے ہو سب میں قوت ہے انکا کہ جنگ و وہ نہیں دیکھتے ہر جسم مثل کا سہ اور
 کوزے کے ہی کس میں قوت بھی ہو اور کوئی دل جلانے والا بھی چنانچہ پیالہ ظاہر اور اس میں خواہش کی
 چیز چھپی ہوئی جسکا مزہ لینے والا ہی جانتا ہو کہ وہ کیا کھا رہا ہو حضرت یوسف کی صورت کا کیسا ایک
 جام خوب بنایا جس سے حضرت یعقوب باپ نے سیکڑوں قسم شراب طرب کی پیتے تھے اور وہی جام خوب
 تھا جس سے بھائی اُنکے آب زہر کھاتے تھے پھر اُسی جام خوب سے زینجا کو شکر نصیب ہوئی جو عشق سے
 اول میں انیون بیتی تھی اب غیر اُسکے جو یعقوب کو حاصل تھا یعنی زمان و صل میں جو غذا یعقوب اُن سے
 پاتے تھے وہ غذا زینجا کے واسطے ہوئی یعنی اُنکو تلخی فراق کی اٹھکو شربت وصال کا بس قسم قسم کے
 شربت ہیں اور کوزہ ایک تا تو غور کرے اور شراب غیب میں کچھ جھکو شکستہ اور جائے کہ شراب تو
 غیب سے ہے اور کوزہ اس جہان سے کوزہ تو ظاہر شراب اُس سے نہایت پوشیدہ پھر فرمائے ہن اگرچہ
 پوشیدہ ہے لیکن نامحرمون سے پوشیدہ ہو اُنکی آنکھ نہیں دیکھ سکتی البتہ محرمون پر عیان اور ہویدا ہو اُن سے کچھ
 پھٹی نہیں قولہ یا الہی سکرۃ البصار ناہ فاعف عنا اثلقت اوزار ناہ یا خفیۃ الملات الخافین بد دست
 علوت فوق نور المشرقین بد انت رتر کا شفت اسرار ناہ انت فجر فجر نماز ناہ یا خفی الذات محسوس لعطایہ
 انت کالما روخن کالمرحی بد انت کالمرح وخن کالغبار بد یخفی الریح و غمرہ جہار بد تو ہمارے ماچو باغ
 سبز و خوش بد اونہان و اٹھکا زنجشش بد تو چو جانی ما مثال دست و پاہ قبض لبسط دست از جہان
 شد واپہ کو خفلی ما مثال این زبان بد این زبان از عقل می یا بد بیان بد تو مثال شادی و ناخندہ ایم بد کہ نتیجہ
 شادی فرخندہ ایم بد جنبش نابردلی خوا شد دست بد کو گواہ ذوالجلال سر دست بد گردش سنگ آسیاد
 اضطراب بد اشد کدیر وجود جوئی آب بد اہی برون از ہم و قال قیل من بد خاک بر فرق من و تمثیل من بد
 بندہ نشکبد ز تصویر خوش بہ ہر دی گوید کہ جانم مفرشت بد چو آن چو بان کہ میگفت اے خدا بد پیش چو بان محب
 خود یا بد ناسپش جویم من از پیر بہت بد چارقت دوزم ہو سم و امنست بد کس نبودش در ہوا و عشق

جفت ہلک قاصر ووش از تسبیح و گفت بد عشق او خرگاہ برگردون زوہ چون سبک خرگاہ آن چوپان شدہ
چونکہ بحر عشق بزوان جوش زدہ بد بردل او زد ترا بر گوش و اللغات مفرش بالفتح بستر و فرش **المعنی**
ای محبوب میرے چچی ہوئی ہیں اکھین ہماری تو معاف کر دے کہ ہمارے گناہوں کے بوجھ بہت بھاری ہو گئے
آسے پوشیدہ اور حال یہ کہ سر تا سر جہان کو گھیرے ہوئے ہے اور عالم کو اپنی ذات سے بھرے ہوئے
اور تحقیق نور مشرقین سے تو بالاتر ہے تو خود تو پوشیدہ ہے اور ہماری پوشیدگیوں کا ظاہر کرنے والا تو مجرب ہے اور
روشنی اور جاری کرنے والا ہماری نہروں کا آئینہ و تودہ ہے کہ ذات تو تیری جیسی ہے اور عطائیری ظاہر محسوس
تو ایسا ہے جیسے پانی اور ہم ایسے جیسے چلے کہ پانی سے چلی چلتی ہے تو ایسا ہے جیسے ہوا ہم ایسے جیسے غبار کہ جسکی
آثران ہوا سے ہے جو خود بھی ہوتی ہے اور غبار ظاہر ہوتا ہے تو بہار ہے مثل بلغ سبز و خوش کے کہ بہار پوشیدہ ہے
اور بخشش اسکی ظاہر تو دراصل جان ہے اور ہم دست و پا کہ بند و کشود ہاتھ پاؤں کی جان ہی سے ہوتی ہے
تو مثل عقل کے ہے اور ہم مثل اس زبان کے کہ یہ زبان عقل ہی سے بیان پاتی ہے تو مثل شادی کے اور ہم مانند
خندہ کے ہیں کہ وہ نتیجہ اسی شادی فرخندہ کا ہے چہ جنبش جو ہر وقت ہر قسم کی ہلکو حاصل ہے خود بھی ہر دم ہمارے
لیے گواہی و اقرار تیری اکوہیت کا ہے کہ توفد و الجلال ہے اور ہمیشہ قائم جیسے گردش آسمان سنگ کی
بحالت اضطراب ظاہر اشد و گواہ وجود آب نہر ہے کہ یہی گھٹاتا ہے آسے تو وہ ہے کہ ہمارے دم و قتال
فیل سے باہر ہے پھر خاک ہمارے سر پر اور ہماری تشکیلون پر جو بندہ ہے وہ تیری تصویر خوش سے صبر
نہیں کرتا ہر دم ہی کہتا ہے کہ جان میری تیرے لیے فرش و بستر ہے جیسے وہ چر دہا ہوا جو کہتا تھا کہ اے خدا
اپنے چوپان عاشق کے پاس آتو تیرے کہڑوں کی جوئیں بینوں اور تیری چٹھی ہوئی جوتیان سپون اور
پیرے دامن کو جو مون ایسا عاشق کہ کوئی عشق و محبت والا اسکے جوڑ کا نہ تھا لیکن ذکر و تسبیح سے اسکی قاصر تھا
آخر عشق نے اسکا خیمہ آسمان پر کھڑ کیا اور مثل سبک خرگاہ کے وہ چوپان ہوا اس لیے کہ جب
دریا عشق بزوان کا جوش میں آیا تھا تو اس کے تودل تک پہنچا اور تیرے فقط کان تک یعنی تیری

توسنی سنائی باتیں ہیں یہ تسبیح و ذکر اور اسکی دل اور قلبی
حکایت جوئی کہ چادر اور دھو کے عورتوں میں بیٹھتا تھا اور ایسی حرکت کی کہ
ایک عورت نے اسکو چھپانا کہ مرد ہو اور چلا بھی

قولہ واعظی بد بس گزیدہ در بیان بہ زیر منبر جمع مردان و زنان بہ رفت جوئی چادر و روبر و بند ساخت بہ
در میان آن زنان شد تا شناخت بہ سائلی پر سید و اعطا را برا نہ موے عانہ ہست نقصان نمازہ
گفت واعظ چون شود عانہ دراز نہ بس کر است باشد ازوے در نمازہ یا بنورہ یا بستر بسترش بہ

تاما زت کامل آید خوب و خوش بگفت سائل وان و مازی را چه حد بشرط باشد تا نماز کامل ہو بگفت چون قدر جوئی گردد بطول پس ستردن فرض باشد اے سؤل بپیش جوئی یک زن بشتہ بودہ ہوش را بر وعظ برد اعطال تہ بودہ بگفت اورا جوئی اے خواہر ہین بے عاٹہ من باشد اکنون این چنین بے ہر خوشنودی حق پیش کر دست بکان بہ مقدار کراہت آندہ است بے دست زن در کرد و رشلوار مرد بے خرنہ اش بر دست زن آسیب کرد بے نعرہ زد سخت اندر حال زن بگفت واعظ بردش زد بگفت من بے صدق انان زن بیاموزید ہین بے چونکہ بردل زودرا بگفت چنین بگفت لے بردل نزد بردست زدہ و اے اگر بردل زندای بخیر ذی اللغات جوئی نام ایک مرد کا جاز بس اور نہایت مسخرہ و ظریف تھا تو بند برق عاٹہ زیر ناف ہندی پیر و تورہ وہ دوا جس سے بال گر جائیں سترہ مخفف استرہ خرنہ بالفتح و حرف ناسے بجمہ آت و کراہتے فرماتے ہین ایک واعظ تھا اتناہیت پسندیدہ بیان کہ اُسکے منبر کے پیچے مرد و عورت جمع تھے جوئی جو ایک بڑا مسخرہ و ظریف تھا یہ بھی گیا خوب چادر اوڑھ کے اور برقع پہن کے بے پچان عورتوں میں جا کے بیٹھا ایک اور سائل نے واعظ سے آہستہ پوچھا کہ بال زیر ناف آیا نقصان نماز میں کرتے ہین واعظ نے کہا کہ یہ بال اگر دراز ہوتے ہین نماز مکروہ ہوتی ہو چاہیے کہ ان کو زورہ یا استرے سے صاف کرے یا موٹڈ ڈاے تا نماز کامل ہو اور ابھی اور خوب پھر سائل نے پوچھا اُس درازی کی کچھ حد ہے جس شرط سے نماز کامل ہوئے واعظ نے کہا کہ اگر جو بھر بچے ہو جائیں تو اے سائل پھر موٹڈ نا فرض ہو جوئی کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی اور اپنے ہوش واعظ کی وعظ پر لگائے ہوئے تھی اُس سے جوئی نے کہا اے خواہر دیکھ تو میرا پیر و اب ایسا ہو تو نظر ثواب اپنا ہاتھ میرے سلسلے لاکہ وہ بقدر کراہت کے ہو گئے ہین یا نہین اُس عورت نے ہاتھ اُس مرد کے پانچائے میں کیا اُسکے کیر نے عورت کے ہاتھ کو صدمہ دیا اُسی وقت اُسکے صدمے سے وہ چلا اٹھی واعظ نے کہا کہ میری بات اُسکے دل کو لگ گئی اور کہا اے حاضرین دیکھو اور خبر ہو صدق اُسکے دل سے سیکھو کیسی یہ بات اُسکے دل کو لگ گئی جوئی نے کہا نہین دل پر نہین لگی ہاتھ پر لگی ہو مگر دے اسپر کہ جسکے دل پر لگ جائے تو اے احمق جانے اُسکا کیا حال ہو قولہ بردل آن ساحران ز داند کے بے شد عصا و دست ایشان را یکے بگر زہری در ربائی تو حصا بے پیش رنجندگان کردہ اندست و پا بے نعرہ لافیر بر گردون رسیدہ ہین ہر چون جان زجا نکندن رہیدہ مابداستیم کماہن تن ناہیم بے از براے تن ہر زردان نیز نیم بے اے خنک آرزاکہ ذات خود شناخت بے اندامن سرمدے قصرے بساخت بے کو دے کے گرد پے جو زو مویر بے پیش عاقل باشند آن پس سہل چہ بے پیش دل جو زو مویر

اندر حسد و طفل کے درویش مردان رسد ہر کہ محبوب است او خود کو کیست ہم دکان باشد کہ بیرون از
 شکیست ہر گریش و غایہ مردستی کسی ہر بزرگی ریش و مو باشد بسی پیشوای بدبودان بڑشتاب بڑی برد
 اصحاب راسوی قصاب ہر ریش را شانہ زدی کہ سا لقمہ سالتقی لیکن بسوی درد و غم بہین روش بگوین و
 ترک ریش کن ہر ترک این ماومن و تشویش کن ہر ریش خود را خندہ زاری کردہ ہر نازک کن چونکہ ریش
 آردہ ہر تا شوی چون بسے گل بر عاشقان ہر پیشو اور ہنمای گلستان ہر چیت بوے گل دم عقل
 سند ہر شد قلا و زرہ باغ ابد المعنی دیکھو حضرت موسیٰ کی بات ذرا ہی ان ساحرون کے دل پر
 لگ گئی تھی کہ اُن کے نزدیک عصا اور ہاتھ دو نوں یکساں ہو گئے تھے جب تو فرعون سے کٹا دیے تھے
 اگر کسی بڑھے کے ہاتھ سے تو عصا لیجائے تو اُس سے زیادہ رنجیدہ ہوگا جیسے وہ گروہ ہاتھ پائون کٹنے
 سے رنجیدہ ہوے تھے تاہم نرے لاضرہ انالی ربنا منقلبون کے آسمان پر پہنچاتے تھے یعنی پھر
 غم نہیں ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں تو خبردار ہو کاٹ ڈال جب ہماری جان درد
 جانکندن سے چھوٹ گئی تو پھر ہلکوا گیا غم ہم نے اب جان لیا کہ یہ تن جو ہمارا ہے یہ ہم نہیں ہیں سواے
 اس تن کے ہم اپنے خدا سے زندہ ہیں نہ اس تن سے اب مقولات مولانا رح کے ہیں اے
 مخاطب کیسا خوش اور کیسی ٹھنڈھک میں وہ دل ہر جس نے اپنی ذات کو بچانا اور مصداق من عرف نفسه
 فقد عرف ربه کا ہوا یعنی جس نے آپ کو بچانا اُس نے اپنے خدا کو بچانا اور اس سرمدی میں اپنا قصر بنایا
 لڑکے تو جو دمویز کے واسطے روتے ہیں ادعا قائل کے سامنے وہ ایک سہل چیز تو سو یہ جو دمویز تیرے
 دل کے مقابل تیرا جسم ہر چیز کچھ مردون کی عقل کو کب پہنچتا ہو خوب جان لے جو محبوب ہے اور اُس پر
 پردہ پڑا ہو وہی بچہ ہو اور مرد وہی ہر جو شک سے مجاہد اور حق یقین کو پہنچا ہوا اگر مردی ریش و حلیہ پر
 موقوف ہو تو ہر بڑی ڈاڑھی اور بہت سے بال ہوتے ہیں وہ پیشوا جو بڑشتاب ہر بہت بڑا پیشوا ہے
 وہ اپنے یارون کو لیے جاتا ہوتا قصاب کے حوالے کر دے تو ڈاڑھی کو چھکارے ہوے کہتا ہے کہ
 میں سائق ہوں اے ہانکنے والا ہم کہتے ہیں کہ تو سائق ہی لیکن درد و غم کی طرف ہے خبردار ہو اپنی
 روش چھوڑ اور ریش کو ترک کر اور اس ماومن اور تشویش کو تو نے تو اپنی ریش کو ایک خندہ نار کر رکھا کہ
 سوچ تو جب تیری ڈاڑھی اگنی تو نازکیسا ناز تو ناز کے وقت میں زیبا ہے تو چاہتا ہے کہ اس
 وقت میں میں عاشقون کے نزدیک بوے گل کی طرح ٹھرون اور پیشوا اور ہنما گلستان کا بنون
 لیکن یہ بھی جان لے کہ بوے گل کیا چیز ہے دم عقل و خرد کا ہے جو ہنما و بہر باغ ابد کا ہے
 فرمانا شاہ کا دوسری بار ایاز کو کہ شرح چارق و پوسین کی کر

فرمانا شاہ کا دوسری بار ایاز کو شرح چارق و پوستین کی کر

قولہ ستر چارق را بیان کن لے ایاز بپیش چارق چیست چندین نیاز بنامیو شد سنقر و بگیا رقت بد سر سر
پوستین و چارقت ہادی ایاز ناز تو غلامی تو ریافت بد نورش اگر گردن بہا لہ ترشتافت بد حسرت
آزادگان شد بندگی بد بندگی را خود تو دادی زندگی بد مومن آن باشد کہ اندر جزر و مد کا فرا زمان او حسرت
خوردہ اللغات سنقر بضم سین وقاف نام غلام بگیا رقی بالکس و کاف فارسی و رای مضموم نام اسیر و
بمعنی غلامان یک صاحب الملعنہ پھر پادشاہ نے کہا ایاز بجد چارق کا بیان کر کہ چارق کے
سامنے تو ایسا عجز و نیاز کیوں کرتا ہو تو سنقر اور بگیا رقی تیرے سینے اور غلام تا وہ بجد جو پوسٹین
چارق میں تیرے ہوا سکا بجد کھلے آے ایاز تجھے غلامی نے نور پایا غلامی تجھے روشن ہو گئی
اور اپنے حق کو پہنچ گئی اور نور تیرا گردن سے بھی بالا ہو گیا بندگی تیری اس رتبے کو پہنچی کہ حسرت
آزادوں کی ہو گئی آزاد کہتے ہیں کاش ہم کو ایسی بندگی حاصل ہوئی ہوتی تو تے بندگی میں جو بجان بھی جان
قال کے زندہ کر دیا ہل لے یہی مومن وہ شخص ہو کہ کافر اسکے ایمان پر حسرت کرے ایسا جزر و مد یعنی
آتا رچھاؤ دنیا میں ستقل و ثابت قدم ہو

دعوت کرنا ایک مسلمان کا ایک گہر کو طرف اسلام کے زمانہ بایزیدین

قولہ بود گبری در زمان بایزید گفت اور ایک مسلمان سعید بن کہ چہ باشد اگر تو اسلام آوری بتا بیایا صد
نجات و سروری بد گفت این اسلام اگر هست ای مریدہ آنکہ دارد شیخ عالم بایزید بن من ندام طاقت
آن تاب آن بدکان فزون آید و کوشش شمای ہاں بدگر جہد ایمان جہان تا موفقم بیک در ایمان اولیس موفقم بد
دارم ایمان کو ز جملہ برترست بد پس لطیف و با فروغ و با فرست بد مومن ایمان اویم در جہان بدگر چہ مہرم
ہست محکم بردہاں بد با لیلیمان گر خود ایمان شماس بد لے بدان مے کشم و لے اشتہاست بد آنکہ صد
میلش سوی ایمان بود و چون شمارا دید و باطل شود بد ناکہ نامی بیند و عنیش کنے بد چون بیابان را مغنا گفتی بد
چون با ایمان شمارا دید و بد عشق اورا آورد ایمان بفسر بد این حکایت یا دگیر ای تیز ہوش بد صورتش بگدرو مغنا
بنوش بد اللغات مغناۃ بفتح میم جاسے رہائی یافتن و جاسے فیروزی و بیابان سہل گذارا ملعنے
فرماتے ہیں کہ زمانہ بایزید میں ایک گہر آتش پرست تھا اس سے ایک مسلمان نیک بخت نے کہا کہ
کیا بڑائی ہے جو تو مسلمان ہو جائے تا سیکڑوں نجات و سروری پائے گہر نے کہا اگر یہ اسلام ہے اے مرید جو
کہ جہان میں شیخ بایزید کا ہوا سکی تو تاب و طاقت مجھ میں نہیں ہو اس واسطے کہ یہ تو جان کی کوششوں سے
زیادہ ہو مجھ میں یہ جان کمان نہیں اگرچہ ایمان و دین میں بے یقین ہوں لیکن بایزید کے ایمان پر

ضرور میرا ایمان ہو اُسکے ایمان کا قائل ہوں اور اُس پر میرا ایمان ہو کہ وہ سب سے برتر ہو اور نہایت پاکیزہ و با فروغ و با فہم جن صاحبِ حق ہوں اُسکے ایمان کا ہوں اگرچہ اسلام کے معاملے میں مہر میرے دہن پر لگی ہوئی ہو اور پھر کہتا ہوں اگر یہی ایمان ہی جیسا کہ تم لوگوں کا ہو تو ایسے ایمان کی طرف میری رغبت و خواہش نہیں ہے تم وہ لوگ ہو کہ اگر کسی کے دل میں سورغبتیں ایمان کی طرف ہوں مگر تلو دیکھتے ہی سب باطل ہو جائیں اُس سبب سے کہ تم فقط نام کو دیکھتے ہو معنی کو نہیں دیکھتے تم نے بیابانِ صعب گزارا کا نام مفازہ رکھا ہے جب کوئی ایمان کی رغبتوں والا تھا تو ایمان کو دیکھے گا اُسکا عشق ایمان لانے سے ٹھہر جائے گا اب فرماتے ہیں اس حکایت کو بھی اسے تیز ہوش یاد کرے مگر صورت کو اُسکی جھوڑ دے اور معنی کو اُسکے سن

حکایت موزن بد آواز کی کہ کافرستان میں بانگِ نماز کی کی نماز کے واسطے اور ایک کافر نے اُسکو اچھی تھی حیرت میں

قولہ یک موزن داشت بس آواز بد شب ہمہ شب میدریدی خلق خود بخواب خوش بر مردمان کر دے حرام بد در صلح افتاده از وی خاص و عام بد کوکان ترسان از دور جامہ خواب بد مردوزن نا آواز اواندر عذاب بد مجمع گشتند مردوزن رابہ رنح رحمت و تصدیع رابہ پس طلب کردند اور در زمان بد اچھا دادند و گفتند اے فلان بد اذانت جملہ آسودیم ما بد بس کرم کردی شب در وزای کیا بد چون رسید از تو ہر یک دولتی بد خواب رفت از ما کنون ہم مدے بد ہر آسایش زبان کوتاہ کن بد در عوض ما ہمتے ہمراہ کن بد قافلہ می شد بکعبہ از دلہ بد اچھ بستہ شد روان با قافلہ بد شبگی کردند اہل کاروان بد منزل اندر موضع کافرستان بد وان موزن عاشق آواز خود بد در میان کافرستان بانگ زد بد چند گفتندش بگو بانگ نماز کہ شود جنگ و عداوتما دراز او ستیزہ کردی کہ بے احتراز گفت در کافرستان بانگ نماز بد جملگان خائف رفتند عامہ بد خود بیاد کافرے با جامہ بد شمع و حلاوی کی جامہ لطیف بد ہدیہ آورد و بیاد شد ایف بد اللغات تو زلیع پریشان و پرانگندہ آتچہ بالفتح دم و دینار دلہ بد فحتمیں عشق و غضب آہنزار جنبش و خوشحالی اے ایک موزن نہایت ہی بد آواز تھا رات میں تمام رات خلق اپنا پھاڑتا رہتا تھا آئند لوگوں پر حرام کرتا تھا تمام خاص و عام اُس سے در دوسرین پڑ گئے تھے رٹکے سوتے ہوئے چونک پڑتے تھے اور ڈر جاتے تھے اور تمام مردوزن اُس سے عذاب میں سب جمع ہوئے بنظر اپنی دفع پریشانی و دفع زحمت اور دوسری کے پھر اُسکو فوراً بلایا اور دم و دینار دیکر کہا کہ تے فلان ہم تیری اذان سے بہت خوش ہوئے تو نے اے کار گزار رات دن ہمیں بہت کرم کیے جو ہم سب کو تجھ سے نہایت دولت

حاصل ہوئی ہو کہ مدتوں کو ہمارے خواب جاتے رہے اب ابھی آرام کر اور اپنی زبان روک اور اسکے عوض
 میں یہ لے اور ہمارے حق میں دعا کر اور رخصت ہو اسی زمانے میں ایک قافلہ کعبہ کو اپنے عشق و شوق سے
 جاتا تھا وہ تحفے لیے اور قافلے کے ساتھ چل دیا اتفاقاً قافلہ ایک رات ایسی جگہ ٹھہرا کہ وہ جگہ کافرستان
 تھی یہ تو اپنی آواز کا عاشق ہی تھا اُس نے اس کافرستان میں بانگ نماز پکاری چند لوگوں نے
 کہا بھی کہ بانگ نماز مت کہ ایسا ہو لڑائی ہو اور لمبی لمبی عداوتیں پیدا ہوں اُس نے لڑائی کی اور
 بجی اور بے احتیاطی اور اُس کافرستان میں بید مٹرک اذان کندی سب ڈرے کہ کوئی فتنہ عام نہ
 پیدا ہو جائے اُس میں ایک کافر مع کچھ کپڑے کے خود آیا شمع اُسکے آگے جلتی ہوئی اور حلو انفیس اور
 ایک جامہ لطیف لایا اور اس سے بڑی اُلفت کی قہقہہ پُرس پرسان کو موزوں کو کجاہست
 کہ صدائے بانگ اور راحت فراست بہین چہ راحت بود اذان آواز زشت بہ کو قناد ازوے بنا گہ
 در کنشت بہ دخترے دارم لطیف و لبس سخی بہ آرزوے بود اور اموں سے بہ بیچ این سودا منی رفت
 از سرش بہ پند ہامید و چندین کافرش بہ در دل او مہر ایمان رسہ بود بہچو محمد و دین غم من چو عود بہ در خدا
 و در دوا شگجہ بدم بہ کہ بچند سلسلہ او مبدم بہ بیچ چارہ من ندا نسیم دران بہ تا فرو خواند این موزوں آن اذان بہ
 گفت دختر چیست این مکر وہ بانگ بہ کہ گوئیم آید این دو چارہ دانگ بہ من ہمہ عمر این چنین آواز زشت
 بیچ نشنیدم درین دیر و کنشت بہ خواہش گفتا کہ این بانگ اذان بہ ہست اعلام و شعار مومنان بہ
 باورش نامد بہر سید از دگر گز آن دگر ہم گفت آری اسے قہ چون یقین گشتش رخ اوزر و شدہ و ز سلما نی
 دل او سرد شد بہ از دستم من ز تشویش و عذاب بہ دوش خوش خفتم دران بیخوف و خواب بہ راحت سے بود
 انا و از او بہ ہدیہ آوردم بشکر آن مرد کو بہ چون بدیدش گفت این ہدیہ بگیر بہ چون مرا گشتی مجرود و ستگی بہ
 انچہ کردی با من از احسان و برہ بندہ تو گشتہ ام من ستم و گناہ مال و ملک و ثروت فروے بہ من دہانت را
 پرانذر کردے بہ اٹھنے فرماتے ہیں کہ وہ کافر پوچھتا پوچھتا آیا کہ وہ موزوں کون ہو اور کہاں ہو جسکی بانگ
 کی صدائیں لیے راحت فراہم خبردار ہو وہ کیا راحت تھی اس آواز بد میں کہ ناگاہ تجھانے میں جا پڑھی
 میری ایک لڑکی ہو نہایت لطیف و عزیز اُسکو آرد و مومن ہونے کی رہتی تھی یہ سودا اُسکے سر میں ایسا
 جم گیا تھا کہ ذرا دیر کو اُس سے نہیں جاتا تھا کتنے کافر اُسکو نصیحت بھی کرتے رہتے تھے وہ نہیں مانتی تھی
 اُسکے دل میں محبت ایمان کی جمی تھی اور میرے لیے یہ غم بھر تھا اور میں اسکا عود تھا کہ اس غم میں جلتا تھا
 میں اس سبب سے بڑے عذاب و درد و شکنجہ میں تھا کہ ایسا نہویہ سلسلہ مبدم زیادہ جہش کرے
 کوئی تدریر و علاج اسکی نہیں جانتا تھا اُس موزوں نے وہ اذان پڑھی لڑکی نے

پوچھا کہ یہ کردہ ہانگ کیسی ہو کہ دو چار دفع میرے کان میں آئی دو چار دانگ میں یہ رعایت بھی ہے کہ اذان میں بعض کلمات دو دفعہ اور بعض چار دفعہ کہتے ہیں یعنی دو دو حصے ہو کے اور چار حصے ہو کے اے میں نے عمر بھر ایسی آواز نہ سنی نہ دیر میں نہ تنہا نے میں اسکی بہن نے کہا کہ یہ ہانگ اور اذان ہوا علام و نشانی مومنوں کی مومن ایسی آواز کرتے ہیں اسکو یقین نہیں ہوا اور سے پوچھا اُس نے بھی کہا کہ ان لے قمر دہی ہو جب اسکو یقین ہوا تو اُسکا شرم سے زرد ہو گیا اور مسلمان ہونے سے دل اُسکا بچھ گیا میں اس فکر و عذاب سے چھوٹ گیا رات چہین سے بیخوف ہو کے خوش بخوش سو یا بچھ کو یہ راحت اُسکی آواز سے حاصل ہوئی اب میں یہ تحفہ اُسکے شکرانے میں لایا ہوں اُسکو بتاؤ وہ شخص کہاں ہو جب اُسکو دیکھا کہ یہ تحفہ لے کہ تو میرا ہے پناہ دو سنگیر ہوا ہے تو نے وہ بات میرے ساتھ نیکی و احسان سے کی ہو کہ میں ہمیشہ کو تیرا بندہ ہو گیا کیا کروں ملک و مال و ثروت میں فرد نہیں ہوں نہ تیرا نمھ زور سے بھرتا وہ آواز تیرے منھ سے نکلی ہو

رجوع بحکایت گبر با مسلمان در ایمان بایزید

قولہ ہست ایمان شہازرق و مجاز بہ راہزن ہچون کہ آن ہانگ نماز بہ لیک از ایمان و صدق بایزید چند حسرت بردل جانم رسیدہ ہچو آن زن کہ جماع خربیدیدہ گفت آوازان خرغل فریدہ گرجہ جماع اینست کاید از خزانہ در کس نامیر سیدے شوہران بہ داد و جملہ دادا ایمان بایزید بہ آفرینہا بر چنان شاہ فریدہ قطعہ ایمانش در بحرار و دہ بچراندر قطرہ اش غرقہ شود ہچو آتش زرہ در شہابہ کا مدران بیشہ شود یکسر فنا ہچون خیالی در دل شہ با سپاہ کردہ در چالیش ایشان را تباہ بہ یک ستارہ در محمد و محمود و تافنا شد کفر ہر گبر و وجود بہ یک ستارہ در محمد شد سطر بہ تافنا شد جملہ کفر شرق و غرب بہ آنکہ ایمان یافت رفت اندر امان بہ کفر یا سے باقیان شد در گمان بہ کفر موت اولین باری مانند با مسلمانان و باہمی نشاندہ این بحیثیت آب دروغن کرد نیست این مثلما کفر زرہ نور نیست بہ زرہ نبود جز و خیر مجسم بہ زرہ نبود شارق لانیقسم بہ گفتن زرہ مرادم دان خفہ بہ محرم دریائے این دم نفی بہ آفتاب نیز ایمان شیخ بہ گرناید رخ ز شرق جان شیخ بہ جملہ پستی نور دار و تاثرے بہ جملہ بالا خلد کرد و خضری بہ او یکی جان دار و از نور سیر و او یکی تن دار و از خاک حقیقہ اسے عجب نیست ادیا آن بگو کہ بہانہ در شکل و سچو بہ کردی نیست ای برادر چیست آن بہر شدہ انور او ہفت آسمان بہ کردے آنست این بدن ای دوست چیست بہای عجب زین دو کدہ نیست و کیست بہ اللغات چالیش حملہ و جنگ سطر بہ بنے سطر المعنی پھر دہی گبر اُس مسلمان سے کتا ہو تھا را ایمان کیا ہو کرد مجاز سے غیر حاصل دوسرے کی راہ مارنے والا جیسے آواز اس ہانگ نماز کی لیکن بایزید کے ایمان و صدق سے بہت حسرتیں

میری جان و دل کو پہنچیں ایسی جیسے ایک زن نے جماع کرتے گدھے کو دیکھ کر کہا کہ افسوس اس گدھے نے کیا سے اگر جماع یہ ہو جو گدھے کرتے ہیں تو یہ شوہر ہمارے تو ہماری کس میں کہہ رہتے ہیں ایمان کی داد بائزید نے پوری دی اور پورا اسکا حق ادا کیا ہزاروں آفرین ایسے شاہ یگانہ نہ کہہ سکتا ہے ایسا بڑا اس کا ایمان ہے کہ اگر ایک قطرہ اسکا سمندر میں جا پڑے تو اس قطرے میں سارا سمندر ڈوب جائے معلوم بھی ہو جیسے ذرہ بھر آگ جنگلون میں کہ اس ذرہ بھر میں سارا جنگل بالکل فنا ہو جاتا ہے یا جیسے ایک خیال پادشاہ کے دل کا سیاہ کے ساتھ کہ ایک محلے میں تباہ و خراب کرتا ہے دیکھو ایک ستارہ ایمان کا خمین چمکا جس سے ہر گہر و بیہود کا کفر فنا ہو گیا پھر کہتے ہیں بتائید صدر کہ ایک ستارہ قوی و بطر محمد میں قوت یاب ہوا کیسا کفر شرق و غرب کا مٹ گیا کہ جس نے ایمان پایا امان میں جا پڑا اور جو باقی رہ گئے انکے کفر شک و گمان میں رہے اول دفعہ میں تو کفر خالص نہیں رہا یا تو مسلمانی کے ساتھ بٹھا یا یا ایچی میں کہ مراد جزیرہ وغیرہ سے ہے اور یہ کفر جزیرہ کا ایک حیلہ اور تکلیف ہے تیل پانی ملانا کہ اس قسم کے کفروں میں ذرہ بھر نور نہیں ہے محض بے فروغ بس گویا کفر نہیں ہے اس لیے کہ ذرہ اس چیز سے نہیں ہے جو جسم میں ای جسم دار اور ذرہ روشن کرنے والا اسکا جو لائن قسم ہے یعنی بٹ نہیں سکتی ہے ایک لاشے ہے پھر ذرہ کس شمار میں ہے اور یہ جو میں ذرہ کہتا ہوں اس سے ایک خفی مراد میری ہے تو اس وقت محرم دریا کا نہیں ہے کہتے ہو جو اوپر ہی اوپر ہوتا ہے تو جسے وہ پوشیدہ مراد اپنی کیسے کہوں بس یہ کہتا ہوں کہ اگر آفتاب روشن ایمان شیخ کا مشرق جان سے اپنا رخ دکھائے تو ساری پستی تحت التری تک روشن ہو جائے اور ساری بلندی جہان سے جہان تک ہو خلد کی طرح سبز ہو جائے نیز حصیہ مبالغے کا ہوا ہے بسیار نور دہندہ اسی سبب آفتاب کو نیز عظیم کہتے ہیں اور ماہ کو نیز اصغر شیخ کی ایک توجان ہے جو نور منیر سے ہے اور ایک اسکا تن ہے جو خاک حقیر سے ہے اب تعجب نہ ہو کہ یہ بتاؤ یہ ہے یا وہ ہے یعنی خاک حقیر یا نور منیر کہ میں اس جسٹو شکل میں حیران ہوں اگر وہ یہ ہے یعنی خاک حقیر تو اسے برادر وہ نور جس سے ہفت آسمان بھرے ہوئے ہیں وہ کیا ہے اور اگر وہ نور منیر ہے تو اسے دوست یہ بدن کیا ہے بڑا تعجب ہے کہ ان دونوں سے وہ کون سا ہے اور کیا ہے

مثل لانا گیر کا بیان معنی صورت بائزید میں

قولہ بود مرے کہ خدا اور از نے ہا سخت دانا و پلید و رہزنی ہا ہر چہ آوردی تلف کردیش زن ہمد و مضطر گشتہ اندر تن زدن ہا ہر مہمان گوشت آورد آن معیل ہا سوی خانہ باد و صد جہد طویل ہا زن بخوردش با شراب و با کباب ہمد آمد گفت دفع ناصواب ہمد گفتش گوشت کو مہمان رسید پیش مہمان نوت

مے ہا کشیدہ گفت زن کا میں گرہ خورد آن گوشت را بگوشت خرد میگردد کرت باید ہا بگوشت اے ایک ترازو
 را بسیار تاکہ گرہ بر کشم گیرم عیار بے کشیدش بود گرہ نیم من پس بگفتش مرد کاے محالہ فن بگوشت افزون
 نیم من بدیک ستیر بے ستیر نیم من ہم ای ستیر بے ستیر اگر گرہ بہت پس آن گوشت کو بے در بود این گوشت
 بنما گرہ نو بے بایزیدار این بود آن روح چسبست بے دروی آن رحمت این تصویر کیست بے حیرت اندر حیرت است
 ای یار من بے این نگار تست نے ہم کا من بے ہر دو او باشد ولیک این ریح وزرع بے دانہ باشد اصل دکاہ او
 فرع بے حکمت این اعداد را بر ہم بے بست بے ای قصاب این گردان یا گردنست بے اللغات تن
 زدن بس کرنا خاموش ہونا تعیل عیل سے فاقہ کش روت ہالفتح نعمت ہا کلمہ زجر و تنبیہ ایک بت مجازا
 معشوق ہر کشیدن تو لانا ستیر وزن معروف جسکو سیر کہتے ہیں و بمبنی مستند لطف ایک مرد صاحب خانہ
 تھا اور اسکی ایک عورت جو نہایت دانا اور نہایت پلید راہزن تھی جو کچھ محنت مشقت کر کے لاتا تھا
 عورت اسکو تلف کر ڈالتی تھی مرد پریشان تھا کمان تک صبر کرے اور خاموش رہے وہ بیچارہ فاقہ کش ایک
 دن کسی مہمان کے واسطے گوشت لایا سیکڑن طول طویل کوششیں کر کے عورت نے اسکو شراب و
 کباب میں کھالیا جب مرد آیا تو اسکو ناصواب باتوں سے ٹال دیا مرد نے پوچھا گوشت کمان پر مہمان
 اگیا اسکے سامنے نعمت لذت لگانا چاہیے گھوٹیں بلی تھی عورت نے کہا کاس بلی نے کھالیا اور جھڑک کے کہا
 اگر تمھوگو گوشت چاہیے تو اور مولے آگیا اے ایک ترازو لا تو میں بلی کو تول کے امتحان کروں دیکھو
 تیری بات کھری ہو یا گھوٹی اس مرد نے اس بلی کو تول کیا آدھ سیر کی تھی بعد تولنے کے عورت سے کہا
 کہ ای محالہ فن بلی آدھ سیر کی تھی اب آدھ سیر گوشت اس پر بڑھا تو سیر بھر کی ہوئی اور ای مستورہ یہ وہی آدھ سیر
 کی آدھ سیر ہو اگر یہ آدھ سیر بلی ہو تو گوشت کیا ہوا اور اگر گوشت ہو تو بلی کو بتا وہ کمان پر ایسے ہی اگر بایزید یہ
 تو وہ روح کیا ہو اور جو وہ روح ہو تو یہ صورت اور تصویر اسکی کون ہو تمھو کو اے میرے یار اس مہین حیرت
 در حیرت ہو لیکن اسکا جاننا تیر کام نہیں اور میرا کام بھی نہیں بس یہ جان لے کہ دونوں وہی ہے لیکن
 یہ محصول وزراعت جو جسم خاکی کی ہو ایسا ہی جیسے دانہ حاصل ہو اور فرع اسکی بھوسہ اور گھانس جو جسم ہے
 اللہ تعالیٰ کی حکمت ہالغہ نے ان دونوں ضدوں کو کا ایک خاک حقیر ہو دوسری نور میرا ہم متعلق کر دیا ہو
 دوسرا مصرعہ دو کتا بون میں ایسا ہی لکھا ہو جیسے میں نے لکھا لیکن معنی کچھ سمجھ میں نہیں آتے ضرور
 غلطی کا تب کی ہو اور دونوں کتابیں جو بالفعل میرے پاس ہیں منقول اور منقول عنہ معلوم ہوتی ہیں پھر کیا
 اعتبار میری دانست میں یہ مصرعہ شاید یوں ہواے قصار این کرد را پاکر دست بے قصار شمع بر وزن قصاب
 گا ذرا اور قصاب بقیض و تشدید لیکن اسی کتاب میں بے تحقیق بھی آیا ہے اسی قیاس پر قصار بھی

بہ تخفیف ہو سکتا ہے اگر کی جگہ رآن غلط یا گردن بمعنی پاک کردن بخند کا ف جیسے نمین اور رمین مین ایک
 سیم محذوف ہے معنی یہ کہ اسے قصار اس گردن کا پاک کرنا ہے قولہ روح بے قالب تانکا کر دہ قالب بھجان
 بود بیکار و سرودہ قالب بھجان کم از خاکست دوست ہے روح چون منورست و قالب بھی پوست ہے قالبست
 پیدا و بھجان بس نہان ہے راست شد زین ہر دو اسباب جہان ہے خاک را بر سر زلے سر نشکندہ آب را بر سر
 زلے بر نشکندہ اگر تو می خواہی کہ سر را بشکنی ہے خاک را و آب را بر ہم زلے ہے چون شکستی سر و داکش باصل
 خاک سوے خاک آید و فصل ہے حکمتی کہ حق نمود ازاد و اج ہے گشت حاصل از نیاز و از بھجان ہے ما شد
 انگہ زد و اجات و گردن لاسمع اذن و لاعین بصر اگر شنیدی اذن کی مانند اذن ہے یا کجا کردی و گردن ضبط سخن ہے گردید
 برف و رخ خورشید را با زنجی برداشتی امید را با آب گشتی بیعروقی و بیکرہ ہے کہ ز لطف از بادے گشتی زرہ ہے
 پس شدی دمان جان ہر درخت ہے ہر درختی از قد و شمش نیک بخت ہے دان نمی بفسردہ در خود ماندہ پلاس
 ہر درختان خواندہ پلس یا لیس یوسف جسمہ ہے نیست الا شمع نفس قسمہ ہے نیست ضائع زوشود تازہ
 جگرہ لیک بنود پیک سلطان خضر اللغات از دواج جفت ہونا لجاج نفع ستیرہ اذن گوش خضر
 بفتح تین تازگی و سبزی **المعنی** پھر بتاؤں صدر کہتے ہیں کہ روح بے قالب کے کچھ کام نہیں کر سکتی اور قاب
 بے روح بھی بیکار و سرودہ ہے قالب بھجان خاک سے کتر ہے بس روح اسے دوست مغز ہے اور
 قالب پوست یہ قالب تیرا جو ظاہر ہے اور جان پوشیدہ انھیں دونوں سے اسباب جہان کے ٹھیک
 ہوے ہیں اگر جدا جدا ہوتے تو کیا ہوتا مثلاً اگر کسی کا سر یا جسم توڑنا چاہے اور خاک کو اس کے سر پہ
 مارے تو سر نہیں ٹوٹے گا ایسے ہی پانی کو جسم پر مارنے سے جسم شکستہ نہیں ہوگا اور جو تو اسکا سر توڑنا چاہتا ہو
 تو خاک و آب دونوں کو ملا کے خوب گوندھوے اس آب و خاک سے سر ٹوٹ جائیگا اور جب تو نے سر توڑ دیا
 تو آب جو اس سر میں تھا اپنی اصل کو چلا گیا اور خاک بروز فصل جو روز قیامت ہو پھر اپنی خاک کی طرف
 آئیگی جیسا کہ فرمایا ہذا یم افصل جعنا کم والا ولین یہ دن فصل کا ہے جمع کرینگے ہم ٹکڑا اور جو ہم سے پہلے ہوئے ہیں
 فصل بدین وجہ کہ اسدن ایک دوسرا ایک دوسرے سے بھاگیگا وہ حکمت کہ حق تعالیٰ نے جسم و جان
 جفت کرنے سے کی ہے وہ انکے باہد کر نیاز و لجاج سے حاصل ہوئی کہ ایک دوسرے کے محتاج بھی ہیں اور
 ایک دوسرے کی ستیزندہ بھی اسکے سوا اور بہت قسم کے اندولج ہیں کہ وہ اندولج مصداق اس
 حدیث کے ہیں لاسمع اذن و لاعین بصر کہ نہ کانوں نے منے اور نہ آنکھوں نے دیکھے بلکہ کان اگر انگوسن پا
 تو وہ کان ہی کب رہتے یا جیسے اب باتیں جمع کرتے ہیں یہ جمع ہی کمان کرتے سب بھول جاتے
 جیسے برف و رخ نے خورشید کو نہیں دیکھا اگر دیکھ لیتے تو اپنے رخ ہونے سے امید اٹھا رکھتے بس پانی ہونے

جسمین نہ کوئی رگ ہو نہ کانٹھ ہو اور ہوا کے لطف سے ذرہ ہوتے جو صورت موج سے نمود ہوتی ہو اور اس حال میں اپنے بحالت آب ہر درخت کی جان کے علاج ہوتے اور ہر درخت اس کے اُسے سے نیک بخت ہوتا اور مثل بزرگون اور حنٹیوں کے بہر پوش اور آب جو میج ہو ٹھٹھا ہوا اور خود ماندہ کہ جنبش نہیں کر سکتا اور درختوں پر لاساس پڑھا ہوا مثل اس حدیث کے ہوا مومن من یالفت ویولفت بہ ولما فتن نایالفت ولا یولفت بہ یعنی مومن وہ ہو کہ اُلفت پکڑے خلق سے اور خلق اُس سے اور منافق وہ ہو کہ نہ اُلفت کرے خلق اس سے نہ وہ خلق سے لاساس یہ لفظ قارون کہا کرتا تھا کہ مجھ کو مست چھو میرے پاس مت آؤ اسوجہ سے کہ جو کوئی اس کے پاس جاتا تھا یا اُسکو چھوتا تھا دونوں کو تپ چڑھ آتی تھی بڑی ایذا و شدت میں پڑتے تھے بس تیخ کی قسم شیخ نفس کے سوا کچھ نہیں ہو شیخ نفس یعنی ایسی ذات کہ کسی کام کی نہیں شیخ کلمہ نفرت کا ہو پھر فرماتے ہیں کہ تیخ چندان ضائع بھی نہیں ہوا یہی خلی سے جگر کوتاہ کرتا ہو لیکن قاصد سلطان خضر کا نہیں ہے سلطان خضر بہار بلکہ مولد خندان برگریز

حکایت اُس امیر کی جس نے غلام سے کہا شراب لا وہ گھڑا شراب کا لایا راہ میں ایک زاہد تھا کہ امیر معروف بیان کر رہا تھا اُسکا گھڑا ٹوڑ ڈالا امیر نے سنا اور قصد زاہد کے گوشمال کا کیا ناہد بھاگ گیا اور یہ قضیہ حضرت عیسیٰ کے وقت میں ہوا تھا جب شراب حرام نہ تھی زاہد منع لذت و تنعم کا کرتا تھا

قولہ اے ایازا ستادہ تو بس بلند نیست ہر برجی عبورت را پسند ہر دھارا کی پسند دھشت بہ ہر صفارا کے گویند صفوت بہ بود امیرے خوش دلی میخارہ بہ کف ہر مخور و ہر بخارہ بہ شفق مسکین نوازی عادی بہ مکر می زربخشی دور یادے بہ شاہ مردان و امیر مومنین بہ راہ بان و رازدان و دوہین بہ دور عیشی بود وایام سنج بہ خلق دلدار دم آزار و طبع بہ آدش مہمان بنا گاہ آن شبی بہ ہم امیر جنس ادخوش نہ ہی بہ بادہ می باہست شان در نظم حال بہ بادہ بود آوقت ماذون و حلال بہ بادہ شان کم بود گفت اوبا غلام بہر و سہو پر کن بجا آور دادم از فلان راہب کہ وارد دخر خاص بہ ناز خاص و عام جان یا بہ خلاص بہ جرعه زان جام راہب آن کند بہ کہ ہزاران جرہ و خمران کند اندران می مایہ نہا نیست بہ آن چنان کا نہر عباسا طافست بہ توبہ لقی پارہ پارہ کم نگر بہ کہ سیہ گردن از بیرون و زر بہ از ہر اے چشم بد مرد و دشمن و زبیر و آن لعل و دآلود شدہ گنج و گوہر کے میان خانہ ہاست بہ گنج پیوستہ و دیرانہ ہاست بہ گنج آدم چون بویران بد فین گشت طیش چشم بند آن لعین بہ اللغات کہف بالفتح غار ناؤون اذن کردہ شدہ طین مٹی جرہ بالضم سبوا لے پہلے دونوں شعر تمہید ہیں صفت ایاز میں بس سلطان کتا ہو کہ اے ایاز تو ایسی بڑی بلندی

پر کھڑا ہو کہ ہر بلندی و برج تیرے عبور کو پسند نہیں ہے یعنی تو ایسا عالی رتبہ ہو کہ ایسے ایسے مراتب تیرے
 رتبے کے لائق کب ہیں تو وہ وفا دار ہو کہ تیری ہمت ہر ایک کی وفا کو کب پسند کرتی ہو اور تیری صفات
 کو کب اختیار کرتی ہو اس حکایت کو سن کہ ایک امیر تھا نہایت خوشدل اور بڑا میخوار پناہ ہر مخمور و بیچارہ کا
 مشفق مسکین نواز عادل مکرم زربخش دریا دل ان سب میں حروف یا بات تعظیم کے ہیں اما لوگوں کا شاہ
 اور سردار مومنوں کا اور نگہبان راہ کا اور راز دان و دور میں استوخت میں دور حضرت عیسیٰ اور زمانہ
 سیح کا تھا جو خلق کے دلدار و رحم آزار و ملکین تھے یعنی کلام ہانک رکھنے تھے اتفاقاً اس بادشاہ کے
 یہاں دفعتاً ایک سہمان آگیا کہ وہ بھی امیر تھا اسکا ہمجنس اور خوش مذہب شراب انگوار اس وقت واسطے
 نظم حال اسے رفع غم و پریشانی کے درکار تھی کہ اسوقت میں ماؤن و حلال تھی جب شراب کم دیکھی تو غلام
 سے کہا کہ گھر لیجا اور شراب سے بھرا اور فلان راہب سے لے لے لے پاس شراب خاص ہوئی ہو
 تا ہماری جان خاص و عام سے چھوٹ جائے خاص و عام دونوں کا غم غلط ہو جائے اسکی شراب کا جام
 ایسا ہو کہ اگر ایک گھوٹ اس کے جام کا پی لے تو ایسا ست ہو جائے کہ نہ زبردن کھڑے اور نہ فلان گھوٹ
 ڈاسے اور کھڑے توڑے جیسا کہ شرابی بجا لت مدہوشی توڑ ڈالتے ہیں اس شراب میں ایک مادہ ایسا پوشیدہ
 ہے جیسے کالمین کی کلیم میں سلطانی چھپی ہوئی ہے تو ایسے لوگوں کے دلی پلہ پارہ کو مت دیکھو مثل زر کے
 ہیں ظاہر سیاہ جیسے زر سے ہاتھ سیاہ ہو جاتے ہیں اور حقیقت میں ہیں زریہ بڑے رتبے واسطے ہیں جو
 دنیا کے شاہوں کو کمان نصیب بس اس لیے آپ کو مرد و بدلیا ہو تا چشم بد سے رحمت نہ پہونچے اور واقعی
 ہیں محل لیکن بظاہر دود آؤ و خیال تو کر گنج و گوہر گھروں میں کون رکھتا ہے ہمیشہ گنج ویرانے میں رکھتے ہیں
 انکے پاس بھی گنج معرفت اسی کا ہے پھر بظاہر آپ کو دیرانہ کیوں نہ بتائیں جیسے خزانہ آدم کا ویرانے میں
 چھپا ہوا تھا یعنی مٹی میں جو جسم خاکی انکا تھا کہ یہ جسم خاکی شیطان لعین کے حق میں چشم بند ہو گیا مٹی کو دیکھا
 گنج کو نہ دیکھا قولہ او نظرمے کرد در طین مست مست بجان ہی گفتش کہ طینم سداست بدو سبوست غلام و
 خوش و ویدہ در زمان تا دیر رہا بان رسیدہ زرد باد و باد چون زرد خریدہ سنگ داد و در عوض گوہر خریدہ بادہ
 کان بر سر شاہان جدید تلج زرب تارک ساقی ہندہ فتنہ ہا و شور ہا انگختہ بددگان خسروان آہنجہ استخوانا رفته
 جملہ جان شدہ بدتخت و تختہ آزان یکساں شدہ بد وقت ہشیاری چو آب دروغندہ وقت سستی ہچو جان اندر
 تندہ چون ہر لہہ لحم و گندم عرق ہم بد تیغ سبقتے نے در ایشان فرق ہم بد چون ہر لہہ گشتہ آنجا فرق نے بد
 نیست فرقی کا نہ را بنجا فرق نے بد ہمیں بادہ ہمیں ناک غلام بد سوے قہر آن امیر نیک نام بد پیش آمد نہادے
 غمیدہ بد شک مغزے در بلا چسپیدہ بد تن را کشماے دل بگداختہ خانہ از خیر خدا پر داختہ بد گوشمال

مخت بے زینہ باد غما بر داغما چندین ہزار دیدہ ہر ساعت خلش در اجتمادہ روز و شب پیچیدہ اور اجتمادہ سال و ہمدرد خاک و خون آمیختہ صبر و حلمش نیشب بگریمتہ گفت زاہد در سہوا چہیست آن بگفت بارہ گفت ہر کیست آن بگفت این فلان فلان میرجل بگفت طالب راجنین باشد عمل طالب یزدان دان کہ عیش نوش ببادہ شیطان و آگہ تیز ہوش بہوش تو بے چین پڑ مرده است بہوش آن بایدر بران ہوش تو بست بتاچہ باشد ہوش تو ہنگام سکڑاے چومرغی گشت صید دام سکڑا اللغات سبع بافتح بیشی سکر بالضم مستی و نشہ شراب اطمینان شیطان ہوسست مست نظر حضرت آدم کی مٹی پر کرتا تھا اور ان کی جان اس سے کہ رہی تھی کہ یہ مٹی میری تیرے لیے دیوار دلع ہو میری اصلیت سے واقف نہیں ہونے دیتی الغرض اس غلام نے وہ سب لے اور تیز دوڑا ایسا کہ دم بھریں دیر رہبانوں پر چوچنگیا زد دیا اور شراب بچوڑاے سرخ کہ نہ سرخ قیمتی ہوتا ہر خریدی گویا یہ تھوڑے اور عوض میں گو ہر خرید اس لیے کہ شراب کو بھی لعل نداب کہتے ہیں اسے لعل گراختہ آوردہ شراب جو بادشاہوں کے سر پر چڑھو کے کودے اور ساقی کے سر پر تاج زر رکھو کے کہ اکثر بادشاہ بحالت کیف و سرور شراب پلانے والی کو تاج وغیرہ دیدیتے ہیں آوردہ شراب جس میں فتنے اور شور اٹھے ہوے اور بندے اور خسر و ملے ہوے جیسے کہ می نوشی کے وقت فتنے اور شور ہوتے ہی ہیں اور بندے اور شاہ نشے میں سب گڑبڑ ہو جاتا ہیں اور آپسے گڑبڑ ہو جاتے ہیں کہ گویا انہیں استخوان نہیں رہے سب ایک جان ہو گئے اور اس وقت میں تحت و تختہ یکسان یعنی اعلیٰ ادنیٰ سب برابر اور دل سے یعنی جب ہشیار ہوتے ہیں تو شل آب و روغن کے ہوتے ہیں آپ بکوجہ آوردہ مستی میں شان در تن کے ہیں ایک دوسرے کھلے ملے جیسے ہر سیدہ کہ وہ ایک طلسم ہر جسمین گوشت و گندم اور بعض عرق ملا کے پکاتے ہیں آوردہ سب مل کے ایک ہو جاتا ہر کسی کی بیشی کسی پر نہیں ہوتی نہ کچھ فرق ہوتا ہر سب شل ہر سب کے مل جاتے ہیں وافر فرق نہیں بلکہ جملہ فرق انہیں غرق ہو جاتے ہیں اور معدوم ہیں ان تک صفت شراب کی تھی اب فرماتے ہیں کہ ایسی شراب وہ غلام نیک نام قصر شاہی کی طرف لیے جاتا تھا انکان ایک زاہد غمیدہ خشک مغز بلا چسبیدہ کہ یہ سب صفات زاہدوں سے ہر اس غلام کے سامنے آگیا اور کیسا زاہد کہ آتشوں اسے خواہشوں دل سے کہ یہ لوگ خواہشوں کو مارتے رہتے ہیں کچھلا ہوا سینے زار و خیف اور خانہ دل سواے خدا سے آراستہ کیا ہوا اگر بے عشق اسی واسطے اسکو اوپر خشک مغز کہا ہر ایسی تختین جنگی پناہ نہیں خود انکا گوشمال تھا نہ کہ انکی گوشمال کھایا ہوا ہزاران دل غرور ملغ اٹھایا ہوا لہذا کوشش و اجتماد میں ہمیشہ خلش و یکم تھا اور رات دن اجتماد ہی میں لپٹا رہتا تھا ہمیشہ خاک و خون میں اکوہ صبر و علم تو اس سے آدھی رات سے بھاگا ہوا تھا جو ہر ادھپ کے بھاگنے سے ہر اور اشارہ

اسکی بے صبری وجہ علمی سے جس نے اُس غلام سے پوچھا کہ ان گھڑوں میں کیا بے غلام کے کہا شہر
پوچھا کس کے واسطے کہا فلاں میرا جل کی ملک سے ہوا نہ کہ وہ تو طالب خدا کا ہوا اسکی ایسا عمل
نچا ہے وہ طالب خدا کا ہی پھر طالب خدا کو ایسی عیش و نوش کب مناسب ہو نہ یہ شراب شیطانی اور
اسکے ساتھ دعویٰ تیرا ہوشی کا جب تیرے ہوش بے شراب کے ایسے سوکھے مڑھ جائے ہوئے
میں نہ پھر بہت سے ہوش لگا کے مدد ہو نچا نا چاہیے تو پھر نشے کے وقت میں تیرے ہوش کیا ہونگے تو تو
مرغ کی طرح دام سکر میں پھنسا ہوا ہے

حکایت ضیاء بلخ و تاج الاسلام اور لطیفہ کہنا ضیا کا

قولہ کہ آن ضیاء بلخ خوش الہام بودہ و اور آن تاج شیخ اسلام بودہ از ہای عالم خلقی پیش ادب کشتہ و اعظم در
ملازم درس جوئے تاج شیخ اسلام دارالملک بلخ بودہ و کوتہ قدو کو چاک بیج مرغ با گرچہ فاضل بود و فحل و ذوق فزون بہ
این ضیاء اندر ظرافت بد فزون با و بسی کوتہ ضیاء از حد دراز بود شیخ اسلام را صد کبر و ناز و فرین برادر رنگ
و عارش آمد بہ دین ضیاء ہم و اعظمی بد باہدے بہ روز مجلس اندام آن ضیاء بہ بارگہ پر قاضیان و اصفیا بہ
کوئے تاج اسلام از کبر تمام ہم برادر را ضیاء نصف اقیام بہ پس ضیاء چون دید کبر اندر سرش بہ انفعالے داد حائل
در خویش بہ گفت آری بس درازی بہر مزہ اندکی از قدر و ست ہم بہر مزہ پس ترا خود عقل گویا ہوش کو بہ
تا خوری می ای تو دانش را عدت و ست بس زیبا ست نیلی ہم بکش بہ ضحکہ باشد نیل بر روی حبش بہ در تو نوری
کے درآمدای غوی بہ تا قوی نوشی و ظلمت جو شوی بہ سایہ در روز ست جستن قاعدہ بہ در شب ابری تو سایہ جو
شدہ بہ گر حلال آمد پے قوت عوام بہ طالبان دوست را آمد حرام بہ عاشقان را یادہ خون دل بود بہ چشم شان
بر راہ و بر منزل بود بہ دین راہ بیابان مخوت بہ ای قلاؤ ز خرد با صد کسوت بہ خاک در چشم قلاؤ زان فی
کاروان را گرہ و ہالک کنی بہ نان جو حقار ست و قسوس بہ نفس را در پیش نہ نان بسوس بہ دشمن راہ
خدا را رخوار دارہ و دنور منبر نہ بردار دارہ و دنور را تو دوست بہریدن پسندہ و بریدین عاجزی دستش بہ بندہ
و نہ بستی دست او دست تو بست بہ ورتو بایش لشکنی پایت شکست بہ تو عدو را می دہی و مشکو بہر چہ
کو زہر نوش و خاک خردہ و ز غیرت بر سبوسنگ و شکست بہ او سبوا نداشت از ناپہرہ جست بہ المعات
داور معنی برادر و دوست فرخ جوئے مرغ و بیج ہر پند المعنی بہ ایک ضیاء نامے بلخ میں پڑا خوش الہام بقا
گویا کلام اسکا الہام تھا اور بھائی اسکا تاج شیخ الاسلام تھا اور قاضی خاں پڑا واسطے تحصیل علم کے ایک مخلوق اسکا
پاس آتی تھی اور ہمیشہ اسکے دروازے کی ملازم اور درس جوئے تاج شیخ الاسلام جو کہ دارالملک بلخ کا تھا کوتہ قدر
شکنت ایسا تھا جیسے مرغ کا جوئے اگرچہ فاضل اور فحل علم اور ذوق فزون تھا مگر ضیاء ظرافت میں بہت بڑھا ہوا تھا

تاج شیخ اسلام جیسا ٹھکانا تھا ویسا ہی ضیاء حد سے زیادہ لمبا اور شیخ اسلام کو اس سے سیکڑوں طرح کا غور و ناز تھا اس بھائی سے اُسکو تنگ عادی تھی اور یہ ضیاء بھی ایک واعظ با ہدایت تھا ایک دن اُسکی مجلس میں ضیاء بھی آیا کہ بارگاہ قاضیوں اور برگزیدہ لوگوں سے بھری ہوئی تھی اُس مجلس میں تاج اسلام نے بڑے غور سے اپنے بھائی ضیاء کا نصف قیام کیا یعنی پوری عظیم نہ کی بس ضیاء نے جو دیکھا کہ اسکے سر میں کبر ہے اُسی وقت اُسے اُسکو لے لائق غلامت دی کہا فروری میں تو نہایت لمبا ہو کر تھوڑا سا قد سرو سے بھی چڑاے اور جب تو فریٹھینے میں نہایت دما ز ہو تو تیری عقل کمان ہو اور ہوش کمان اسی سبب عقل کے دشمن شراب پیتا ہو تو وہ بھی بہت خوبصورت اسپر ایک خانہ خانیل کھینچنا نظر نہ لگے اس لیے کہ حبش کی صورت خطائیل ضحکہ ہوتا ہو اسے خندہ و قہقہہ اور اگر تو نور ہو تو اسے گمراہ یہ کب روا ہو کہ شراب پیئے اور ظلمت ڈھونڈھے قاعدہ تو یہ ہو کہ دن میں سب سایہ ڈھونڈھتے ہیں تو شب ابر کاسایہ ڈھونڈھتا ہے چنانچہ شرابیوں کو شب ابر نہایت مرغوب ہو اور یہ کیفیت دوسرا اگرچہ شراب واسطے قوت عوام کے حلال ہو لیکن جو طالب دوست کے ہیں اچیر مرام عاشقوں کی شراب خون دل سے ہوتی ہو کہ انکی نظر راہ و منزل پر ہوتی ہو راہ کو بھی خوب پہچانے ہوئے ہیں اور منزل کو بھی تو ایسے بیابان خوفناک کی راہ میں راہ راہ فاخر دے کہ وہ خود بھی تیری باہر کسوف ہو راہ بتائے والوں کی انگلیوں میں خاک ڈالتا ہو اور قافلے کو گمراہ و ہلاک کر تا ہو تو ہم قسم کہتے ہیں کہ جو کی ردی بھی کہ نان گندم سے نہایت کمتر ہو نفس کے سامنے رکھنا حرام و فسوس ہو اسکے آگے تو بھوسی کی روٹی رکھنا چاہیے اس لیے کہ یہ دشمن راہ خدا کا ہی جہان تک ہو سکے اسکو خوار ہی رکھے یہ مذہب اسکے لیے عبرت رکھو اسکو سولی پر رکھو چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ہو اسکے ہاتھ کاٹنا ہی پسند کر اور اگر ہاتھ کاٹنے سے عاجز ہو تو اسکے ہاتھ باندھو اور اگر نہیں باندھے گا تو جان لے کہ اُس نے تیرے ہاتھ باندھ لیے اور اگر اُسکے پاؤں نہ توڑے گا تو سمجھ لے کہ اُس نے تیرے پاؤں توڑ دیے تو دشمن کو شراب دیتا ہے اور ٹیشکر ایسا کیون کر تا ہو اُس سے کدے زہری اور خاک کھا پھر زہاد کا ذکر ہو بس زہاد نے غیرت میں آ کے ایک پتھر گھرے پر مار کے گھڑا توڑ دیا غلام نے گھر اچھینک دیا اور زاہد کے پاس سے یاد شاہ کی طرف بھاگا

انجیر پانا امیر کا اور خشم آلودہ زاہد کے پاس جانا

تو لہ رفت پیش میر گفتش باوہ کو باجراو گفت یکیک پیش اوہ میر چون گفتش شدہ چیست راست گفت
بنما خاند زاہد کجاست بتا بدین گردگان کو ہم سرش باوہ سپید افش و مادر غش بتا اوچہ داماد معروف از سگی بہ
طالب معروف نیست و شہر کے بتا بدین سالوس خود را جا کند تا بخیرے خویش را پیدا کند

اوندارو خود ہنر الہامان پہ کو تسلس می کند بامردان پہ او اگر دیوانہ است و فتنہ کا وہ چارہ دیوانہ چہ بود گر گاوشہ تاکہ
شیطان از سرش بیرون رود پہ لست خربندگان خرچون رود میر بیرون جست دلو سی بدست پہ
نیم شب آمد بزاہد نیم مست با خواست کشتن مرد از ہمدار خشم مرد از ہد گشت پیمان زیر بشم مرد از ہدی شنید
از میر آن پہ زیر بشم آن رسن تابان نہان پہ گفت در دگفتن زشتی مرد پہ آئندہ تاند کہ روراحت کرد پہ روی
باید آئندہ دارا آئین پہ مات گوید روی زشت خود بین پہ اللغات عزون قحبہ تسلس سانسوی مکاری
کرنا کا و کاویدن سی کھو نہ کرید نادبوس تشدید با گرزا سلمعنی وہ غلام بھاگ کے میر کے پاس گیا میر نے
پوچھا شراب کمان ہی غلام نے ساطعاً جوا ذرا اُسکے سامنے کہا سنتے ہی آگ ہو گیا اور غصے کے مارے
سیدھا اٹھ کھڑا ہوا کہا بتا نا ہد کا کھر کمان ہی تا اس گزر گران سے اُسکا سر پہون اور اس حق باور کا وہ سربہ نش
توڑون وہ امر معروف کو کیا جانتا ہی کتے پن سے اپنی شہرت و معروفی کا طالب ہی تھا اس مکاری سے رتبہ
پیدا کرے اور کسی چیز سے آپ کو ظاہر کرے کہ فلان بٹنا ہد ہی بادشاہ کی شراب کا کھر توڑا الا آئین سواے
تسلس مکاری کے کوئی ہنر ہی نہیں ہی پس ہی تسلس ہی جو لوگوں سے کرتا ہی اگر دیوانہ ہی اور فتنہ کریدنے
والا اُسکا علاج ہی گر گا وہی اور گر گا وہی جو بصورت سر گاؤ کے بنایا ہوتا شیطان اُسکے سر سے
کھجائے معمول ہی کہ گدھا بدون گدھے والے کے نہیں چلتا اُحاصل بادشاہ گز با حقین پیے مست
نیم شب کو نکلا زاہد کے پاس گیا اور غصے کے مارے چاہا کہ زاہد کو مار ڈالے مردانہ ہو کے بچے چپ گیا اب اس
آدن میں جو رستی بننے والوں کی رکھی تھی چھپا ہوا سنتا تھا اور بادشاہ اُسکو بُرا کہہ رہا تھا اب مقولہ مولانا رح کا کہ
کہ بُری بات کسی کی بُرائی سے کسی کے سامنے کہنا یہ کام آئے کا ہی اس لیے کہ اس نے اپنا منہ سوت
کر لیا ہی یعنی بے مروت ہی پس آئین کی طرح روضت آئین چاہیے تو تجھ سے کہے کہ اپنی صورت
زشت کو دیکھ کہ کیسی ہے

حکایت بات کرنا و لقا کا سید شاہ ترند کو اور غصہ کرنا اس کا

قولہ شاہ با دلق ہی شطرنج باخت ہات کرش زو و خشم شہ باخت پہ گفت شہ و ان شہ کہہ
آورش پہ یک یک آن شطرنج میزد بر سرش پہ کہ بگیارہ ایک شہمک اے قلیبان بہ صبر کرو گفت دلق
الا ان بہ دست دیگر باختن فرمود میر پہ او چنان لرزان کہ عود از دہریر پہ باخت دست دیگر و شہ مات شد پہ
وقت شہ شہ گفتن و بیقات شد بہر جہاں دلق و در گنج رفت پہ شش نہر بخود فلکنا زیم گفت پہ
میر بادشاہ وزیر شش نہر خفت پیمان تار خشم شہ نہر پہ گفت شہ ہی ہی چکر دی ہیست دین پہ گفت
شہ شہ شہ اے شاہ گرین پہ کے توان حق گفت جزیر کاف پہ باجو خشم اور آتش سخاف پہ

ای تو مات من ز زخم شاہ مات ہمزخم شہ شہ ز زیر رختہات ہا اللغات دلقک نام سخرہ شہ جو وقت شطرنج بازی کے پادشاہ کی زد پچانے کو کہتے ہیں اور کیش بھی کہتے ہیں شطرنج سے مراد یہاں ہرہ ہر قلعہ بان دیوت اور بھڑاوت معنی کرت و مرتبہ خور برہنہ زمریر کہ سردی میقات وقت و ہنگام و وعدہ سخاف سبک و کمظرف ہونا اسلئے پادشاہ دلقک نامے سخرے کے ساتھ شطرنج کھیلنا تھا دلقک نے جلدی سے مات کر لیا مات کرنے سے پادشاہ کا غصہ چکا دلقک تو شہ شہ کتا تھا اور پادشاہ کبر سے مہرے اُس کے سر پر مار مار کے کتا تھا کہ یہ لے اور قلعہ بان یہ تیری شہ ہر دلقک نے صبر کیا اور الامان کتا رہا دوبارہ پادشاہ نے پھر کھیلنے کا حکم کیا وہ ایسا کانپ رہا تھا جیسے ننگا جاڑے سے فے الجملہ دوسری دفعہ کھیلے پھر پادشاہ کو مات ہوا اور پھر وہی شہ شہ کہنے کا وقت و ہنگام آگیا دلقک مار کے ڈر سے بھاگا اور ایک گوشے میں چلا گیا اور چھ مہذوف غصہ سے اپنے اوپر ڈال لیے بہت سی سندون اور چھ مہذون کے نیچے چھپ کے پڑ رہا تا پادشاہ کے غصہ سے بچار ہے پادشاہ نے بزرگما کہ یہ تو نے کیا کیا اور کیا سبب اسکا ہو گیا ای شاہ برگزیہ شہ شہ پھر کہا شہ شہ تکرار جاریا ہا نہ نظر مزید مبالغہ جسکے سبب سے مار مہرے کی کھائی تھی بھلا بھڑ جیسے پادشاہ غصہ والے کے سامنے کہ انگ اُس غصہ کے آگے خفیف و سبک ہو بے لحاف اور شہ کیسے کوئی بات حق کہہ سکے آئے پادشاہ تو تو میرا مات ہوا اور میں تیرے زخمون کا مات ہو کے تیرے سامان خواب کے نیچے شہ شہ کرتا ہوں

پھر رجوع بہ حکایت امیر و زاهد و اجتماع خلق

قولہ چون محلمہ پر شد از سہمای میر ہر دنگد بر در زدن و زوار گیر و خلق بیرون جست زود از چپ و راست ہا کلمے مقدم وقت غفوسست در ضااست ہمزاد شتک است و قشش این زمان ہا کتر است از عقل و فہم کو دکان ہا زہد و پیرے ضعف بضعف آمدش ہا و ندران زہرے کشادی بایدش ہا رنج ویدہ کچ نادیدہ زیاد ہا کار ہا کردہ ندیدہ فرد کار ہا بنیادہ کار اور او خود گہر ہا بنیادہ وقت پاداش از قدر نہا بود آن سہی چون سہے جو و نہا بخرا و البستہ میقات بلوہ ہا مردار و دصیبت این بسیست ہا کا ندرین وادے پر خون یکسیست ہا جسم پر و و و شستہ او کچ ہا روتش کردہ فرو گندہ لہج ہا نے یکے کمال کو را غم خورد ہا عقل ہم نے کو کمالی مرہ ہا نہا ہا شادی می باہم وطن ہا کار و ربوک ست تا نیکو شدن ہا زنان دوش دورست تا دیدار دوست ہا کہ فاندش مغر غرہا عشق ہا بست ہا ساعتے او با خدا اندر عتاب ہا کہ نصیبم رنج آمد زین جناب ہا ساعتے با بخت خود اندر جدال ہا کہ ہم پلان و ماہریدہ ہا بال ہا ہر کہ محبوبست اندر بدورنگ ہا گرچہ در زہدست خود باشد ہا سنگ ہا تاہر و ن تاہر ازین تنگی مناخ ہا کے بود غیش خوش و حد رش فراخ ہا ناہدان را در خلا پیش از کشادہ تیغ و استرہ

نشايد هیچ دار و در که بخیر خود را ندانند شکر به غصه آن بھیرا دیھا و غم بہ بھیرا دیھا بے این دنیا خوش است بہ با مراد سے
 تند خو و سرکش است بہ اللغات مقدم پیش کردہ شدہ لہجہ بالضم ب کمال بروزن سارا نکھیں ہنسانے والا
 محل سرمہ بگ بوا و مروت شاید و مکر منلج جگر او ٹھون کے بندھنے کی خیر بھتیجی اول و کسرتیم سنگسل و نگین
 اسلئے جب عجلہ بادشاہ کے شور و غل سے بھر گیا کہ دروازے پر زار کے لائین راستے تھے اور پیر و بھگت
 کر رہے تھے خلوق اور ہر آدمی اپنے گھر دن سے جلدی نکل کے آئی اور کہا اے میر وقت تنور رضا کا ہے نہ ششم و
 جفا کا وہ خشک مغز ہر عقل اسکی اسوقت میں بچن کی عقل و فہم سے بھی کمتر ہے اسکو ضعف بر ضعف نے
 گھیرا ہے ایک تو ضعف زہر کا دوسرا ضعف پیری اور زہدین کوئی کشود چاہیے اے کشود رزق سو وہ حاصل
 نہیں رنج تو بہت اٹھا یا لیکن گنج یار سے نہ ملا کام بہت ہے لیکن مزدوری کام کی نہ پائی یا تو اسکے کام کی
 کچھ اصل و بنیاد نہیں ہے اصل ہی یا مقدار اسکی سے ابھی اسکے بدلے کا وقت نہیں آیا یا یہ کوشش زہر کا
 ایسا ہے جیسے سعی جہود کی بیکار یا بدلا اسکا مقید بیعہ و گاہ ہوا سے وقت وعدہ اسکے لیے تو یہی درد مصیبت
 کافی ہے کہ اس ویرانے پر خون میں تنہا و بیکس ہے پر خون اے مہلاک جسم پرورد ایک گوشے میں بیٹھا ہے
 ٹھنڈ بگاڑے ہوئے دکھائے نہ کوئی ایسا کمال کہ غنچہ اسکا بنے عقل بھی نہیں کہ اسکو کسی محل کے پاس بھجائے
 اپنے ہی وہم و گمان کے موافق اجتہاد کرتا ہے کوئی اسکا پیر و ختم نہیں ہے لہذا کام اسکا بوک میں پڑا ہوا ہے
 اسے شاید و مکر میں جو شر بہ شک ہن دیکھے نیک ہوتا ہے یا کیا اس سب سے تو راہ اس کی دیدار
 دوست سے دور معلوم ہوتی ہے کہ اس میں مغز نہیں ہے جو عشق ہے جو عشق سے پوست ہو کسی وقت تو خدا کے
 ساتھ غصہ کرتا ہے کہ ایسی جناب فیض آیا ب سے میرے حصے میں رنج آیا کتنی وقت اپنے نصیب سے
 رونا ہے کہ سب بلند پروازیان کر رہے ہیں میرے بازو کتر دیے ہیں اب مقولات مولانا رح کے ہیں کہ جو
 کوئی رنگ دیو میں مقید و گرفتار ہے کیسے زہد میں ہو لیکن خود بخود تنگ ہی ہوگا اور جب تک اس تنگ
 منار یعنی غصہ جگر سے نہ الگ ہوگا نہ اسکی خوش خوش ہوگی نہ اسکا سینہ فراخ ہوگا اور صاحب ہمت
 و حوصلہ زائد ہون کو تنہائی کے وقت میں قبل کشائش رزق سے استرہ و تیغ کچھ نہیں دینا چاہیے کہ
 مبادا تنگدلی و غمگینی سے اپنا پیٹ نہ پھاڑوے اپنی بھیرادی و غم سے یہ نہیں جانتے کہ اس دنیا کی بھیرادیان ہی

ابھی ہیں اور بامدادی تند خو اور سرکش ہے

بیان بیوقوفی سالکون میں قبل کشود سے اور قصد کرنا مصطفیٰ کا آپ کو
 کوہ حرا سے گرانے کا وحشت حجاب سے اور ظاہر ہونا جبریل کا اور منع کرنا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بشارت دینا انکو

قوله مصطفیٰ را بجز چون بفرختی بنویش را از کوه اوانداختی بنما بگفتی جبرئیلش بہن مکن کہ ترا بس دولتست
 از امر مکن بہ مصطفیٰ ساکن شدی زانداختن بہ باز ہجران آوردی تا ختن بہ باز خود را سرنگون از کوه اودہ میفکندی
 او غم داندوہ اودہ باز گشتی پیش پیداجبرئیل بہ کہ مکن تو این کہ شاہی بے بدیل بہ چہنمین می بودا کشف تجیب بہ
 تا بیا بدان گر را از جیب بہ ہر محنت چو خود را می کشند بہ ہل مختہاست این چو نش کنند بہ از خدا سے
 مردانہ جریست بہ ہر یکے از مافدای سیرتست بہ ای خنکسان کو فدا کردہ است تن بہ ہر آن کارزد فدای
 او شدن بہ باری آن مقبل فدای این نیست بہ کاندران صد زندگی دشتست بہ عاشق معشوق عشقش
 بر دوام بہ درد عالم بہرہ مند و یکنام بہ ہر یکے چونکہ فدائی فنی است بہ کاندران رہ صرف عمر و کشتیست بہ کشتی
 اندر غروب یاشروق بہ کہ نہ شائق ماند آنجانی مشوق بہ یا کرامی ارحم الہل الہوے بہ شانم ورد التوے
 بعد التوے بہ عفوکن ای میر بہ سختی اودہ در نگر و درود بدختی اودہ تا جہرت ہم خدا عفوئی کند بہ زلست را
 مغفرت در آگندہ تو ز غفلت بس بسو بشکستہ بہر امید عفو دل بر بستہ بہ عفوکن تا عفو یا بے درجہ نہ بہ
 مے شکافد و قدر اندر سزا بہ روشگافان قدر را ہوشدار بہ قصہ مارا تو نیکو گوشدار بہ طمعنی حضرت مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ آلو سلم بہ جب ہجر زور و شدت کرتا تھا تو وہ آب کو پہاڑ سے گراتے تھے جبرئیل آسے کتے تھے خبردار
 ایسا مت کر کہ تمہارے واسطے تو بڑی دولت ہو حکم کن سے آنحضرت ساکن ہو جاتے تھے اور تسکین
 پاتے تھے اور آپ کو گرانے سے رک جاتے تھے پھر ہجر اپنے تاخت کرتا اور حملہ لاتا پھر یہ سرنگون پہاڑ سے
 گراتے مارے غم داندوہ کے پھر جبرئیل انکے سامنے پیدا ہو جاتے کہ ای شاہ ہیشل و بے بدل ایسا مت
 کرو کیسے ہی ہوتا رہا تا وقتیکہ پردے حجاب کے کھلیں اس لیے کہ وہ گوہر جو انکی جیب میں رکھا گیا ہو اسکو
 پالیں اب فرماتے ہیں لوگ دنیا کے ہر محنت میں اپنی جان مارتے ہیں لیکن وہ مختین اور مین اور محنت
 عشق کی سب محنتوں کی جڑ ہو چلا اسکو کیسے اٹھا سکیں نہ جاسکا فدائی ہو اسکو دیکھ کے لوگوں کو بڑی حیرت ہو
 اور حال یہ کہ ہم مین سے ہر ایک فداے سیرت ہوا فد کیسا خوش اور ٹھنڈا ہوا شخص ہو جس نے اپنے
 تن کو فدا کیا ہو تا وہ لائق اس پر فدا ہونے کے ہو جائے لیکن وہ خوش نصیب ہو جو اس فن پر فدا ہے وہ
 جانتا ہو کہ اس مار بجائے مین سیکڑوں زندگیاں مین وہ عاشق ہو اور اسکے عشق کا معشوق ہمیشگی و دوام
 والا اور دو لون جہان مین وہ عاشق بہرہ مند اور یکنام نہ مختل ان عاشقوں فن دنیا کے کہ ہر ایک
 فدائی ایک فن کا پھر جسکی راہ مین عمر کا بھی صرف اور مارا جانا بھی موجود آب چاہے غروب مین ہو چاہے
 شروق مین بہر حال کشتن اسکے پیچھے لگا ہوا ہو اس لیے کہ جہان وہ ہے وہاں بھی نہ کسی چیز کی کوئی
 شائق مرنے سے بچے نہ وہ چیز بچے جسکے وہ شائق تھے سب فنا ہوے سوے عشق و عاشق کے کسی بقائے نہ

آپ بہ نظرِ وادیدہ حالِ مردم کے التجا کرتے ہیں کہ اسی بزرگ کو گوہارے وقت کے ان حرص و ہوا والوں پر رحم کرو کہ ان کے حال پر ہلاکی برہلاکی وارو ہو پھر استیفات ہو یعنی اسیرِ معاف کر اُسکی سختی کو اور اُسکے درود بد بختی کو دیکھ تو تیرے جرموں سے خدائے تعالیٰ تجھکو معاف کرے اور تیری زلت و لغزش کو مغفرت میں بھر دے اُس نے غفلت سے تیرا سبوتوڑا تو نے بھی غفلت سے بہت سبوتوڑے ہوئے اور خطائیں کی ہوئی جنکے عفو کی امید لگائے ہوئے ہیں اس عفو کو تو تو بھی اُسکے بدلے میں عفو یا ئے اسوا سکتے کہ حکم الہی بڑا موشگاف بال کی کھال نکالنے والا ہو لا بد موشگافان قدر کا ہوش رکھو اور اس قصے کو ہمارے خوب کان لگا کے سُن

جواب امیر کا سفارشیوں کو اور سفارش نہ ماننا

قولہ بان شوق قصہ میران دگر نہ تابیا بے زین حکایت صد خبر و میگفت آن کیست تا سنگی زندہ بر سبوتے ما سبورا ہشکندہ چون گذر سازد بگویم شیر نہ ترس ترسان بگندد با صد حذر نہ بلکہ بگندد در ہیبت پنچہ را بہ مور گرد پیش تہر اند با نہ بندہ مارا چرا آرد دل بکرو مارا پیش مہمانان نخل پڑ شہرت کان بہ زرخون اوست ریخت نہ این زمان ہچ روزان از ما گر نیت نہ لیک جان از دست من او کی ہر وہ گر شود چون مرغ و بر بال ہر نہ تیر قمر خویش بر پرش زخم نہ پر و بال مردہ رگش بشلغم نہ و ر شود ما ہی اندر آب و نہ از نیب من شود زیر و زبر نہ و رود در سنگ سخت از کوششتم نہ از دل سنگش کنون بیرون کشم نہ جان نخواہد ہر د از شمشیر من نہ و ر کند صد حیلہ و تدبیر و فن نہ من براغم بر تن او ضربتے نہ تا بود مردیگر از اعرابی نہ کار او سالوس و زرق و حیلست نہ لیک مقصودش بیان شہوتست نہ با ہمہ سالوس و با نایز ہم نہ داد او و صدیو او ایندم و ہم بر سرش چندان زخم گر زگران نہ کرتش بیرون رود گنج روان چہ چشم خونخوارش شدہ بر سر کشتے نہ از دہانش سے درخشید آتش نہ اللغات مردہ ریگ میراث و شے حقیر و نا چیزا لے چہرہ و سراقصہ میر کا من جمع نظر تعظیم کے ہر غصہ میران تو اس حکایت سے سو آگاہیاں پائے میر نے اُن شفیعون سے کہا وہ کون ہو کہ تجھ ہمارے سبوتوڑے اور سبوتوڑا لے اُسکی کیا مجال اگر شیر نہ میری گلی میں آجائے تو ڈر تا ہوا سیکڑن خوف و بچاؤ کے ساتھ نکلے بلکہ ہیبت کے مارے پنجہ جو اسکا ہتھیار ہو چھوڑ بھاگے اور اگر آندہا ہو تو میری ہیبت سے مور ہو جائے اُس نے ہمارے غلام کو کیوں آزدہ کیا اور ہلکے ہمارے مہمانوں میں نخل کیا نہ شراب جو اُسکے خون سے بہتر تھی بہادی ادب ہمارے سامنے سے عورتوں کی طرح بھاگ گیا لیکن کیا ہوتا ہو ہم سے تو جان بچا نہیں پائے گا اگرچہ پر ندین کے آسمان پر اڑ جائے میں اپنے تہر کا تیر اُسکے بیرون پر ماروں گا اور اُسکے پر و بال مردہ ریگ اے نا چیز و حقیر تو زدن کا اور

اگر عجلی بنے دریا میں گھس جائیگا تو وہاں بھی میری غارت و نیستی سے تے اوپر ہو جائیگا اور اگر میری
پوشش و تلاش کے خوف سے سنگ سخت میں جا گھسے گا بھی اُسکو پتھر کے دل میں سے نکال لوں گا
غرض میری شمشیر سے ہرگز جان نہیں بچا سکے گا چاہے کتنے ہی حیلے اور دواؤں اور تدبیریں کرے میں اُسکے
تن پر ضرور ضرب اپنی روان کروں گا تا اوروں کو عبرت ہو کام اُسکا چا پلوسی اور مکر و حیلے ہیں لیکن
اُنکے ضمن میں بیان اپنی شہوت و خواہش کا جو سب سے ڈر کر رہا ہی تھا اب ہم سے بھی کر لایا
بس اُسکو اور اُس جیسے سو کو ابھی سزا دوں گا آٹنے گڑا سکے سر پہ مار دوں گا کہ تن میں اُسکے جو خزانہ
روح روان کا ہے کہ مراد روح نصانی سے ہے جس کا مخزن دماغ اور خزانہ اُسکا مغرب سب
نکل جائے گا یعنی بھیجا نکال ڈالوں گا اور اُنکھیں جو بخوار اُسکی ایسی سرکش ہو گئی تھیں جن کے
منہ سے آگ نکلتی تھی

ہاتھ پاتوں چومنا امیر کے سفارشیوں زائد کا دوسری بار اور خوشامد کرنا
سفارشیوں اور ہمسایوں کا

قولہ آن شفیعان از دم و سپہامی او چند بوسیدند دست و پای اوہ کا می امیر از تو نشاید کین کشتے ہ
اگر شہادہ تو بے بادہ خوشی ہ بادہ سرلیہ ز لطف تو بردہ لطف آب از لطف تو حسرت خوردہ باد شاہی کن بہ
بخشش سے رحیم ہای کریم ابن الکریم ہ ہر شرابی بندہ این قد و حدہ جملہ ستارہ بودہ تو حسرت خوردہ باد شاہی کن بہ
سے گلگون نہ چترک کن گلگونہ تو گلگونہ ہای رخ گلگونہ ات شمس لعلی ہ اے گداے رنگ تو گلگونہ بادہ
بادہ کاندہ رحم ہی جوشد نہان ہ نا شتیاق روے تو جوش چنان ہ اے ہمہ دریا چہ خواہی کرد ہم ہای ہمہ
استی چہ می جوئی عدم ہلے نہ تابان چہ خواہی کرد گوید اے کہ خوردیش رویت روی زردہ تو خوشے و
خوب کان ہر خوشی ہ تو چہ خودنت بلوہ کشی ہ تاج کر مناست ہ فرق سرت ہ طوق اعطیاناکہ وزیرت ہ
جوہرست انسان چرخ اور اعرض ہ جملہ فرع و سایہ اندو تو غرض ہ صلح جوئی از کتبہاے فسوس ہ ذوق
جوئی تو ز جلائی سبوس ہ اسے غلامت عقل و تدبیرات و ہوش ہ چون چینی خولیش را ارزان فروش ہ
خداست ہ جملہ ہستی مقرر ہ جوہری چون عجز دارد با عرض ہ بحر علمی در نمی پیمان شدہ ہ در سہ گزرتن عالمی
پیمان شدہ ہ اے چہ باشد با جماع و با سماع ہ تا تو جوئی زان نشاط و انتفاع ہ آفتاب از زہ کے شد
وام خواہ ہ زہرہ از خرہ کے شد جام خواہ ہ جان بے کیفی شدہ محبوس کیف ہ آفتابے جس عقدہ نیست
سیرت ہ اللغات خمرہ خم کو چاک جوہر قائم بالذات عرض قائم بالغیرا طعنے آن سفارشیوں نے
غصہ اور شور اُسکا دیکھ کے چند بار اُسکے ہاتھ پاتوں چومے اور کہا کہ اے امیر تجھ کو کین کشی زیب

اور تیرے لائق نہیں ہو اگر شراب نہ رہی تو کیا غم تو بے شراب ہی خوشی مجھ پر شراب سے جو خوشی بہتی ہو وہ کیا چیز ہو تو وہ لطیف و لالہ کی کہ شراب سر پایہ لطف کا نقشہ حاصل کرتی ہو اور لطف آب کا تیرا لطف دیکھ کے حسرت کھاتا ہو تو یاد شاہی کرو اور ایک کیم اسکو بخش دے تو خود دیکھ ہو اور کیم کا بیٹا کیم کا پوتا ہر شراب تیرے قروض کی غلام باعتبار ستانہ رفتاری کے خدی غلام بن کر خساری کے سارے مست بچیر حسد کرتے ہیں کہ ایسی البیل چال ہماری نہیں تو ذرا محتاج می گلگون کا نہیں ہو تو گلگون چھوڑ دے اس لیے کہ تو خود گلگون نہ ہو اسے یاد شاہ تیرا رخ گل رنگ تو آفتاب پاشت کا ہو بیٹے ہر دم تیری پیسارے گلگون سے تیرے رنگ کے گداہین شراب جو خم میں پوشیدہ جوش کرتی ہو سو تیری ہی صورت کے اشتیاق میں جوش کرتی ہو اور غم سے نکلی پڑتی ہو انکو مدح تو ہم تن دریا تو تو تم کو کیا کریگا اور تو بالکل ہستی ہو تو عرض کیا دھونڈتے ہو انکو مادہ تابان زرد تیرے سامنے گروہی گروہ اور انکو دہر کہ پوشیدہ تیرے آگے سدھرتے تو خاصا خاص خوشی ہو اور خوب اور ہر خوشی کی کان بھر دیکھو احسان شراب کا اٹھاتا ہو تیرے سرواں تو اللہ تعالیٰ نے تاج کرنا کا رکھا ہو بیٹے اللہ کریمانی آدم ہر ایک بندگی دی ہم نے بنی آدم کو اور حقوق انا عطیہ انکو شرک پہنایا ہو بخشش عطا کیا ہم نے بھگو کو شرک وہ کو شریعت عطا ہو اب تفسیر اسی کرتے ہو کہ اگر انسان جو ہر چیز کا لائق ہے اصل مقصود اور چرخ جس سے ہر شے نازل ہوتی ہو عرض اسے قائم بالغیر بیٹے انسان کے واسطے بس سب تیرے فرع ہیں اور سایہ اور اصل بغض سب سے تم ہو اور حال یہ کہ تو علم ان کتابوں سے دھونڈتے ہو جو بالکل فسوس ہیں اور مستور و مستتر کہ وہ کتب حکما کی چینی ہیں حال آسمانوں کا لکھا ہو جو تیرے عرض و سایہ ہو گویا بھوسی کے طوے سے مزاجا ہوتا ہے جیسے کہتے ہیں بکر کے لٹو اس لیے کہ جو ہر اور میدہ تو انکا تو خود ہے اسے مدح ساری عقل اور تدبیر میں اور ہوش تیرے غلام ہیں پھر باوصف ایسا ہونے کے کہ آپ کو ایسا مست کیا ہوں پیچ رہا ہے تیری بندگی و اطاعت سارے موجودات پر فرض ہو پھر بھلا کوئی جو ہر اپنے تابع عرض کے سامنے کب عجز کرتا ہے تو جو بحر علم ہی ایک نم میں چھپا ہوا اس میں گرنے کے جس میں تیرے ایک عالم پوشیدہ ہو اسے فلان یہ جال و سمار جنگو تو بڑے عیش و نشاط کی چیز جانتا ہو یہ کیا چیز ہو کیوں ان سے طالب نشاط و نفع کا ہے بھلا آفتاب بھی زرہ سے کبھی قرض خواہ ہوا ہو وہ نہ رہہ جو بولی فلک ہی جسکی تاثیرات سے جملہ عیش و سرور دنیا کے ہیں اُس نے بھی کسی غم خورد سے جام مانگا ہو بس جو جان کہ بے کیف حقیقی کے ہے ہی مفید کیف کی ہو تو آفتاب ہو کے گرفتار عقدہ کا ہوا عجب حیف کی بات ہے عقدہ جسکو اس ذنب کہتے ہیں اور یہ راس ذنب تقاطع دو فلک یاد و خطون سے حاصل ہوتا ہو بس جہان سے تقاطع

شروع ہوتا ہو اسکو اور جہان ختم ہوتا ہو دونوں کو عقد تین کتنے ہیں اور بیچ میں تقاطع سے جو شکل پیدا ہوتی ہے اسکو تینین یعنی اٹھوا اور یہ دونوں عقد سے راس و ذنب اسے سر اور دم اس اٹھوا کے ہیں بس جب ماہ اس عقد سے پرتا ہو خسوف ہو جاتا ہو اور آفتاب ان عقدوں پر نہیں آتا اسکا کسوف ماہ کے درمیان میں آجانے سے ہوتا ہے

پھر جواب امیر کا واسطے دفع سوال سفارشیوں کے

قولہ گفت نے نے من حریف آن ہم بدین بذوق این خوشی قانع نیم ہمارہ بیدہ از غم خوف و امید نہ بھی گرم ہر سو بھی بیدہ من چنان خواہم کہ بچہ یا سمن بگہ شوم گا ہے چنان گلے چنیں بچہ شاخ بید بازان چپ دراست بگہ زیادش گو نہ گو نہ رخصت ہاست بگہ آنکہ خورده است با شاد سے بگہ این خوشی را کے پسند خواہم کے بانیانان زمین خوشی بیرون شدہ کہ سرشتہ در خوشی حق بدندہ نانکہ جانسان آن خوشیما دیدہ بود بگہ این خوشیما پیش شان بازی نمودہ ہر کردہ حقیقے روموہ کی شود قانع بتا ریکے دو دیدہ و آنکہ در جوع از طعام اللہ خوردہ کی زنان و شور با حسرت بروہ و آنکہ باشد خفتہ اندر گلستان بگہ میل گلخن کی کند چون ابلہان بچون کند مستی انا ب اجتناب بچون کند خمر دوری از شراب بگہ سیر نمود بچ عاشق از حبیب صبر نکند بچ بخور از طیب بگہ عاشق از معشوق کی باشد جہان بچون باو بیند ہم کون و مکان نہ بچکس بر غیر حق عاشق نہ شدہ واقع آن سر بچ خالق نشدہ بابت زندہ کسی کہ گشت یا نہ مردہ را کے در کشد اندر کنارہ مردہ را کس در کنار آمد مگر نہ کند از جہان جان خبر نہ اے ملعے یاد شاہ نے ان سفارشیوں کے جواب میں کہ انہیں نہیں من حریف دو دست اسی شراب کا ہوں اس خوشی پر جو تم کہ رہے ہو صبر نہیں کرتا میں خوف و رجا دونوں کے غم سے چھوٹا ہوا ہوں بید کی طرح ہر طرف جھکتا چکنا چکیسے کہ سستی کا حال ہوتا ہے میں ہی چاہتا ہوں کہ مثل و رخت سمن کے کبھی ادھر ہوں کبھی ادھر یعنی جھومون جیسے لٹے میں جھومتے ہیں اور جیسے شلخ بید دست درازی دائیں بائیں کرتی ہو یعنی جھکتی ہو اور ہوا کے سبب قسم قسم کے اسکو رقص ہوتے ہیں اب بتا جو کہ خورده اس شراب کی شادی کا ہو پھر اسے خواہم اس خوشی کو جو تم کے کہی کیسے پسند کرے دیکھ انبیاء اس خوشی سے جو کناہ کش ہوے یہی سبب تو ہے کہ خورده اور سرشتہ خوشی حق ہیں کسوسط کہ ان خوشیوں کو انھوں نے دیکھا تھا یہ خوشیاں ان کو کھیل و بازی معلوم ہوئیں ظاہر ہے جس کو نور حقیقی اپنی صورت دکھائے وہ تاریکی اور دود پر کب قانع ہوگا جیسے جسکو جوع کے وقت طعام اللہ کھانے کے لئے وہ روٹی شوربے پر کب حسرت کھائیکا اور جو گلشن میں سو رہا ہے وہ احمقوں کے مثل گھوڑے کی رغبت کیوں کرے گا بھلا مستحق بھی کہیں پانی سے کناہ کش ہوتا ہے اور غار والا بھی

شراب سے دوری چاہتا ہو کمین عاشق بھی اپنے معشوق سے سیر ہوتا ہو اور کوئی بیجا بھی طیب سے صبر کرتا ہے عاشق معشوق سے کب بھاگتا ہو اس لیے کہ اسکو کون و مکان کی دید و سوجھو اسی سے ہر کوئی شخص غیر حق عاشق نہوا کر یہ نہیں اس بھید کو جانتا اسکو وہ خالق ہی جانتا ہے جسے اُس معشوق کو پیدا کیا کہ یہ کسکا عاشق ہے اور جو شخص کہ معشوق زندہ کا جو فیوم ہو عاشق ہوا پھر وہ ان مردہ صورتوں کا ہلکار کب ہوتا ہو مرد کے ہلکار وہی ہوتا ہو جس سے خبر نہیں کہ وہ جہان جان کا ہو

اس آیت کے معنی میں ان دارالآخرۃ لمہ الحیوان لوکانوا یعلمون بیدشاک دارالآخرت وہی حیات ہی اگر تم جانو تمام جہان زندہ سخن گو سخن شنو چنانچہ حدیث الدنیا جیفۃ و طالبہا کلاب دنیا مردار ہے اور طالب اسکے اسکے کرتے

قولہ انجان چون ذرہ ذرہ زندہ اندہ نکتہ دامن سخن گویند اندہ در جہان مردہ شان آرام نیست بکنین علف جز لائق انعام نیست نہ ہر کر گلشن بودیم و وطن نہ کی خود داد و بارہ اندر گو سخن نہ جای روح پاک علیین بودہ جای روح ہر نجس بجین بودہ جای بلبل گلبن و نسرن بودہ کرم باشد کش وطن سرکین بودہ بہر مخمور خدا جام طہور بہر منکوب شور پرفور بہر کر اعدل عمر نمود دست نہ پیش او حلاج خوشے عادل ست نہ دختران را لعبت مردہ دہندہ کہ ز لعب زیر کان نا آگند چون نادر نماز مروت زور دست نہ کوہ کا نہ تا تیغ جوین بہتر ست کا فراق قلع ب نقش انبیا نہ کان نگاریدہ است اندر دیر باہ دان جہان مالچور و زوشینست نہ بیچ مان پروا سی نقش و سایہ نیست نہ آن کی نقشش نشستہ در جہان نہ فان و گرفتار ش جو مبر آسمان نہ این نہ ہانش نکتہ گویان با جلیس نہ فان و گرفتار حق بگفتار و انیس نہ گوش ظاہر ضبط این افسانہ کن نہ گوش باطن جاذب سرار کن نہ چشم ظاہر ضابطہ حلیہ بشر نہ چشم سر حیران مازنغ ابصر نہ دست ظاہر سے کند داد و کسندہ دست باطن بردہ نہ و صمد نہ باہ ظاہر در صفت سجد صواب نہ پایے معنی فوق گردون در طواف نہ اللغات صواب و نہ شتر جو قربانی کے لیے کھڑے ہوں اے معنی بتائید صدر فرماتے ہیں کہ وہ جہان جان جب وہاں کی ذرہ ذرہ جملہ اشیا زندہ ہیں اور سب نکتہ دان اور ننگہ تو اس جہان مردہ میں آنگو آرام نہیں ہو کسوا سٹے کہ یہ علف لائق انعام ہی کے ہو یعنی چار پایوں کے نہ ننگے اور یہ بھی یہ کہ جسکی بزم اور جسکا وطن گلشن ہو اس کے لائق بھاڑ یا گھوڑا کب ہو کہ وہ اس میں پیچھے کے شراب کب پیچھے جسکی روح پاک ہو اسکی جگہ علیین ہو یعنی اعلیٰ درجہ بہشت کا اور جو روح نجس کی ہو اسکا ٹھکانا سحین اے بہت ترین مقام کہ یہ ایک تھوڑی زیر زمین بہشت دوزخ پر جیسے بلبل کی جگہ گل و نسرن ہو اور جو کٹیڑا ہو اسکا وطن گویا دوزخ میں جو خدا کے عشق کی شراب کا

قبلوں کا اسے از حد شریعت و طریقت والا اور ایک نام اسکا ہوا نام الدوستیں اور پیشوا اور دولوں کا یعنی حقیقت
و معرفت اسوقت میں خلوت و جلہ کچھ اسیر لازم نہیں ہونے کوئی عزم نہ اسکو عزم دلاسنے والا سب سے نکال گیا
وہ مثل الف کے مجرد نقاط و اعراب سے بڑی راستی کے ساتھ اس کے سامنے ہوا اور اپنے اوصاف بشری
کچھ اس کے پاس نہیں سارے لباس اپنی عادتوں کے آثار ڈال کے فردا و ربہ ہنہ جان ہو کے اپنے جانچنے
کے سامنے گیا جب یہ برہنہ ہو کے اس شاہ فرد و واحد کے سامنے گیا تو اس نے اوصاف قدسی کو اس کا لباس
کیا اب اس نے خلعت اوصاف شاہ کا جو قدس پہننا اور چاہ پستی سے اس کے ایوان شاہ پر جا بیٹھا یا ایسا ہو
کہ گادہ طشت میں بیٹھی ہوتی ہو جہاں صاف ہوئی اور طشت کے آگے اور اس کی وجہ کہ وہ ناک طشت
میں کیوں تھا یہ ہو کہ نخست اجڑے خاک میں تھرا تھا اس یار ناخوش سے اس کے پر بازو باندھ سکھتے تھے
ورنہ دراصل تو نہایت برجستہ ابرو و روح مجرد تھا جب تضاد قدر نے آدم کو بہشت سے نکالا اور عتاب تلخ
ابیطوا منہا جبر کا اٹھایا اور کہا اتر جا و تم سب پستی چاہ زمین پر تو ہار دست کی طرح اسکو اس کنوین میں
سرنگون لٹکایا اور آمارے ہوؤں میں آدم و حوا اور شیطان و مار و طاؤس تھے قولہ بود ہار دست از طلائع
بیگمان ہذا عتابی شد معلق چہاں ہذا سرنگون زان شد کما ز سرور ماندہ خویش بلبر ساخت تنہا پیش راندہ آن
سب خود را چو پرا نا آب دیدہ کرد استغنا و از دریا بریدہ و رجز کج چون قطرہ آبکش ماندہ بجز رحمت کرد اور باز خواندہ
رحمت بے غلتی بے خدشی ہذا میا ز دریا مبارک سامنے ہذا افشا شد کہ وہ دیا باز گرد نہ گریہ باشند اہل دریا ز دم سے
ز روئے تاکہ آید لطف و بخشایشگرے ہذا سرخ گرد و روئے زرد از گوہرے ہذا زردی رو بہترین رنگہا است ہذا ناکہ
اندما منتظران نقاست ہذا لیک سرخی بر رخ کو لامع است ہذا بہر آن کہ کہ جانش قلع است ہذا کہ طمع لاغر کند
ند و دلیل ہذا زرد و دولت آید و علیل ہذا چون بہ بیند روی زردی سقم ہذا خیرہ گرد و عقل جالینوس ہم ہذا
چون طمع بستی تو در انوار ہوہ معطفے گوید کہ ذلت نفسہ ہذا نور بے سایہ لطیف و عالی است ہذا انشیکسا
سایہ غربا لے است ہذا عاشقان عریان ہی خواہند تن پیش عریان چہ جامہ چہ بدن ہذا روزہ داران بدو
آن نان و غوان ہذا ہر گس راجہ ابا چہ دیکدان ہذا این سخن از حد ادا زہ است بیش ہذا اسے ایازا کنون ہگو
احوال خویش ہذا اللغات لامع درخشندہ سقم بختین ہمیلی فرنگس گس کلان آبا شور با وغیرہ ہند سے
سالن اسطعنے فراتے ہیں کہ ہاروت بیشک فرشتوں سے تھا بہبب ایک عتاب کے معلق لٹکایا گیا
سرنگون اس سبب سے ہوا کہ بھید کونہ پہونچا اور آپ کو ساخت تنوں پر لینے پیدایش انسان پر چھو جانی
ہے اور فرشتے نوری بے جسم فوق و راج کیا جب یہ آب بیودگی کا اپنی ڈلیا میں بھرا دیکھا تو بی پروائی
کر کے دریا سے جدا ہوا یہ نہ جانا کہ ڈلیا میں پانی کرنا کار میفائدہ ہوا اور آدم کو بھی یہاں بھیجا لیکن جب

دوم کے جل کر لاشہ اور بے قطرہ آب کے پایا تو اس دریائے رحمت کی اور پھر اُسکو لایا کیسی رحمت کہ سب علت و سبب سے اور بی خدمت و بے بندگی کے جب وہ اُس دریائے رحمت سے آتی ہے وہ ساعت کیسی مبارک ہوتی ہے اللہ اللہ کی تکرارِ نظرِ سابعِ تعظیم کے ہے کہ جب وہ دریا ایسا ہو تو اُسی دریائے گردِ پیرِ ارجہ اہل دریا روئے زرد ہوں کہ زردی علامتِ عشق کی ہے تو اُسکو لطفِ تیرے حال پر آئے اور رحمت تو روئے زرد اُن کی گوہری سے سُرخ ہو جائے یعنی زرد روئی سے سرخ روئی حاصل ہو تو اس زردی کو ایسا ویسا مت جان یہ رنگ سب رنگوں سے بہتر ہے اس لیے کہ یہ رنگ عشق کا ہے اور بقدرِ صورتِ معشوق کا اور اُسکے دیدار کا لیکن اگر کسی عاشق کے منہ پر سُرخ چمک رہی ہے یہ اس سبب سے کہ جان اُسکی قانع ہے نہ طامع کس واسطے کہ طمع ہی لاغر و زرد و ذلیل کرتی ہے وہ طامع دردِ علت سے علیل نہیں ہے تو اب اُسکا منہ تو زرد ہے اور کوئی علت و بیماری نہیں لہذا جالینوس بھی اُسکو دیکھ کے حیران ہے کہ کیوں زرد ہے انوارِ الٰہی جو ظاہر ہیں انکے ساتھ میں جس نے اپنی طمع بھی لگا کی اسی کی نسبت مصطفیٰ نے فرمایا ہر ذل من طمع لہو ہے جسے طمع کی اسی پر تشکیل ہے کہ نور بے سایہ کے لطیف و عالی ہے اور وہ نور جو مشکب ہے اسے سایہ آمیز وہ غربالی ہے عاشق ہمیشہ اپنے تن کو عربیان چاہتے ہیں بس اُنکے نزدیک جامہ اور بدن یکساں ہے دیکھ تو روزہ داروں کے لیے نان و خوان ہوتا ہے خرگس کے لیے جیسا ہے شور با ویسا ہی چوٹھا کس واسطے کہ بخش چیز کھاتی ہے جو مردِ طامع سے ہے اور حریص سے اب فرماتے ہیں یہ سخن تو خدا و انما زے سے زیادہ ہے اے ایاز بس اپنا حال تو کہ

پھر خطاب شاہ کا ایاز کو

تو کہ میں بگوا احوال خود را سے ایاز نہ گرجہ تصویرِ حکایت شد و راز نہ ہست احوال تو از کانِ نوے نہ تو بدین احوال کے راضی شوے نہ میں حکایت کن ازین احوال خوش نہ خاکِ بر احوال درسِ پنج و شش نہ حالِ باطنِ گرنی امیدِ بکفت نہ حالِ ظاہرِ گویمت در طاقِ وجفت نہ کہ ز لطفِ یا تلخِ ہای ماتِ بگشتِ بر جان خوشتر از قند و نبات نہ نانِ نبات اگر دور دریا بود تلخی دریا ہمہ شیرین شود نہ صد نہ را احوالِ آئینہ چین نہ باز سوی غیب رفتند امی این نہ حالِ امروزے بدی مانند نے نہ بچو جو اندر روش کش بندے نہ شادے ہر روز از نوعِ دگر فکرت ہر روز دیگر از شاہ المعنی پھر خطاب شاہ کا ہے ایاز سے کہ خبردار ہو حالِ اپنا بیان کر اگرچہ تصویرِ حکایت کی رنگ آمیزیوں سے بہت بڑھکتی ہے تیرا حال تو کانِ نوی سے ہے اسے ہر دم تازہ تو ایسے احوال پر کب راضی ہوگا خبردار اس تازہ اور احوالِ خوش سے بیان کر ویرہ درسِ جو اس پنج و شش دنیا میں جاری ہے اس کے سر پر خاک ڈال اگرچہ حالِ باطن کا تو ایسا نہیں جو بیان میں آسکے رہا ظاہر کا حال سو

طابق و جفت یعنی کھیل ہی کھیل میں تجھے کتنا ہون اس سبب سے کہ لطف یا کا ایسا ہو کہ مات کی تلخیان اور ناگوار بیان جان کو قند و نبات سے بھی زیادہ خوش آئی ہیں اور ایسی نبات کہ اگر کسی گرد و ریاحین جا پڑے تلخی دریا کی ہمہ تن شیریں ہو جائے اب فرماتے ہیں ایسے ایسے لاکھوں احوال عالم میں آئے اور پھر راز میں غیب کے غیب میں چلے گئے چنانچہ جو حال کہ امروزی ہو وہ روز گذشتہ کے مثل نہیں سبب ایسا ہو جیسے وہ نہر چکا میں نہ تھا نہیں کہ پانی اس میں آیا اور چلا گیا ایسے ہی نہ شادی ہر روز کی ایک نوع کی ہو بلکہ دوسری قسم ہو علی ہذا غم و فسر ہر روز کا دوسرے اثر ہے

تمثیل تن آدمی کی مہمان خانے سے اور تمثیل اندیشوں مختلف کی مہمانوں سے اور عارف صابر اس میں ایسا جیسے مرد مہمان دوست

قولہ ہست مہما خانہ این تن اسی جوان ہر صبا جی ضیعت تو آید دران ہر غلط گفتہ کہ آید و مبدم ہر صیف تازہ فکرت شادی و غم میزبان تازہ روشوای خلیل ہر مبدم منتظر شود و سبیل ہر چہ آید نہ مہمان غیب و ش ہر دست ضیعت ہست اور دار خوش ہر مہمان کو کہ ماند اندر و غم نہ ہم اکنون باز پروردہ دم ہر لغوی فرماتے ہیں اسے جوان یہ تن تیرا ایک مہما خانہ ہو کہ ہر صبح ایک مہمان اس میں وارد ہوتا ہے پھر کہتے ہیں نہیں میں نے جو ہر صبح کہا یہ غلط ہو بلکہ مبدم آتا ہو اور وہ مہمان تازہ فکر کا خواہ فکر شادی خواہ فکر غم کہس تو بھی میزبان تازہ رو خلیل کی طرح بن اور دروازہ بند مت کرو منتظر راہ پر پیٹھ جیسے خلیل منتظر مہمان کے ہوتے تھے اور اسکی راہ نکلتے تھے کہس جو کچھ تیرے دل میں جہان غیب دش سے آئے وہ تیرا مہمان ہو اسکو خوش رکھو یہ مت کہ کہ یہ میری گزوں کا بار ہو گیا کس واسطے کہ وہ ابھی کوئی دم میں عدم کو اڑا جاتا ہے حکایت مہمان و کد خدا اور زن کی اور بیان فضیلت مہمانداری

قولہ آن میکے را بگہمان آمد قفق ہر ساخت اور اچھو طوق اندر عنق ہر خوان کشید اور اگر مہمان ہو وہ آن شب اندر کوے ایشان سو بود و در زن را گفت نہمانی سخن ہر کا مشبای خاتون و جامہ خواب کن ہر بسترانا بگستر سوے در ہر مہمان گستران سوی و گر گفت زن خدمت کنم فرما بزم ہر سمع و طاعت اسے دو چشم روشن ہر دو بستر گترید و رفت زن ہر سوی خانہ سو کر و آنجا وطن ہر ماند مہمان عزیز و شوہر ش ہر نقل نہادند از خشک و ترش ہر در سمر گفتند ہر دو منتخب ہر گذشت نیک و بد تا نیمشب ہر بعد ازان مہمان و خواب از سمر ہر شد بران بستر کہ بدان سوے در شہر از بخت ہر و چیزے گفت ہر کہ مرا این سوست ایجان جاے خفت ہر و زبرائے خواب تو ای بوالگرم ہر بستران سوے و گر آنگندہ ام ہر آن قرارے کہ بزنا و کردہ بود ہر گشت مبدل و ان طرف مہمان غنودہ آن شب ہر بخت سراد گرفت ہر کہ مشکوہ ام

شان آمد شگفت ہ زن بیا مدبر قرار آنگہ شوہ سوے در خفہ است و آن سوی آلفو رفت عریان و لحاف آورد
 عروس بہ دامہا نرا بر غبت چند بوس بہ گفتے ترسیدم ای مرد کھان ہذا پنچے ترسیدم آمد خود ہمان بہ
 اللغات تنق بضمیتین مہمان عتی گرون سور شادی و جشن ہر قصہ عمو گمراہی و خواری و برادر پدر
 (المعنی) ایک شخص کے یہاں بیوقت ایک مہمان آیا اس نے اسکو بڑی محبت سے اپنی گردن کا طوق بنایا
 آنکھان لگایا اور بڑی عزت و خاطر کی اتفاقاً اُس رات اُس محلے میں ایک شخص کے یہاں شادی تھی
 اور جشن و سور تمام عورتیں اپنے اپنے بستر پر سو رہیں اور محلے کے وہاں جمع تھے اس صاحبخانہ نے
 پوشیدہ اپنی عورت سے کہا کہ اس رات اسے خاتون اپنے حسب معمول میرا بستر دو دروازے
 کی طرف بچھا دے اور مہمان کا بستر اندر کو بچھا دے عورت نے قبول کیا کہ تیرے کہنے کے
 موافق اطاعت و فرما ہنری کر دنگی سمعاً اور طاعتاً اسے دو چشم روشن میرے بس دونوں بچھوئے بچھا کے
 عورت شادی والے گھر چلی گئی اور شادی والوں کی شریک ہوئی وہاں وطن کیا اب یہاں وہ مہمان
 عزیز و اُسکا شوہر رہ گیا اور خشک و تر نقل اُسکے سانسے رکھے نقل کھاتے تھے اور اچھے اچھے
 منتخب قصے اور سرگزشت اپنے اپنے نیک و بد کی آدھی رات تک کہتے رہے بعد اس کے مہمان بسبب
 نیند کے جو قصوں سے غلبہ کرتی ہو اُس بستر پر جو دروازے کی جانب تھا چلا گیا شوہر نے شرم کے مارے
 اُس سے کچھ نہ کہا کہ اے جان اس طرف میرے سونے کی جگہ ہو اور تیرے سونے کی جگہ اے بوالکرم
 آدھری تیرا بستر آدھری بچھایا ہو بس وہ قرار جو اُس نے عورت سے کیا تھا وہ تبدیل ہو گیا اُسکی جگہ وہ مہمان سویا
 اتفاقاً اُس رات وہاں سخت جاڑے نے اُنکو گھیر لیا سیاہر شکوہ بر آیا جس سے اُنکو بھی تعجب آیا عورت اُسی
 قرار پر کہ دروازے کی طرف شوہر سوتا ہو اور اس طرف وہ عمو ہوائی اور عریان اُسکے لحاف میں اُس وقت
 گھس گئی اور مہمان کو چند بار چوما کہا جس بات سے میں ڈرتی تھی مرد کھان آخر وہی بات ہوئی قول مرد
 مہمان رگل و ہالان نشانہ بر تو چون صابون سلطانے ہانڈہ اندرین باران و گل او کی رو بہ بر سر و جان تو آن
 تاوان شوہر زود مہمان جیت و گفت ای زن ہبل بہ موزہ دارم من ندارم غم ز گل بہ من روان گشتم شمارا خیر بادہ
 در سفر یکدم سہا د اروح شاد بادہ تاکہ زو تر جانب معدن رو بہ کاین خوشی اندر سفر رہن شود بدین زن پیشمان شد
 ازین گفتار سو بہ چون رسید و رفت آن مہمان فردہ زن بسی گفتش کہ آخر اے امیر بہ گریز اے کردم از
 طبیعت گیر بہ زاری زن سووے نہ داشت بہ رفت ایشان را دران حسرت گذاشت بہ جامہ
 ازرق کرد از غم مرد و زن بہ صورتش دید مد شمع بے لگن پیم شد و صحرانور شمع رو بہ چون بہشت ظلمت
 شب گشت فرد بہ کرد مہمان خانہ خانہ خویش را بہ از غم و از بخت این ماجرا بہ در درون ہر دو

اور از زمان بہر زمان گشتی خیال میمان کہ بدم یار خضر صد گنج جوہی فشاندم لیک روزی تان نبود
 اللغات صابون سلطانی توزیع یعنی تقسیم کرنا حاکم کا کسی چیز کو کسی جماعت پر مزاج دل لگی طہیبت
 خوشطبعی لکیرے گرفت مکن **لمعنے** عورت نے اپنے شوہر کے دھوکے میں کہا کہ اب کیچڑ پانی نے
 اس مہمان کو بیان جاما دیا اور تجھ پر مثل صابون سلطانی کے رہا یعنی باعث توزیع و پیریشانی آب اس
 کیچڑ پانی میں کب جاے گا آخر تیرے سر و جان بہر تادان پڑیگا یہ مسکرمہاں کو دہڑا دے گا اسے عورت
 چھوڑ میرے پاس موزے ہیں مجھ کو کیچڑ کا کچھ غم نہیں ہو گا میں چھوٹا کھلو خدا خیر سے رہے گا اور میری روح کو
 سفر میں دم بھر خوش نہ کرے تا جلدی اپنی معدن کی طرف چل دے اس واسطے کہ سفر کی خوشحالی
 معدن کے جانے کی رہزن ہوتی ہو سارے مخلوق جو یہاں ہیں سب مسافر ہیں اور خوشی یہاں
 رہنے کی راہ مار معدن کے راہ کی عورت ان ٹھنڈی باتوں سے پشیمان ہوئی جبکہ وہ مہمان فرد چلا گیا
 بہت کنتی رہی کہ آخراے امیر میں نے خوشطبعی اور تسخیر کیا تھا تو اسپر گرفت مت کر اور بہت خوشامد و
 زاری کی کچھ فائدہ نہرا وہ چلا ہی گیا اور انکو حسرت میں چھوڑ دیا ان دونوں یعنی مرد و زن نے اُس کے
 غم میں سیاہ کپڑے پہنے اور اسکی صورت کو ایسا دیکھا جیسے بے لگن کی شمع وہ تو چلا جاتا تھا اور صحرانور
 شمع مروت سے ایسا ہو رہا تھا جیسے بہشت کہ ظلمت و تاریکی سے شب کی جگہ ہے اُس نے اُس
 خجست و غم سے اپنے گھر کو مہمان خانہ بنایا خانہ مراد دل سے ہو اور ان دونوں کے درون میں خیال
 مہمان کا ہر دم یہ راز نہاں کہتا تھا کہ میں یار خضر کا تھا اور سیکڑوں گنج جوہ و الاکہ تیرے ہوتا رہتا لیکن کیا کوں
 اُس سے تمھاری روزی نہ تھی

تمثیل فکر و زینہ کی کہ دل میں آئی ہی مہمان نو کے ساتھ جو اول دن کسی کے
گھر آتا ہے اور اسکی فضیلت کرنا اور ناز اٹھانا

قولہ ہر زمان فکرے جو مہمان عزیز نہاں اندر سینہ چون جان عزیز فکر لای جان بجائے خویش دان بہ
 زانکہ شخص از فکر دار و قدر ہاں بہ فکر غم گراہ شادی میزندہ کار سازے ہاے شادی مے کندہ حسنا
 میر و بد بہ تندے اور غیرہ تا و آید شادی تو حاصل غیرہ مے فشانند برگ زرد از شلخ دل بہ تاب و دید برگ
 سبز متصل بہ مے کند از بیخ سر و کمنہ را بہ تاخراہ سر و نازا و راہ غم کند بیخ گز بو سیدہ را تا نماید بیخ رو پوشیدہ
 را بہ غم ز دل ہر چہ بریزد یا بردہ در عوض تھا کہ بہتر آورد بہ خاصہ آرا کہ یقینش با خدا میں بہ کہ بود غم بندہ
 اہل یقین ہرگز شر و نیار و ابر و برق بہ زریں و زار و تبسم ہاے شرق بہ سعد و خمس اندر دولت مہمان
 چون ستارہ خانہ خانہ میر و بد بہ آن زمان کہ اور میں برج تست بہ باش همچون طالعش شیرین

و جست پتا کہ چون بامہ شود او متصل بہ شکر گوید از تو با سلطان دل بہ ہفت سال ایوب با ضیعت غلابہ در بلا
خوش بود با صبر و رضا تا چو واگرد و بلا سے سخت رو بہ پیش حق گوید بعد گون شکر او بہ کز محبت با من محبوب کش ثرو
نہ کرد ایوب یک لحظہ ترش بہ **المعنی** ہر دم ایک فکر مثل مہمان عزیز کے جان عزیز کی طرح سینے میں آتی
رہتی ہو اس فکر کو اسے جان اپنے موقع پر جانے رہ اس سبب سے کہ خبر دار ہو شخص انسان کا فکر ہی سے قدر
پاتا ہوا آب اگرچہ فکر غم کی راہ مار شادی کی ہو مگر کار ساز یان شادی ہی کی کرتی ہو تیرے خانہ دل کو بڑی تیزی
اور تندہی کے ساتھ غیر سے صاف کرتی ہو تو شادی تیری اصل خیر سے اس میں داخل ہو جو پتے زرد کہ
شاخ دل میں لگے ہیں انکو جھاڑتی ہو تا سبز پتے برابر اس سے ظاہر ہوں جسکو سر دکنہ سمجھتی ہو اسکو جڑ سے
اٹھیرتی ہو تا اس کے سوا سوا فاسکی جگہ خرامان ہو سکے تو غم کو ایسا ویسا مت جان یہ وہ بڑی جھوٹھی اور پڑانی
بوسیدہ ہیں انکو اٹھیرنا ہوتا اس خبر کو جو پوشیدہ رو بہ ظاہر کرے غم تیرے دل سے جو کچھ بھجائے یا دور کرے
تسم ہے خدا کی کر اس کے عوض میں بہتری لایگا خاص اسکو کہ جسکو یہ یقین ہو کہ غم بندہ اور غلام اہل یقین کا ہو
دیکھ لو اگر برو برق ترش روی نہ کریں تو انکو کار درخت شرق کے تسمون سے جل جائے ابر کی ترش روی اسکا
سکر اسما ہونا ایسے ہی برق کی ترش روی اسکی تحریر میں جو چین ہوتی ہو اور تسم شرق کا کھلا ہونا ابر کا ہونا سدا
خس کے خیال بھی تیرے دل کے مہمان ہوتے ہیں اور ستارے کی طرح خانہ بخت پھرتے ہیں بس
جب تک کہ وہ تیرے برج میں قیام پذیر ہیں تو بھی مثل طالع کے شیریں اور حبت رو ناگواری اور سستی
مت کر تو جو وقت وہ اپنے ماہ سے جو خدا تعالیٰ ہی متصل ہو گا تو تیری طرف سے سلطان دل کے سامنے
شکر گزار ہو گا کہ اسنے میری قدر کی غور تو کر ہات برس حضرت ایوب مہمان خدا کے ساتھ اس بلا میں محوش
رہے اور صبر و رضا اختیار کر لی اسی خیال سے کہ جب یہ بلا سخت لوٹ کے حق تعالیٰ کے سامنے
جائے تو میری شکر گزار ہونہ شاک اور کہ کہ مجھ محبوب کش سے ایوب نے ایسی محبت کی کہ کبھی غم بھر کو متھ
ترش نہیں کیا نہ ذرا بگاڑا محبوب کش اس سبب سے کہ محبوب چیزوں کے مارے جانے سے غم ہوتا ہی
قولہ از وفاء و خلت حکم خدا نہ بود چون شیر و عمل او در بلا نظر در سینہ در آید و بنویہ خندان خندان پیش او تو
بازو نہ کہ اعذنی خالق من شرہ نہ لا تحزنی اہل من برہ و رب او زحنی ان اظکوا ارے نہ لا تعقب حسرتی
ان مضیہ آن ضمیر رو ترش بلا پاسداریہ آن ترش را چون شکر شیرین شمارا ابر اگرچہ ہست ظاہر
رو ترش نہ گلشن بارندہ ہست و برو شورہ کش نہ فکر ت غم را مثال ابر دان نہ با ترش تو رو ترش کم کن بیان نہ
بو کہ کن گوہر بدست او بود و بدحد کن تا از تو را حسی او شود و نہ در نماز گوہر و بنو غنی بہ عادت شیرین خود
افزون کنے نہ جائے دیگر سودا و عادت نہ ناگمان رو سے بر آید حاجت نہ فکر ت کر شادیت

مانع شود ان بامر حکمت صانع شود تو بخوان دو چار و انگشت سے جوان بے بوکہ بھی باشد صاحب قرآن بے تو گلو
فرعی است اول اصل گیر تا شوی پیوستہ بر مقصود چیرہ زور تو اور افرغ گیری و مضرب چشم تو در اصل باشد منتظر
زہر آمد انتظار اندر چشمش بے داکہ در مرگ باشد زین روش اصل دان آرا بگیرش در کنارہ باز رہ داکہ در مرگ
انتظار اے معنی اپنی وفا اور اس خیال سے کہ حکم خدا سے فحلت نہوا و بیا در بلا ایسے ملے ہوئے تھے
جیسے شیر و شہد ہر دم سینے میں فکری نئی آتی ہو اور نہیں ٹھہرتے دوسری سے کہتی ہو کہ اب تو اسکے پاس
لوٹ جا جس نے تجھے بھیجا تھا اور کہتی ہو پناہ دے مجھ کو اور میرے خالق اسکی شر سے اور محروم مت کر مجھ کو
اسکی نیکی سے اور اے رب میرے تقسیم کر مجھ پر کہ شکر کروں میں اسکا جو دیکھوں میں اور مت پیچھے لگا میرے
حسرت اسکی کہ گذرا اس شعر میں تمجید و آیت کریمہ سے جو حضرت سلیمان نے دعا کی تھی رب اودعنی ان
اشکر نعمتک اللتی انعمت علی و علی والدی و ان عمل صالحا ترضہ و اودعنی برحمتک فی عبادک الصالحین یعنی
اے رب میرے تقسیم کر مجھ کو اس بات پر کہ میں شکر کروں تیری نعمت کا وہ نعمت کہ انعام کی تو نے مجھ پر اور
میرے ماں باپ پر اور یہ کہ عمل صالح کروں میں جسے تو راضی ہوئے اور داخل کر مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے
صالح بندوں میں تو اپنے اس دل کی جو روت و ترش ہو خوب نگہبانی رکھ کہ ترش روی نہ کرنے پائے اور جو ترشی
پیش آئی ہو اسکو شیریں جانے رہ دیکھ تو اب ہر ظاہر اگرچہ روت و ترش ہو یعنی چینین سٹنین پڑا ہوا لیکن گلشن و زینکی
آرندہ ہو اور شور و کھاری کا مار ڈالنے والا تو غم کی فکر کو ایسی ہی مثال اسکی جان اور اس ترش کے ساتھ
ترش روی مت کر اس سبب سے کہ شاید وہ گوہر اسکی ٹھہریں ہو اس واسطے کہ شمش کرنا وہ تجھ سے راضی
ہوئے اور اگر اسکے پاس گوہر نہیں ہو نہ وہ غنی ہو تو کیا میری تیری عادت شیریں تو افزون و زیادہ ہوگی کہ وہ
عادت شیریں تیری دوسری جگہ تجھ کو فائدہ دے گی کہ ناگمان کبھی تیری حاجت نکل جائے فکر تیری اگر شادی
کی مانع ہوئی تو خالی نہیں ہو وہ حکم و حکمت صانع کے ہو تو اسکو اے جوان حقیر و کم دو چار دانگ مت کہ
شاید کہ وہ کوئی ستارہ معظم صاحب قرآن ہو جس سے تجھ کو سعادت بر سعادت حاصل ہو قرآن جمع ہونا دو
ستاروں سعد کا ایک برج میں جیسے ماہ و مشتری یا زہرہ و مشتری یا زہرہ اور ماہ یا مشتری و زحل کہ یہ وقت
سعید و اسعد ہوتا ہو تو یہ مت کہ یہ ایک فرع ہو بلکہ اسی کو اصل جانے رہ تو ہمیشہ اپنے مقصود پر غالب
رہے اس لیے کہ اگر تو اسی کو فرع اور مضرب جائے گا تو تجھ کو اصل کا منتظر ہونا پڑے گا اور انتظار اپنے
مرے میں زہر ہے تو بس اس روش سے تو ہمیشہ گویا مرگ ہی میں پڑا رہے گا جیسا کہ کہا ہے انتظار
اشد الموت لہذا تو اسی کو اصل بلکہ رہ کہ یہی ہے جو کچھ ہے اور اسی سے ہمکنار ہو اور مرگ
انتظار سے بھوٹ جا

بار دیگر خطاب شاہ با ایاز اور نوازش کرنا پھر

قولہ اے ایاز پر نیاز صدق کیش بصدق تواز بحر واز کوہ ست بیش بے بوقت شہوت با شد عثار بنے
 رود عقل چو کوہت کاہ وار بنے بوقت خشم و کینہ صبر ہات بے ست گرد و در قرار و ثبات بے ہست
 مردے این نہ بان ریش و ذکر و در نہ بودی میر میران کیر خرقہ حق کر اخلاذہ است در قرآن رجال بے کے بود
 این جسم را آنجا مجال بے روح حیوانا چہ قدر است ای پدیرہ آخر از بانا رقصا بان گذرہ صدر ہزاران سر نہادہ بر شکر
 ارز شان از دنہ واز گوشت کم بے تا توانی بندہ شہوت مشو بے شہوت مکن جانزا گروہ ورنہ شہوت
 خان ومانت بر کندہ زندہ ات دگور تار یک افگندہ روپے باشد کہ از جولان کیر بے عقل او مو شے شود
 شہوت چو شیر نذر اندرین معنی حکایت گویمت بے تادل از شہوت بکلی شویمت بے اللغات عثار بسر افتادن آرز
 ارزیدن سے بکنائمت رکھنا روپسی زن نخبہ اسے معنی پھر خطاب ہوا ایاز سے کہ اے ایاز پر نیاز صدق کیش صدق
 تیرا بحر و کوہ دونوں سے زیادہ ہو کہ دونوں میں نہیں سماتا تو وہ نہیں ہے کہ شہوت کے دقت تو سر کے
 بل گر پے اور تیری عقل بچو کوہ کاہ کی طرح اڑ جائے نہ جو دقت کہ خشم و کینہ کا ہے اس وقت میں تجھ کو جو صبر ہیں
 ان کے قرار و ثبات میں تو سست ہو جائے یہی مردی کی باتیں ہیں یہ مردی نہیں ہو جو ریش و ذکر
 سے ہے اگر یہ ہوتی تو کیر خرب میرون کا میر ہوتا بتا تو حق تعالیٰ نے قرآن میں کسکو بجال کہا ہو جیسا کہ فرمایا
 الرجال تو امون علی النساء مرد زبردست ہیں عورتوں پر پس اس جسم کی وہاں مجال کیا ہو جسم کا تعلق روح
 حیوانی سے ہو پھر غور تو کر روح حیوانی کی کیا قدر ہو ذرا قصا بون کی گلی میں ہو کے نکل دیکھ تو لاکھوں نے
 سر پیٹ پر جھکائے ہیں اور پیٹ کے بدولت قتل ہوئے ہیں اب ان روحوں کی قدر و قیمت کہاں کہ
 چمکتی اور گوشت سے بھی کم ہو کہ انکے لیے انکو فنا کیا پس جب تک ہو سکے بندہ شہوت کا مت ہو اور
 شہوت کے پیچھے جان کو بلا میں مت پھانسنے ورنہ شہوت تیرا گھر بار خراب کر دے گی اور زندہ گور تار یک
 میں بچھو ڈالے گی وہ مرد مرد ہی نہیں ہو جسکی عقل مثل موش کے ہو اور شہوت مثل شیر کے وہ ایک
 روپسی زن نخبہ ہے اب اسی معاملے میں ایک حکایت تجھے کہوں تادل تیرا شہوت سے

بالکل دھو دون

حکایت ایک خواجہ اور دختر کی جس نے دختر کو حاملہ ہونے سے منع کیا تھا

قولہ خواجہ بود و اورا دختر بنہرہ خدی مہرچی سین بری پاکشت ہالغ داد دختر را بشوہ شہود اندر
 کفایت کفو اوہ خیرہ چون در رسد شد آبناک ہاگر تو نشکاسے تہ گشت و ہلاک ہاچون ضرورت ہو
 دختر را ہاد دنا و ہا کفویش از خوف فساد پاکشت دختر را کرین داماد توہ شولش را پر مین حاصل مشوہ

کہ ضرورت بود عقل این گداہ این غریب خوار نبود و نایابا گمان بجد کند ترک ہمہ نہ بر تو طفل او بماند مظلومہ نہ گفت
 دختر لے پدر خدمت کنم بہ ہست پندت دلپذیر بختم نہ بر دو روزے و سہ روزی آن پدر نہ دختر خود را
 بفرمودے حد نہ این چنین قومی بعالم ہم بد نہ نہ کو چنین نوعی نصیحتگر شد نہ نہ حاملہ شد ناگمان دختر از و بہ چونکہ
 بہر دو جوان خاتون و شوہ از پدر آرا نہان میداشتش نہ پنج ماہہ گشت کودک پاکہ شمش نہ گشت
 پیدا گفت بابا چہست این نہ من ترا گفتم کہ دو دوری گرہن نہ آن وصیتہای من خود ہا بدو نہ چون نکردت
 و غلطی ہم هیچ سود نہ گفت بابا چون کنم پرہیز من نہ آتش و پنبہ است بیشک مردوزن نہ پنبہ را پرہیز
 آتش کجا نہت نہ پا و آتش کے حفاظت و تقاست نہ گفت فی الغم کہ سوی اور نہ تو پذیرائی منی
 او مشو نہ در میان حال انزال و خوشی نہ خویش را باید کہ از وی در شش نہ گفت چون دائم کہ ترا ش کیست
 این نہانست و بقایت دور دست نہ گفت چون چشمش کلا پیسہ شود نہ فہم کن کان ثقت انزالش بودہ
 گفت ما چشمش کلا پیسہ شدن نہ کو گشتست این دہ چشم رونم نہ نیست ہر عقلی حقیر یا نہار نہ وقت حرص نہ
 جنگ و کارزار اللغات کلا پیسہ بکان عربی تغیر ہونا آنکھوں کا شہوت و غیرہ کے مزے سے
 ا لمعنی ایک خواجہ تھا اسکی لڑکی تھی زہرہ رخسار ماہ میخیمین برہہ بالغ ہوئی اسکو حوائے شوہر کے کیا کن
 شوہر کو فہمیت میں کفو اسکا نہ تھا آب مقولہ مولانا کا ہر خربزہ جب یک جائے اور رس سے بھر جائے ہفت
 میں اگر اسکو نہ بھاڑو کا تو وہ خراب و برباد ہو جاتا ہوا ایسے ہی یہ لڑکی بھی رسیدہ اور آسناک ہو رہی تھی ضرورہ
 دختر کو خوف فساد سے ایک غیر کفو کو دیدیا اور کہا کہ اس شوہر سے آپ کو بجائے رکھنا حاملہ ہونا اسکو آسٹ
 کہ ضرورت تھی جو اس گدا سے یہ عقد ہوا یہ گدا غریب و خوار ہو و فادار نہو گا یہ وہ ہر کہ ناگمان کو دجائے
 اور سب کو چھوڑ دے بچا اسکا تیرے لیے وبال و آفت رہ جائے لڑکی نے کہا اے باپ تیری طاعت
 کرونگی تیری نصیحت نہایت دلپذیر و رغبت ہر انقض جب دو تین دن گزر جائے تو وہ باپ اسکا لڑکی کو اس سے
 بچے رہنے کو کہدیتا تھا آب مولانا تجھ سے کہتے ہیں دیکھو ایسی قوم بھی جہاں میں ہونی ہیں اور اس قسم کے نصیحتگر
 بھی ہو گئے ہیں اتفاقاً دختر اس سے حاملہ ہو گئی اس سبب کہ میان بی بی دونوں جوان تھے دختر
 باپ سے اسکو چھپائے رہتی تھی اب وہ بچہ پانچ یا چھ مہینے کا ہو گیا تو ظاہر ہوا باپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہو میں نے
 تجھے نہیں کہا تھا کہ اس سے دور ہی رہنا وہ وصیتیں میری کیا بیودہ تھیں جو بھلو میری نصیحت و پند
 نے کچھ فائدہ نہ کیا کہا اے ابابا میں کیسے بچ سکون کہ مردوزن آتش و پنبہ میں اس میں کچھ شک نہیں پنبہ کو بھلا
 آگ سے بچا و گمان ہوا آگ میں حفاظت و نگہبانی کب ہو گامیں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ اس کے
 پاس مت جانا اور اسکی منی کو مت قبول کرنا جسوقت میں کہ حال انزال و مستی کا ہو تجھ کو چاہیے کہ آپ کو

اُس سے روکے رہے اور کھینچے رہے کہ اس کیسے جانوں کہ انزال اسکو کب ہوگا یہ تو ایک پوشیدہ بات ہے جس پر قلوب نہیں پہنچتا کہما جب آنکھیں اسکی کلا پیسہ ہو جائیں سمجھ لے کہ یہی وقت انزال کا ہے کہما جب تک آنکھیں اسکی کلا پیسہ ہوں میری یہ دونوں آنکھیں روشن اندھی ہو جاتی ہیں پھر کیسے دیکھوں اب فرماتے ہیں کہ جو عقل حقیر و ناچیز ہے حرص اور جنگ اور کارزار کے وقت قائم نہیں رہتی

حکایت صوفی جو غرا کو گیا تھا

قولہ رفت یک صوفی بہ شکر و خراہ ناگمان آمد قطاریق و غابہ ماند صوفی باہنہ خیمہ ضوافت بہ فارسان راندند با صفت مصاف بہ مقلان خاک بر جا ماندند بہ سابقون السابقون در راندند بہ جنگما کردہ مظفر آمدند بہ بازگشتہ با غنائم سودمند بہ ارغان دادند کامی صوفی تو نیز بہ او بروں انداخت نہتہ بہ چیز ڈیس بگفتندش کہ خشمینی چرا بہ گفت من خروم مادم از غرا بہ نان تلطف شیخ صوفی خوش نہ شد کہ میاں غر و خورش نہ شد بہ پس بگفتندش کہ اور ہم اسیر نہ آن یکے را بہر کشتن تو بگیز سر برش تا تو ہم غازی شوے بہ اند کے خوش گشت صوفی دل قوی بہ آب را گرد و روضہ درویش نیست بہ چونکہ آن بنود تمیم کر نیست بہ برد آن صوفی اسیر بستہ را بہ در پس مہکاہ تا کہ و غرا بہ ماند بخا دیر صوفی با اسیر بہ قوم گفتند اسے عجیب چون شد فقیر بہ کافر بستہ و دوست او کشتنی ست بہ بطلش را موجب ناخوشیست بہ شخص آمد و نقصان پیش بہ دید صوفی خفتہ زیر گیر خوش بہ بچہ ز بالای مادہ آن اسیر بہ خفتہ بچہ سیر بالای فقیر بہ دستا بستہ رہنما میدا بہ از سر استیزہ صوفی را گلو بہ گیر مہکاہید با دندان گلویش بہ صوفی اقتادہ زیریش رفتہ ہوش بہ اللغات قطاریق شور و غوغا بہ بالضم اسباب طعنائ جمع ضعیف اے ایک صوفی شکر کے ساتھ غرا میں گیا یکا یکا و اشور و غوغا لڑائی کی آئی یہ صوفی اسباب خیمہ کے پاس ضعیفون میں رہ گیا اور سواروں نے گھوڑے صف لڑائی تک پہنچائے اتنی جو لوگ نقل خاک سے بھاری اور شغل ہو رہے ہیں او گرفتار تین ہیں وہ اپنی جگہ پر رہے اور جو سابقون السابقون ہیں وہ اپنے گھوڑے بڑھائے لیغے سبقت کرنے والے ان لوگوں پر جو سبقت کرنے والے ہیں آخر یہ لوگ لڑائی ان لڑکے مظفر و منصور آئے اور غنیمتیں سودمند لیکر وٹے صوفی کو بھی کچھ تحفہ دیا کہ یہ تو اے سنے پھینک دیا اور کچھ نہ لیا اس سے لوگوں نے پوچھا کہ تو کیوں غصہ ہو کہما میں غرا سے خروم سہا ان لوگوں کے تلطف سے صوفی خوش ہوا اس لیے کہ لڑائی میں خیر کش نہوا تھا بس اس سے کہا کہ ہم قیدی پکڑ کے لائے ہیں ان میں سے ایک قتل کرنے کو تو لیلے اور سر اسکا کاٹ ڈال کہ تو بھی غازی ہو جائے اس بات سے صوفی کچھ خوش اور قوی دل ہوا جیسے

وضو میں پانی کے واسطے سیکڑوں نور و روشنیان میں اور حسبِ پانی نمود و تمکیم کرتے ہیں غرض صوفی اس سہم بستہ کو بھیجے کے پیچھے لیگیا تو غرا کرے صوفی کو وہاں اس اسیر کے ساتھ بہت دیر ہو گئی تو قوم نے کہا اے عجیب سا اس فقیر کا کیا حال ہوا کافر کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے جسکا ہار ڈالنا دشوار زمین قابلِ کشتن ہو رہا ہے پھر اس کے بسمل ہونے میں دیر ہی کیا ہے لہذا اس جستجو میں ایک شخص پیچھے اس کے آیا دیکھا کہ صوفی گہر کے پیچھے چین سے پڑا ہوا دیر طوہر اور ایسا اس کے پیچھے پڑا ہے جیسے رے کے پیچھے ماوہ اردوہ اسیر اس فقیر کا وہیر مثل شیر کے چڑھا ہوا ہے ہاتھ اس کے بندھے ہیں اور بڑی مخصوصت سے صوفی کے گلے کو چاب رہا ہے اور یہ حال کہ گہر تو اسکا گلہ چاب رہا ہے اور یہ بیہوش اس کے پیچھے پڑا ہے تو کہ رست بستہ گہر بچوں گہر بہشت کردہ خلق ادبے حربہ بنیم کشتش کردہ از دندان اسیر ڈریش او پر خون رطوق آن فقیر تجو کو کدوست نفس بستہ دست بہ بچوں صوفی لبون کشتی و پست ہای شدہ عاجز تل کشتی اوہ صد ہزاران کو ہوا و پیش توہ ترین سرشتہ ہمدی از شکوہ ہنچون روئے ہر عقبہ ہای ہنچو کوہ بغازیان کشتہ کافر را بہ تیغ ہمدان ساعت رحمت بیدریغ بہ برج صوفی ز دندان و گلاب ہوا ہوش آمد نہ بیہوشی و تاب ہنچون ہوشش آمد بیدان قوم را بہ بس ہر سید ہنچون شدہ عاجز انہذا انہذا نیچہ حالست ای عزیز ہا میں جنین ہوش کشتی از ہر چیز ہذا اسیر نیم کشتہ بستہ دست ہا میں جنین مد ہوش اتحادی و پست ہا گفت چون قصد سرش کردم چشم ہر طرف دین بنگرید آن شوخ چشم چشم را داکر دین ادسوی من چشم گردانید شد ہوشم زن ہا گردش چشمش مرا شکر نمودے نیام گفت چون ہر ہول ہونہ قصد کوتہ کن کران چشم این جنین ہا رقم از خود اوندام بر زمین ہا اللغات تل پستہ زمین بلند عقبہ کوہ دجاے دشوار و ام عظیم اٹھے پھر تطبیق صدر فرماتے ہیں کہ اس کا فودست بستہ نے بلی کی طرح بے حربے کے اس کے حلق کو زخمی کیا اور اس اسیر نے و انہوں سے اسکو نیم کشتہ کر دیا کہ ڈاڑھی اسکی خون سے بھر گئی وہ فقیر اس اسیر دست بستہ سے ایسا عاجز و پست ہوا جیسے تو اپنے نفس کا فر کے ہاتھ سے عاجز و پست ہوا اے فلان تو تو اس کے دین کے ادنی پستہ سے عاجز ہو گیا اسی سے نہ نکل سکا تیرے سامنے تو لاکھوں پہاڑ ہیں ان سے کیسے نکلیگا جب تواسی سر پستہ سے نہ گذر تو مردانگی و شکوہ کے ساتھ ان عقوبت پر چوٹل کوہ کے ہیں کیسے چلیگا غرض اُن غازیوں نے اُسی وقت بنظر حیت اسلام گہر کو تیغ سے بیدریغ ہار ڈالا اور صوفی کے منہ پر آب و گلاب چھڑکا تو اس بیہوشی و تاب سے ہوش میں آیا اور اس قوم کو دیکھا اٹھوں نے پوچھا کہ کیا ماجرا گذرا انہذا انہذا عجز تیر کیا حال ہوا اور کس سبب سے ایسا بیہوش ہو گیا جو اس اسیر ادھر مرے بستہ دست سے ایسا مد ہوش و پست ہو کے گر پڑا کما جب میں نے اسکا سر کاٹنے کا قصد کیا تو غصے سے اسکا سر

عجیب طرح سے مجھ کو دیکھا لیکن آنکھیں کھول کے میری طرف نکالیں اور ایسی پھیریں جس سے میرے ہوش اڑ گئے تن کی خبر نہ رہی تین تین کہہ سکتا کہ وہ آنکھیں پھیرنا کیسا پرہول تھا اب زیادہ مجھے ست پوچھو بس یہی کافی ہو کہ میں اسکی آنکھ سے پیچہ دو کے تین پر گر پڑا

انصیت مبارزون کی صوفی کو کہ اب لڑائی کے پاس مت جانا

قولہ قوم گفتندش بہ پیکار و بندہ با چنین زہرہ کہ تو داری گردہ کو مطبخ گردانہ خانقاہ بتاؤ اگر سوانگر دے در سپاہ چون چشم آن اسیر بہ دست بغرہ گشتی گشتی تو در شکست پس میان حملہ شیران نہ کہ بود با تیغ شان جو گوے سرگہ ز طاق طاق گردنماندن طاق طاق جامہ کو بان متہن ہ کہہ رفتا فیش تیر جانتا ابر ازاری غل در امتحان ہ کے توانے کرد و در خون آشنا چون نہ ہا جنگ مردان آشنا ہ بس تن بے سر کہ دار و اضطراب ہ بس تن بے تن بخون ہر چون حساب ہ زیر دست و پاے اسپان در غراہ صد فنا کان غرہ گشتہ در فنا ہ انجین ہوشی کار و موشی پریدہ اندام صفت تیغ چون خواہد کشید ہ چاشت است این لوت خوردن نیست این ہ تا تو بر دالی خوردن استین ہ نیست حمزہ خوردن اینجا تیغ ہن ہ حمزہ ہ باید درین صفت آہن ہ نیست لوت چرب تیغ و شہرست ہ جان بیاہد باخت چہ جای سرست ہ کار ہر نازک ولی بنود قتال ہ کہ گر زید از خیالی چون خیال ہ کار ترکانست نی ترکان ہر نہ جای مکان خاد ہا شد خاد ہ غرہ کے سامنے کوان چشم انجین ہ رفعتی از دست و قادی بر زمین ہ اللغات طاق طاق آواز شمشیر طاق جبہ و محراب و فرد صند عفت اور طاق طاق وہ آواز جو کسی سخت چیز کے سخت چیز پر لگنے سے نکلے متہن باہم خوار ابراہماری ابراہم حمزہ ترہ تیز کہ ایک ترہ سے ہ و نام عم رسول مقبل ترکان لقب زنان جیسے بی بی و دیگر و جمع ترک کہ وہ ایک قوم ہ ہر جہاں رہا ہیشہ اسے قوم نے صوفی سے کہا کہ جب تیرا سادل جگہ ہو جنگ دہرہ کے پاس مت جھٹک کسی خانقاہ میں گردن مطبخ کے پھر دوبارہ سپاہ میں رسوا نہ ہو جب تو اس اسیر بہتہ سے بیہوش ہونے کے ڈوب گیا اور کشتی تیری جو مرد جسم سے ہر ٹوٹ گئی تو شیر زونے کے کیو قت جنگی تیغ کے سامنے سرگیندی طرح ٹھٹھکتے ہن کبھی طاق طاق آواز ضرب شمشیر سے جو گردن پر بارنے کے وقت نکلتی ہ وہ طاق طاق جو آواز گندی گردن کی ہر کہڑا کوٹنے کیو قت اس سے خوار و ذلیل اور کبھی فتافش آواز تیر جانتان سے ابراہم امتحان کے وقت شرمندہ کہ اس تیر باران کے مقابل میں کب برس سکتا ہوں تو خون میں کب پیر سکتا ہے جب کہ مردون کی لڑائی سے آشنا نہین ہو جنگ کی تو یہ کیفیت ہر بہت تن بے سر توڑ پیتے ہوتے ہن اور بہت سر بے تن خون پر جہاب کے مثل تیر تے ہن اور گھوڑوں کے اٹھ بانوں کے نیچے لڑائی میں سیکڑوں فنا ہن کہ جو فنا کا ڈوبا ہوتا ہوا اس فنا میں پڑا ہوتا ہوا بس ایسے

ہوش جوادنی موش سے اڑ جائیں اُس صف میں کیسے تیغ کھینچ سکتے ہیں یہ لڑائی ہر نعمت کا کھانا نہیں ہے جس سے مزے اٹھائے اور ساتتین پڑھا کے کھانے کو مستعد ہوئے یہاں تو تیر تلوار کا کھانا ہر خبردار ہر یہاں حمزہ یعنی ترہ تیزک کا کھانا نہیں اور تیغ کھانا ہر اس کھانے کے لیے کوئی امیر حمزہ ساسخت اس صف میں ہوتا تیغ و خنجر چکنے چپڑے کھانے نہیں ہیں اسپر تو سر کیا چیز ہو جائیں کھلی جاتی ہیں لڑائی نازک دلون کا کام نہیں ہر کردار سے خیال سے خیال کی طرح بھاگ جائے جیسے خیال دل میں آ کے نکل جاتا ہر توجا لڑائی ترکون کا کام ہے یعنی سیاہیوں کا نہ ترکان اسے سیہیوں اور بیہیوں کا ترکان کی جگہ خانہ ہر توجہی خانہ نشین ہو مجھ کو قتال و جدال سے کیا کام تو غراکب کر سکتا ہر جب تیرا یہ حال کہ ذرا انکڑ کھانے میں ایسے اپنے اختیار سے جاتا رہا اور زمین پر گر گیا کہ ہوش نہ رہا

حکایت عیاضی کی کہ ٹوٹے دفعہ لڑائی میں گئے ہا امید شہادت اور شہید ہونے آخر جہاد اصغر سے جہاد اکبر نفس میں مشغول ہوئے

تو کہ گفت عیاضی نود بار آمد بد تن برہنہ کر کہ زخمی آید بد بے زرہ رفتم میان تیغ و تیر ہر تائیے تیرے خورم من جا لگیہ تیر خوردن بر گویا مقتلے ہر جزئیہ بد جز شہید قبلے ہر زخم یک جا لگیہ بے زخم نیست ہر این ہم از تیر چون پر دیز نیست ہر لیک بر قتل نیامد تیر با نہ کار بخت ست این نہ جلدی و دہا ہر چون شہادت رو کر جانم نہ وہ رفتم اندر خلوت و در چلہ زود ہر جہاد اکبر اقلندم بدن ہر دریا صحت کروں و لا غرضدن ہر بانگ طبل غازیان آمد بگوش ہر خرامیدند جیش غزوہ کوش ہر نفس از باطن ہر آواز داد ہر کہ بگوش حس رسیدم ہر امداد ہر چیز ہر نگام غرا آمد ہر وہ خویش را و غرود کردن کن گروہ گفتیم ای نفس خبیث بیوفا ہر از کجا میل غرا از کجا راست گواے نفس کا این جیلنگ نیست ہر ورنہ نفس شہوت از طاعت بر نیست ہر ورنہ کوئی راست حملہ آرمست ہر دریا صحت سخت ترافشارست ہر نفس کا رنگ اور دانکہ از دون ہر دفعصاحت بیدہاں اندر فسون ہر کہ ہر روز از بجائے کشی ہر جان من چون جان گبران مے کشی ہر بگوش را نیست از عالم خبر ہر کہ مرا توے کشی بخواب و خورہ در غرا ہر یک زخم از بدن ہر خلق بیند مردے و لشار من ہر اللغات کرکاف عربی بالفتح حملہ مقتل جائے قتل اور وہ جگہ جسم میں جہان کے زخم سے مر جائے مقبل بالضم نیک بخت دہا فتح زیر کی آیتا ہر فردی الملعنی عیاضی نے کیا یک صحابی تھے کہا کہ میں نے ٹوٹے دفعہ حملہ ننگے بدن کیا اس اسید پر کہ کوئی زخم شدید مجھ کو پہونچے بے زندہ میں تیغ و تیر میں گیا تا کوئی تیر ٹھکانے سے میرے لگجائے لیکن کیا ہوتا ہر تیر گلے پر پامقتل پر کہ جس سے مر جائے کھانا سواے شہید غرض نصیب کے اور کا حصہ نہیں ہر دیکھے تو میرے بدن میں کوئی جگہ زخم سے حالی نہیں ہر مارے

تیروں کے جسم میں چلنی ہو رہا ہو لیکن یہ تیر قتل گاہ پر نہ لگے سو یہ کام مقسوم کا ہر جلدی وزیر کی کا نہیں ہے
بس جب دیکھا کہ شہادت سے میری جان کی روزی دھبہ نہیں ہے تو میں نے فوراً خلوت گزینی اور
چلہ نشینی اختیار کی اور جہاد صغیر سے جہاد اکبر میں اپنے بدن کو ڈالا اور زہد و ریاضت سے اُسکو لاٹکرنے لگا
ایک دن آواز نقارہ غازیوں کی سین نے سنی کہ وہ لشکر غزوہ کوش غزا کو روانہ ہوئے میرے نفس نے
میرے باطن سے مجھ کو پکارا کہ یہ آواز اُسکی صبح ہی میرے گوش حس میں پہنچی کتا ہر کتا ٹھہرنا کہ غزا کو چل غزا کا
وقت آیا تو بھی جان اپنی غزائیں پھنسا میں نے کہا کہ اے نفس غیث بیوفا تو کمان اور رغبت غزائی کمان
بیچ بتا یہ کیسی تیری جیل گری ہو ورنہ نفس شہوانی تو طاعت سے ہری ہو اور اگر تو نے بیچ نہ بتایا تو میں
بچہ سخت حملہ کروں گا اور بڑی ریاضت کے ساتھ بچڑوں و دباؤں کا اسوقت نفس نے میرے درون
سے میدان فصاحت کے ساتھ فسوں کی آواز دی کہ تو مجھ کو ہر روز یہاں مارتا رہتا ہو اور کافروں کے
مثل میری جان سختی سے کھینچتا رہتا ہو اور کسی کو میرے حال سے خبر نہیں کہ کیسا بیخواب و خور مارتا رہتا ہو
اگر غزائیں جاؤں گا تو ایک زخم میں بدن سے نکلتا ہوں گا اسوقت میں ساری مخلوق میری مودی و جاغری کو
تو دیکھی کہ قولہ گفت ای سگ چون منافق نیستی ہم منافق ہمیری تو جیسی ہر خوار و خود راے و مرانی بودہ
مدد و عالم نچینیں یہودہ ہند کر دم کہ ز خلوت بیچ من ہر سربون نارم چوزندہ است این بدن ہر زائلہ
در خلوت ہر بچہ تن کند ہر زہر برائے روے مردوزن کند جنش و آراش اندر خلوتش ہر جزیراے
حق نباشد نتش ہر این جہاد اکبر است آن صغیر است ہر دو کار رستم و حیدر است ہر کاراکلس نیست
این سودا و جوش ہر کوز و جوش جنش کم کر دہوش ہر بچہ تن کس را باید چون زنان ہر دور بودن ادمصاف و از
سنان ہر صوفیے آن صوفیے این اینست حیث ہر آن زسوزن مردہ این را طعمہ سیف ہر نقش صوفی باشد
اور نیست جان ہر صوفیان بدنام ہم زین صوفیان ہر درویش و چم گل سرشت ہر حق زغیرت نقش صوفی
صد نوشت ہر نا بخر آن نقشہا جنباں شود ہر ناعصاے موسوی نہاں شود ہر نقشہا را بخورد صدق صفا
چشم فریست ہر کردہ حصاۃ اللغات ہمیری اے میمیری مرانی ریا کا حصا بفتح سنگریزہ المعنی کما اے
کئے جب منافق ہو کے توجیا اور منافق ہی مرنا ہو تو پھر تو چہری کیا ہو تو خوار و خود راے اور ریا کار رہا ہو پس
دونوں جہان میں یہودہ ہی یہودہ ہر آب میں نے نذر جبکا ادا واجب ہر مان لی کہ کبھی خلوت سے سر
نہ نکالو گا جب تک کہ بدن زندہ ہو اس سبب سے کہ خلوت میں جو کچھ ریاضت تن کرتا ہو وہ مردوزن
کے دکھانے کو نہیں کرتا ہو اسکی جنش و آرام خلوت میں جو کچھ ہو سواے حق کے اور نیت اسکی نہیں ہوتی
کس یہ جوین کر رہا ہوں یہ جہاد اکبر ہے اور جو تو کتا ہو جہاد صغیر جیسے آنحضرت نے وقت بونے کے

غزوات سے فرمایا جتنا من جہاد الا صغریٰ جہاد الا کبریٰ ہوئے ہم چھوٹے جہاد سے طرف بڑے جہاد کے
لیکن یہ دونوں جہاد کام اُن لوگوں کے ہیں جو رستم اور حیدر رہیں اسکا کام یہ سودا و جوش نہیں ہے جسکے
موش اور اُسکی جنبش سے ہوش کم ہو جائیں اسیسے شخص کو تو جاسیئے کہ غورتوں کے مثل لڑائی اور سان سے
دور ہی رہے اب مقولات مولانا رح کے ہیں دیکھو ایک صوفی تو وہ تھا اور ایک صوفی یہ تھے کہ وہ
سوئی کا مارا مارا اور انکی خود سیف ہی خوراک ہو وہ ایک نقش صوفی کا ہوا سمین جان نہیں ہے ایسے
صوفیوں سے اصل صوفی بھی بدنام ہوتے ہیں یہ جو قصر تن کا گل سرشت ہوا سکے درو دیوار پر حق نے
سیکڑوں نقش بہ سبب غیرت صوفیوں کے لکھ دیے اور غیرت یہ کہ چھوٹے سچوں میں نہ ملنے پائیں تو
وہ عصا جو ساحروں نے ڈالے تھے کہ وہ فقط بصورت و نقش عصا موسیٰ کے تھے سحر سے جنبان ہوں اور
وہ جو در حقیقت عصا موسیٰ ہیں چھپے رہیں لیکن صدق و صفا وہ چیز ہیں کہ نقشوں کو کھا جاتی ہے
جیسے موسیٰ کا عصا اُن جادو کے نقشوں کو کھا گیا اگر کیا جائے فرعون کی آنکھوں میں کنکریاں ٹھسی تھیں
اُسکو نہیں سوجھا

حکایت دوسرے مجاہد کی اور جانبازی اسکی

قولہ صوفیہ دیگر میان صف حرب ہذا اندر آمد چند بار از ہر ضرب پلست زخم از دست کافر چونکہ
خوردہ بار دیگر حملہ آور و نہر دہتا نیز دتن بیک زخم گزاف ہوتا بخورد و اولست زخم اندر مصاف ہذا با
مسلمانان بہ کافر وقت کر نہادہ گشت او با مسلمانان بفرہ حیفش آمد کو برنخ جان دہرہ جان و دست
صدق ادا سان دہرہ اللغات کر حملہ فرما ز گشتن المعنی ایک صوفی اور صف لڑائی میں چند بار
داسے زد و ضرب کے گھسانیل زخم جب کافر کے ہاتھ سے کھائے پھر بھی دوبارہ حملہ کیا اور لڑا اس
غرض سے کہ ایک ہی زخم بیہودہ سے میرا تن نہ مر جائے یہاں تک کہ بینل زخم اُس نے لڑائی میں کھائے
وقت حملے کے تو مسلمانوں کے ساتھ گیا اور وقت لوٹنے کے اُنکے ساتھ لوٹا نہین اسواسے کہ اُسکو
حیف آیا کہ ایک زخم سے کیا جان دیدوں بلکہ جان کو صدق کے ہاتھ سے سہل و آسان دیدوں اسلئے
کہ صادق تھا و نہ لڑ جاتا

حکایت اُس صوفی کی کہ واسطے نفس کشی کے ایک درم روز
دریا میں ڈالتا تھا

قولہ اُن یکے بودش بکف در چل درم ہر شب انگندے یکے در آب یم نہ تاکہ گرد سخت برفس و مجاہد
در تانے در دجا کنند دراز برفس او فریاد کردی ہر شبے ہذا در فتادے ناز و تاب و بتے ہذا

کہ چرامی نکلنی یکبار گے ہشتیم دغصہ و بیچارگی بہر حق یکبارگی بگناہ دین بلفس را الیاس احدی الراحتین ہ
 اور گشتی ملتفت مرفس را بہچنین گشتی مراد و رعنا ہ اسے معنی ایک شخص کے پاس چالیس درم تھے
 ہرات ایک درم دریامین ڈالتا تھا اس واسطے کہ یہ بات اس نفس مجاز پر سخت گذرے اور اس تاملین
 کہ ایک ایک ڈالون نہ کل ایک دفعہ سے اسکی جانکشی خوب بڑھی اس لیے کہ نفس کو یہ حرکت اسکی
 ناگوار تھی گویا ترسائرسا کے مارتا تھا نفس اسکا ہرات فریاد کرتا تھا کہ تو نے مجھ کو کیا خوار کیا ہے اور
 تب و تاب میں ڈال ہے کیون نہیں یکبارگی ڈال دیتا تو نے تو مجھ کو غصہ و بیچارگی سے
 مار ڈالا خدا کے واسطے اکبارگی یہ قرض دیا کا ادا کر دے کہ یاس شے کی بھی نفس کے واسطے دو
 راحتوں سے ایک راحت جب بھی ہر لینے اول راحت تو حصول مطلوب کی دوسری راحت یاس
 قطعی کی کہ پھر خلیجان نہیں رہتا وہ کبھی نفس کی طرف ملتفت نہیں ہوتا تھا ایسے ہی اسکو
 رنج سے مارتا تھا

حکایت ایک مجاہد و قتال کی

قولہ یحنین آن صوفی اندر وقت جنگ بہر حق بگرفتہ بدر نفس تنگ ہا سلیمانان بکر و سبیش رفت ہ
 وقت فراوان گشت اخصم تفت ہ زخم دیگر خورہ آزا ہم بہست بہست کرت تیغ و رمح از وی شکست
 بعد ازان قوت نامانہ فاد پیش ہ مقعد صدق او و صدق عشق خویش ہ صدق جان دادن بود بین سابقا ہ
 از نبی برخوان رجال صدقوا ہ این ہم مردن برگ صورتست ہ این بدن مرد روح را چون آگست ہ
 ای بسا خائے کہ ظاہر خویش رغبت ہ لیک نفس زمرہ آن جانب رغبت ہ آتش بشکست رہزن
 زمرہ ماند بلفس زمرہ است ارچہ مرکب خون فشانند اسب کشت در راہ اورفتہ نہ شد ہ جز کہ خام و
 وشت و آشفتنہ نہ شد کہ بہر خونریزی گشتی شہید کا فرشتہ بدی ہم بوسعد ہ ای بسا نفس سعید مقدم ہ
 مردہ در دنیا چو زمرہ میرود ہ نفس رہزن مردو تن کہ تیغ اوست ہ ہست باقی در کف آن غزوہ جوست
 تیغ آن تیغست مروان مرویست ہ لیک آن صورت ترا حیران نیست ہ نفس چون مبدل شود این
 تیغ تن ہ باشندہ دوست صنع و الممن ہ آن کی مرویست تو تش جلد در دہ دان یکے مدی تھی جان
 ہچو گردنہ اللغات ہوسعد نام مرشد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کہ شہید ہوسعد معنی فرماتے
 ہین جیسے اس صوفی نے اپنے نفس کو تنگ کیا تھا ایسے ہی اُس صوفی نے اپنے نفس کو خدا کے واسطے
 وقت لڑائی کے تنگ کیا تھا جب مسلمانوں نے حملہ کیا تو حملے کے وقت سب سے آگے گیا اور باڑ
 کے وقت وہ دشمن گرا گرم سے نہیں بھرا اور نہیں لٹا اور ایک غم کھایا اسکو بھی باندھا بیس مرتبہ تیغ و نیزہ

اُس سے ٹوٹا بعد اسکے جب قوت نہ رہی تو اُسے کو گر گیا تانبہ

سبب سے مقدر صدق کو پونچا جیسا کہ فرمایا ہوئی مقدر صدق محمد

یاد شاہ قدرت دے کے صدق کیا ہو جان دینا ہو دیکھ لے ساقیو فرمایا

رجال صدقوا باعدوا اللہ علیہ فمتنم من فضیٰ نجیبہ و متنم من منتظر مومنون سے وہ نور

اُٹھون تو فاکیا اللہ سے سولہ بعض اُن سے جمادین مارے گئے اُسکی محبت میں اور بعض اُن

شہادت کے سبب مرنا جو دنیا میں ہو موافق مرگ صورت کے ہو اور یہ بدن روح کے ر

اکت ہو کسرا سے فلان اکثر ایسا حال خام کار کا ہوا ہے کہ ظاہر تو خون اُسکا کسی نے بہایا لیکن نفس

اُسکا زندہ بھاگ کے الگ جا کھڑا ہوا لاجرم آلہ تو ٹوٹ گیا اور راہ مار زندہ رہ گیا اگرچہ اُسکے مرکب نے

ایسی جان بازی کی کہ خون اپنا بٹویا مگر نفس زندہ رہا پھر خون نشانی اور مجاہدات مرکب کی کس کام کی مرکب

جسم کہ روح اسکی راگب ہو کھوڑا تو مارا اور راہ ویسے ہی چلنے کو پڑی ہے پھر ایسا شخص سوائے خام

زشت و آشفہ کے اور کیا ہوا اگر ہر کوئی ہر خوریزی میں شہید ہوتا تو کافر کشتہ بھی بوسیدہ ہوتا اور جو نفس سعید

و معتد بہن اور شہید و مردہ وہ زندہ کی طرح دنیا میں چلتے پھرتے ہیں جب نفس رہزن مر گیا تو یہ تن جو

اسکی تیغ ہو اُس جنگجو کے ہاتھ میں باقی ہو جو غازی ہو آب تیغ تو وہی تیغ ہو لیکن مرد و مرد نہیں ہو لیکن یہ

صورت تجھ کو حیران کر رہی ہو کہ یہ کیسی بات ہو یہ یہ بات ہو کہ نفس جب بدل جاتا ہو تو یہ تیغ تن کی ذوال

کے ہاتھ میں ہوتی ہو کس ایک تو ایسا مرد ہے کہ قوت اُسکا جملہ ورد ہے اور ایک مرد وہ ہے جو

جان سے خالی بالکل گرد ہی گرد ہے

حکایت خلیفہ مصر اور شاہ موصل اور بھیجنا لشکر کا بہ طلب کنیز جسکی

تصویر دیکھی تھی

قولہ مر خلیفہ مصر انما زلفت بہ کہ شہ موصل بچورے گشت جفت بیک کنیزک دارد او اندر کنسار

کہ بعالم نیست مانندش نگارہ در بیان ناید کہ حشش بچدست بہ نقش او نیست کاندرا کاغذست بہ

نقش بر کاغذ چو دید آن کی قباد خیرہ گشت و جام اوستش فتاد بہ پہلوئی رافرتا دانزان بہ سوسے

موصل ای سپاہی بس گران بہ کما گرد نہ بتوان ماہ را بہ بر کن از بن آن در و عگاہ را بہ و در ترکش کن و مر را بیاڑ

تا کشم من بر زمین مہ در کنارہ پہلوان شد سوسے موصل با حشم بہ باہنرا ان رستم صاحب علم بہ

چون المنما بعد و بر کردشت بہ قاصد اہلاک اہل شہر گشت بہ ہر لوائے منجیقے از بن و بہ بچو کوہ قاف

او بر کار کرد بہ زخم تیر و سنگماہی منجیق بہ تیغماہر کرد چون برق بریق بہ ہفتہ کرد این چنین خوریز گرم بہ برج سنگین

پیارے رسولؐ آپس فرستاد از درون پیشکش رسولؐ کہ چہ میخواست
 بہ گرامات ملک شہر موصلست بہ بے چنین خونریز نیست
 بہر اینک در آفتاب نگاہِ درخون مظلومان تراب و مراد گوہر و سیم
 بہر خود آسان ترست بہ ہر چہ می باید ترا از سیم و زر بہ فرستم چیست این
 معنی شاہ مصر سے ایک چغل نے کہا کہ شاہ موصل کے پاس ایک حور ہودہ اس سے
 رباب کنیزک اس کے آغوش میں ایسی ہو کہ مثل اس کے دوسرا معشوق جہان میں ہے نہیں ایسا
 نہ اسکا بچہ ہو کہ بیان میں نہیں آتا اور تصویر اسکی یہ دیکھ اس کا غم پر ہو جب اس کی قید دے وہ
 تصویر دیکھی ایسا ہی ہوش و بیدار ہو گیا کہ جام اس کے ہاتھ سے گر گیا اسی وقت ایک پہلوان کو بڑی بھاری
 فوج کے ساتھ موصل کی طرف بھیجا کہ اگر اس ماہ کو وہ تیرے حوالے نہ کرے تو اس کے در و درگاہ کو جڑ
 بنیاد سے اکھیر ڈال اور جو دیدے تو جانے دے اس ماہ کو لے آؤ میں میں میں ماہ کو اپنا بھکنا رکروں یہ
 پہلوان بڑی فوج و شتم لیکر موصل کو روانہ ہوا جس فوج میں ہزاروں رستم صاحب نشان تھے اور
 جنگل میں وہ لشکر پیشمار پٹری کی طرح چھایا ہوا اور قاصد ہلاک کرنے شہر کا ہوا ہر طرف متنبہ نقین لڑائی کی لگائیں
 اور کوہ قاف کی طرح برپا کین آب تیزوں کے زخم و متخنیق کے پتھر اور ننگی تلواریں بجلی سی چلتی ہوئیں
 ایک ہفتہ ایسی ہی خونریزی گرم کی آخر برج سنگین مست اور مثل موم کے نرم ہو گیا شاہ موصل نے
 جب ایسی لڑائی ہولناک دیکھی تو اندر قلعے سے اس پہلوان کے پاس ایک قاصد بھیجا کہ مجھ کو مومنوں کے
 خون کرنے سے کیا مقصود ہو اور کیا چاہتا ہو جو ہر روز اس جنگ سخت میں مومن مارے جاتے ہیں اگر
 مراد تیری ملک و شہر موصل لینے کی ہو تو یہ لے ابھی مجھ کو حاصل ہے میں ابھی شہر سے نکلا جاتا ہوں تو
 فراغت سے چلا آؤ مجھ کو خون مظلوموں کا نہ پکڑے اور اگر مراد تیری گوہر و سیم و زر ہے تو یہ
 بات ملک و شہر سے جو میں چھوڑتا ہوں آسان تر ہو جو کچھ سیم و زر سے جس قدر تو چاہتا ہو میں
 بھیجتا ہوں پھر یہ شور اور دند کیوں ہو

دیدن شاہ موصل کا کنیزک کو تا خلیفہ کے پاس لیجائے زیادہ خونریزی ہو
 قولہ چون رسول آمد پیش پہلوان بہ گفت پیغام ملک اندر زمان بہ گفت من لی ملک میخواستہم نہ مال بہ
 ایک میخواستہم یکے صاحب جمال بہ داد کاغذ کا نذر و نقش و نشان بہ گفت پیشش بر گوارا عیان بہ کا ندرین
 کاغذ نہ کرچہ صورتست بہ زود بفرستش کہ ملک و مال رست بہ این کنیزک خواہم اور اطاعت ہم بہ بد و نہ
 ہم اکنون راغبم بہ چون رسولش باز گشت و گفت حال بہ داد کاغذ را و نمود آن مثال بہ گشت معلومش

چہ گفت اسے شاہ نہ صورت کے کم گیر و دوا در اپر پو من نیم در عمد ایشان بت پرست بہ بت بر آن بت پرست
 اسے ترست بہ بت برک دوا و دختر را در پردہ سو سے لشکر گاہ و در ساعت سپردہ روی و دختر چون بدید آن پہلوان
 گشت عاشق بر جالش در زمان بہ عشق بھرے آسما کف سے یوسف بہ
 دور گردون راز موح عشق دان بہ چون نمودے عشق
 کے فداے روح گشتے نامیات بہ روح کی گشتی فداے
 س حاسہ مد مرے بہ ہر کے
 بر جاسہ دی بچونخ بہ کے شادی پران و جوان چون بلخہ اسے جا قاصد پاس پہلوان کے کیا اور
 پیغام پادشاہ موصول کا بیان کیا آسنے اسی وقت کہا کہ میں نہ ملک چاہتا ہوں نہ مال لیکن ایک
 صاحب جمال چاہتا ہوں اور کاغذ اسکو دیدیا جس میں اسکی تصویر تھی اور کہا اس کاغذ کو اس کے پاس لیا
 اور کھل کے کہدے کہ اس کاغذ میں دیکھ کس کی صورت ہے جلدی اسکو بھیج دے بس ملک و مال
 سب سے چھوٹ گیا اس کثیر کو میں چاہتا ہوں اسی کا طالب ہوں خبردار ہو اسی کو دیدے دینے میں
 ابھی لڑائی پیراغب ہوں جب قاصد لوٹ کے گیا اور حال کہا کاغذ دیکر وہ تصویر دکھائی بس پادشاہ کو
 معلوم ہوا تو پادشاہ نے کہ صورت کا گرفتار نہ تھا قاصد سے کہا کہ صورت کو ناچیز سمجھ صورت کچھ چیز
 نہیں ہے جلدی اسکو لیا میں اپنے زمانے میں بت پرست نہیں ہوں وہ بت پرست ہو بس بت
 بت پرست ہی کے پاس ہونا نہایت بہتر ہے قصہ کچھ تبرک اس لڑکی کو دیا قاصد لے گیا اور اسی وقت
 لشکر گاہ میں اسے سیر کر دی تبرک سے مراد قدرے قلیل آس پہلوان نے جو صورت اس دختر کی
 دیکھی اسی وقت اس کے جمال پر عاشق ہو گیا اب مقولات مولانا رح کے ہیں کہ عشق ایک دریا ہے
 اور یہ آسمان اس دریا کی جھاگھ میں کہ اسی دریا سے پیدا ہوئے اور زیر نگی طرح عشق میں ایک یوسف
 کے جو خدا نے تعالیٰ ہو بتلا و مقید آوریہ دور جو گردون کا ہر یہ بھی موع عشق ہی سے ہو وہی اسکو گھما تا ہے
 اگر عشق نہ ہوتا تو جہان ٹھٹھا ہوا ہوتا کب جمادی نبات میں نحو ہوتا اور کب فوٹین نامیہ روح پر فدا ہوتی روح
 آدم پر کب فدا ہوتی جسکی نسیم سے مریم حاملہ ہوئیں واضح ہو کہ آدمی میں جمادی اور نباتی اور حیوانی تینوں
 صفتیں ہیں جماد جسم ہو اور نبات اس جسم کا بڑھنا اور جان ظاہر اور جب جان آدم کے جسم میں داخل
 ہوئی تھی تو انکو جھینک آئی تھی اسی جھینک کے مادے سے مریم حاملہ ہوئیں جو حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے
 نسیم اسی مادے سے اشارہ ہو غرض ہر چیز رخ کے مثل ٹھٹھ کے اپنی جگہ پہنچاتی جیسے رخ سے پہاڑ بھر
 ہن اور بلخ کی طرح کہ یہ بھی پہاڑوں میں رہتی ہو کب جوان و پران ہوتی قولہ ذرہ ذرہ عاشقان آن
 جمال دے شتا بدور علو بچون نہال بہ سیم شد بہست اشاب شان بہ تنقیہ تن میکند ابہر جان بہ پہلوان

چہ را چہ پنداشتہ بشورہ اش خوش آمدہ چپ کاشتہ چون خیالی دیدن خفتہ بخواب جمع شد با ووازو سے
رفتہ آب چون بحیست از خواب شد بیدار و دودیدگان لعبت بہ بیداری بنودہ گفت بر بچ آب خود
بر دم در بچ بہ عشق
کاشت بہ مرکب
عندے وجودے والتوسے ہا این

کو عقل کو سیلاب آزدہ در خرابی کرونا خدر و از بنہ بین ایدے سد و سوسے خلف سدہ پیش و پس کے
بیند آن مفتون خدہ آمدہ در قصد جان سیل سیاہ تا کہ روبرو انگند شیرے بچاہ بہ از چہ بنمود و عہدومی خیال بہ
در چہ اندازد از و اسود و جمال بہ یکس را با زانان محرم مدارد کہ مثال آن چو پنبہ است و شرارتہ آتشی بالشتہ ستر
ناب حق بنحو یوسف مقصود اندر رہتی بکرنہ نینا کے لطیف سر و قد بہ پوچو شیران خویش را و اکندہ نفس
خود را کے توان کردن زبون بہ جز با ہما و عقول و ذوقون بہ جانب اتمام قصہ باز ران بہ کاین سخن پایان نداد
پہلوان بہ اسلحے ذرہ ذرہ اس جمال کے عاشقون کا مثال نہال کے علوین دور تاہی یعنی علوی طرف
رجوع ہوتا ہوا یہ شباب اُنکا کیا ہی سچ شد ما فی السموات و ما فی الارض و ہوا الغریۃ الحکیم تسبیح کرتی ہوا اللہ کی جو
چیز کہ آسمانوں میں ہوا و جو چیز زمین میں اور وہ بڑا غالب حکمت والا ہی یعنی بموجب الیہ یصعد اکلم الطیب کے
تسبیح اُنکی کیا صعود کرتی ہے گویا وہ ذرہ ہی صعود کرتے ہیں اور تن اُنکا جان کے واسطے صفائی کرتا ہوا قصہ اس
پہلوان نے اس کنیز کو کہ حقیقت چاہتی سرایہ بال نکال لے جاتا اور اس راہ میں چلا اور کشت شورشہ اُسکا اُسکو خوش آیا
لہذا دانہ اپنا اس شورشہ میں پویا کشت شورشہ وہی ذات اُسکی ملکین بیخ اب اسکا ایسا حال ہوا کہ جیسے
کسی سوئے آدمی نے سوتے میں کوئی خیال خواب میں دیکھا اور اُس سے جمع ہو کے منزل ہو گیا جب
خواب سے چونکا اور جلدی سے بیدار ہوا دیکھا تو وہ لعبت جو خواب میں دیکھی تھی بیداری میں نہیں پوچھتا یا کہ میں
بہیج و بیہودہ پر اپنا آب خراب کیا اور افسوس فریب میں اُس فریب دہ کے آگیا اسی سبب سے
ہم کہتے ہیں کہ وہ پہلوان تن کا تھا مردی اس میں نہ تھی نہ در حقیقت مرد تھا کہ تم مردی کا ریت کی زمین میں بویا
ایسا کھڑا اُسکے عشق کا سرکش تھا جس نے سیکڑن لگا میں کوٹیر اور نگرہ لا ابالی کا مثل کبوتر کے مارتا تھا
یعنی جیسے کبوتر زیادہ کے سامنے بکھرتا ہوا بار بار بولتا ہوا کہ خلیفہ کیا چیز ہو جس سے عشق میں ہیں تیرا جان
میرے نزدیک مرا جینا وجود عدم یکساں ہے پھر فرماتے ہیں ایسا جلتا ہوا اور گرم مت ہو یعنی جلدی نہ کر
کسی کا روان سے مشورہ بھی ہے لیکن مشورت کہاں اور عقل کہاں جس وقت کہ سیلاب جس کا
آیا اور اس نے خرابی میں ناخن بڑھالے اس وقت تو سامنے بھی ایک دیوار ہوتی ہے اور تیجے بھی دیوار ہے

آگے پیچھے کچھ نہیں دھتتا پھر وہ عاشق رخسار یا رکابیش و پس کو کیسے سوچتے خیال تو کسی کی جان کا قصد کر کے سیل سیلا اسے سیل سخت آئے اس وقت میں ادنیٰ رو بہ شیر کو کنوئیں میں ڈالے یعنی کسی کنوئیں سے ایک خیال معدوم دکھائے اور اسی خیال سے کنوئیں میں گر گئے کہ وہ خیال ایک کالی بھانسی ہے جیسے خرگوش نے شیر کو کنوئیں میں خیال دکھائے گرایا تھا جس کا قصہ دفتر اول میں گذرا خیال وہ صورت جو پانی و آئینہ میں نظر آتی ہے کیسی ہی کیوں نہ ہو غورتوں کا محرم اس کو موت بنا عورت و مرد کی ایسی مثال ہے جیسے پنبہ اور آتش یا آن آگر یہ آگ آب حق سے بجھی ہوئی ہے تو وہ یوسف کی طرح گناہ سے معصوم و پاک رہے گا کہ زلیخا جیسی لطیف و سرفراز شیریں کی طرح آپ کو بچائے ورنہ اپنے نفس کو کون عاجز و زبون کر سکتا ہو سوائے اسکے کہ عقل و ذوق اس کی مدد کرے یہ سب اشعار مناسب حال اس پہلوان کے فرمائے اب فرماتے ہیں کہ قصے کے تمام کرنے کی طرف پھر چل کس واسطے کہ اس سخن کی تو اس پہلوان کچھ اتمانہ نہیں

لوٹنا پہلوان کا موصول سے اور صحبت کرنا کنیزک سے

قولہ بازگشت از موصول وہی شد براہ بہ تافرود آمد بہریشہ مرجگاہ بہ آتش عشقش فروزان آن چنان بہ کہ انداست از زمین از آسمان بہ قصد آن مہ کرد اندر خمیا و عقل کو داز خلیفہ خوف کو بہ چون زند شہوت درین وادی دہل بہ چیت عقلت ای فحل بن الفحل بہ صد خلیفہ گشتہ کمتر از نگلس بہ پیش چشم تشینش آن نفس بہ چون برون انداخت شلوار شست بہ در میان پائے زن آن زن پرست بہ چون ذکر سوے مقربے رفت راست بہ رتخ و غفل از لشکر نجاست بہ بر حید آن کون برہنہ سوے صف بہ ذوالفقار اچھو آتش او بکفت بہ دید شیر کرد سیہ از نیستان بہ بر زوہ بر قلب لشکر ناگمان بہ تازیان چون دیو در جوش آمدہ بہ صد طویلہ و خیمہ را بر ہم زدہ بہ شیر زمیگر و گنبد از غنرہ بہ در ہوا چون موج دریا بست گزہ پہلوان مروانہ بود و جیگر بہ پیش شیر آمد چو شیرست نہ بہ زو بشمشیر و سرش را بر شکافت بہ زو سوے خیمہ مہ و بتافت بہ چونکہ خود را و بان حور نمود بہ مردے او بچنان بریابے بود بہ با چنین شیری پیا آتش گشت جفت بہ مردے او ماند بر باد و خفت بہ اللغات مرج بالفتح چراگاہ فحل بفتحین بست و نامرود و جیگر بفتح سترا بگاہ گنبد جت لغز بضم اول و غین مفتوح سوراخ پیچیدار و شش دشت حوراجلی جمع حورے المعنی قصہ وہ پہلوان کنیز کہ لیک موصول سے لوٹا اور منزلین طے کرتا ایک جنگل میں کہ چراگاہ و سبزہ نارتھا آٹرا آگ عشق کنیز کی ایسی بھترک رہی تھی کہ زمین و آسمان جو مرد و نشیب و فراز زمانہ سے جو کچھ نہیں بھوجتا تھا آخر بقصد دس باب کے اسکے شے میں گیا اب عقل کمان اور خلیفہ کا خوف کسان اور کیسے ہو

جبکہ شہوت نے اس مقدمہ میں نقارہ بجایا تو بھاری نام نہامز کے بیٹے غفل کمان شہوت کے لشکر سے کب
مقابل ہو سکتا ہو اسوقت میں سسیکڑوں خلیفہ اسکی جہنم آتشیں میں ایسے بھی نہیں جیسے ایک کبھی جب
اسکا پا جامہ نکال کے وہ زن مرید اس کے پاکون کے درمیان میں جماعت کے سیلے بیٹھا اور جیہی ذکر قرار گاہ کی
طرف سیدھا جانے لگا کہ ناگمان ایک قیامت و شہر لشکر سے اٹھایا ویسے ہی کون یہ نہ لشکر کی طرف
چھٹا ایک ذوالفقار کہ وہ مثل آتش کے سوزان تھی اسکے ہاتھ میں تھی دیکھا کہ ایک شیر سیاہ جنگل سے نکل کے
ناگمان آیا ہو اور قلب لشکر پر حملہ کر رہا ہو تمام گھوڑے دیو کی طرح جوش میں ہو رہے ہیں اور تمام طویلیے اور
خیمے لوٹ پوٹ ہیں شیر نے اپنے بھٹ سے باہر نکلا ہوا جتین کر رہا ہو اور موج دریا کی طرح ہوا
میں بین گزرتا ہے یہ پہلوان مرد مردانہ و بیخوف تھا شیر کے سامنے شیرست نہ کی طرح آیا
اور ایک ضرب تلوار سے سر اسکا چیر کے فوراً اُس ماہر کے خیمے میں گیا جب پھر اُس حور کے
سامنے ہوا تو مردی اسکی ویسی ہی کھڑی تھی حالانکہ حملہ اور لڑائی میں ایسے شیر غوغا کا جفت ہوا تھا
لیکن مردی قائم تھی سست و نائل نہیں ہوئی تھی قولہ اُن بت شیرین تھاے ماہر و تعجب
ماندار مردے اوچے جفت شد باو بشہوت اُن زمانہ متحد گشتند حالے نفس دجان و اتصال این
دوجان بایکدگر میر سنا ز غیب شان جانے دگر شد غایب از طریق زادے ہر گز نباشد در علوقش رہزنی و
ہر کجا دو کس بہری یا کہین جمع آید ثانی زاید یقین بایک اندر غیب زائد اُن صورت چون روے
اُن سو بہی از نظر اُن بتا کج کر قزانات تو زاد وین مگر داز ہر قرینے رود شا و منتظرے باش
اُن میقات را بصدق دان الحاق ذریات را بکرم عمل زائدہ اند و از علل ہر یکے را صورت لفظ
و کل ہا ہانگ شان در میر سوزان خوشخصال بکاے زمان فافل ہلا زور تعال ہا منتظر و غیب جان
مرد و زن ہا مول مولیت چیست و و تر گام زن ہا راہ گم کردہ ازان صبح و دروغ ہا چون گس افتادہ اند
دیگ دوخ ہا چند روزے ہم برین بد بعد ازان ہا شد پشیمان از چنان جرم گران ہا اللغات علوق
بضمین جم جانا خون کا زخم میں کل گنگ زبان بستہ ہا خبر ہا باش تعال اے بیا مول درنگ المعنی
جب اس بت شیرین تھا ماہر و لے اسکی مردی بدستور ایسا نہ دیکھی تعجب میں ہوئی پھر اسی وقت
شہوت کے ساتھ اسکی جفت ہوئی تو زانفس دجان ایک ہو گئے آپ مقولات اُن کے ہیں فرماتے
ہیں کہ جب دو جانیں لمباتی ہیں اور اُن میں وصل ہو جاتا ہو تو غیب سے انکے لیے دوسری جان
پہنچتی ہو اور وہ جان جہنم سے پیدا ہوتی ہو اگر اسکے لفظ او علقہ بین کوئی رہزنی لینے خرابی نہ قواعد
ہے جہان کہین دو آدمی محبت یا کہین سے جمع ہونگے تیسرا ضرور ہی یقینا پیدا ہوگا لیکن یہ صورتیں غیب میں

پیدا ہوتی ہیں جب تو غیب میں جائیگا تو انکو اپنی نظر سے دیکھیگا وہ شیخ جو تیرے قرانات سے پیدا ہوئے
 ہیں یعنی جن جن چیزوں کا تو تیرے ہوا ہو اور انکے شیخ ہیں تو اس قرین سے شاد ہو کہ جلدی است بھر
 بلکہ اس وعدہ سے کہ وقت کا منتظر رہ اور اس ذریات کے الحاق کو بیچ جان فروز تجھے لاحق ہو گئے
 جو تیرے عمل سے پیدا ہوئے ہیں اور جو تیرے سببوں سے انہیں ہر ایک کی صورت خواہ ناخاں ہے خواہ
 گنگ جیسا کہ فرمایا اللہ بن آدم توادعہم فریمہ بایمان الحسن باجم فریمہ بالتناہم من علم من شئ یعنی وہ لوگ
 کہ ایمان لائے اور متابعت کی انکی ذریات نے ایمان میں پہنچا لیکن ہم انکی ذریات کو انکے پاس سوا
 اسکے کہ درجہ صواب و عمل سے کچھ گستا دین اور ان ذریات کی آواز چلی آتی ہو اس شخص سے
 کہ لے فلان تو ہم سے غافل ہو بخود رہو بہت جلدی آغیب میں مردوزن کی جان تیری منتظر ہے
 تو نے دیر کیوں کر رکھی ہو جلدی قدم اٹھا اور ہمارے پاس آگے تو اس راہ کو بسبب اپنی بھیج دروغ کے
 کہ اسکو بیچ نہیں جانتا یعنی ان ذریات کے الحاق پر تجھکو صدق نہیں ہو لہذا راہ بھولا ہوا ہو اور اس شخص
 کی ہانڈی میں گس کی طرح پڑا سر و صفتا اور ہاتھ ملتا ہو قصہ مختصر چند روزہ پہلوان اسی طرح اس چھو کری
 کے ساتھ رہا آخر اس جرم گران سے پشیمان ہوا

وصیت پہلوان کی کنیز کو واسطے مختار راز کے

قولہ داد سو گندش کہے بدر میز کن حذر تاشہ نگر و زین نجیہ و در شفاعت گفت کاے خورشید رو
 با خلیفہ ناچہ شد چیزے کو مختصر گویم ہر دان پہلوان بہر کنیزک راسوی شاہ جہان بہ چونکہ دیداد کنیزک
 مست گشت بے بس ز بام افتاد و رانیز طشت بدید صد چندان کہ وصف اشنیدہ بودہ کے بود خود دیدہ
 مانند ستودہ وصف تصویرست ہر چشم ہوش بہ صورت آن چشم دان و آن گوش بیک مثالے گویم اکنون
 گوشدار فہم کن امثال و معنی ہوشدارہ اللغات طشت از بام افتاد و مشہور و بدنام ہونا اسطے الحاصل
 بعد پشیمان ہونے کے چھو کری کو قسم دیکر کہ گداے بدر میز احتیاط کر کہ پادشاہ اس سے خبردار ہونے پائے
 اور خدا و رسول کے واسطے دیکر کہ گداے خورشید رویہ جو کچھ خوا خلیفہ سے مست کہنا آب فرمائے ہیں طویل
 طویل کیون کروں مختصر کمون کہ وہ پہلوان کنیزک کو پادشاہ کے پاس لے گیا یا پادشاہ بھی اسکو دیکھ کر
 مست ہو گیا اور وہ بھی اسکے عشق میں مشہور و بدنام ہوا اس لیے کہ جیسا اسکو سنا تھا اس سے
 اسکو سو گندنا یا اور در حقیقت ہی بھی یہ کہ دیدہ کی طرح شنودہ نہیں ہوتا تو اگر کسی کی تصویر دیکھے تو
 جو صفت اس تصویر میں ہو وہ تو چشم ہوش کے لیے ہے کہ چشم ہوش دیکھتی ہے اور خوبی اس کی
 ہوش میں سمائی ہو اور صورت اسکی ملک چشم گوش کی ہے کہ یہ اس صورت کو دیکھتی ہیں آب

اسکی ایک مثال تجھ سے کہوں اُسکو کان لگا کے سن ایسی ہی مثالوں کو سمجھ اور معنی کی طرف
پوشش رکھنے اُس سے نکال

یوچھنا ایک شخص کا کسی سے فرق حق و باطل کا

قولہ کہ مردے از خندان سوال ہے حق و باطل جیست ای نیکو مقال پزگوش را بگفت گفت این باطل است
چشم حق است و یقینش حاصل است پزگان بہ نسبت باطل اند پیش این بہ نسبت اغلب سخنما سے
امین بہ آفتاب ارگرد خفاش است تجاہ بہ نیست محبوب از خیال آفتاب بہ خوف اورا خود خیالے
مے و ہر پزوان خیالش سوے ظلمت مے برد پزگان خیال لورے ترساندش پزہ شب ظلمات
مے چھساندش پز از خیال دشمن تصویر دوست پز کہ تو بہ چھسیدہ بریار و دوست پز ہوسیا کشف ملع بہر کہ
فراشت پز آن مخمل تاب تحقیق داشت پز کہ شوخہ بیان کہ قابض پز مرغیالش دلاوزین رہ واسطہ
از خیال حرب نہر اسید کس پز لاشعاع قبل حرب اے جان و بس پز بر خیال حرب خیز اندر شکر پز
مے کند چون رستمان صد کرد و فر پز نقش رستم کو بچا مے بود پز قرن حملہ فکر پز خامے بود پز این خیال
سمیع چون مبصر شود پز چیز جوہر درستی مضطر شود پز جہد کن کز گوش در شبست رود پز این جوہر باطل بنیودت
حق شود پز نان پس گوشت بود پز طبع چشم پز گوہرے گرد و گوش پز چویشم پز بلکہ جملہ تن پز چو اکینہ شود پز جملہ چشم و
گوہر و سینہ شود پز گوش انگیز خیال و کان خیال پز ہست دلالہ وصال آن جمال پز جہد کن تا آن خیال
افزون شود پز تا دلالہ رہبر مجنون شود پز آن خلیفہ گول ہم یکجہ نیز پز ریش کاوے کرد خوش ہا آن کینہ
ملک دلاؤ ملک شرق و غرب گیر پز چون نمی ماند تو از برق گیر پز ملکتی کان مے ماند جاودان پز اے دست
خفہ تو از خواب دان پز ناچہ خواہی کرد آن باد برود پز تا بگینہ پز جلا دان گلوت اللغات تنکر
بفتحین بھی درست ہوئے جمع ملعہ باد برود کبر و غور اسے ایک مرد نے ایک سفندان سے
پوچھا کہ اونیک مقال حق کیا ہو اور باطل کیا ہو اسنے کان پکڑا اور کہا کہ یہ باطل ہو اور چشم حق ہو کہ اُسکو
یقین حاصل ہو اور کان آنکھ کے سامنے بسبب نسبت کے باطل ہوے اور وہ نسبت اغلب
باتوں کی ہو کہ جن میں شک کا اے امین زیادہ خیال ہوتا ہو دیکھو آفتاب سے اگر خفاش نے حجاب اختیار
کیا ہو تو وہ خیال آفتاب سے محبوب نہیں بلکہ اسکا خوف اُسکے دل میں ایک خیال کر دیتا ہے اس
سبب سے وہی خیال اُسکو ظلمت میں بجاتا ہو اور وہ خیال نور کا ہو جو اُسکو ڈرتا ہو اور شب ظلمات
اُسکو چھپاتا ہو بس ایک خیال سے وہ دشمن اُسکی تصویر کا ہو جو نہیں دیکھتا جیسے تو یا رود دوست پہ چھپا ہوا
اپنے خیال سے اب خطاب ہر طرف حضرت موسے کے کہ اے موسے تم نے جلوہ تجلے کا کوہ طور

پر بلند کیا اس خیال سے کہ وہ محل اُس نجلی کا ہو جائے گا لیکن وہ محفل طاقت محل تعہدی تحقیق کی نہیں رکھتا تھا بس اسی سبب سے کہا ہوا کہ اس خیال پر فریفتہ مت ہو کہ تو قابل اُس کے خیال کا ہو اور اس راہ سے داخل ہو جائیگا جب تک کہ دیکھ نہ لے خیال تو کر لڑائی کے خیال سے کون ڈرتا ہو مگر شجاع تو قبل لڑنے سے نہیں ہوجاتا جیسا کہ کہا ہوا لا شجاعت قبل الحرب شجاعت قبل لڑائی سے نہیں ہے نیز نامزد جب لڑائی کا خیال اپنی فکر میں باندھتا ہے تو کیسے اپنے کو فرانس فکر میں کرتا ہے وہ تصویر رستم کی جو خام میں ہوتی ہے وہ اس خام کی فکر سے بالکل نزدیک ہوتی ہے آپ کو ویسا ہی خیال کرتا ہے اور جب یہ خیال کان کے مبصر ہوتے ہیں اور دیکھنے میں آتے ہیں تو چیز کیا اسکا تو کام ہی اضطراب و خوف ہے بڑے بڑے رستم مضطرب و پریشان ہوجاتے ہیں اب تو ایسی کوشش کر کہ جو چیز تیرے کان میں پہنچتی ہو کان سے چشم میں پہنچے اور جو کچھ بیہودہ باتیں یہ خیال تجھ کو دکھا رہا ہو سب حق ہو جائیں جب یہ کیفیت تیری ہوتی تو بعد اسکے کان تیرے ہم طرح چشم کے ہوں اور جو یہ کان مثل سنگ چشم کے ہیں گوہر ہو جائیں بلکہ جملہ تن تو آئینہ ہو جائے اور ہمہ تن چشم اور گوہر اور سینہ بن جائے جو مخزن اسرار والواری آئنی ہے چھر کان جو خیال پیدا کرے اس خیال کو دلالہ وصال اُس جمال کا جان کس خوب جد و جد کرتا اُس خیال میں ہر دم ترقی ہوتی رہے نہ کمی تا وہ دلالہ راہبر راہ مجنون کا ہو جائے جیسے مجنون لیلی کے خیال میں کوسون چلا گیا تھا اور آخر لیلی تک پہنچا تھا اب فرماتے ہیں کہ اس خلیفہ احمق نے بھی اُس کنیز کے ساتھ خوب حماقت کی حقیقت یہ ہو کہ اگر بادشاہ ہو اور اسکا ملک ہو کہ وہ اسکو ملک شرق و غرب کا جانتا ہو جب وہ ہمیشہ اپنے پاس نہیں رہتا تو یہ جان لے ایک برق ہے ع دے پیدا و دیگر دم نہانست جب جو ملک کہ وہ ہمیشہ نہ رہے اسکو اور خفتہ دل خواب سمجھے کہ خواب دیکھتا ہوں تو اس باد و بروت یعنی تلک و غور کو کیا کرے گا کس کام کا ہو سوا اسکے کہ ایک دن جلا دے کے مثل تیرا گلا کر دے

دربیان ضعف عقل منکران بعث

قولہ ہدیرین عالم بدان کہ مانیست باز منافق کم شنو کہ گفت نیست ہججش ان نیست گوید ہر دے ہر گزیدے چیزے دگر من دیدے ہر گز نہ بیند کود کے احوال عقل ہر گز نہ انداز عقل نقل ہر دے بیند عاقلے احوال عشق ہر گز نہ دماہ نیکو فال عشق ہر گز نہ یوسف دیدہ اخوان ندیدہ ہر گز نہ یعقوب کے شدنا پدید ہر گز نہ عصارا چشم موسے چوب دیدہ چشم غیبی افھی و آشوب دیدہ چشم سرا چشم سرد جنگ بودہ غالب آمد چشم سر حجت نمودہ چشم موسی دست خود را دست دیدہ پیش چشم غیب نورے شدہ پدیدہ این سخن پایاں

ملا رہا کمال پہ پیش ہر محروم باشد این خیال پہ چون حقیقت پیش اور فرج و گلوست بہکم بیان کن پیش اور
اسرار دوست پہ پیش مافرج و گلو باشد خیال پہ لاجرم ہر دم نماید جان جمال نہ کر فرج و گلو آئینِ دُخوست پہ
آن لکم دین ولی دین ہر دوست پہ با چنان انکار کو نہ کن سخن پہ احمد اکم گوے با گبر کن پہ المعنی فرماتے ہیں
منافق کہتا ہو کہ اسی جہان میں مومن ہو یعنی بعد مرنے کے پھر پھر نہیں ہو مومن ہو کہا جاوے فی القرآن ما ہی
الاحیاء تاتوا الدنیا موت و دنیا دما یسلکنا الا الدہر و ما لہم بذلک من علم ان ہم الا یخضون یعنی نہیں ہو کر یہ مگر
زندگی ہماری دنیا کی کہ مرتے ہیں ہم اور زندہ ہوتے ہیں اور کوئی نہیں بھلو ہلاک کرتا ہے گزرا نہ اور انکو
اسکا علم نہیں ہو پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں ہیں وہ مگر جھوٹے لاجرم تو اسکی اس بات کو مست
حسن جو کہتا ہو کہ عالم عقبی نہیں ہو بڑی حجت اسکی یہ ہو کہ اگر اسکے سوا اور کچھ بھی ہوتا تو میں بھی دیکھتا
پھر کیوں نہیں معلوم ہوتا ہم کہتے ہیں اگر لڑکے عقل کے احوال کو نہ دیکھیں تو عاقل عقل سے کبھی
بھی نقل کرتے ہیں یعنی خلاف عقل نہیں کرتے اور اگر عاقل احوال عشق کا نہ دیکھے تو عشق نیک کا
ماہ کم نہیں ہو جاتا اگر دیدہ اخوان نے حسن یوسف کو نہ دیکھا تو کیا ہوا یعقوب کے دل سے تو ظاہر
ہوا موسیٰ کی چشم ظاہر نے تو عصا کو چوب دیکھا اور چشم غیبی نے انعی اور آشوب دیکھا وہی عصا تو عصا
چشم سراب پوشیدہ چشم سر یعنی ظاہر کے ساتھ لڑتی تھی آخر چشم پوشیدہ غالب آئی اور حجت
دکھا دی چشم موسیٰ نے اپنے ہاتھ کو ہاتھ دیکھا اور چشم غیب کے سامنے اُس سے
نور ظاہر ہوا اے بیضایہ سخن تو اپنے کمال میں بے پایان ہیں لیکن جو اس سے محروم ہو اُس کے
سامنے یہ خیال بے وجود ہو جیسے اور خیال لایینی آتے رہتے ہیں اور جب کہ وہ حقیقت کی باتیں نہیں
سمتا اور فرج و گلو کو حقیقت سمجھ رہا ہے یعنی شہوت رانی و تن پروری اُس کے سامنے اسرار
دوست کے مت بیان کر تھارے سامنے فرج و گلو خیال ہیں لاجرم ہر کو جان ہر دم اپنا
جمال دکھاتی رہتی ہے پس جسکا کہ قاعدہ اور عادت فرج و گلو ہو اسی کے لیے لکم دینکم ولی دین
آیا ہے یعنی تمہارے لیے تمہاری روش ہو میرے لیے میری روش یعنی اے احمد جب منافقوں کو
ایسا انکار ہے تو تو اپنے سخن کو کوتاہ کر اور یہ پڑانے کا فرہین ازلی ان سے بات مت کر یہ

شمر گویا تفسیر شمر صد کی ہو

آنا خلیفہ کا پاس اُس زن کے واسطے شہوت رانی و جماع کے

قولہ چون خلیفہ کرد اسے اجماع پہ سنوی آن زن رفت از بہر جماع پہ ذکر اور دو ذکر بر پاسے کر دہ قصد
نصفت و خیر مہر افزاے کر دہ چون میان پاسے آن خاتون نشست پہ پس قضا آمد رہمیشش بہت

خشت خشت موش در گوشش رسید بہ شفت مردی شویش کی رسیدہ وہم آن گزنا را باشد آن صریحہ
 کہ ہی جنبہ بہ تندی از صیرۃ اللغات خشت و غیرہ جملہ خشت نام آواز کا غزو جانہ وغیرہ صریحہ
 آواز قلم و مطلق آواز صیر لودیا اسلئے جب خلیفہ نے اس سے رائے اچھا لے لی اور جملہ کیلواست
 اس عورت کے پاس گیا ذکر جماع کا کہ کہ ذکر کو یاد دہ کیا اور بعد چارہ مہر فرا کا کیا جب در میان میں
 یاقون اس خاتون کے بیٹھا پس ایسی گزشت نکلی ہوئی کہ اس کے عیش کی راہ بند کردی کہ ناگمان
 خشت خشت آواز چہ ہے کی اس کے کان میں پہنچی ہو پختہ ہی مردی اس کی سوگی اور شوٹ کئی
 جھاگ لگی اسکو یہ وہم ہوا کہ بیان کین سانپ ہے جس کی آواز سے یہ موش بہ تندی تمام
 بوریے سے نکل جھاگا ہے

ہنسنا کنیزک کا خشت شہریت خلیفہ پر مقابل موت شہوت پہلوان کے اور سمجھ جانا
 خلیفہ کا اور پوچھنا سبب خندہ کا

قولہ زن چودید آن شہستی انداز شگفت بہ آمد اندر خندہ شہریت کشت بیادش آمد مردی آن پہلوان بہ کو
 بگشت آن شیر و اندامش چنان بہ غالب آمد خندہ زن شد و از ہمدی کردی شلب فرا بہ سخت می
 خندید و چون بنگیان بہ غالب آمد خندہ بر سو و زیان بہ ہرچہ اندیشید خندہ می فرو و نہ پو بندیل ناگا ہاں شہ
 گریہ و خندہ غم و شادی دل بہ ہر یکے را بعد نے نان ستقل بہ ہر یکے را حق زن و مفتح آن بہ اسے برادر
 در کف قنار دان بہ ہیج ساکن سے نشدان خندہ زوہ پس خلیفہ تیرہ گشت و تند بو بہ زوہ شمشیر سے
 چو اکتش در کشیدہ گفت سر خندہ را گواہی پلید بہ در و دم نہیں شہر ظنی او تھا و راستی گو خندہ تو انیم داوہ دور
 خلافت راستی بفریم بہ یا بہانہ چرب سے آری دوم بہ من بدافم در دل من شہریت بہ ہدایت حق آچہ
 گفتنی است بہ در دل شایان تو دان راستہ سطرہ گرچہ کہ شہر غفلت زیا بہ ہر یکے پر اسے بہت
 در دل وقت گشت بہ وقت خشم و حرص اندر زیر طشت بہ آن فراست این زمان یار من است بہ
 اگر گوئی آچہ حق گفتست بہ من بدین شمشیر کم گزشت بہ سو سے نہ بہانہ کزنت بہ این زمان بکشم ترا بے
 ہیج شک بہ تیغ را کرد و حالہ گفت نک بہ در گوئی راست آزادت کنم بہ حق یزدان کشت شادت
 کہ بہ ہفت مصحف در زمان بہ ہم نہاد بہ خورد و سو گند و چنین تقریر و ابواللغات مستقل تنہا کسی کم پر
 کھرا ہونے والا اسلئے فرماتے ہیں عورت نے جو بہ شہستی خلیفہ کی دیکھی تعجب ہو کے چٹھا
 مارا اور منہ سی سے اسکو گھیر لیا اور اس پہلوان کی مردی اسکو یاد آئی کہ ایسے شیر کو جس نے سارے
 لشکر کوٹ پٹ کر دیا تھا مارا اور مردی اسس کی ویسے ہی استاد تھی اس خیال سے اسکو

بڑی لمبی ہنسی آئی ہر چند رکعتی تھی اور کوشش کرتی تھی کھینچا ہی جاتا تھا تب بند نہیں ہوتے تھے بنگیوں
 کی طرح جیسے انکا ہنسی کا تار بندھ جاتا ہو نہایت ہی ہنسنے جاتی تھی سو دو زبان دونوں پر ہنسی اسکی
 غالب ہو گئی تھی نہ پروا تھی نہ غم نقصان کا یہاں تک کہ ہنسی کے ٹلنے کو اور فکر دن میں آپ کو
 ڈالتی تھی مگر جو کچھ سوچتی تھی اس سے ہنسی ہی بڑھتی تھی گویا ناگمانی ایک اہلا ہنسی کا اسپرٹ پڑا تھا
 آپ فرماتے ہیں کہ رونا اور ہنسنا اور غم و شادی دل کی ان سب کا ایک خزانہ مستقل جانے رہ کہ یہ ہر ایک
 ایک عین بن اور کنبی ہر ایک کی اسے برادر قنات کے ہاتھ میں پھر اسکے کھولے ہوئے کو کون
 بند کر سکے یہ بھی ہر چند جانتی تھی مگر وہ خندہ اسکا ذرا بھی اس سے نہیں دیتا تھا آخر خلیفہ غصہ اور تند خو ہوا
 اور جلدی تلوار لے کر بھڑکھڑا کر آتش فشا کرنے والی تھی کھینچ کے لگا کہ ہاں اسے پلید اس ہنسی کا بھید بھلکوتا کیوں
 ایسی ہنسی ہو میرے دل میں اس ہنسنے سے ایک گمان پیدا ہوا ہے سچ بتا دو گا بھلکوتا نہیں ہے سیکلی
 اور اگر خلاف راستی کے بھلکوتا فریب دے گی اور چٹکنے چٹپٹے بہانے اور افسون کرے گی تو وہ بھی میں جان لوں گا
 اس لیے کہ میرے دل میں ایک روشنی ہو لہذا بھلکوتا چاہیے کہ حق بات کہ وہ جو کسنا چاہیے یہ جان لے
 کہ پادشاہوں کے دل میں بڑا ایک ماہ سطر ہوتا ہے چاہے کبھی کبھی انکی غفلت سے وہ زیر پر ہو جائے جو
 مراد عقل و فراست سے ہر کسے کتا ہو کہ انکے دل میں وقت سیر اور گشت کے ایک چراغ ہوتا ہے
 جسکی روشنی سے ہر کسی کا حال دریافت کرتے ہیں اور یہی چراغ وقت حرم و خشم کے زیر طشت
 ہو جاتا ہے کہ اسوقت کچھ نہیں سوچتا بس وہی فراست اس وقت میری مددگار ہو رہی ہے اگر کوئی
 وہ بات نہ کہی جو حق کہنے کا ہو تو میں اسی تلوار سے تیری گردن کا سٹ ڈالوں گا تیرے بہانے جیلے
 کچھ بھلکوتا نہ کرے کچھ شک مت سمجھ اسی وقت مار ڈالوں گا اور تلوار اسکی طرف اٹھا کے کہا یہ دیکھ
 موجود ہے اگر کد سے گی تو آنا و گردن کا اور قسم حق کی ماروں گا نہیں بلکہ نل شاہ گردن کا اور اسی وقت
 سات قرآن بنظر مزید تاکید قسم تلے اوپر رکھ کے یہ تقریر ادا کی اور قسم کھائی کہ ماروں گا نہیں قولہ زن
 چو عاجز گشت گفت احوال را بد مودے آن رستم صد زال را بد شرح آن گردک کہ اندر راہ بود
 یک بیک با آن خلیفہ و انمودہ شیر کشتن سو سے خیمہ آمدن و ان ذکر قائم جو شاخ گر گردن و او بدان
 قوت کہ از شیر فرکارہ هیچ تغیرش نہ شد بد برقرار تا بدین سستی کہ چون کر دے بگوشش
 خشت خشت مو شکے رفتی از ہوش بدین بدیدم از تو این دازوے آن نہ نان سبب خندیدم
 ای شاہ جہان نہ راد ہا را میکند حق آشکارا چون بخوابد رست تخم بد مکارا این بہار تو ز بعد برگ ریزد
 بہار بر وجود ستیزہ آتش و باد و آب و آفتاب نہ راز ہا سے بر آند از تراب نہ

در بہاران ستر پیداشود ہر چہ خورد دست این زمین رسوا شود بہر دمان از دہان و از لبش پناہ پید آید
ضمیر و نہ ہیش پسرینخ ہر درختے و خوردش پناہ جملگی پیدا شود آن ہر سرش پناہ ہر خنہ کز دے کودل آزد و نہ
از خمارے بود کان خوردہ ہا یک کے دے کہ آن رنج خار پناہ از کدے برآمد آشکارا این خمار
اشکو نہ آن دانہ است پناہ آن شناسد کاہ و فرناہ است پناہ شاخ اشکو نہ نما ندانہ راہ لطفہ کے ماندن برمانہ
راہ ہست ماند ہیولا با اثر پناہ کے ماند باشد ہا شجرہ اللغات گردک بالضم گرد یعنی پہلوان و
کاف برائے تعظیم گردن ہندی گینڈا برگریز خزان ہیولا مائہ ہر شے واصل ہر چیز اپنے لطفے حاصل
عورت جب عاجز ہوئی تو اس نے سارا احوال کہا اور مردی اس رستم کی کہ وہ رستم تو ایک ہی نال
سے پیدا ہوا تھا اور یہ گویا سوزال سے پیدا تھا بیان کی اور نیز شرح اسکی کہ اس پہلوان بزرگ سے
راہ میں جو کچھ ہوا تھا جداجدا خلیفہ کے آگے ظاہر کی یعنی شیر کا مارنا اور لوٹ کے خیمے میں آنا اور
ذکو کا گینڈے کے سینک کی طرح کھڑا ہونا اور کہا کہ میں نے جو خیال کیا اسکی قوت کو کہ ایسے
شیر کے شکار سے کچھ اسکو تغیر نہوا جیسا تھا ویسا ہی برقرار رہا اور تیری سستی کو کہ تو نے جو جو ہیا کی
چون چون سنی اپنے ہوش سے جاتا رہا جب تجھ سے یہ دیکھا اور اس سے وہ دیکھا تھا تو اس سبب سے
اے شاہ جہان میں ہنسی اس یہ وجہ ہنسنے کی ہوئی اب مقولات مولانا رح کے ہیں کہ حق تعالیٰ پر
جلالہ بید کھلے ہوئے ہیں اور سب کو وہ ظاہر کر دیتا ہوا اور جب تو جانتا ہو کہ ہوا جتا ہے تو تخم بدست ہو
یہ جو بہار بعد خزان کے ہوتی ہے یہی بڑی دلیل قیامت کے وجود پر ہے کہ ضرور ہوگی جیسے آگ
اور ہوا اور آب و آفتاب یہ سب ان اسرار کو جو زمین میں چھپے ہیں ظاہر کر دیتے ہیں جب
یہ ساری ہے تو تمام بھید ظاہر ہو جاتے ہیں جو کچھ اس زمین کا کھایا ہوا ہوتا ہے سب رسوا ہوتا ہے
اسی زمین کے لب و دہن سے جن سے کھائی ہے انھیں سے جم اٹھتا ہے لب و دہن زمین
کے کنارے گڑھے تا اسکا یعنی زمین کا بھید و مذہب ظاہر ہو کہ امین ہے یا خائن ایسے ہی ہر خست
کی جڑ کا بھید کہ اس نے کیا خورش کھائی ہے سب اس کے سر پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ میوہ ہوئے ہا
جو تخم کہ اس سے تو آزدہ دل ہوئے وہ خمار سی شراب کا ہے جو تو نے کھائی ہے یعنی ہر عمل کا
وہ برلا ہے لیکن تو اس بات کو کب جانے کہ وہ خمار کون سی شراب سے ہے اور کس سے
ظاہر ہوتا ہے نہین جانتا کہ یہ خمار کون سے دانے کا شکوہ ہے ہاں اسکو وہ جانتا ہے جو کہ خبردار اور داناکو
اور کیسے جانے کسوا سے کہ شاخ شکوہ کی مشابہ دانے کی نہیں ہوتی نہ لطفہ مشابہ حق مردانہ کے
جو دونوں اصل شاخ و تن کی ہیں مگر دونوں ہیولا کی طرح جو مادہ شے کو کہتے ہیں با اثر ہیں

درد و اندامات شجر کے کب ہوتا ہے کہ لطف ازنان ہست کے مانند بنان ہر دم از لطف ہست کے باشد
 بچنان و شجر انارست کے مانند بنارہ از بخارست ابر کے مانند بخارہ از دم جبریل شد و سادہ پیدہ کے
 بصورت بچہ او شد ناپیدہ آدم از خاکست کے مانند خاک و پچ انگور سے غنی مانند بتاک ہ کے بود عطا
 جو خلد پائدارہ کے بود و در سے بشکل رہا سے از پچ اصل ہست اندامہ پس پندانی اصل رنج و
 درد و سوز یکساں ہے اصل و انداز این بنارہ بیگناہی کی رہا اندامہ از پچ اصل ہست اوکشا ہر شیت ہ
 گر غنی مانند بوسے ہم از بوسیت پس بدان رجعت نتیجہ لایست ہست این شربت از شرب بوسیت ہ گر
 ندانے این گنہ را تا اعتبارہ زود زاری کن طلب کن اعتقادہ سجدہ کن صد بار سیکو اسے خدا نیست
 این غم غیر در خورد و سزا ہ اسے تو سبحان پاک بے ظلم و ستم ہ کے دہی بھرم جان را درد و غم ہ من معین
 سے ندانم جرم را بیک ہم جرمے بیاید کرم را ہ چون ابو شیری سبب را نہ اعتبارہ داغ آن جسم را
 پوشیدہ دار بکاین جزا اظہار جرم من بودہ در سیاست و زویم ظاہر شود ہ باز گردم سوے تو بہ شاہ
 بارہ تا شود علوم اسرار نیاز ہ اللغات اعتقاد مغفرت کرم بالفہم بکات عربی غم و اندوہ اے
 پھر بتائید صدر فرماتے ہیں کہ لطفہ روئی سے پیدا ہوتا ہے اور روئی کے مانند نہیں ہے اور آدمی لطف سے
 ہے لیکن ایسا نہیں جیسا کہ لطفہ ہر جن نار سے ہے لیکن نار کی طرح کمان ابر بخار سے ہے مگر بصورت
 بخار نہیں حضرت جبریل کے دم سے حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے لیکن عیسیٰ ظاہر انکی طرح ناپید کب ہیں
 آدم خاک سے ہو گا شاہ خاک کے کب ہیں نہ کوئی انگور شاہ تاک کے طاعت کسی کی کمان خلد کے
 مثل پائدار ہے نہ کوئی پور شکل پائون دار کے غرض کوئی اصل و ہوا ایسا نہیں ہے چو بصورت
 اس کے اثر کے ہو اسی سبب سے تو اصل رنج و درد سر کی نہیں جانتا لیکن ہے یہ کہ بدلا بے اصل
 کے نہیں ہوتا نہ خدا سے تو اب بے گناہ کسی کو رنج دیتا ہے جو کچھ جسکی اصل ہر وہی کشندہ
 ہر نفس کی ہے اگر جبر و مثل اس کے نہیں ہو گا ہر کسی سے بس اگر رنج جھکو ہو تو خوب جان لے کہ یہ نتیجہ
 میری ہی ذات و لغزش کا ہے اور آفت اس ضربت کی میری ہی شہوت سے اور اعتبار کی راہ سے
 اس گناہ کو تو نہیں جانتا و جلدی زاری کر اور مغفرت ڈھونڈو سجدے میں سر رکھو اور سیکڑوں بار
 کہ اے خدا یہ غم جو چھپر کیا ہے میرے لائق سزاوار ہے کیسے کہوں کہ سزاوار نہیں آے خدا تو
 پاک سبحان بے ظلم و ستم ہے تو بے جرم کے جان کو درد و غم کب دیتا ہے لیکن من معین و
 مقرر کر کے اس جرم سے واقف نہیں ہوں مگر یہ خوب جانتا ہوں کہ ہر غم و اندوہ کے لیے ایک
 جرم ہے بے جرم کے غم و اندوہ نہیں ہوتا آج تو نے جو سبب کو از راہ عبرت چھپا لیا ہے

تو ہمیشہ اپنے کرم سے اسکو ایسا ہی چھپا رکھ کس واسطے کہ اگر بدلا اس جرم کا وہ کاتو وہ جرم ظاہر ہوگا کہ ضرور کوئی جرم کیا ہو جب تو اسکے بدلے میں گرفتار ہے اور اس تنبیہ سے چوری میری ظاہر ہو جائے گی اب فرماتے ہیں کہ میں اس پادشاہ کے جس کا ذکر تھا تو یہ کے بیان کی طرف لوٹا جس سے تجھکو بھید نیاز کے معلوم ہوں کہ نیاز اسکا نام ہی

غرم کرنا پادشاہ کا بعد وقوف اس خیانت کے کہ اسکو عفو کروں اور چھپاؤں اور چھپو کرئی اسی کو دیدوں اور جاننا کہ یہ فتنہ بدلا اسی کے ظلم کا تھا جو شاہ موصل پر کیا تھا کہ من اساء فعلیہا یعنی جس نے بُرا کام کیا وہ اسکے ذمے ہے

قولہ شاہ باخود آمد استغفار کرد و یاد جرم و ذلت و اصرار کرد و گفت باخود آنچه کردم با کسان بد شد جزاے آن بجان من رسان بد قصد جفت دیگران کردم بجایہ بد من آن واقعاتم بچاہ بد من در خانہ کسین گیر زدم بد او در خانہ مراندلا جرم بد ہر کہ با اہل کسان بد شست و شست چون اہل خود را دان کہ تو دست او بد از انکہ مثل او جزاے او شود بد چون جزاے سیمہ مثلش بود بد چون بسبب کردے کشیدی سوے خویش بد مثل آنرا چون تو دیوئے زہیش بد غصب کردم از شہ موصل کثیر بد غصب کروند از من آن را نہ تیر بد او این من بدے لالائے من بد خائش کرد آن خیانتہائے من بد نیست وقت کین گوارے نامتقام بد من بدست خویش کردم کار خدام بد گر کشم کینہ از آن میر و حرم بد آن تعدے ہم بیاید بر سر دم ہچنان کین ظلم آمد در جزاے آزمودم باز نہ یاریم و را بد در وصاحب موصلم کردن شکست بد من و گراہین را نیارم نیز جفت بد او حق مان از مکافات آگے بد گفت ان عدم بہ عدنا بد ہر فرزندے کردن لشجہ سو نیست بد غیر صبر و رحمت محمود نیست بد رہنا ناظمتنا سہو رفت بد رحمتے کن اے رحیمات زفت بد عفو کردم تو ہم از من عفو کن بد انکنا ہاں نو جرم کہن بد گفت اکنون اے کنیک واکو بد این سخن بد کہ شیدم من ز تو بد پاس داد و بر کسے غرضہ کن بد آنچه گفتے اے کنیک زین سخن بد ہا امیرت جفت خواہم کرد من بد اھذا قد زین حکایت دم من بد تا نگردد او ز رویم شرسا بد کو یکے بد کرد نیکی صد ہزار بار یا من استخافش کردہ ام بد خوبر از تو بد و سپردہ ام بد درامانت یافتم او را تمام بد این قضاے بود کہ ما سلاما اللغا تو بد تشدد و او دلال و بے عزت و قلبتان لا الا غلاما یعنی فرماتے ہیں پادشاہ کینز سے سبطل سن کے ہوش میں ہو گیا اور استغفار کیا اور اپنے جرم و لغزش و اصرار کو یاد کیا اور سوچ کے کہا جیسا میں نے لوگوں کے ساتھ کیا اسی کا بد لا میری جان کو ملا میں نے اپنے رتبے کے زور پر قصد

اور دن کے جفت کا کیا وہ میرے ہی اوپر پڑا جس سے میں خود چاہ میں گر میں نے دوسرے آدمی کے گھر کا دروازہ بجایا اُس نے میرے گھر کا دروازہ بجایا سچ ہے جو کوئی لوگوں کے اہل پر فسق جو ہوا خوب جانے لگا ابھی اہل کا دلال و قلیبان ضرور آسوا سے کہ اسے فعل کا بدلا ویسا ہی ہوتا ہے جیسا وہ فعل ہے جیسا کہ فرمایا دین جا رہی تھیں ظلم مثلاً جو ایکسی برائی کے ساتھ پس واسطے اسکے مثل اسی برائی کے ہے جب تو نے ایسے فعل کا سبب پیدا کیا تو گویا اس بد فعلی کو اپنی طرف اپنے واسطے کھینچا اس لیے کہ تو پہلے سے دیوث ٹھہرا ہوا ہے میں نے موصل کے پادشاہ سے کینز اسکی بھیجی لوگوں نے مجھے اسکو پھینکا اور کیسا جلدی پھینکا اور ایسے شخص نے جو میرا امین اور میرا غلام تھا مگر اسکا کیا تصور نہ میں خیانت دوسری کرتا نہ وہ میرا خاں ہوتا میری ہی خیانت نے اسکو خاں کیا اب وقت کینز پورا کرنے اور بدے کا بنین ہے میں نے اپنے ہاتھ سے آپ کا کام کیا اگر یہ کینز اُس امیر اور حرم سے نکالوں تو وہ حد سے تجاوز کرنا پھر میرے ہی سر پر پڑے گا جیسا کہ اُس ظلم کا بدلا میرے سر پر آیا اب جو ایک دفعہ آزمایا تو دوبارہ کیون آزمائے یہ اسی صاحب موصل کے در نے میری گردن توڑی اب میں اس درد کو دوبارہ کیسے ڈھونڈ سکتا ہوں اللہ تعالیٰ نے ہلکوا سکے بدے سے خبردار کر دیا جیسا کہ فرمایا ہے علی ربکم ان بحکم دان عدم عدلی فی قریب ہر کہ خدا تم پر رحم کرے اور اگر تم پھر جاؤ گے ہم بھی پھر جائیں گے جس ہر قسم کی زیادتی کرنا کچھ فائدہ نہیں ہے نہ سوائے صبر و رحمت کے کوئی امر محمود اب کتا ہے ربنا انا ظلمنا انفسا یعنی اسے پروردگار ہمارے ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور ہم سے سہو ہو گیا تو رحیمی کر تیری رحیمیاں بڑی زلفت و سبط ہیں میں نے ان سے یہ جرم عفو کیا تو اپنے عفو سے میرے لئے پڑانے چلے گناہ عفو کر دے یہ سب باتیں سوچ کے کینز سے کہا کہ اب تو بھی اس بات کو جو میں نے تجھ سے سنی خبردار کسی سے مت کہ خوب نگہبانی اسکی کر اور کسی سے عرض مت کہ جو چھپے تو نے اسے کینز کچھ سے کہا ہے میں تجھ کو اسی امیر کا جفت کر دوں گا اللہ اشد اس حکایت سے پھر دم مت مار تمہارے مت نکال اس سبب سے کہ وہ مجھے شرمائے گا اگرچہ یہ ایک برائی اس سے ہوئی مگر لاکھوں نیکیاں بھی تو ہوئی ہیں میں نے بارہا اسکا امتحان کیا کہ تجھ سے بہتر اور خوب تر اسکے سپرد کردی ہیں اور امانت میں اسکو پورا ہی پایا ہے بھی ایک مشیت ایزدی تھی جو یہ برائی اُس سے ہو گئی

ہلانا خلیفہ کا پہلوان و کینز ک کو اور عقید کر دینا دونوں کا
قولہ پس بخد خدا ان امیر خویش را بکشت در خود خشم تر اندیش را بہ کرد باو ایک بہانہ دلپس نیش

کہ شد ستم زین کنیزک بس نفیر و زان سبب کہ غیرت در شک کنیز و مادر فرزند دارد صد عزیزین مادر فرزند را
صد حقماست بناوہ در خورد چنین جوہ و جفاست بد رشک و غیرت سے ہر دھون مے خورد و زین کنیزک
سخت تلخی نے برد و چون کسی را داد خواہم این کنیز و پس تراوے ترست این اسے عزیز و چون تو جانبا
نمودے ہر او و خوش نہا شد دادن اور اجڑ ہو و عقد کردش با امیر اور او و پنجم و او حرص را لیکو
نما و نگریہ سے سستی ز نری خزان و بود اور مردے پیغمبران و ترک خشم و شہوت و حرص
اور سے بہت مردے درگ پیغمبر سے اسے پادشاہ نے وہ بائین جو او پر مذکور ہو میں سوچ کے
اس امیر کو اپنے پاس بلایا اور اپنے حصے قہر اندیش کو اپنے ہی آپ میں مارا اور ایسا ایک ہسانہ
جس کو اسکا دل قبول کرے اس سے کیا کہ جھکوا اس کنیز سے نہایت نفرت ہو گئی اس سبب سے
کہ اسکی غیرت در شک سے مادر میرے فرزند کی بینے اصل بی بی سیکڑون قسم کے تارے
اور فریاد کرتی ہو اس کے میرے اوپر سیکڑون حق ہیں بس دھلائی ایسے جوہ و جفا کے نہیں ہے
وہ نہایت رشک و غیرت کرتی ہو اور دھون اپنا کھاتی ہو اور اس کنیزک کے سبب سے نہایت
تلخی اٹھاتی ہو میں آخر یہ کنیز کسی کو دے ہی دوں گا بس سے عزیز مجھے اولی اور بہتر کون ہو تو نے اس کے
واسطے بڑی جانبازی کی ہو لہذا میرے سوا اور کو دیدینا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا لاجرم اس امیر
کے ساتھ اسکا عقد کر کے اسے دیدی اور اپنے ختم و حرص کو الگ رکھ دیا اب مولانا ج کا
مقولہ ہے کہ اگرچہ وہ مردی میں سست تھا اور گدھون کی سی نری اس میں نہ تھی مگر اس میں
مردی پیغمبروں کی تھی اس لیے کہ ترک خشم و شہوت اور حرص آوری یہی مردی اور رگ

پیغمبری کی ہو نہ گدھون کی سی نری

در بیان سخن قسمنا کہ کسی کو قوت و شہوت گدھون کی سی دیتا ہو اور کسی کو
صفات و صفوت فرشتوں کی شعر چمٹھا یکہ شہوتے نبود و براوجہ
قیامتے نبود و شعر سبز ہوا تا فتن از سرور سے است و ترک ہوا
قوت پیغمبر سے است

قولہ مردے خرگو مباحش اندر گش بہ حق ہی داندان بکرا کش چہرہ با شہم بن حق بگروہ بہ ازانکہ زندہ ہاشم
دور و دور و مغرورے این شناس پرست آن و آن بود و دور و رخ ماین در جنان و حفت الجنہ
مکارہ مار سید و حفت النار از ہوا آندیدیدہ اسے ایازرہ شیر و دیو کش و مردے خرگم فزون
مردے ہش و پنج چندین صد اورا کش نکر و دے لعب کو دک بود پیشیت اینست مرد و

اسے بدیدہ لذت امر راہ جان سپردہ بہرام دروفا ایک از تعظیم امرش آگئی : این حکایت گوش کن گر
 ماہی : داستان امر و ذوق چاشنیش : بشنو کنون در بیان معنیش اللغات آنگ بکر یک نام
 پادشاہ ترکستان صدر بالانشین والہ بکسر لام عاشق چاشنی مزہ ولذت اسے فرماتے ہیں
 جب رگ پیگیری کی اس میں ہر تومردی خرمی گواہی رگ میں نہو جی تھے تو اسکو آنگ بکر یک پادشاہ
 جلیل القدر جاتا ہوا ہوا ہوا اور حق تھے آنگ بکر یک نظر رحمت دیکھے اس سے بہت اچھا کہ
 زندہ ہوا اور اس سے دور و دور ہوا مگر مردی کا یہی ہو جو مذکور ہوا اور وہ مردی ظاہری پو
 اسکا ٹھکانا دوزخ ہو اور اسکی جگہ جنت تو نے نہیں سنا کہ جنت کو مکروہات گھرے ہوئے ہیں اور
 دوزخ کو خواہشیں نفس کی بیٹھے ناگوار یاں نفس کی جب تک نہ اٹھائے گا جنت نہ پائے گا بخلاف اسکے
 دوزخ کا لہنا نفس کی گوارا چیزوں میں ہے اب پھر مخاطب طرف ایاز کے ہوئے کہ اسے ایاز شہید نہ
 دیو کش مردی خرمی کم و ناچیز ہوا اور مردی ہوش کی بڑھ کے یعنی ہوش و اسے ہی مرد ہیں وہ چیز جسکو
 بہت سے بالانشینوں نے دریافت نہ کیا تیرے سامنے رکھوں گا کھیل بھاتا تو ایسا مرد ہے
 اسے ایاز تو نے میرے امر کی لذت دیکھی اور تو نے میرے امر کے واسطے جان منو پ دی کہ
 اسکو وفا کروں بس اسے ظنان تو کہ اسے امر کی تعظیم و عظمت سے آگاہ ہوا اور اگر عاشق امر کا ہو تو اس حکایت
 کو سن اور داستان امر کی اور ذوق اسکی چاشنی کا لے اب بیان منوی سے اٹھایا شعرا و ایاز سے
 یہاں تک تمہید اسی حکایت کی ہیں
 دینا پادشاہ کا ایک گور و زیر کے ہاتھ اور پھر اور کتنے امیرون کو کہ اسکو توڑا اور نکال
 اسے توڑنے سے

تو کہ گفت روزی شاہ محمود بنی : آن شہ غزنین سلطان بنی : یک صبحی جانب دیوان شتافت :
 جملہ ارکان دیوان دیوان بیافت : گوہرے بیرون کشید او مستنیر : پس نہاد آن نو دبیر گفت وزیر : گفت
 چونست وجہ اردو این گمر : گفت بیش : اردو ز صد خردار زر : گفت بشکن گفت چونش بشکنم :
 نیکنخواہ مخزن و مالست نم : چون رفا دام کہ مثل این گمر : کہ نباید در بہا گرد و ہر : گفت شاہ اش و
 بدادش خلعتی : گوہر ازوے بست آن شاہ فتنے : کرد ایثار و زیر آن شہ رجود : ہر لباس و جملہ کو پوشیدہ
 بود : ساعے شان کرد مشغول سخن : باز قضیہ تازہ و لو و کمن : بعد ازان دادش بدست جاسے : کہ چو
 اردو این بدست طالب : گفت اردو این نہ نیمہ مملکت : بدادش با وادار مملکت : گفت
 بشکن گفت اسے خورشید تیغ : بس در تیغ است این شکستن بس در تیغ : اللغات بنی بزرگ

مستیر روشنی یافتہ ہر نقصان حاجب و رہبان اسلئے گما ایک دن شاہ محمود غنی کو وہ بادشاہ غریب و کا
اور سلطان بزرگ تھا ایک صبح دیوان خانے کی طرف گیا جملہ اراکین کو وہاں حاضر کیا ایک گروہ شہزادہ
کمالا اور جلدی وزیر کے ہاتھ پر رکھ دیا اور کہا یہ گوہر کیسا ہی ندر کس قیمت کا کہا سو گون زر سے
زیادہ قیمت کا ہو کہا اسکو توڑ ڈال کہا کیسے توڑوں کہ نہ کھوہ تیرے مال خزانہ کا ہون پھر کیسے روزگار
کہ اس قسم کا گوہر جو ملے گا نہیں قیمت سے گھٹ جائے گا شاہ باش اور خلعت دیا اور گوہر اس سے اس
شاہ جہان نے لے لیا اور اپنی بخشش وجود سے اس میں زیور کو جو لباس و حلہ کہ چاہے تھا عطا کیا بعد اس کے قوتی میر
باتون میں مشغول کیا اور نئے پرانے قصبے بیان کر کے اس کو ہر کو رہبان کے ہاتھ میں دیدیا اور پوچھا کہ
اگر کسی طالب کے ہاتھ میں جائے تو کیا قیمت ہوگی کہا اوسمی سلطنت اسکی قیمت ہو اقتدا سے
اسکو مملکت سے محفوظ رکھے اس سے بھی بادشاہ نے کہا توڑ ڈال سے کہا اور شیعہ مع کہ جس سے
ہر ایک کی آنکھ تھکتی ہو اسکا توڑ ڈالنا تو نہایت افسوس ہی افسوس ہو قولہ قیمتش بگزار میں تاب نہ
کہ شدہ است امین نور و زور و تابع دست کی چند مراد و کسر اوہ کے خزانہ شاہ را با ششم عدد
شاہ خلعت داد اور ارش فرمود پس زبان و مدح عقل و کثرت و بعد یک ساعت بدست میرداد و در
را کا میں امتحان کن باز دیا و وہ او ہی گفت وہ میران ہیں ہر یکے را خلعتی دادا دشمن ہ جا گیا ہا شان ہے
افزود شاہ و ان خیسان را بر و از رہ بجادہ چہنیں گفتند فخر شخصت میر ہ جملگان یک یک بتقلید
وزیر ہ گرچہ تقلید است استوں جہان ہ ہست رسوا بر قلد ز امتحان ہ شاہ چون کرد امتحان جملگان ہ مال
خلعت بر ہر یک بیکران ہ چہنجان و در و در گردان شد گہر ہ تاب دست ان ایاز دیدہ و رہ آخرین ہما دور
گفت ایاز گفت اورا کا سے حریف دیدہ باز ہ یک بیک دیدند این گوہر تو ہم ہ و شاہ عیش و در نگرای
محرم ہ اللغات جاگلی و زینہ و را بہ استون استون اسلئے چہر اسی دیان کا قول ہو کہ قیمت کو
اسکی جانے دے اسکی روشنی و جگہ ہی کو دیکھ جکے نور کا تابع نور روز کا ہو رہا ہ ہ چہر ایسے گوہر کے
توڑنے کو ہاتھ کسی کا کیسے ہلیگا میں توڑ کے کیا خزانہ بادشاہ کا دشمن بنوں بادشاہ نے اسکو بھی خلعت
دیا اور ساتھ ہڑھایا اور اسکی عقل کی بہت سی تعریف کی بعد ایک ساعت کے اور ایک امیر کو وہ گوہر
دیا اور کہا کہ اسکا امتحان زیادتی سے کر چنے قیمت سے وہ بھی ہی کہتا تھا اور امیر بھی ایسے
ہی ہر ایک کو قیمتی خلعت دیے اور سب کے راتے روز نے بڑھاتا تھا اور ان ناچیزوں کو راہ
کنوین میں لے جاتا تھا کہ انجام اسکا نہایت ہوا ایسے ہی بچاں شہزادہ امیروں نے وزیر کی پردی سے
ہی کہا اب مولانا فرماتے ہیں اگرچہ تقلید ستون جہان کی ہو اور خلافت میں ہر طرح خرابی مگر سب

امتحان ہوتا تو مقلد پر سوالی پڑتی ہر ایسے ہی پادشاہ نے جب سب کا امتحان کیا تو سب نے مال و خلعت بیکراں پایا اب وہ گوہر پھرتے پھرتے ایاز دیدہ ور کے ہاتھ میں جویش والا تھا آیا احسن کو اسکے ہاتھ پر بھی رکھ دیا اور کہا کہ اسے حریف بصرون کے سب نے تو اس کو دیکھا تو بھی نواؤ مخرم اسکی شعاع کو دیکھ اور غور کر

یہوینا اس گوہر کا بعد دو رہا تھیں ایاز کے اور میان کیا ست ایاز کہ اسے مال و دولت پر دھوکا نہ کھایا اور تقلید اوروں کی نہ کی اور توڑنا اسکا اس گوہر کو اور تشنیع اوروں کی اسکی نسبت

قولہ امی ایاز کنون بگوئی کا میں کہ چندے ارزد بدین تاب وہ نہ گفت افزون ایچہ تا تم گفت من نہ گفت کنون زندو خوردش در شکن نہ سنگا در استین پوش شباب نہ خورد کردو پیش ادا این بد صواب نہ تا اتفاق طالع بادولتش نہ دست داد آن لحظہ نادر حکمتش نہ یا بجز اب این دیدہ ہوو آن باصفاء کردہ ہوو اند بفل دوسنگ را نہ بچو یوسف کا ندرون قمر چاہ نہ کشف شد پایان کارش ازالہ ہر کر نفع و ظفر پیغام داد نہ پیش او یک شد مراد و نام را نہ ہر کہ مانند آن و سے شد فضل یار نہ از چہ ہر سر از شکست کارزار چون یقین گشتش کہ خواہد کرد مات نہ فوت اسب و پیل باشد تر ہا ت نہ گرد اسب ہر انکہ اسب جو ست نہ اسب او کوئی کہ پیش آہنگ اوست نہ مرو را با اسب کے خویشی بود عشق اسب از پے پیشی بود بہر صورت ہما کش چندین زحیر نہ بے صداع صورت معنی بکیر نہ ہست زائد را غم پایان کار نہ تاجہ باشد حال اور وز شمار نہ اگھے پادشاہ نے کہا اے ایاز اب تو بتا کہ یہ گوہر با وصف اس تاب ہنر کے کس قیمت کا ہے کہا جو کچھ میں کہ سکون اس سے برصو کے ہو کہا ابھی اسکو چرچہ کر کے توڑ ڈال اسکی آستین میں پھرتے توڑا اس نے اسکو ریزے ریزے کر ڈالا اور اسکے نزدیک یہی بہتر تھا اسکا طالع بادولت جو اس سے موافق تھا اسی وقت طالع کی حکمت نادر نے اس سے ہاتھ ملایا اس باصفائے یہ بات خواب میں دیکھی تھی اسی سبب دو پھر بغل میں دبایے تھے جیسے حضرت یوسف کو قعر چاہ میں انجام کار حکم اگر سے معلوم ہو گیا تھا کہا ہاں فی القرآن فلما ذہبوا بہ واجمعوا ان یجلبوہ فی غیاۃ الحب قا و عینا الیہ

تنبیہ ہم بام ہم ہذا ہم لایثرون پس ہر گاہ کہ لیکے اسکو اور متفق ہوے اس بات پر کہ ڈالیں اسکو قعر چاہ میں سوچی کی پہنے اسکی طرف کہ ضرور ضرور خبردار کر دینگے ہم انکو اسکے اس کام سے اہد حال یہ کہ وہ نہیں جانتے بس جس کسی کو نفع و ظفر نے پیغام کیا کہ میں تیرے واسطے ہوں اسے

سامنے مراد و نام او یکسان ہوتی ہو ایسا بے غم ہو جاتا ہو اور جسکو فضل یار کا مانند اس کے ملک کے ہو گیا وہ ٹرائی کی شکست سے کب ڈرے گا کس واسطے کہ باوجود فضل یار کے شکست ہی کب ہوگی مثلاً جب کسی کو یقین ہو گیا کہ میں مات کروں گا تو اس کے سامنے اس پیل کا مرنا بیہودگی اور بے افسوسی ہوگی اگر اس کا وہ لیجائے جو کہ اس پر جو ہو یعنی اس فکر میں کہ اس کا اس پر غم کو لگائے تو وہ اس کا پیش آہنگ و نقیب ہو جائیگا واسطے فتح و غفر کے اس کو اس سے اپنے کب محبت ہوگی وہ تو اپنا مات سمجھے ہوئے ہو اس کو تو عشق اس کا فقط واسطے اپنے غلبہ و بیشی کے تھا کہ بجائے ہوئے تھا پس فرماتے ہیں صورتوں کے واسطے اتنی بیشین اور دردمت اٹھا بدون در و سر صورت کے معنی حاصل کرنا ہر کو غم اس بات کا ہوتا ہو کہ دیکھتے قیامت کے دن میرا انجام کار کیا ہوتا ہے قولہ عارفان ناخار گشتہ ہوشمند از غم و احوال آخر فارغند بود عارف را غم و خوف درجاہ سابقہ در پیش خور دان ہر دو را بہ دید کو سابق زراعت بود ماش و اندہی داند چو خاند بود چاش و عارفست او باز رست از خوف و بیم ہاے ہوا کرد تیغ حق و بیم بہ بود اور ایم و امید از خدا بہ خوف فانی شد عیان شد آن رجاہ خوف نے شد جملگی امید شد نور گشت و تابع خود شدید شد نہ امتحان شاہ بود آگاہ ایاہ و در فریب شد مگر ایازہ خلعت داد را سازا ہش نہ رہ نہ کرد گوہر را زام او خرد و مرد نہ چون شکست او کو ہر خاص آن زمان نہ نان امیران غاست بس ہانگ و فغان نہ کا نیچہ میا کیست و اندک کافرست نہ ہر کلاہ پر نور گوہر را شکست نہ نان جماعت جملہ از جمل و غمی نہ در شکستہ و در شاہ را بہ قیمت گوہر نتیجہ مرود و بہ بر چنان خاطر چرا پوشیدہ شد اللغات سابقہ وہ امر جو پہلے سے وسیلہ انجام کام کا ہو و معرفت و شناخت زمانہ چاش غلہ ارکاہ مجد کردہ شدہ او را وظیفہ خرد و نا چیز و بد شدید محبت و دوستی اسلئے یعنی ناہ تو خوف و رجا میں ہیں اور عارف ابتدا ہی سے ہوشمند ہو رہے ہیں کہ غم و احوال آخر سے فارغ ہیں عارف کو بھی غم و خوف و رجا کا تھا مگر اس کا جو سابقہ معرفت کا درگاہ الہی میں تھا اس نے ان دونوں کو پہلے ہی کھالیا اس نے جو دیکھا کہ سابق زراعت ہماری ماش تھی یعنی بکری اور متفرق کہ کہیں جمائیں نہیں جاکہ ایسی زراعت کو اس ملک میں آؤ وہ بونی کہتے ہیں تو وہ جانتا ہی کہ وقت گہائی کے کیا کھلے گا بس وہ عارف اس بات کا ہے اس واسطے وہ خوف و بیم سے چھٹ گیا اور اس کی ہاے ہو کو تیغ حق نے دو ٹکڑے کر ڈالا اس کو بیم و امید خدا سے تھی جب خوف فانی ہو گیا تو رجا ظاہر و عیان ہو گئی اب امید ہی امید رہی اور وہ نور ہو کے تابع اپنے خورشید کا ہوا اب پھر ذکر ایاہ کا ہے کہ ایازہ امتحان شاہ سے آگاہ تھا کہ یہ امتحان کرتا ہے

ایذا فریب دھوکے شاہ سے بھکانہیں ناسکو خلعت و وظیفہ نہ بھٹکا سکا اسے اُس گوہر کو فروم در کڑا لا
جس وقت اسے اُس گوہر خاص کو توڑ ڈالا اسی وقت ان امیرون سے شور و فغان برپا ہوا کہ یہ کیسی
بیباکی ہوئی و اللہ جس نے اس پر نور گوہر کو توڑا وہ کافر ہے مگر ایسے جاہل اور اندھے کہ گوہر توڑا تو حکم
پادشاہ کا توڑا عجب ہی قیمت گوہر بیچے محبت و دوستی کی انکی خاطر دن سے کیسے چھی بہی قیمت
اُس گوہر کی تو خوب کرتے تھے

جواب تشبیح امیرون کا کہ کیوں ایسا گوہر کو توڑ ڈالا

مخولہ گفت ایازاے ستران نامورۃ ام رشہ بہتر قیمت یا کہ پڑا سلطان بہ بد پیش شہاۃ یا کیا بین نیکو
گوہر خداۃ اے نظر تان برگبر شاہ نے قبلہ تان غولست دجاہ راہ نے پمن بر شہ بر نردا غم نظر
من چہ شرک روے نام و در حجر بے گہر جانیکہ رنگین سنگ را بہ بز گزیند پس ہند او امر شاہ بہ شیت
سورے لبت گل رنگ کن پ عقل در رنگ اور نہ دنگ کن چا ندر اور جو سہو بر سنگ زن پدائش
اندر بود اند رنگ زن پد گشت در راہ دین از رہر نان پد رنگ و پو مہر ست مانسہ زنان پد
گوہر امر شہ بود اسے ناکسان پد حملہ بشکستید گوہر را عیان پد چون ایازا بین را ز بر صحر اقلعہ پد حملہ ارکان فجار
گشتند و شرنہ سرفرازا شا خستند آن سردان پد عذر گویان گشتہ زمین نشیان بجان پد از دل
ہر یک دو صد آہ آن زمان پد بچہ دودے مے شدے برا آسمان پد کرد اشارت شہ بحسلا و
کہن پد کہ نہ صد رم این خسان ملا پاک کن پد اسے لمعنے ایازا نے کہا اے سردار دن نامور بتاؤ تو امر پادشاہ
کا قیمت میں بہتر ہے یا گوہر اور خدا کے واسطے یہ تو کہو تمہارے سامنے امر سلطان
کا نظر میں اچھا لگایا یہ خوب صورت گوہر اسے لوگو تمہاری نظر گہر یہ تھی پادشاہ پر نہ تھی تمہارا قبلہ غول تھا
تم نے اسکی طرف توجہ کی نہ جاوے نہ راہ پر مین پادشاہ کے ہوئے کسی طرف نظر ہی نہیں پھرتا مین
شرک کی طرح پتھر کی طرف منحہ نہیں کرتا کیسی بے گروہ جان ہے کہ رنگین سنگ کو
جو سنگ راہ ہے اختیار کرے اور حکم پادشاہ کو پیچھے کر دے تجھ کو چاہیے کہ لبت گل رنگ
پشت کر اور جو رنگ و بوی پیدا کرنے والا ہو اس میں عقل کو حیران کر تو خاص نہر میں گھس پڑ گھرے کو
پتھر سے ملدے اور رنگ و بوی دونوں میں آگ لگا دے تو تو راہ دین میں رہزفون سے
اگر نہیں ہے تو بتا مثل عورتوں کے رنگ و بوی کی پرستش کیوں کرتا ہے عورتیں ہی رنگ
و بوی بہت منہ یافتہ ہوتی ہیں اسے ناکسو گوہر دہی تھا جو امر شاہ کا تھا جسکو ظاہر و بر ملا تم
سب نے توڑا ان فرض جب ایازا نے یہ راہر ملا کیا متامی ارکان ذلیل و خوار ہوے

سب سرداروں نے سر جھکا لیے اور جان و دل سے غدا اپنے نسیان کا کرنے لگے اب تو سیکڑوں آہیں
انکے دل سے اٹھیں جنگا دھوان آسمان پر جاتا ہو بس پادشاہ نے جلا دکن سے اشارہ کیا کہ میری

سند سے اس کوڑے کو صاف کر دے

قصہ کرنا شاہ کا واسطے قتل میروں کے

قولہ این خسان چہ لائق صدر رشید کز پے سنگ امر مارا بشکندہ امر را پیش چین اہل فساد بہر رنگین
سنگ شد خوار و کسا دہ پس ایاز مہر افرا بر جید پیش تخت آن لغ سلطان و ویدہ سجدہ کرد و بس گلوے
خود گزشت ہکا کے قباد کے کز تو چرخ آرد شکست ہاے ہمائے کہ ہمایون فرخے ہا از تو دارندہ
سختاوت ہر سٹے ہاے کوئی کہ کر ہماے جہان ہا جو گرد پیش ایشارت نہان ہاے لطیفے کہ
گل سرخت چو دیدہ از خجالت پیر ہن بر خود دریدہ از غفوری تو غفران چشم سیر ہا رو بہان بر شیراز عدل
تو چیسرہ غیر غفور کو کردار و سند ہا ہر کہ ہا امرے تو میا کے کندہ غفلت و گستاخی این مجرمان ہا
از دفر غفوتست اے عفوران ہا دانا غفلت ز گستاخی و مدہ کہ برد تعظیم از دیدہ رمد ہا
غفلت و نسیان بد آموختہ ہا زائش تعظیم گرد سوختہ ہا سببتش بیدارے و فطرت دہدہ سہو و
نسیان از دولت میروں جمدہ وقت غارت خواب ناید خلق را تا نہ بریابد کسے زودلق را ہا خواب
چون در میر عزیم دلق ہا خواب و نسیان کے شود یا ہم خلق ہا لا تو اخذان نسینا شد گواہ ہا کہ بود نسیان
بہم بھی ہم گناہ ہا ناکہ استکمال تعظیم او نکردہ ورنہ نسیان در نیا در دے ہر دہ گرجہ نسیان
لابد و ناچار بودہ در سبب و زریدن او مختار بودہ گو تا و ن کو داو تعظیما ہا تاکہ نان نسیان
شدہ سہو و خطا ہا اللغات الغ بضمین کلان و بزرگ تہادن سستی اے ملعنے پادشاہ
کتاب ہے کہ یہ خس کب لائق اسکے ہین کہ میری سند کے پاس رہین جو پتھر کے واسطے میرے امر کو
ٹوڑتے ہین ایسے مفدون کے سلسلے امر ہمارا ایک رنگین پتھر کے واسطے خوار اور کھونٹا ہوا یہ سن
کے ایاز مہر افرا جھپٹا اور سلسلے تخت اس پادشاہ بزرگ و کلان کے اگر سجدہ کیا اور پتھر گلا اپنا
پڑا کہ یہ کہتا ہو کہ اے پادشاہ تو وہ قباد ہو کہ آسمان بھی باوصف ایسی قوت و زور کے کہ کسی کو
اسپر قادی نہیں ہو تجھے شکست ملے اور اے پادشاہ تو وہ ہمایون فرخ زیبا رو ہو کہ ہر سخی کی سختاوت
بھی سے ہو اے تو ایسا کریم ہو کہ سارے جہان کے کرم تیری بخشش کے سامنے مٹ کے پوشیدہ
ہو گئے اور اے تو ایسا لطیف ہو کہ گل سرخ نے جو جھک دیکھا تو شراب کے اپنا پیر ہن سرخ بھاڑ ڈالا تو ایسا
غفور ہو کہ تیری غفوری دیکھ کے خود غفران سیر چشم ہو گئی اب کسی کی غفوری کو نصیب نہ تکتی اور

تیز رو نہ رہا ہو کہ رہا ہو شیریں پر غالب ہیں جو شخص تیرے امر سے بیباکی کرے تو سوا تیرے عفو کے
 اسکو بھروسہ ہی کیا ہو پس ان مجرموں کی غفلت و گستاخی بھی اسے عفو جاری کرنے والے تیرے ہی
 زور و زور سے ہو ہمیشہ گستاخی سے غفلت پیدا ہوتی ہے اس لیے کہ تعظیم ایسی چیز ہو کہ دیدہ کے
 زور و زور کے انگلیں کھول دیتی ہو غفلت اور نسیان پر سکھا ہوا سارا تعظیم سے سب سوختہ ہو جاتا ہے اور
 ہیبت تعظیم سے بیداری و دانائی حاصل ہوتی ہے سو و نسیان کل تیرے دل سے نکل جاتا ہے تو دیکھو جب
 ٹٹ پڑتی ہو تو مخلوق کو نیند نہیں آتی تا کوئی اُس سے دلی نہ چھین لیجائے بس جب خواب خوف
 سے جھاگ جاتا ہے پھر خواب اور نسیان ہم کے ساتھ کب مخلوق ہونگے یعنی خوف و نسیان کا کیسے
 ساتھ ہو سکے گا جیسے خواب و خوف کا نہیں ہوتا لیکن ایک وجہ سے نسیان بھی گناہ ہے جس پر
 یہ آیت کریمہ گواہ ہے رہنا لا تو اخذنا ان نسینا اسے رب ہمارے مت ماخوذ کر تو ہو کہو اگر نسیان کیا ہم نے
 اس سبب سے کہ تکمیل تعظیم کی نہ کی جب تو نسیان اُس سے لڑائی لایا اور نہ تعظیم کے سامنے ٹھہری کب
 سکنا اگرچہ نسیان ایک امر لابد و ناچار ہے کہ انسان کو اُس سے بچاؤ نہیں مگر نسیان کے جو سبب ہیں
 اُسکے اختیار میں تو مختار ہے اور وہ سبب یہ کہ اُسکی تعظیم میں اس نے مستی کی اسی سبب سے
 نسیان و سہو و غلط و غور میں اُسے قہر ہے چو مستی کو خرابیاں کندہ گوید اہم خود و ہود میں نہ خود کو دیدہ
 لیکن سبب ای زشت کار ہے از تو بد و رفتن دی اختیار ہے بخود نامد بخود نش خواندہ اختیار از خود نہ
 شدتش راندہ باز رسیدی مستی بچید تو نہ حفظ کردی ساقی جان عمد تو نہ پشت دارت او بدی و عند خواہ
 سن غلام زادت مست اکہہ عفو ہای جملہ عالم ذرہ ہا عکس عفو است اسے ز تو بہرہ ہا عفو ہا گفتہ شناسے
 عفو کو بہت کفوش ایسا انسان تو با جان شان بخش و ز خود شان ہم مران ہا کام شیریند از تو کامران ہا
 رحم کن برا کندہ اور سے تو دیدہ ہا فرقت تلخ تو چون خواہد چشیدہ از فراق تلخ سے کوئی سخن ہا ہرچہ خواہے
 کن و لیکن این سخن ہا در جہان نبود بہترین ہجر ہا این سخن از عاشق خود گو شدار ہا صد ہزاران مرگ
 تلخ از دست تو بہت مست مانند فراق مست تو نہ تلخی ہجر اند کور و از انات ہا دور و ادای مہرمان را
 مستغاث ہا بر امید وصل تو مردن خوش مست با تلخی ہجر تو فوق آتش مست ہا گرمی گوید میان آن سقمہ ہا
 چہ غم بودے گرم بودے نظر ہا کان نظر شیرین کنندہ رہنما است ہا ساحرا از خونہای دست و پا است
 اسلئے جیسے کوئی مست کہ وہ خرابیاں کرے اور کہے کہ میں معذور و معذور ہوں لیکن یہ سبب اس سے
 گناہ ہے کہ اچیدہ کار اس کام ہو جانے میں تیری طرف سے اختیار تھا تو نے بہ اختیار خود کیا ہے بخود تیرے
 پاس آپ سے نہیں آگئی تو نے آپ اُسکو بلایا اختیار تیرا آپ نہیں چلا گیا خود تو نے اُسکو ناکت یا اگر مستی

تیری بلا جہ تیرے ہوتی اور منجانب اللہ تو ساقی جان کا جو جان کو پلا کے مست کر دیتا ہے وہ تیرے شہد کی بھی حفاظت ضرور کرتا وہی ساقی تیرا مددگار ہوتا اور تیرا غدر خواہ اس حال میں جو کو غدر خواہ ہو جیسا کہ مست کب قابل قبول ہو لہذا میں تو غلامِ لغزش مست خدا کا ہوں پھر استیفاف ہے سارے جہان کے عفو ایک ذرہ تیرے عفو کے ہیں اور اے مدوح تیرے ہی عفو کے عکس سے سب پیہر ہیں پتھر اپنی طرف مخاطب ہیں تو نے عفو کا تو بہت بیان کیا کچھ ثنا عفو کی نہ کی وہ ثنا کمان ہر بس ہی ثنا ہے کہ اسکا کفو یا ایہا الناس اتقوا ہے اسے تقویٰ دہر نیز گاری اسکی کفو ہے پھر ایاز کتا ہے کہ جان بھی ان کی بخشش اور اپنے پاس سے انکو نکالے بھی مست تجھی سے یہ شیریں کام ہیں اور تجھی سے کامران تو اسپر رحم کرجس نے صورت تیری دیکھی وہ تیری فرقت تلخ کیسے چکے گا تو فراق تلخ کی باتیں کہتا ہے لیکن جو چاہے سو کر بھی مست کہ جہان میں ہجر یار سے بدتر کوئی چیز نہیں ہے اس بات کو تو اپنے عاشق سے سن لاکھوں مرگ جو بڑی تلخ چیز ہو اگر تیرے ہاتھ سے برابر ہوں تو وہ تیرے ایک عفو سے فراق کے مقابل نہیں ہیں یعنی اسنے فراق تیرا لاکھوں مرگ کی تلخی رکھتا ہے تلخی ہجر کی بڑی سخت چیز ہے لہذا علی العموم دعا کرتا ہوں کہ اے مستغاث اس تلخی ہجر کو جملہ مردوں سے دور رکھ کہ تو ہی غرمون کا فریادیں تیرے وصل کی امید پر مرجانا بہت اچھا ہے تلخی تیرے ہجر کی آتش سے بھی بڑھ کے سوزان ہو گبر بھی تو اس سقر میں یکساں ہے کہ اگر اسکی نظر پھر ہوتی تو جھک اس آگ سے کیا غم ہوتا کس واسطے کہ اس نظر سے جملہ رنج شیریں ہو جاتے ہیں اور کیسے ساحرون کے ہاتھ پاؤں خونہا ہو گئے تھے جیسا کہ فرعون نے ان ساحرون کے ہاتھ پاؤں کاٹے تھے اور وہ کہتے تھے لا ضیرانا الی ربنا منقلبون یعنی کچھ ڈر نہیں ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں جتنا پچھ خود فرمایا

در معنی لا ضیر اور خطاب فرعون کے ساحرون کا فرعون کے ساتھ وقت
سیاست کے کہ لا ضیرانا اے ربنا منقلبون

قولہ نوہ لا ضیر بشیہ آسمان و چرخ کوئی شد ہے آن صولجان و ضربت فرعون مارا نیست ضیر
لطف حق غالب بود بر قہر غیر و گردانے سر ماراے مضل و میرانی ہاں ز رنج ای کو دل
ہیں بیا این سوہین کان ارغنون و میزند بالیت توے یطون و ما مارا فضل حق فرعونے و نے
چنین فرعونے بے عوبے و سر بر آرد ملک بین زندہ جلیل و اسے شد غرہ ملک معرونیسل و
اگر تو ترک این نجس خرقہ کنی و نیل را در نیل جان غرقہ کنی و ہر ہمارا ز صراط فرعون دست و
در میان مصر جان صد مصیبت و توانا رب ہم کوئی مدام و قائل اندا بہت این ہر دو نام و

انسان انا کے بے عنا خوش گشت جان بہ شد جہان اوزان انا سے لہجہ جان بہ اگر زبان وانا اندر پیش بہ
مید و چون دید ویرانے ویش بہ طالب اوئی نگر و طالبت بہ چون بمرئی طالبت شد مطلبت بہ زندہ کے
مردہ شوید ترانہ طالبے کے مطلبت جوید ترانہ اندرین بحث از مردہ بین ہدی بہ فخر زاری رازدار وین بری
ایک چون من لم یزق لم یدر بود عقل و تحکیمات و اسیرت فرو و بہ کے شود کشف از فکر این انا بہ این انا
کشف شد بعد انفا بہ سے فتد این عقلمادر نقادہ در مخالی حلول و اتحاد انا کے یاد کشتہ فانی زانتراب بہ
و بجا خرد شعاع آفتاب بہ بلکہ چون لطف مہدل توین بہ ز حلول و اتحاد مفتش بہ عفو کن ای عفو در صدف
تو بہ ساین لطف و ما سبق تو بہ اللغات و نشر ہا کسر پوست اقتقاد نامو جو در کرا اور کم شدہ کوٹھو ٹھنا
اور مہربانی کرنا حلول بضمین فرو آمدن اور اہل حکمت کی اصطلاح میں اختصاص کسی چیز کا کسی چیز سے بدین
حیثیت کہ ایک کے ساتھ عین اشارہ دوسرے کی طرف ہو جیسے سوا چشم اور یہ دو قسم ہے سرکاری ہو
طرز یا سرکاری یہ کہ اجزاء و حال یعنی حلول کرنے والے کے اجزائے محل میں داخل ہو جائیں اور طریانی
یہ کہ اجزاء و حال کے اجزاء و حال میں داخل ہوں بلکہ مجموعہ مجموعہ میں داخل ہو محل وہ چیز جس میں کوئی چیز حلول کرے
اتحاد ایک ہو جانا و دیگر چیز کا اقتراب نزدیک انا مفتش بالضم فتہ الیختہ شدہ و درفتہ انداختہ اے
یہ دار جو ہمارے قتل کے واسطے ہو یہ براق ہماری رحلت کا ہی جو ہماری سواری کو آیا ہے اور تیرا جو دار
ملک ہے وہ غور و غفلت ہے یہ ایک حیات ہے نقش حیات میں چھپی ہوئی یعنی بظاہر موت
اور در حقیقت زندگی اور وہ حیات ہی خفیہ پوست حیات میں اے بظاہر زندگی و در باطن موت
تجھ کو نور نارا و نارا نور معلوم ہوتا ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا دار الغرور کیوں کہلاتی اے دھوکے کا گھر
تجروا رہو جلدی مت کر پہلے نیست تو ہوے اس لیے کہ جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تب شرق
سے روشنی چمکاتا ہے اس انا سے روزانہ میں و لنگ ہو جیسے کہ شیطان نے کہا انا خیر منہ اور یہ وہ
انا ہے جس سے دل بخود ہوا اور جان حیران ہوئی جیسے انا الحق منصور کی یہ وہ انا ہے کہ جب اپنی انا سے
چھوٹا ہو تو یہ انا حاصل ہوئی ہے بس ایسی انا ہے عنابر آفرین ہے اس انا ہے عنا سے جان خوش ہوئی اور وہ
اس جہان کی انا سے بھاگ نکلا ہے وہ تو بھاگتا ہے اور انا اس جہان کی اُسکے پیچھے دوڑتی ہے اُسے
ویرانی اُسکی دیکھ لی ہے اس سبب بھاگتا ہے انا اس جہان کی یہ ہے کہ ہم اس کے مالک ہیں انقض جب تک
تو طالب اس جہان کا ہی یہ طالب تیرا نہیں ہے اور جب تو مر گیا تو نیست ہوا تو جو تیرا مطلب ہو وہ خود تیرا
طالب ہو جائے گا تو تو بھی زندہ ہو مردہ شو تجھ کو کیسے نہلائے ایسے ہی جب بھی تو طالب ہے تو طالب
تیرا تجھ کو کیسے ڈھونڈے اب فرماتے ہیں اس بحث میں خرد کو راہ نہیں ہے اگر اسکی خرد راہ میں ہوتی

تو فخر الدین رازی بھی رازدار دین کے ہوتے جو امام علم کلام کے ہیں اور علم کلام وہ ہے جس میں مقدمات نقلی یعنی منقول کو دلائل عقلی سے ثابت کرتے ہیں لیکن یہ فخر الدین رازی جو لم یزق ولم یدر تحق یعنی نہ اسکا مزہ چکھا نہ چانا لہذا عقل و تخیلات نے اسکی حیرت بڑھادی اور حیرانی میں ڈال دیا یہ اتنا ایسی نہیں ہے جیسے مثلاً منصور سے ہوئی کہ اسکا کشف فکر سے ہو سکے فکر اسکو کب کھول سکتی ہے یہ انا تو بعد فنا کے کھلتی ہے اور یہ جو عقلیں ہل علم و خرد کی ہیں یہ تو افتادین و ریاضاتی ہیں جیسے کوئی گئی ہوئی چیز کو دھونڈنا مثلاً اس پھرتا ہے کہ یہ منوہ نہ ہو اور حلول و اتحاد میں پڑتی ہیں کوئی حلول ٹھہرانا ہے کوئی اتحاد یعنی کوئی کتا ہے کہ فلاں چیز میں خدا کے تھالے نے حلول کیا تھا جیسے ایک فرقہ شیعہ کا حضرت علی شیر خدا کو کوئی اتحاد کہ نہیں نہ جسم و جان وہی ذات پاک تھی پھر رجوع طرہ ایاز کے ہوئے یعنی اسے ایاز تو بہ سبب قربت کے ایسا فانی ہو رہا ہے جیسے ستارے شمع آفتاب میں فنا ہو جاتے ہیں بلکہ ایسا جیسے نطفہ تن سے بدل جاتا ہے اور یہ تبدیل تیری نہ حلول سے ہے نہ اتحاد فتنہ انداز سے تو عفو کر کہ عفو تیرے ہی صندوق میں ہے یعنی تیرے ہی اختیار و ملک میں بس تو ہی لطف سابق میں ہے اور پیشوا اور ہم سب مسبق و تابع

مجرم جاننا ایاز کا آپ کو اس سفارش میں اور عذر اس جرم کا چاہنا اور اس عذر خواہی میں آپ کو مجرم جاننا اور یہ فروتنی شناخت عظمت شاہ سے کہ اعلیٰکم باللہ اخصاکم من اللہ انما یحیی اللہ من عباده اعلیاء

قولہ من کہ ہاشم کہ گویا عفو کن ہذا کے تو سلطان خلاصہ امر کن ہذا من کہ ہاشم کہ ہوم من یا منت ہذا سے گرفتہ جملہ منہا دانت ہذا منکہ آرم رحم ظلم آو در ہذا رہ غایم علم حلم اند و در ہذا صد ہزاران صفحہ مارا زانیم گزریوں صفحہ اگر دایم ہذا من کہیم نابیشیت اعلیٰ کے کہیم ہذا کہ دایادت دہم شرط کرم ہذا منکہ معلوم تو بنود چہ بود آن ہذا و انکہ یادت نیست چیست اندر جہان ہذا کے تو پاک از جہل و علمت پاک ازان ہذا کہ فراموشی کند ویرا نہان ہذا بیج کس با تو کسی انکاشتی ہذا بیجو خورشید شہور افراشتے ہذا چون کسم کر دے اگر لایہ کتم مستمع شد لایہ ام را از کرم ہذا انکہ از نقشم چو بیرون بردہ ہذا آن شفاعت ہم تو خود را کردہ ہذا چون زرخست من تہی گشت این وطن ہذا تر و خشک خانہ بود آن من ہذا ہم دعا از من روان کردی چو آب ہذا ہم ثباتش بخش و گردان سحاب ہذا ہم تو بودے اول آرندہ دعا ہذا ہمتو باش آخر اجابت را رجا ہذا تا دیم من لاف کان شاہ جہان ہذا ہر بندہ عفو کرد از مجہان ہذا اللغات ظلم بالکسر آب غلیظہ کہ ناک سے لکھتا ہے صفحہ بالفتح سیلے اے یعنی ان اشعار میں کاف جو

بدن سکین سب تھیر کے ہیں لیکن میں کیا چیز ہوں جو کمون کہ تو غفور اور بخیر امر گردن تو تو جو لوگ
خلاصہ امر کمین کے ہیں انکا سلطان ہی ہے خلاصگان موجودات کا بادشاہ پھر کہتا ہے کہ میں کیا چیز ہوں کہ
تیری من کے ساتھ اپنی من لگاؤں اور اس صفت میں تیرا شریک دسواہم ہوں اس واسطے کہ جتنے
من ہیں سب تیرا ہی داس پکڑے ہوئے ہیں اور میں کیا چیز ہوں کہ کسی ظلم کو وہ روستے ہوئے پر یعنی
کہ اکثر دوتا آدمی ضرور ظلم کو وہ ہوتا ہی رحم گردن اور تیرے علم کا جو ظلم سے مدد دہ ہے رہنا ہوں میں تو
خود نا کھوں سیلیوں کے قابل ہوں اگر تو جھکو سیلی سے دبانا چاہے میں کیا کمون کہ تیرے سامنے
جھکو کسی کے حال سے آگاہ گردن تو خود ہی عالم ہے یا شہر طریم کی یاد دلاؤں تو ایسے ہی کریم ہے
جو کچھ کہ جھکو معلوم نہیں ہو وہ کچھ ہی نہیں ہو اور جو جھکو یاد نہیں ہے وہ جہان میں ہر ہی کیا یعنی تجھ سے کچھ
پوشیدہ نہیں ہے آئے مدوح تو جبل و نادانی سے پاک ہو اور علم تیرا اس سے پاک کہ فراموشی
کچھ بھی اُس سے چھپانے پائے میں ایک تھیکس بھا جھکو تو نے کس لائق والا جانا اور مثل خورشید کے
نور سے بلند والا کیا جب جھکو تو نے ناکس سے کس بنایا اگر میں اسکی خوشامد گردن تو اپنے کرم سے اسکو
سُن بھی نے اس سبب سے کہ جب میرے نقش سے جھکو تو نے کھو دیا ہو اور میری خودی کو ایسا
مثاکم خود تو ہی ہو گیا ہو تو بس وہ شفاعت جو میں نے کی ہو خود تو ہی نے کی ہو اسکا پاس بھی ٹھی پر لازم ہو
ظاہر ہو کہ جب کوئی مر جاتا ہو تو اُسکے داماندہ کے ورثہ مالک ہوتے ہیں پھر اُس مردے کا کچھ
نہیں رہتا ایسے ہی جب میں نے اس تن کے وطن کو اپنے اسباب سے خالی کر دیا اور تو ہو گیا تو اب
تو خوشک اس گھر کا جو کچھ ہی تیرا ہی ہو میری ملک کچھ نہیں ہو تو ہی نے مجھے دعا و زاری جاری کی تو ہی
اسکو ثبات دے اور تو ہی اسکو مقبول کرتا لایفے بے معنی نہو جائے تو ہی اول میں اس دعا کا
لانے والا ہو لہذا آخر میں بھی اسکو ایسا کروے کہ اجابت کی امید ہو جائے جس کی سب امیدیں
امید دار میں تائیں بھی شیخی ماروں کہ ایک ناچیز بندے کے واسطے بڑے مجرموں کے جسم
معاف کر دیے قولہ در بدوم سر بسرین خود پسند کہ دشاہم داروہر در و مندہ دوزخے بودم پُر از
شور و شرے ہا کہ دست فضل اویم کوثرے ہا ہر کرا سوزید دوزخ در قودہ من برویا نم دگر بار از
جسد ہا کار کوثر حیات کہ ہر سوختہ ہا گردان دوسے نابت دوزخہ ہا قطرہ قطرہ او منادے کرم ہا
کاغچہ دوزخ سوخت من باز آورم ہا بھو مرحوم بر سر زخم عفن ہا بیت لحم جدیدہ خالصا ہست دوزخ
ہا بھو سوائے خزان ہست کوثر چون ہمار گلستان ہا ہست دوزخ بھو مرگ و خاک گورہ ہست
کوثر ہستال نفع صورتہ اسی ز دوزخ سوختہ اجسام تان ہا سوی کوثر می کشد اکرام تان ہا چون خلقت الخلق

کی بریح علی با لطف کو فرمودا ہے کہ لالان ارج علیہم جو دست نہ شود و جملہ ناقصہا درست ہوں
 محفون زمین ناقصان تن پرست ہ عفو از دریای عفو اولی ترست ہ اللغات تو دقتتین قصاص ثابت
 رویانندہ درویندہ اسے ملنے چہ قول ایاز کا ہو کہ میں خود پسند سرسور دی در دختا پاو شاہ نے مجھ کو
 دار و در و در و مند کا بنا دیا میں ایک دوزخ پر از شور و شر تھا اگر اس کے دست فضل نے مجھ کو کر کر دیا اب
 میری کیفیت ہو کہ جسکو دوزخ نے گناہ کے برے میں جلا یا ہو میں اس کے جسم کو پھر سے جمادون کا
 چنانچہ منقول ہو کہ کوثرین ڈالنے سے دوزخیوں کے جلے ہوئے جسم پھر درست ہو جائیں گے
 جیسے کہ خود فرمایا کہ کوثر کا م کیا ہو یہی کہ ہر سوختہ اُس سے رویندہ اور برافروختہ ہا آب و تاب ہو جائے
 کوثر کا قطرہ قطرہ منادی کرے کہ ہا ہا ہا کہ جو کچھ دوزخ نے جلا دیا ہو میں اسکو پھر لوٹاؤں گا جیسے مرہم
 کہ جب شے ہوئے زخم پر رکھا جاتا ہو تو گوشت تازہ خالص صاف جمادیتا ہو دوزخ ایسا ہی جیسے
 جلاڑخان کا جسکی برف غولی سے ہاتھ پاؤں گر جاتے ہیں اور جہاں پڑ جاتا ہو اُس عضو کو کھلا دیتا ہو
 کوثر ایسا جیسے بہار گلستان جس سے تمام روئیدگی جم اُٹھتی ہے دوزخ ایسا ہی جیسے مرگ اور
 خاک گو کہ وہ جان کو لیتا ہو اور جسم کو کھالیتی ہو کوثر ایسا جیسے نفخ صور کہ ہر نا پیدا پیدا ہو جائیگا
 بس اسے لوگو یہ جسم تمھارے جو دوزخ کے جلے ہوئے ہیں سو تمکو اکرام اسکا کوثر کی طرف کھینچتا ہے
 جیسے کہ فرمایا ہو خلقت الخلق کی بریح علی لالان ارج علیہم یعنی پیدا کیا میں نے مخلوق کو تا پھر سے
 نفع اٹھائیں نہ اسوا سے کہ میں اُن سے نفع اٹھاؤں لا جرم اسے مدوح پر تیرا جو ہی نا جملہ ناقص اُس سے
 دست ہو جائیں شرع ربیہ مثلاً ہو تا غیر مروط ہوئے بس ان ناقصوں تن پرست سے جو کچھ ہوا کہ
 معاف کر دے اس لیے کہ عفو دریا عفو ہی سے بہتر ہے ایسے ویسے کا عفو کس شمار اور کس
 قطار میں ہے قولہ عفو خلقان ہجو جوے او چو سیل ہ ہم بدان دریا ہی تازید خیل ہ عفو ہا ہر شب
 ازین دل پار ہا ہ چون کہوتر سوے تو آید شہا ہ باز شان وقت سحر پران کئے ہ تا ہر شب محبوب
 این ابدان کئے ہ پر زنان بار و گرد و وقت شام ہ سے پرندہ عشق آن ایوان وہام ہ تاکہ از تن تار
 وصلت نگلسند ہ پیش تو آیند گو کہ مقلند ہ پر زنان امین زرج سرنگون ہ وہ ہو کا نا الیہ راجعون ہ
 بانگ سے آید تعالٰی از کرم ہ بعد از رحبت ناند درد و غم ہ پس غربیا کشیدید از جہان ہ تقدس دست
 ہاشید اے مہان ہ زیر سایہ امین و ختم مست تازہ ہین جید ازید ہا ہے دما زہ ہا ہاے پر عنا
 از بہر وین ہ بر کنار و دست حوران خالدین ہ حوریان گشتہ مغز مہربان ہ کر سفر باز آمدند این صوفیان
 صوفیان صافیان چون لور غور ہ مدتے افتادہ بر خاک دفتر ہ بے اثر پاک از

قدیر باندہ مذکور سے نور خورشید سے قصر بلند بنائیں گروہ مجربان ہم اسے مجیدہ جملہ سراشان بدیوار سے رسیدہ
 بر خطا و جرم خود واقف شدہ دیگر جہات کے عبتین حق بدینہ اللغات تعالوا ہا یہاں رجعت لوٹنا غم غم
 کنندہ قدر لکھتے ہیں نجاست کے عبتین دو پاس سے شش پہلو کہ ہر ایک پر ایک سے لچھہ تک نقش
 ہوتے ہیں اسلئے پھر ایسا کہتا ہو مخلوق کا غوا ایسا ہو جیسے ایک چھوٹی سی نہر اور دریا کا غوا مثل
 سیل کے بس اس دریا ہی کی طرف اے مخلوق دوڑتے رہو یہ جو دل بارہ لوگ ہیں انکے دلوں سے
 ہر رات غوا کی ترون کی طرح اڑاڑ کے اسے شاہ تیری طرف آتے ہیں پھر تو صبح کو اخصین اڑا دیتا ہے
 اور انکے بدنوں میں رات تک مقید کرتا ہے دوسری بار پھر شام کے وقت اس ایوان و بام کے
 عشق میں اڑتے ہیں اور پر مارے ہوئے اوپر ہی کو جاتے ہیں جیسے شام کی اڑان پر ندوں کی
 شوق آشیانہ میں پر زمان ہوتی ہو اور یہ خاصیت انکی جب تک یونہی ہو کہ تن سے تار و صلت
 جان کا قضا و قدر نہ توڑ دین ہی عادت انکی ہو کہ تیرے پاس آتے ہیں اس لیے کہ تجھی سے خوش
 اقبال دیکھتی پائی ہو اور یہ تیرے رجعت سرنگوں سے پخت ہوا سے شوق میں
 انا ملند وانا الیہ راجعون کہتے چلے جاتے ہیں یعنی ہم واسطے اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف
 لوٹنے والے ہیں رجعت سرنگوں کی نسبت فرمایا ہو قلبت و جو ہم فی النار یعنی اوندھے منہ آگ
 میں گرائے جائینگے جو دوزخ ہو اسوقت اس کے کرم سے نڈا لکھو آتی ہو کہ آداب اس رجعت کے
 بعد دروغ نہیں ہو گئے اے سردار و بہت سفر جہان سے اٹھائے ہیں اور اسکی سختیاں اور میری
 قدر و منزلت خوب پہچانی ہو اب میرے اس درخت کے سائے میں مست ناز ہو کے پاؤں
 پھیلاؤ اور چین سے سوؤ اس لیے کہ دین کے واسطے تمہارے پاؤں نے بہت رنج اٹھائے
 ہیں اب یہ پاؤں گود پر اور ہاتھ پر حورون خالدین کے رکھو تا وہ دہائیں سہلائیں اب حورین
 بھی ان سے غم نہ کرتی ہیں اور مہربان ہیں اور کہتی ہیں کہ یہ صوفی سفر سے لوٹے ہیں یہ وہ صوفی
 صافی ہیں کہ نور آفتاب کی طرح ایک مدت گھورہ نجاست پر پڑے رہے ہیں جو مراد دنیا سے ہو
 اب اس سے بے اثر اور پاک نجاست سے ہو کے لوٹے ہیں جیسے نور آفتاب کا اپنے
 قصر بلند کی طرف لوٹتا ہو ایسا ہی حال اے مجیدان جرمون کا ہو کہ ان سب کے سر تیری دیوار کو
 پہنچے ہیں اور تیری دیوار سے سر ٹکراتے ہیں اور اپنی خطا و جرم سے واقف ہو گئے اگرچہ
 بحقیقت مات کھائے ہوئے عبتین حق کے ہیں عبتین حق کے قضا و قدر جن سے جملہ
 کام جاری ہوتے ہیں انکی خطا اور انکا جرم بھی اخصین سے تھا قولہ مدبوکر و ذاکنون

اگنان ہا ایکہ لطف مجرنا زہرہ کنان ہا راہ وہ آلودگان را بجل ہا و فرات عفو و عین مغسل ہا تا کہ
 غسل آردن جرم دراز ہا و صفت ہا کان ردندانہ نمازہ اندرین صفہا نمازہ بردن ہا غفر و کان نور
 غن الصافون ہا چون سخن در وصف آن حالت رسید ہم قلم بشکست و ہم کاغذ درید ہا بحر ا
 بیحد و بیج اسکرہ ہا شیرا ہا داشت ہرگز ہا ہا گر حجابست بردن زدا حجاب ہا تا بہ بینی پا دشا ہی عجب ہا
 گرچہ بشکستند جامت قوم مست ہا آنکہ مست از توبہ و عذریش ہست ہستی ایشان باقبال و بمال ہا
 نہ زیادہ تست ای نیکو خصال ہا امی شہنشہ مست تخصیص تواند عفو کن از مست خود ای عفو مند ہا لذت
 تخصیص تو وقت خطاب ہا آن کند کہ ناید از صدم شراب ہا ہا چونکہ مستم کردہ صدم مزین ہا شرع ستان را نیارد
 حدنوں ہا چون شوم ہشیار آگاہ ہم ہزن ہا کہ خواہم گشت خود ہشیار من ہا ہر کہ از جام تو خورد اے ذوالمنن ہا
 تا ابد رست از ہش دار حدزدن ہا اللغات آہ مخفف آہ اسکرہ کا سہ کلی حجاب شکفت المعنی چہر ایا ز
 کتا ہا کہ یہ سب تیری طرف متوجہ ہن او را ہن کر رہے ہن بس اے مدوح تودہ ہا کہ تیرا لطف مجرمون کو
 بلاتا ہا آن آلودہ گناہوں کو جلدی فرات عفو اور چپٹہ محل غسل میں راہ دے تا اس لیے جرم سے غسل
 کر کے پاکوں کی صف نمازین داخل ہوں کس واسطے کہ ان صفوں میں بے اندازہ لوگ نور میں ڈوبے
 ہوے ہن اور کہتے ہن کہ ہم صفت میں کھڑے ہونے والے ہن اب فرماتے ہن کہ جب قلم
 و صفت اس حالت میں پہنچا تو قلم بھی ٹوٹ گیا اور کاغذ بھی پھٹ گیا کہ ہم سے اُس حالت کا وصف
 نہیں ادا ہو سکیگا بھلا کسی پیالے نے بھی سمندر کو ناپا ہا اور برے نے بھی شیر کو اٹھایا ہا تیرے سامنے
 اگر حجاب ہو تو تو اس احتجاب سے نکل تو یا دشا ہی عجیب و غریب دیکھے اگرچہ قوم مست نے مستی سے
 جام تیرا توڑ ڈالا تو انکو عذر بھی ہو کہ مست بھی تو تھی سے ہن انکی وہ مستی نہیں ہو جو مال و اقبال سے ہوتی ہا
 کہ وہ شنیع ہر انکی مستی تو نے نیکو خصال تجھ سے ہا کہ شہنشاہ یہ مست تیری تخصیص کے ہن تو نے
 انکو جو خصوصیت بخشی ہا اسنے انکو مست کر دیا ہا بس اپنے مست کیے ہوے کے جرم بھی معاف کر کہ تو
 صاحب عفو بھی تو ہا جس وقت تو تخصیص کے ساتھ کسی سے خطاب کرتا ہا تو اسکی وہ لذت ہوتی ہا جو شراب
 کے سیکڑوں خم سے حاصل نہواں قدر یہ اس خطاب کی لذت سے مست ہو جاتے ہن چہر جب تو ہی نے
 مجھکو مست کر دیا ہا تو پھر حد و سنرا کیسی شرع میں مست ہر حدک رو اہر بان جب ہشیار ہو جاؤں تو حد
 ماریو سو میں ہشیار ہی نہو لگا اس لیے کہ اے ذوالمنن جس نے تیرے جام سے شراب پی ہو وہ
 ابد تک ہشیار ہونے اور حد مارنے سے چھوٹ گیا قولہ خالد بن سفہ فناد اسکرہ ہم من یفاسے فی
 ہواکم لہ یقوہ فضل تو گوید دل مار کہ ہوا سے شدہ درد و غم عشق مارگو ہا چون گس درد و غم ما فتا وہ ہا

تو یہ مست اسے لکس تو بادہ پگر گسان مست از تو گردن داسے لکس پچونکہ بر بحر غسل مانی فرس پکوپہما
چون درہ ہا سر مست تو پ نقطہ و پر کار و خط و دوست تو پ فتنہ کہ لرزد از ان لرزان تست پ ہر گران قیمت
گہر از ان تست پ گوداداری مرا یا قصد دہان پ گفتمی شرح تو اسے جان جهان پ یکر بان دایم من آنم نکستر
از خجالت از تو اسے دانے سر پ منکسر تر خود نباشم از عدم پ گرد ہائش آمد ستند این احم پ صد ہزار آثار
غیبی منتظر پ از عدم بیرون جہد از لطف دیر پ از تقاضاے توے گے در سرم پ اسے بردہ من ہیاے
آن کرم پ رغبت ما از تقاضاے توست پ جذبہ حق مست ہر جا ہر دست پ خاک بے بادی بیلا کی
جہد کشتی بے بحر و درہ ہندہ پیش آب زندگانی کس نزد پیش آہت آب حیوان مست دردنا المعنی
یعنی ہمیشہ ہین فنا میں مستیان انکی اس لیے کہ جو فنا ہوتا ہی تھا اسے شوق میں وہ ہرگز نہیں سیدھا
ہوگا تیرا فضل ہمارے دل سے کتا ہو کہ جاے فلان تو ہمارے دوع عشق میں پھنسا ہوا ہے اور لکس
کی طرح ہمارے دوع میں پڑا ہوا تو مست نہیں ہی تو تو شراب ہی اور کاست کرنے والا اسے
لکس تو وہ ہی جس سے بڑے بڑے کر گس مست ہو جاتے ہیں جس وقت تو شہد کے دریا پر اپنا
ٹھوڑا چلائے کہ مراد نکلم سے ہی بڑے بڑے پہاڑ اونے ذردن کی طرح تیرے مست ہین نقطے اور
پر کار و خط سب تیرے اختیار میں نقطہ قطب پر کار و فرقان خط خطوط آسمانی استواء و معدل النہار وغیرہ
کہ اس سے عبارت سارے عالم سے ہی کہ فتنہ مخلوق جس سے کاپیتی ہی دھنچھے کا پتا ہے جو گوہر کہ
بڑھ سے بڑھ قیمت والا ہی وہ تیرے آگے ارزان ہی اگر خداے تعالیٰ جھکویا سنو زبائین دیتا تو میں و جان جہان
تیری خوبیوں کی شرح کرتا اب کیا کر دن صرف ایک زبان ہی سو بھی ٹوٹی پھوٹی اور تجھ سے اچھوٹا سے راز
شرمانی ہوئی اب زیادہ شرمندہ میں عدم سے نمون کس اسطے کہ اس کے منہ سے ایسے گروہ بھی تو آئے
ہین جنکے لاکھوں آنا غیبی منتظر ہین کہ کب وہ لطف و نیکی کے ساتھ عدم سے نکلیں اور ظور کو میں پھر
عدم کا کیا تصور جو اس سے شہراؤں کہ کیوں جھکویا سنو کیا تیرے مقتضائے کرم سے سر میرا حرکت
کرتا ہے اسے ممدوح تو وہ کرم ہے کہ تیرے پائے کرم کے پیچ میں ملا ہوا ہوں اور ہماری گفت تیرے
ہی تقاضا سے ہے اس لیے کہ جہان کوئی روندہ راہ خدا کا ہی زبان جذب حق بھی ہی کہ وہی اسکو
کھینچے لیے جاتا ہی ایسے ہی تیرا تقاضا ہماری رغبت کا باعث ہی بھلا خاک بھی بے ہوا کے کہیں ادب
چڑھتی ہی اور کشتی بھی کبھی بے دریا کے قدم راہ میں رکھتی ہی کوئی اب زندگانی کے ہوتے بھی مرا ہے
اور تو تو وہ ہی کہ تیرے آب کے سلسلے میں آب حیوان درد و گادہ قولہ آب حیوان قبلہ جان و بوستان
ناب باشد سبر و خندان بوستان بدرگ آشا مان عشقت زندہ اندہ دل ز جان و آب جان بر کند ہاندہ

آب عشق تو جہاں دوست داد آب حیوان شد بہ پیش ما کسا و نہاب حیوان ہست ہر جان را دوست
 ایک آب آب حیوانی توئی ہر دے مرگے و حشرے وادیم تا بدیم و ستر و آن کرم بہیچو خفتن گشت
 این مردن را نہ از عتقاد بخت کردن اے خدا بہفت دریا ہر دم اگر دوسرا بہ گوش گیری اوریش ای
 آب آب بہ عقل ترسان انا جل دان عشق شوخ بہ سنگ کے ترسز باران چون کلوخ بہ از صحاف
 شوقے این بچم ہست بہ در بروج جہان چون انجم ہست بہ رہ نیاید از ستارہ ہر حواس بہ جز کہ کشتیان بہ
 استارہ شناس بہ جز نظارہ نیست قسم دیگران بہ از سعوش غافلند و ز اقتران بہ آشنائی گیر شبہا
 تا بروز بہ با چنین استارہاے دیو سوز بہ ہر یکے در دفع دیو بد گمان بہ ہست لفظ انداز قلعہ آسمان بہ
 اختار بادلو بہ چون عقرب ہست بہ مشترے را و ولی الا قرب ہست بہ قوس کے از تیر و زور دیور
 دیو پر آب ہست زرع و میو را بہوت اگرچہ کشتی غے بشکند بہ دوست را چون نور کشتیے کشد بہ
 شمس اگر شب را بدرد چون اسد بہ لعل را ز خلعت اطلس رسد بہ صورت خرچنگ اگرچہ بحر و ست بہ
 بیست میزان از دیر و ن شوست بہ پیشہ مرغ اگر خونریزے ست بہ از بون شارق تبریز لیست بہ
 اگرچہ در تائید خمس آمد زحل بہ وقت فکری آمد از دے و عمل بہ اللغات صحاف با سر جمع صحیفہ بمعنی کتاب
 حشر و اقتران نزدیک ہونا لفظ ہندی رال اور ایک قسم روغن اختراع حکما جسکے دانے سے
 زمین جل اٹھتی ہے عقرب گزوم اور نام برج کہ بصورت عقرب کے ہے ایسے ہی قوس کمان اور دو
 ہندی دول حوت پھلی نور گا و اسد شیر خرچنگ ہندی لگنا میزان ترا و یہ سب بھی نام برجوں کے
 ہیں جو اٹھون شکون کے ہیں قسم بالکسر حصہ میو مخفف میوہ شارق روشن و تابان و بمعنی آفتاب
 اے معنی پھر بتا سید صدر فرمایا کہ آب حیوان تو انکا قبلہ ہے جو لوگ کہ جان دوست ہیں اے جان
 کے دوست رکھنے والے اور پانی سے بوستان سبز و خندان ہوتا ہے لیکن جو تیرے مرگ عشق کے
 جام پینے والے ہیں وہ زندہ ہیں اٹھون نے جان سے بھی دل اپنا الگ کر لیا ہے اور آب جان سے
 بھی کہ وہی آب حیات ہے جب سے تیرے آب عشق نے ہم سے ہاتھ ملایا ہے آب حیوان ہمارے
 سامنے کھونٹا ہو گیا کساوے کسا کی زندگی تو چند روزہ ہے اور اسکی زندگی و دام وادی آب حیوان سے
 تو ہر جان کو تازگی و نوی ہوتی ہے لیکن آب حیوان کے لیے آب تو ہی ہے اسکی زندگی تجھ سے ہے
 ہر دم ایک مرگ اور ایک حشر تو نے بھکودیا ہے کہ ہر دم مرتا ہوں اور ہر دم زندہ ہوتا ہوں تو دستبرد
 تیرے کرم کی دیکھوں کہ کیا زندہ کر دیتا ہے بس تیرے کرم سے اے خدا یہ مرنا بھکودیا ہوا ہے
 سوناس بھروسے پر کہ تو بھکودیا ہے بھروسہ کرے گا اور میں کیا ہوں بھکودہ قدرت ہے کہ اگر ساتون

سمندر سوکھ کے سراب و دھوکا ہو جائیں تو اسے آب کے آب یعنی زمرد کی آب کے تو اس آب کو کان
 پکڑ کے لاسکتا ہے عقل تو اجل سے ڈرتی ہے اور عشق ایسا بیباک کہ یہ ہرگز نہیں ڈرتا جیسے منہ سے پتھر
 نہیں ڈرتا مٹی کا ڈھیلا ڈرتا ہے کہ گل ہو جائوں آب فرماتے ہیں کہ شغوی کے صحیفوں سے یہ پانچواں صحیفہ
 ہے اور ایسا ہے جیسے چرخ جان کے برجون میں انجم و سیارے جنگی گردش کی راہ سوا کشتیاں
 و ستارہ شناس یعنی نجومیوں کے کوئی نہیں پاسکتا اس واسطے کہ کشتیاں و نجومی ہر وقت امن کو
 دیکھتے رہتے ہیں اور پچانتے ہیں اور سوائے ان لوگوں کے اور جو ہیں انگو بجز دیکھنے کے اور حصہ
 نہیں ہر وہ انکی سعادت و آفران سے غافل ہیں ایسا ہی حال میرے ان انجم کا ہے کہ جو جانتے ہیں
 جانتے ہیں جھکو چاہیے کہ ان ستاروں سے ہمیشہ راتوں کو دن ہونے تک آستنائی اختیار کر اور انکی
 گردش دیکھ کہ یہ سب ستارے دیوسوز یعنی شیطان کے حق میں شہاب ثاقب ہیں کہ دور ہی سے
 اُسکو جھکاتے ہیں ہر ایک ان سے واسطے دفع دیو بدگمان کے لفظ انداز ہے مثل لفظ انداز قلعہ آسمان
 کے کہ وہ فرشتے شہاب ثاقب مارنے والے ہیں جیسے دنیا کے قلعہ دار اپنے غنیمت بر لفظ اندازی
 کرتے ہیں اور قلعہ کے پاس جتنے باروت کے مار مار کے نہیں آنے دیتے اگرچہ اُسکے اخترا دیو کے
 ساتھ عقرب ہیں یعنی سخت غص و ایذا رسان لیکن جو مشتری اور سعد اکبر ہے اُسکے بڑے دوست
 بڑے قریب و اقرب اسکا قوس اگر دو پر تیر لگاتا ہے پیر میں ایہام ہے کہ عطارد کو بھی کہتے ہیں
 تو دلو اسکا پانی سے بھرا ہوا ہے تا زراعت کو سبز اور میوے کو پر آب کرے یعنی رس سے
 بھر دے حوت اسکا اگرچہ کشتی گراہی کی توڑتا ہے جیسے سمندر میں کشتیاں مچھلی کی ٹکر سے ٹوٹ
 جاتی ہیں لیکن دوست کے واسطے مثل ثور کے ڈھیر کے ڈھیر ڈھوتا ہے جیسے ثور بوجھ ڈھوتا ہے
 کشتی بالفتح بسیاری و انہو ہی از ہر چیز یا اس میں تعلیم کی ہے اور کاف فارسی کا شمس اسکا اگرچہ شیر کے
 مثل بھار ڈالتا ہے لیکن جو حمل ہیں انکو اُس سے خلعت اطلس کا پہنچتا ہے اور رنگ دیتا ہے صورت
 سرطان کی اگرچہ کج رہے کہ اُنسا سیدھا دونوں طرح چلتا ہے یعنی آگے کو بھی پیچھے کو بھی لیکن
 ہیئت میزان کی اُس سے جدا ہونے والی ہے یعنی جو میزان کی ہیئت ہیں کٹے پئے وہ اس
 کج روی سے الگ ہو جاتے ہیں اور جو مربع کی طرح غص و خوریز ہیں جیسے مربع کا پیشہ خوریزی ہے
 کہ جلا د فلک کہلاتا ہے وہ شارق تبریزی سے دیا ہوا ہے شارق تبریزی حضرت شمس تبریز کہ اکثر ان کا
 فکر اور ان کی مدح اس کتاب میں ہے اور ایک کتاب سے ثابت ہوا کہ وہ ان کے پیر بھی ہیں
 اور جو کہ اپنی تاثیر میں رحل غص اکبر ہے پس عمل میں اُس پر جو وقت فکر کی پیش آئی ہے وہی

اسکی تاثیر خمس ہے قولہ ہر وجود کے کو عدم ہی ہو دوسرے بریکے زہرست و دیگر شکر ہے تاہم از مہر از دو کف
 ہر ہم زندہ زہرہ ہوو زہرہ را تا دم زندہ بل عطار د خانہ خود کم کند و ز جہنم او جو ز جہنم بشکند و شترے را
 دست لرزد دل طہر ہر سر آب او فتنہ چون سبدہ سطرار را بریزد پر ز شرم و در طمع تنین شود
 چون موم نرم و دختران نعش آبتن شوند و جمع گشتند و دستک زن شوند و در گذر زین رزم با بیکہ
 شدہ کمکشان از سنبلیہ پر کاہ شدہ آفتاب از کوہ سرزد و تقوا بلیک تلخ آمد ترا این گفتگو تو عدوی
 و زعد و شہد و لبین و بے تکلف زہر گرد و در دہن و دوست شود و زخوے ناخوش شو ہرے و
 تا زخمہ زہر ہم حلوا خورے و زنان بشد فاروق را زہرے گردند کہ بد از تریاق فاروقیش قند ہین
 بجو تریاق فاروق اے غلام و تا شوے فاروق دوران و السلام و اللغات جو نام برج جسکو
 دو پیکر کہتے ہین اور نیز نام ایک شکل کا اشکال فلکی سے کہ بسترہ شمشیر حمل کیے ہوے سطرار بھی ایک
 شکل ہے بصورت کہ ہر اڑتے ہوے کے تنین بکسر و تشدید نون اژدہا و تنین فلک وہ صورت
 جو تقاطع فلک شمس و مشاجلہ مائل کے پیدا ہوا اس کے سر کو اس دم کو ذنب کہتے ہین و
 دختران نعش بنات النعش کو وہ سات ستارے ہین ہمیشہ گرد قطب کے پھرتے ہین
 دستک زدن تالیان بجانا کمکشان وہ سفیدی لمبی کہ رات میں آسمان پر بصورت راہ کے معلوم
 ہوتی ہے سنبلیہ نام برج کہ بصورت خوشے کے ہے خمرہ خم کو چک فاروق لقب حضرت عمر
 تریاق فاروق نام تریاق کہ واضع اسکا فاروق نام ایک حکیم ہے المعنی فرماتے ہین ایسے ہی
 جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہر وجود ہے جس نے عدم سے سر نکالا ہے کسی پر وہ وجود زہر ہے اور کسی پر
 شکر ہے میرا راہ اگر مہر و محبت سے تالیان بجائے زہرہ کا ایسا زہرہ کمان کہ دم مار سکے ماہ مراد میری دست
 میں سخن سے ہی اور مہر و ماہ دونوں بصورت کف کے ہین اور مشہور ہے کہ تالی دونوں ہاتھ سے
 بجتی ہے زہرہ کا لقب لولی فلک جس کا کام تالیان بجانے کا اور نیز مطربہ فلک کہتے ہین سارے
 عیش و طرب دنیا کے اسکی تاثیر سے ہین ایسی شے کی مجال نہیں جو میرے سخن کے طرب کے
 آگے دم مار سکے وہ وجد و طرب اس میں ہو اور جو ماہ اپنے سخن کو کہا ہے اور اس کے ساتھ مہر کو بھی
 لگایا ہو سو اسے نور و فروغ کے رنگینی و بختگی جمالی و جلالی کیفیت بھی ملحوظ ہے اسو سطرے کہ ماہ صبل غ
 فلک ہو اور جمالی اور مہر طبلخ فلک اور جلالی پھر فرماتے ہین زہرہ کیسا ہے بلکہ عطار د کہ منشی فلک ہی
 ایسا سحران و سرگردان ہو جائے کہ گھر کی راہ بھول جائے اور ایسا دیوانہ بن جائے کہ جو ز
 جو ز کا توڑ ڈالے اور جو ز جو ز ہین توڑ دینے سے کچھ بھی نہیں رہتا عطار د اپنے جسم میں

نہایت کم نور و ضعیف ہو اور نیز خستہ ستیجہ سے کہ یہ ستارے اکثر اپنی گردش میں حیران ہو جاتے ہیں اور خانہ بھول جاتے ہیں اور رجعت کرتے ہیں یعنی جدھر سے آتے ہیں اُدھر ہی کو لوٹ جاتے ہیں اسی وجہ سے خانہ گم کند فرمایا جو مشتری کہ قاضی فلک ہو اور بعد ماہ کے سب ستاروں سے نورانی تر اُس کا یہ حال ہو کہ حکم احکام عمدہ قضا کے سب بھول جائے ہاتھ کا پٹنے لگین دل چڑنے لگے اور ماہ کا یہ حال ہو کہ گویا مکر کی ایک ڈلیا تیرتی ہے اے محض بے نور و ضیاء سطر اگر جو بڑے علو و بلندی پر اُڑتا ہے اسکی شرم سے پراسکے گر پڑیں اور تنہا فلک للیل کے مارے نرم ہو جائے ساری سختی و نجو ست چھوڑ دے کہ شاید میں بھی کچھ بہرہ یاب ہوں دختران بنات النعش جو شوہر سے خبردار نہیں ہیں سب اسکے فیض سے مثل مریم کے عیسیٰ نفسوں سے حاملہ ہو جائیں اور جمع ہو کے تالیاں بجائیں آپ فرماتے ہیں کہ ان رموز و کنایوں سے درگزر کر اور چھوڑ دے اس لیے کہ تیری کمکشان سنبھلہ کی کاہ سے بھر گئی یعنی راہ پر کاہ ہو گئی یہ سبب تعلی کے دیکھتا نہیں آفتاب نے کوہ سے سر نکالا اور کہتا ہوں باتوں سے بچو لیکن تجھ کو یہ گفتگو تلخ معلوم ہوئی آفتاب مراد شمس تبریز سے اور اُنھوں نے مولانا کو اس علم ظاہری سے منع کیا تھا اول میں بُرا معلوم ہوا تھا مگر یہ نہیں جانتا کہ تو دشمن ہے اور دشمن کا شہد و شیر بے تکلف ہر دہن میں زہر ہو جاتا ہے تو سب کا دست بن اور خوے ناخوش سے بیزار ہو تو زہر کے خم سے بھی شیریں چیز کھائے دیکھ تو حضرت فاروق کو زہر نے کچھ گزند نہ پہونچایا جیسے کہ نقل مشہور ہے کہ شاہ روم نے ان کو بطور سوغات ایک شیشی زہر ملا ہل قاتل کی بھیجی تھی جس سے خوردہ فوراً مر جانا اُنھوں نے سب پی لی کچھ اثر نہوا اس واسطے کہ تریاق فاروقی سے بُندان کے پاس تھا یعنی شکر گفتار و شیریں مقال تھے اور اپنے عدل سے حق و باطل میں فرق کیے ہوئے اسی سبب سے فاروق ان کا نام تھا خبردار اے غلام تو بھی تریاق فاروق دھونڈھو یعنی اُنھیں کی سی خوب تو بھی فاروق زمانے کا ہو جائے بس آگے سلام

خاتمۃ الشرح

اور شہنشاہِ دین و ممالک بے صاحب کون و مکان و لامکان بے فیض سے تیرے ہر ایک شے مستفیض ہے
 اور نعم فیض فیاض و فیض بے اسے عظیم المن بے من و اذا بے دوسرا میں تجھ سے کب دوسرا یہ
 سراپا میرا از سر تا پایا بے ایک پتہ بے تیرے احسان کا بے چشم و گوش و جان و دل نطق و زبان بے ہیں یہ
 سب نعمت تری اے جان جان بے یہ تو ہیں سب داخلی انکے سوا بے خارجی لامنتہی بے انتہا بے بیخ حس
 ظاہر کی اور باطن کی بیخ بے فائدوں سے کیسی ہیں بے گنج بے گنج بے واسطے اور رابطے اور فائدے بے

اور قوانین و ضوابط قاعدے بنانے جو قانون تن میں ہیں رکھے بنائے افلاطون بھلا پاتو کے بیچ جس
 میں درک کو ہے امتیاز بنیاد تو ہے ہر اک پر باب ناز باز بندرک کو دی میرے تو نے روشنی بن جس سے
 لکھی ہیں نے یہ شرح سنی بن شتوی کا پانچواں دفتر ہے یہ بیچ اختر جرج کا افسر ہے پانچواں دفتر اسکے ہیں
 سب باب بن گویا اک پنج سورہ مستطاب بن لفظ ہیں گو غیر منی تو ہیں ایک بن دیکھ تول کی نظر سے نیک
 نیک بن اسے خوشادہ جس کا ہے یہ خوش سخن بن چاہے کوئی تو ہو چاہے ہو کم بن مشنوں کے مولوں کے
 معنوں کے ہست قرآن در زبان پہلوی بن ہیں مصنف اسکے مولانا سے روم بن ملک مضمے جن کے
 زیر مہر موم بن تنکی مسند فقر و فنا بن شتوی لذت صدق و صفا بن حال ان کا حال ہے لیکن مقام بن اس کا
 کیا کہنا کہ ہے مالا کلام بن ذات انکی ہے صفات حق میں محو بن اور زبان جام طور سرگرد صحو بن ہیں فصاحت
 اور بلاغت بیگمان بن پیچھے پیچھے اسکے خاتمے کے ودان بن محسنات شعری ہے یہ امام بن بے تکلف
 بے تصنع بن کلام بن خالدین خلد سے ہوا انکی روح بن روح و رحم ایزدی سے پر فوج بن اسے خدا بہر
 خیر مصطفیٰ بن حامد و محمود احمد مجتبیٰ بن واقف اسرار کل کن ہر مکن بن صاحب علم لدنی بن سخن بن رحمت عالم
 امام انبیا بن مالک نو لاک و ماکان ابابہ اور طفیل آل واصحاب کرام بن جو دعائے دین کے ہیں اور قوام بن تنکی
 اخلاص و خلوص و اختصاص بن شتہ ہیں در میان عام و خاص بن ذات پاک انکی نہیں محتاج و صفت بن
 کیونکہ ہر فی نفس معراج و صفت بن ہومری تحریر حضرت میں قبول بن گو کہ فرمایا مجھے تو نے ہول بن او مجتبیٰ حافظ آبادی
 وطن بن ہے جو سبکی بھیت پیش مردوزن بن سامنے تیرے کھڑی ہے اک کھڑی بن سخت و سخت اور کڑی
 اندر کڑی بن ہوگی وہ ساعت نہ کچھ ساعت سے کم بن کیسا تو بیغم ہے غافل خفتہ دم بن یاد آئے گر سنچے وہ
 وقت سخت بن بھول جائے بملہ رخت و نخت و تخت بن جب تضا کر پکارے الاجل بن آگھصن کھل
 جائینگے اسے طول الال بن اور اسکے ساتھ شیطان نرید بن تاک میں تیری ہے باہر ریشہ بن اللہ اللہ
 اسے خداے پاک تو ہے معیت اور میں مغاث و داد جو بن داد سے بیداد سے اسکی بجا بن داد ہے تیری
 نہ جا اندر نہ جا بن شہد اشہد سے تو ہو شیرین زبان بن اور مصدق اس شہادت کی ہو جان بن راہزن
 فکر نے تشویش ہو پد ریشہ اسکا اور اسکی ریش ہو بن میں شکر خندی کروں تیرے حضور بن زہر خند
 اس کی ہو قسمت اسے غفور بن

خاتمة الطبع از جانب کارپردازان مطبع

رہبران باوید معرفت الہی اور سیاحان قلم نامید انکار حقائق ناشناہی خوب واقف و آگاہ ہیں کہ از ابتدا سے
 خلقت آدم تا اینہم شتوی شریف حضرت مولوی روم قدس سرہ کا شرف نظیر نہیں ہو اور نہ آئندہ تا قیامت
 ہوگا معارف و حقائق اور روشنگاری اسرار الہی کی یہ کتاب بیکت انتساب اپنی آپ ہی نظیر ہو جسکی شان میں
 یہ بیت گواہ ہو۔ شتوی مولوی معتمدی ہے استقرآن در زبان پہلوی پندہ وہ متن متین عرفان اور حصن
 حصین الیقان ہو جسکی حد ہا شعرین مطول و مفصل علمای دیہج بہین اور دشت نور دان منازل یقین سے
 یادگار ہیں بلکہ ایسی حقیقت مطالب شتوی شریف پر کا حتمہ کوئی مطلع ہو سکے اور ہر ایک باہرنگ والا مقام سے بھرا
 استعداد اپنی عقل و فہم کے توضیح مطالب میں باخدا و شتی زور آزمائی کی پھر آخرین الحمد علم حقیقۃ الحال فرمایا بطول ابیات
 شتوی شریف ایسے سہل متن ہیں کہ جب فہم رسا غور کرتی ہر ایک نیا مطلب باقہ آتا ہو اور مبدیہ فیاض سے ہر ایک
 شاعر علامہ اپنا اپنا حصہ جدا گانہ پاتا ہو یہی باعث ہو کہ کسی فرد بشر کو دریافت مطالب شتوی شریف میں بوجہ و
 اس قدر شرفی متعددہ کے سیری نہیں ہوتی اور ہر ایک نئی تحقیق اور جدید نصیحت کا خاہان و مجاہد رہتا ہو فہم
 مطالب شتوی شریف میں علی العموم یہ امر اور بھی سنگ راہ ہو کہ فی زمانہ جو شعرین و جوہرین اور اکثر ان میں سے مترش
 طبع میں اگر اشاعت پذیر بھی ہوئی ہیں یہ سب بزبان فارسی ہیں پس ظاہر ہے کہ ایسی شرحوں کا فیض عام نہیں
 ہو سکتا اس لیے کہ اصحاب کم استعداد و کم اہلیین کا طوق زیادہ تر ہے دریافت غوامض ابیات شتوی شریف میں بہر
 عبارت فارسی شرح عاجز رہ جاتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ اکثر حضرات نے اپنی اپنی شرحوں میں مقامات مشککہ پیش
 ابیات معنی بند شتوی شریف کے حل مطالب میں نہیں معلوم کس مصلحت سے طریق بیان عبارت مجیدہ اختیار
 فرمایا جو جس سے ادراک معانی دائرہ الاہم فالاہم میں داخل ہو گیا ہو بعض شراحین بالکمال نے اکثر ابیات شتوی شریف
 کے جنکو کہ ہم لوگ مشکل جانتے ہیں اور انکے دریافت مطالب میں دست پا چ رہتے ہیں انکو اس قدر غلطی سے
 ان ابیات کو شاید سہل تصور فرما کے انکے حل مطالب کو بالکل قلم انداز کر دیا ہو پس کوئی شرح ایسی نہیں ہے جس میں
 کسی کسی مقام پر محل اعتراض نہ ہو یا دریافت حقائق شتوی شریف میں علی العموم کافی طور پر لغیر بخش ہو۔ اور حق بھی
 یہی ہے کہ جس زبان میں متن ہو اسکی شرح اُس سے کمتر زبان میں ہمیشہ عام فہم ہوتی ہے سو افقی متن کی زبان میں
 ہرگز ممکن نہیں اب ارباب شوق و ذوق کو قورہ ہو کہ آپ حضرات کی جملہ شکلیں رفع ہوئیں اور اعتراضات اٹھ گئے
 اور شاہ مقصود سے سرباز ملاقات ہو گئی یعنی کمال العلماء رحمہم استغفران بجا اسرار سبحانی پیشواے مسلمکان باوید غفرانی
 اولاصول کعبۃ العلماء الراہینین قبلہم اکملہم الرحمنین مراد مستغفران بجا اسرار سبحانی پیشواے مسلمکان باوید غفرانی

مرشد سالکان منازل عرفان جناب مولوی عبد الحمید خان صاحب کتب عالیہ بھیت نے کمال جان فشانہ اور
عرق ریزی سے شتوی شریف کی زبان اردو عام فہم نہایت سلیس کمال تحقیق سے شرح فرمائی اور نام کا بوستان معرفت
لکھانی حقیقت اس مصنف علامہ و فہم نے وہ کار نمایاں کیا ہے کہ قابل قدر صاحبان علم و وسعت ہی اول تو یہ شرح
بالا ستیاب ہو یعنی کوئی بیت شتوی شریف کی حل مطالب سے باقی نہیں رہی دوسرے طرز اس شرح کا نہایت عمدہ
یعنی پہلا بیات شتوی شریف کے لکھے ہیں بعد ہر سطر ابیات لکھے ہیں ان کے لغات کا بیان کیا پھر لکھے مطالب کو
نہایت صاف طور سے ظاہر کر دیا پھر ان اشعار کا لفظی ترجمہ بتدریج لکھا پھر اختلاف نسخ اور اختلاف شارحین کو
بیان کر کے ناچ و مرجع کو بیان فرمایا پھر اپنا اجتہاد ظاہر کر دیا غرض کہ اس شرح میں اس طرح کا بیان صاف صاف
جس میں کسی طرح کا خدشہ باقی نہیں رہتا اور بغور مطالعہ تسکین حاصل ہو جاتی ہے بعد ہر اشعار جن کی آج تک تحقیق
پورے طور پر نہ ہوئی تھی اور ان کے معانی میں شبہ باقی تھا اس شرح تادیر کے دیکھنے سے ان کے معانی اصلی آئینہ
ہو گئے یہ بھی واضح ہو کہ موافق شتوی شریف کے اس شرح کے بھی پچھ دفتہ ہیں جو کئی مرتبہ مطبع ہند میں چھپ کر نذر
ناظرین ہوئے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئے اب باہر بارہ کشتان فحانہ معرفت و حقیقت کل دفتوں کے
طبع کی پھر نوٹ آئی لہذا یہ دفتر بھی کتاب شطاب برکت انتساب بوستان معرفت شرح شتوی مولوی روم
قدس سرہ کا باہتمام تام مطبع نامی دگرامی مشہور نزدیک درون منشی نو لکشور واقع لکھنؤ میں حسب حکم آقا
تادیر سے ہمارے بابو پرگنہ نرائن صاحب مالک مطبع ہند بامہ اگست سال ۱۳۱۷ عیسوی مطابق ماہ رمضان
۱۳۱۷ ہجری حلیہ طبع سے آراستہ دہراستہ ہو کر حائل گلوے خاص و عام ہوا۔

اعلان

چونکہ مصنف مجموعے کے حق تصنیف و تالیف اس شرح کا بحق مطبع منشی نو لکشور واقع لکھنؤ کو دیا ہے
لہذا حق تصنیف اس شرح شتوی زبان اردو کا بحق مطبع ہند محفوظ ہے

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۱۲۲	ثنوی اللہ نام چورس (۲) یکم نامہ شاہ ولی	۵ رب	رسالہ شرافت مولفہ منشی نادر حسین غزنی لکھی
۱۲۳	تحفۃ العاشقین - رموز تصوف از شاہ عبد الصمد		کنز الاسرار ترجمہ اردو نظم ثنوی شاہ بوعلی قلندر
	اسرار الحروف ہندی ساز فتح علی شاہ	۱ ار	قدس سرہ ہوزن ثنوی از مولوی سید غلام حیدر خان
۳	قادری بطور تصوف -		چشمہ فیض نظم ترجمہ اردو پند نامہ عطار کلام
	رہبر راہ حق - مجموعہ فرامیہ کردہ حاجی زرد داغ		عارف کامل حضرت شیخ فرید الدین قدس سرہ -
	صاحب سیرۃ رسالہ (۱) رہبر راہ حق (۲)	۱۲۶	از مولوی عبد الغفور خان بہادر -
	رسالہ مرغوب القلوب از حضرت مس تبریز (۳)		ثنوی الکلام معروف بہ جہان بنظیر مصنفہ حضرت
	ثنوی شاہ بوعلی قلندر (۴) ثنوی بے سرانجام	۲۷ پ	محمد بنظیر شاہ صاحب قادری -
	(۵) ثنوی چشم بکشا (۶) یکم نامہ شاہ ولی (۷)		کشف الاسرار اردو ترجمہ بیاید شنیہ ترجمہ
	ثنوی اللہ نام چورس (۸) بچن از حضرت	۱۲۶	راجہ راجیو در او صاحب اصغر -
	شاہ عبد الصمد (۹) الف بے وجہن (۱۰)		حدیقۃ الاخلاق - اردو ترجمہ بیاید شنیہ ترجمہ
	تحفۃ العاشقین (۱۱) ثنوی حضرت شیخ بلبل	۱ رب	راجہ راجیو در او صاحب اصغر -
۹	(۱۲) رموز الحقیقت (۱۳) ترجیع بند عارف		مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین عربی
	اردو ترجمہ ریاض ضوان شرح گلستان فارسی	۱۲۷ پ	ہر چار جلد کامل درد و جلد کاغذ سفید ولایتی -
	یہ شرح مشہور و معروف از تصنیفات مولانا	۱۲۷	ایضاً حسب مراتب مذکورہ کاغذ معمولی ہر چار جلد
	ریاض علی مروج درس و تدریس طلبہ کو کہ جبکا		گلشن سروری نظم بین تہذیب و اخلاق کا
	ترجمہ مولانا ابوالحسن صاحب فرید آبادی نے	۱۲۷	بیان مولفہ مفتی غلام سرور لاہوری -
۹	بجبارت فصیح اردو فرمایا -		الکسیر ہدایت ترجمہ اردو کمیائے سعادت
۶ پائی	پند نامہ وحید مصنفہ منشی واحد علی وحید -	۱۲۸ پ	جامع شریعت حقیقت ترجمہ مولوی خزان الدین احمد -
۲	مجموعہ تصوف تصنیف حقائق اکاہ شیخ برانصاحب	۵ رب	نصیحت نامہ - اسم ہامی مترجمہ دی پر شاہ
۸	خزان الانوار ترجمہ گنج الاسرار از مولوی محمد یوسف علی	۵ رب	ترجمہ رشحات ترجمہ مولانا ابوالحسن فرید آبادی -
۵	بودھ پرکاش مصنفہ منشی شفیق دیال سنگھ -		تہذیب احسانی مولفہ حکیم احسان علی -
	بنہیات منظوم عربی با ترجمہ اردو دفتر		مجموعہ توحید از شاہ عبد الصمد عرف رکبت خان
۶	ونظم از شیخ احمد بن علی -		شامل چار رسالہ در الف بے وجہن (۱۶) بچن (۱۷)

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۵ روپے	موسوم برآة الحقائق وصل غوامض جیسے شائع ہوئے	۵ روپے	گلہ شہ جہان اردو شریعہ گھستان سعدی
۵ روپے	عبد اللطیف مہین۔ کاغذ سفید گندہ۔	۵ روپے	از سید رزاق بخش۔
۵ روپے	ایضاً۔ کاغذ حنائی۔	۵ روپے	قشوی سحر حق۔ حضرت تصوف از سید شاہ عطاء حسین
۵ روپے	گلشن اسرار از مولانا قشوف از مولوی رفیع علی۔	۵ روپے	ہند نامہ حبیبی۔ فصاحت و انداز از شیخ حبیب علی بن
۵ روپے	کیمیائے سعادت۔ از امام غزالی معروف منقول	۵ روپے	مشاعر از مولانا معروف بہ گلہ شہ جہان
۵ روپے	ہدایت المومنین۔ رسالہ در بیان حبیب عالمین	۵ روپے	مہر حق۔ در سبیل سید امیر از مولانا نجفی مصنف
۵ روپے	از ملا معین الدین صاحب۔	۵ روپے	مولوی غلام رسول۔
۵ روپے	مطالب رشیدی از حضرت شاہ تاج علی قلندر قدس	۵ روپے	گلہ شہ جہان اردو شریعہ گھستان سعدی
۵ روپے	رسالہ معرفت سلوک از حضرت شاہ محمود خوش زبان	۵ روپے	از راجہ راجہ پتھر راؤ۔
۵ روپے	نفحات الانس۔ مع حواشی مفید از	۵ روپے	کتب تصوف فارسی
۵ روپے	ملا عبد الرحمن جامی۔	۵ روپے	دیوان خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی
۵ روپے	انوار الرحمن۔ در ملفوظات از مولانا شاہ	۵ روپے	حجرہ حجاز از شیخ شمس الدین شمس الدین شمس الدین
۵ روپے	عبد الرحمن جدید الطبع۔	۵ روپے	دیوان حافظ۔ جدید الطبع کاغذ سفید خالی۔
۵ روپے	لمعۃ الانوار من معرفت بہ ہدایت الیہ الیہ مولانا	۵ روپے	ایضاً متون طاقہ حور ثنی جواہر شاہ خوشنویس کاغذ سفید
۵ روپے	حضرت شاہ محمد حمدی۔	۵ روپے	ایضاً۔ کاغذ سفید و حنائی۔
۵ روپے	نغمہ عشاق۔ قرآن و حدیث سے ثابت	۵ روپے	انیسول لادھراج۔ از حضرت شیخ معین الدین حبیبی۔
۵ روپے	کیا گیا جو از مولوی نور اللہ مرحوم۔	۵ روپے	کلمہ الحق۔ از شاہ عبد الرحمن مع شرح و تفسیر از ملا
۵ روپے	مصباح الہدایہ۔ ترجمہ حواریت از حضرت	۵ روپے	نور اللہ در بیان حدیث و جود مع دلائل و دفع شکوک
۵ روپے	شاہ محمود کاشانی	۵ روپے	مکتوبات جوابی شیخ شرف الدین گنجی میریام۔
۵ روپے	فوائد سعدیہ از قاضی انصاری علی خان قشوفین	۵ روپے	مکتوبات حضرت شیخ شرف الدین گنجی میریام۔
۵ روپے	ہند نامہ عطار۔ از حضرت شیخ فرید الدین۔	۵ روپے	مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی۔
۵ روپے	تذکرۃ النبی۔ احوال شاہ مظفر علی قدس سرہ	۵ روپے	مطلع الانوار۔ نظم از مولانا حبیب امیر خسرو دہلوی
۵ روپے	از مولانا ابوالحسن صاحب فرید آبادی۔	۵ روپے	بتختی مولانا ابوالحسن فرید آبادی۔
			حدیقہ حکیم سنائی معروف بہ لکھی نامہ شریعہ